سلسلۂ اشاعت خواتین دکن انسٹی ٹیوٹ ۲

کتب خانہ آصفیہ

اسٹیٹ سنٹرل لائبریری حیدرآباد آندھراپردیش

(کے)

اردو مخطوطات

جلد اوّل

جسمیں

ادبیات ، تاریخ ، سائنس ، عمرانیات ، فلسفہ ، لسانیات ؛ مذاہب اور ہندی کتابوں کی صراحت کیگئی ہے

از

نصیر الدین ہاشمی

اشاعت بار اوّل

سنہ ۱۹۶۱ء مطابق سنہ ۱۳۸۱ھ

مطبوعہ

مطبع ابراہیمیہ گٹل منڈی حیدرآباد اے پی

ملنے کے پتے

(۱) حبیب کمپنی اسٹیشن روڈ گٹل منڈی حیدرآباد اے پی
(۲) کتاب خانہ انجمن ترقی اردو عابد روڈ حیدرآباد اے پی
(۳) مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ پرنسس بلڈنگ بمبئی ۳
(۴) کتب خانہ خواتین دکن روبرو درگاہ حبیب علی شاہ گٹل منڈی

کتبہ محمد عبدالکریم اخگر خوشنویس
حیدرآباد دکن

حرفِ آغاز

کتب خانہ خواتین دکن (خواتین دکن لائبریری) سنہ ۱۹۴۳ء میں قائم ہوئی۔ اس سے نہ صرف خواتین حیدرآباد بلکہ حیدرآباد کے باہر کی خواتین و علم دوست اصحاب اور ریسرچ اسکالر بھی استفادہ کرتے ہیں۔

یہ کتب خانہ دراصل شری نصیر الدین ہاشمی کا ذاتی کتب خانہ تھا اس کو اُنھوں نے خواتین کے استفادہ کے لئے عام کرکے رجسٹر کرا دیا ہے۔ اس کتب خانہ کے ساتھ ادارہ تحقیقات (ریسرچ انسٹی ٹیوٹ) بھی ہے تاکہ تحقیقی مقالات شایع کئے جائیں۔

ادارہ تحقیقات کے ارکان انتظامی حسب ذیل خواتین ہیں :۔

(۱) مسز جہاں بانو نقوی یم۔اے
(۲) مسز کمیشوری روپ کرن یم۔اے۔
(۳) مس نیرہ بانو کاڈس جی ایم۔اے یم ایڈ
(۴) مس سعید جہاں یم۔اے۔ایم ایڈ
(۵) مسز برہان الدین
(۶) مسز روحی علی اصغر

اس ادارہ تحقیقات کا مقصد یہ ہے کہ خواتین کی قدیم اور جدید تحقیقات کو طبع کرکے منظر عام پر لایا جائے تاکہ اگر ایک طرف ہم اپنے قدما کے افکار و خیالات اور اسالیب بیان سے لطف اندوز ہوں تو دوسری طرف عصر حاضر کی قابل خواتین کے علمی کارنامے اور تحقیقی مقالے زیور طبع سے آراستہ ہوکر علمی ذخیرہ میں اضافہ کا موجب بنیں۔ جامعات میں جو مقالے ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لئے منظور کئے جاتے ہیں اور باوجود تحقیقی ہونے اور اہمیت رکھنے کے ان میں سے اکثر طبع ہوکر شایع نہیں ہوتے۔ ان کو طبع کرکے شایع کیا جائے تو ایک طرف اصحاب علم و فن ان سے مستفید ہوں گے اور دوسری طرف مصنف و مولف کی محنت کا ثمرہ بھی ڈاکٹری کی ڈگری کے علاوہ مقالوں کی فروخت سے ملے گا۔

اس ادارہ کے کام کے آغاز کے لئے مرکزی حکومت ہند کے وزارت سائنٹیفک ریسرچ و کلچرل آفیرس سے کچھ رقمی امداد دو کتابوں کو شایع کرنے کے لئے اس شرط سے ملی کہ اسی قدر رقم ادارہ بھی صرف کرے۔ چنانچہ اسی طرح اس وقت دو کتابیں شایع کی گئی ہیں۔ میں ان اصحاب اور خواتین کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتی ہوں جنھوں نے ان کتابوں کے کئی کئی نسخے خرید کرنے کے لئے پیشگی رقمیں عنایت فرمائیں اور ہم کو اس قابل بنایا کہ حکومت کی شرائط کے مطابق یہ کتابیں چھاپ سکیں۔

جو کتابیں شایع کی گئی ہیں اُن میں ایک مقالہ امتحان پی۔ ایچ۔ ڈی جامعہ عثمانیہ کا منظورہ ہے جس کو شریف النساء بیگم نے فارسی کی ڈاکٹریٹ کے لئے پیش کیا تھا۔ یہ مقالہ ''ابوطالب کلیم کی حیات اور شاعری'' سے متعلق ہے۔ کلیم دربار عادل شاہی اور پھر شاہ جہاں کے دربار کا مشہور شاعر اور ملک الشعراء تھا۔

دوسری کتاب جو دو جلدوں پر مشتمل ہے شری نصیر الدین ہاشمی کی مرتبہ وضاحتی فہرست اُردو مخطوطات کتب خانہ آصفیہ (اسٹیٹ سنٹرل لائبریری) سے متعلق ہے۔ محققین اور صاحب علم کو کتب خانوں کے ذخیرہ سے استفادہ کے لئے وضاحتی فہرست کی شدید ضرورت ہوتی ہے۔

کسی زبان کی تاریخ کا اُصولی حیثیت سے مطالعہ کرنے کے لئے ضرورت ہے کہ سارا ادب پیش نظر رہے لیکن اردو ادب سارے ملک میں پھیلا ہوا ہے اور اس پر دسترس مشکل ہے۔ اس لئے زبان اور ادب کی خدمت کے لئے یہ ضروری ہے کہ مفصل اور مکمل وضاحتی فہرستیں مرتب کرکے شایع کیجائیں یہ چیزیں یورپ میں ایک سائنس کی صورت اختیار کر چکی ہیں۔ حیدرآباد میں جامعہ عثمانیہ کے اردو مخطوطات کی ایک مختصر فہرست شایع ہوئی اور انڈیا آفس کے دکنی قلمی کتابوں کی فہرست نصیر الدین صاحب ہاشمی نے ''یورپ میں دکنی مخطوطات'' کے نام سے شایع کی ہے اور پھر ادارہ ادبیات اردو کی فہرست کی پانچ جلدیں ڈاکٹر سید محی الدین صاحب زورؔ نے شایع فرمائی ہیں اور سالار جنگ کے کتب خانہ کی اردو مخطوطات کی فہرست بھی ہاشمی صاحب کی مرتبہ شایع ہو گئی ہے۔ اس کے علاوہ بمبئی کے جامع مسجد کے اردو مخطوطات کی فہرست بھی پروفیسر سید نجیب اشرف صاحب ندوی کے زیر نگرانی شایع ہوئی ہے اب اس فہرست سے اس قسم کے ذخیرہ میں ایک اور کتاب کا اضافہ ہوگا۔ جس کو ہاشمی صاحب نے نہایت کدو کاوش اور محنت سے مرتب کیا ہے۔

ادارہ کو توقع ہے کہ آیندہ مزید کتابیں شایع کی جائینگی۔ ادارہ کی جانب سے میں فضیلت مآب شری ہمایوں کبیر منسٹر سائینٹیفک ریسرچ و کلچرل آفیرس کا ادارہ کی امداد کے بابتہ شکریہ ادا کرتی ہوں اور حکومت آندھرا پردیش سے توقع کرتی ہوں کہ سالانہ امداد جاری کرکے ادارہ کے علمی کاموں کو ترقی دینے کا موجب بنے گی۔

(شریمتی) روڈا مستری

صدر خواتین دکن لائبریری و ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اظہار حال

حکومت آصفیہ کے دور میں اسٹیٹ سنٹرل لائبریری، کتب خانہ آصفیہ سے موسوم تھا۔ اس کو پہلے پہل نواب عماد الملک مولوی سید حسین بلگرامی اور ملا عبد القیوم مرحوم نے متحدہ طور پر ۱۳۰۸ھ (۱۸۹۱ء) میں قایم کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد حکومت آصفیہ نے امداد مقرر فرمائی۔ اور پھر اس کو حکومت آصفیہ کا عوامی کتب خانہ قرار دیا گیا۔

وقتاً فوقتاً اس میں متعدد اصحاب کے کتب خانے شامل ہوتے گئے مثلاً نواب عماد الملک کا ذاتی کتب خانہ، مولوی چراغ علی اعظم یار جنگ کا کتب خانہ وغیرہ۔ اور بعض اصحاب کے کتب خانے خریدے گئے مثلاً حکیم سید محب حسین مرحوم اور حکیم سید قاسم بیجاپوری وغیرہ۔

چونکہ اس کتب خانہ کے قیام کا یہ بنیادی مقصد تھا کہ اہل علم، محققین، ریسرچ اسکالر اور عوام و خواص کے علمی استفادہ کے لئے یہاں ہر قسم کی قلمی اور مطبوعہ کتابیں جمع کی جائیں اور نایاب قلمی ذخیرہ جو سستے داموں ملک سے باہر جا رہا تھا وہ ملک ہی میں محفوظ کر لیا جائے۔ اس لئے کہ ابتداء ہی سے عربی، فارسی، اردو، اور سنسکرت قلمی اور مطبوعہ کتابیں خریدی جانے لگیں۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کتب خانہ میں انگریزی شعبہ بھی کھولا گیا اور انگریزی کتابیں بھی خریدی جانے لگیں۔ سنہ ۱۹۲۰ء سے قلمرو آصفیہ کی تینوں ملکی زبانوں یعنی تلنگی، مرہٹی، کنڑی کے ساتھ ہندی کتابیں بھی جمع کرنے کا آغاز ہوا اور اس کیلئے کافی رقم فراہم کی جاتی رہی۔

حکومت آصفیہ کے ختم ہونے اور حکومت حیدرآباد۔ اور پھر حکومت آندھرا قائم ہونے کے بعد اس کتب خانہ کا نام تبدیل کر کے "اسٹیٹ سنٹرل لائبریری" سے موسوم کیا گیا ہے۔

اس وقت یہاں کے قلمی اور مطبوعہ کتابوں کی تعداد (تقریباً ڈیڑھ لاکھ) ہے جس میں سولہ ہزار سے زیادہ قلمی کتابیں ہیں۔

کتب خانہ اولاً ایک عرصہ دراز تک عابد روڈ کی اس عمارت میں تھا جس میں آج کل (پوسٹ آفس) ٹپہ خانہ ہے۔

دورِ عثمانی نواب میر عثمان علی خاں (آصف جاہ سابع) میں موسیٰ ندی کے کنارے کتب خانہ کے لئے ایک خوبصورت عالیشان عمارت تعمیر کی گئی اور سنہ ۱۹۳۶ء میں کتب خانہ اس جدید عمارت میں منتقل ہوا۔ سنہ ۱۹۴۰ء کے بعد اس عمارت میں مزید اضافہ ہونے لگا۔ پھر ۹ لاکھ کے صرفہ سے مزید اضافہ ہوا۔ اور اب یہ ایک شاندار اور وسیع عمارت بن گئی ہے۔

مولوی سید علی حیدر صاحب طباطبائی المخاطب حیدر یار جنگ۔ مولوی سید تصدق حسین مرحوم۔ مولوی سید عباس حسین مرحوم جو اردو، عربی، فارسی کے علمائے متبحر تھے۔ اس کتب خانہ کے مہتمم ہوتے رہے۔ مولوی عباس حسین صاحب کے وظیفہ پر سبکدوش ہونے کے بعد کچھ عرصہ تک حمید الظفر صاحب انچارج رہے۔ اور بالآخر ڈاکٹر راحت اللہ خاں صاحب ایم۔ اے۔ عثمانیہ ڈی فل (آکسفورڈ) اس کتب خانہ کے کیوریٹر مقرر ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب کے انتقال کر جانے کے بعد ہنوز کوئی مستقل انتظام نہیں ہوا۔ سید جعفر علی صاحب بی۔ اے۔ مہتمم کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

حکومت آصفیہ کے زمانے میں یہاں کے ذخیرہ کے متعلق دو جلدیں عربی، فارسی اور اردو مخطوطات اور مطبوعات کے متعلق شایع ہوئی ہیں اس میں فن وار کتابوں کا نام مصنف کی صراحت اور سنہ تصنیف یا طباعت وغیرہ درج ہے مگر اس فہرست میں کئی امور اصلاح طلب تھے مثلاً ایک ہی کتاب کے نسخوں کو ایک سے زیادہ فنون میں شامل کر دیا گیا ہے اور جو تقسیم فن وار کی گئی ہے وہ بھی درست نہیں تھی۔ کتابوں کے مصنف وغیرہ کے متعلق فروگذاشتیں ہوئی تھیں۔ ان فہرستوں کے علاوہ انگریزی کتابوں کی بھی فہرستیں دورِ آصفیہ میں شایع ہوئی ہیں۔

سنہ ۱۹۵۰ء میں انجمن ترقی اردو نے اس کتب خانہ کے اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست مرتب کرنے کا ارادہ کیا اور مجھے یہ کام سپرد کیا گیا۔

اس کام کے انجام دینے کے لئے مجھے کئی دقتیں پیش آئیں۔ مثلاً مختلف فنون سے کتابوں کو حاصل کر کے جدید اصول کے لحاظ سے ان کا اندراج کرنا۔ تمام کتابوں کے صفحات کی گنتی کرنا۔ شکستہ اور زشت خط کو پڑھنا۔ ان کتابوں کے متعلق دیگر معلومات حاصل کرنا۔ تنہا ایک شخص کے بس سے باہر تھا اور پھر کم سے کم مدت میں اس کو مرتب کرنا تھا۔ بہرحال دو سال میں یہ فہرست مرتب ہوئی تھی۔ اس وقت اس میں (۸۸۲) اردو قلمی کتابوں کی صراحت کی گئی تھی۔

مسودہ فہرست مرتب ہونے کے ایک عرصہ تک اس کی طباعت کا انتظام نہ ہو سکا۔ اس عرصہ میں کتب خانہ سالار جنگ۔ کتب خانہ سنٹرل ریکارڈ آفس عجائب خانہ حیدرآباد کی فہرستیں میں نے مرتب کیں اور وہ شایع ہو گئی ہیں۔

فہرست کتب خانہ سالار جنگ ۔ میری مرتبہ فہرست کتب خانہ سالار جنگ کے اشاعت کے

بعد جہاں بیسیوں اصحاب علم اور معیاری رسالوں نے اس فہرست کی افادیت، اہمیت اور خوبی کا اعتراف کیا اور ستائش کی وہاں بعض اصحاب نے ایسی دل شکن تنقیدیں فرمائیں جو زیادہ تر ذاتیات تک محدود تھیں اس کو صحیح تنقید کہنا شاید درست نہ ہوگا۔

تنقیدی اعتراضات کے متعلق میں صرف یہ کہوں گا کہ میں نے اپنے معلومات اور اپنے محدود علم کے مطابق اس کو محنت اور جفاکشی سے مرتب کیا ہے۔ تنہا ایک شخص کا بغیر کسی کی امداد کے دو سال کے اندر ایک ہزار سے زیادہ کتابوں کی فہرست مرتب کرنا نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور بعض خاص وجوہ سے اس کے طباعت کی بھی عجلت تھی جس کی وجہ سے نظرثانی کی نوبت آئی اور نہ کاپی و پروف کو پوری توجہ سے صحیح کیا گیا تھا۔

انگلستان کے مشرقی ذخیرہ کی مشہور فہرستیں مثلاً برٹش میوزیم۔ انڈیا آفس کی لائبریری اور اڈنبرہ یونیورسٹی وغیرہ کی فہرستیں جن کو پروفیسر ریو۔ پروفیسر ایتھے اور ڈاکٹر بلوم ہارٹ وغیرہ نے مرتب کی ہیں۔ ان فہرستوں میں بھی فروگذاشتیں ہوئی ہیں۔ چنانچہ میں نے خود ڈاکٹر بلوم ہارٹ کی فہرست اردو مخطوطات انڈیا آفس کی فروگذاشتوں کی صحت کی تھی اور اس وقت کے لائبریرین مسٹر اسٹوری نے میری اصلاحوں کا اعتراف کیا تھا۔ تنقید میں صرف فروگذاشتوں کو اجاگر کر کے فہرست کو ناقابل التفات قرار دینا صحیح طریقہ کار نہیں ہے۔ خصوصاً جب کہ تنقید کا مقصد صرف خود کو اچھالنا اور اپنے علم اور قابلیت کی نمائش کرنا مقصود ہوتا ہے۔

فہرست ہذا کے متعلق چند باتیں

جیسا کہ تذکرہ کیا گیا ہے کہ جس وقت اس فہرست کا کام پہلی مرتبہ ختم کیا گیا اس وقت صرف (۸۸۲) مخطوطات کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ مگر اب مزید مخطوطات کا اضافہ ہوگیا اور ان کی تعداد تیرہ سو سے زیادہ ہوگئی ہے اس لئے اس کو دو جلدوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلی جلد حسب ذیل سات ابواب میں تقسیم کی گئی ہے۔

(۱) ادبیات (۲) تاریخ (۳) سائنس (۴) علوم عمرانیات۔
(۵) فلسفہ (۶) لسانیات (۷) مذاہب اور ہندی کتابیں۔

ان ابواب کے تحت (۴۰) ذیلی فنون مقرر کئے گئے ہیں اور ان کے تحت (۷۳۰) مخطوطات کا تعارف کرایا گیا ہے۔ اولاً جو فہرست مرتب کی گئی تھی اس میں سنہ کے لحاظ سے سلسلہ رکھا گیا تھا مگر ایک وقت طباعت جب مزید کتابیں مدست ہو گئیں تو مجبوراً اس کو باقی نہ رکھا جا سکا۔

دوسری جلد میں اسلامیات اور تکملہ فنون کی صراحت کی جائے گی۔

اس فہرست کے متعلق میں اصحاب علم اور ماہرین فن سے درخواست کروں گا کہ اس کتاب میں فروگذاشتیں اور غلطیاں ہوں تو مجھے مطلع فرمائیں۔ حامیوں کو ذاتیات کے مدنظر اچھال کر مولف کو بدنام کرنا کوئی مستحسن امر نہیں ہوتا۔ مجھے اپنی کم علمی اور کم مائیگی اور محدود معلومات کا اعتراف ہے۔ محض اردو کی خدمت کی غرض سے یہ کام کیا گیا ہے۔

خدابخش خاں لائبریری میں صرف آٹھ ہزار مخطوطات کی فہرست تقریباً چالیس سال میں مرتب ہوئی اور کئی اصحاب خاص اس کام پر مقرر کئے گئے تھے۔ اسکے مقابل یہ فہرست اولاً دو سال اور اس کے بعد اب بوقت اشاعت چھ ماہ اس طرح ڈھائی سال کے عرصہ میں تنہا ایک شخص نے مکمل کیا ہے۔ اس لئے فروگذاشتوں کا ہونا تعجب انگیز نہیں بلکہ قابل معافی ہے۔

چونکہ اس فہرست کی طباعت کے لئے نہ تو انجمن ترقی اردو کے پاس سرمایہ تھا اور نہ حکومت حیدرآباد نے پیشگی کتابوں کی قیمت ادا کرکے طباعت کی سبیل کی تھی اس لئے تقریباً دس سال تک یہ مسودہ مسودہ بنا رہا بالآخر منسٹری آف سائنٹیفک ریسرچ و کلچرل آفیس نے کچھ رقمی امداد اس شرط سے عنایت فرمائی کہ اسی قدر رقم اور فراہم کی جائے۔ بہرحال اس امداد کی بناء پر ادارہ تحقیقات علمیہ خواتین دکن، انجمن ترقی اردو کی اجازت سے فہرست شایع کر رہی ہے۔

کتب خانہ آصفیہ (اسٹیٹ سنٹرل لائبریری) کی قلمی کتابوں کا ایک بڑا حصہ ایسا ہے جو اب تک شایع نہیں ہوا ہے اور ایک حصہ ایسا ہے جس کے کسی دوسرے نسخہ کا پتہ نہیں چلتا۔ اس ذخیرہ میں قدیم اردو (دکنی) کا کافی ذخیرہ ہے جو عہد قطب شاہی اور عادل شاہی سے تعلق رکھنے کے علاوہ آصفی دور کے ذخیرہ پر بھی مشتمل ہے۔ دبستان دہلی اور دبستان لکھنؤ سے متعلق کئی مخطوطات ہیں۔ ان کتابوں کو بڑی حد تک سنہ کے لحاظ سے ترتیب دینے کی کوشش کی تھی۔ مگر کئی کتابیں ایسی ہیں جن کا سنہ تصنیف معلوم نہیں ہوتا اس لئے ان کو بلحاظ ارتقاء زبان سنہ کا تعین کیا گیا ہے۔ ممکن ہے اس میں سہو ہوا ہو اور آیندہ تحقیق میں ان کے صحیح سنہ تصنیف کا پتہ چل سکتا ہے۔

ہر کتاب کے ساتھ دو نمبر نظر آئیں گے۔ کتاب کے نام کے ساتھ جو نمبر دیا گیا ہے وہ صرف تعداد مخطوطات کے لئے ہے۔ ہر کتاب کے برآمد کرنے کیلئے وہ نمبر استعمال کرنا چاہئے جو نام کتاب کے نیچے آغاز عبارت کے ساتھ درج ہے۔

آخر میں فضیلت مآب ہمایوں کبیر صاحب منسٹر سائنٹیفک ریسرچ و کلچرل آفیس کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مرکزی حکومت کی توجہ سے فہرست شایع کی جا رہی ہے۔

مولوی حبیب الرحمن صاحب معتمد انجمن ترقی اردو کا شکریہ بھی ضروری ہے کیونکہ اولاً انجمن ترقی اردو نے ہی اس کام کا آغاز فرمایا تھا اور اب اس کو خواتین دکن لائبریری و ادارہ تحقیقات کی جانب سے اشاعت کی اجازت بھی دے دی۔ اسی کے ساتھ ہی میں کل ہند انجمن ترقی اردو کا سپاس گزار ہوں کیوں کہ اس کام کا آغاز انجمن مذکور کی اعانت سے ہوا تھا اور قاضی عبدالغفار صاحب مرحوم نے اس سے پوری دلچسپی لی تھی۔

اس موقع پر سید جعفر علی صاحب مہتمم کتب خانہ کا شکریہ بھی ضروری ہے۔ موصوف نے کام کرنے کیلئے پوری سہولت بہم پہونچائی۔ فقط

نصیر الدین ہاشمی

محرم سنہ ۱۳۸۱ ہجری
م جولائی سنہ ۱۹۶۱ء

فہرست

نمبر	نام	صفحہ
۱۵۰	سلیمان و بلقیس	۹۰
۱۵۱	قصہ مریم	۹۰
۱۵۲	یوسف زلیخا	۹۰
۱۵۳	مثنوی یوسف زلیخا	۹۱
۱۵۴	قصص الانبیاء	۹۱
۱۵۵	قصہ مریم	۹۲
۱۵۶	رفاقت صدیق اکبر	۹۲
۱۵۷	عشق نامہ یوسف زلیخا	۹۳
	(۴) منظوم افسانے	
۱۵۸	مینا دستونتی (۴ نسخے)	۹۴ و ۱۰۹
۱۵۹	سیف الملوک و بدیع الجمال	۹۵
۱۶۰	طوطی نامہ (۲ نسخے)	۹۵
۱۶۱	چندربدن و مہیار (۲ نسخے)	۹۶
۱۶۲	گلدستہ	۹۷
۱۶۳	پھول بن	۹۷
۱۶۴	گلشن عشق (۲ نسخے)	۹۸
۱۶۵	بہرام و گل اندام	۹۹
۱۶۶	قصہ ابو شمہ (۲ نسخے)	۹۹
۱۶۷	قصہ رضوان شاہ و روح افزا (۲ نسخے)	۱۰۰
۱۶۸	قصہ چور	۱۰۱
۱۶۹	ابلیس نامہ	۱۰۲
۱۷۰	جنگ نامہ	۱۰۲
۱۷۱	مخزن عشق (۲ نسخے)	۱۰۳
۱۷۲	قصہ ملکۂ مصر (۲ نسخے)	۱۰۴
۱۷۳	مجموعہ مثنویات	۱۰۵
۱۷۴	قصہ لال و گوہر (۵ نسخے)	۱۰۶
۱۷۵	ظفر نامہ مہر و ماہ	۱۰۷

نمبر	نام	صفحہ
۱۷۶	قصہ محمد بن حنیف	۱۰۸
۱۷۷	جنگ نامہ محمد حنیف (۲ نسخے)	۱۰۹
۱۷۸	جنگ نامہ زیتوم بادشاہ	۱۱۰
۱۷۹	شکار نامہ محمد حنیف	۱۱۰
۱۸۰	قصہ شمعون (۲ نسخے)	۱۱۱
۱۸۱	قصہ فتح شہر بربر	۱۱۲
۱۸۲	قصہ سیاہ پوش (۲ نسخے)	۱۱۲
۱۸۳	قصہ زیتون (۳ نسخے)	۱۱۳
۱۸۴	نافرمان عورت	۱۱۴
۱۸۵	قصہ محمد حنیف	۱۱۵
۱۸۶	جنگ نامہ زیتوم	۱۱۵
۱۸۷	ذی قوم نامہ	۱۱۵
۱۸۸	سحر البیان (بدر منیر) (۸ نسخے)	۱۱۶ و ۱۱۹
۱۸۹	جنگ نامہ محمد حنیف	۱۲۰
۱۹۰	پنجہ آفتاب (۲ نسخے)	۱۲۰
۱۹۱	ترجمہ حکایات مولانا روم	۱۲۱
۱۹۲	اسرار عشق	۱۲۱
۱۹۳	قصہ پرہیزگار و شیطان	۱۲۲
۱۹۴	قصہ حسن و دل	۱۲۲
۱۹۵	شمع و پروانہ	۱۲۳
۱۹۶	چہار درویش (۲ نسخے)	۱۲۳
۱۹۷	قصہ پیر علی	۱۲۴
۱۹۸	قصہ سمرو داد	۱۲۵
۱۹۹	ہشت گلزار	۱۲۵
۲۰۰	مثنوی لطف	۱۲۶
۲۰۱	قصہ ماہ رو پری	۱۲۶
۲۰۲	بہارستان عشق (۲ نسخے)	۱۲۷

نمبر	نام	صفحہ
۲۵۵	تخیل ماتم	۱۶۸
۲۵۶	روایت شترسوار	۱۶۹
۲۵۷	حالات شہادت	۱۷۰
۲۵۸	دہ مجلس	۱۷۰
۲۵۹	شہادت نامہ	۱۷۰
۲۶۰	مشہد الشہداء	۱۷۱
۲۶۱	رسالۂ شہادت	۱۷۱
۲۶۲	دہ مجلس	۱۷۱
۲۶۳	چہار چمن شہادت	۱۷۲
۲۶۴	مجموعہ مراثی وسلام	۱۷۲
۲۶۵	سرّ غم	۱۷۳
۲۶۶	وقائع کربلا	۱۷۳
۲۶۷	بیاض اہل ماتم	۱۷۳
۲۶۸	مخمس در مدح سیدنا علی	۱۷۳
۲۶۹	مرثیہ مشیر	۱۷۴
۲۷۰	مرثیہ	۱۷۴
۲۷۱	بیاض مراثی	۱۷۴
۲۷۲	مجموعہ مراثی	۱۷۵
۲۷۳	مراثی در بیان شہدائے کربلا	۱۷۵
۲۷۴	بیاض نوحہ جات و مراثی	۱۷۵
۲۷۵	مرثیہ	۱۷۶

(۷) مکتوبات

نمبر	نام	صفحہ
۲۷۶	مخزن اسرار سلطانی	۱۷۷
۲۷۷	مجموعۂ خطوط	

(۸) ڈراما

نمبر	نام	صفحہ
۲۷۸	فرزند آصف جاہ	۱۷۹

(ب) تاریخ

(۱) سیرة النبی صلعم

نمبر	نام	کیفیت	صفحہ
۲۷۹	معراج نامہ	(۲ نسخے) بلاقی	۱۸۳
۲۸۰	معراج نامہ	(۲ نسخے) مختار	۱۸۴
۲۸۱	وفات نامہ		۱۸۴
۲۸۲	معراج نامہ		۱۸۵
۲۸۳	شمائل النبی	(۵ نسخے)	۱۸۶ و ۱۸۷
۲۸۴	مثنوی نور محمدی		۱۸۷
۲۸۵	تولد نامہ		۱۸۸
۲۸۶	مولود النبی		۱۸۸
۲۸۷	اعجاز احمد	جلد اول	۱۸۹
۲۸۸	" " "	جلد دوم (۲ نسخے)	۱۸۹
۲۸۹	" " "	سوم چہارم	۱۹۰
۲۹۰	ہشت بہشت	(۱۱ نسخے)	۱۹۰ تا ۹۳
۲۹۱	ریاض السیر	(۳ نسخے)	۱۹۳ و ۱۹۴
۲۹۲	سراج منیر		۱۹۴
۲۹۳	وفات نامہ		۱۹۵
۲۹۴	اسرار محمدی		۱۹۶
۲۹۵	معراج نامہ		۹۶
۲۹۶	واقعات معراج		۱۹۶
۲۹۷	الشمامة العنبر	(۲ جلد)	۱۹۷ و ۱۹۸
۲۹۸	احوال النبی		۱۹۸
۲۹۹	شمائل نامہ	(عبد المجید)	۱۹۸
۳۰۰	شمائل نامہ	(عثمان) (۳۱ نسخے)	۱۹۸ و ۱۹۹
۳۰۱	نورنامہ	(۲ نسخے)	۱۹۹
۳۰۲	معراج نامہ		۲۰۰
۳۰۳	مولود نامہ		۲۰۰

(۲) سوانح عمریاں و مناقب

(۳) تاریخ

نمبر	نام کتاب	صفحہ
۳۵۶	ترجمہ سکندر نامہ	۲۳۹
۳۵۷	ترجمہ سکندر نامہ	۲۴۰
۳۵۸	گلدستۂ ہند	۲۴۰
۳۵۹	تاریخ رشید الدین خانی جلد اول (۲ نسخے)	۲۴۱ و ۲۴۲
۳۶۰	" " جلد دوم (۲ نسخے)	۲۴۳، ۲۴۴
۳۶۱	تاریخ اقتداریہ (جلد اول)	۲۴۴
۳۶۲	" " (جلد دوم)	۲۴۵
۳۶۳	داستان نواب نظام علی خاں	۲۴۶
۳۶۴	تاریخ جنگ صفین و نہروان	۲۴۸
۳۶۵	کیفیت دکن	۲۴۸
۳۶۶	تاریخ خورشید جاہی	۲۴۸
۳۶۷	دوازدہ گلزار	۲۴۹
۳۶۸	تاریخ جاپان	۲۵۰
۳۶۹	انوار رحمان	۲۵۱
۳۷۰	حال علوم اہل اسلام در ہندستان	۲۵۱
۳۷۱	ام التواریخ	۲۵۲
۳۷۲	توضیح ملک رانی و طریقہ بندوبست سلاطین مغلیہ	۲۵۳
۳۷۳	توضیح حقیقتوں کی	۲۵۳
۳۷۴	تاریخ بھرت پور	۲۵۴
۳۷۵	محبوب السیر	۲۵۴
۳۷۶	ہفت خوان حیدری	۲۵۵
۳۷۷	تاریخ حبشی	۲۵۶
۳۷۸	تاریخ طبقاتی موسیٰ	۲۵۷
۳۷۹	مساوی الاعداد	۲۵۷
۳۸۰	گزیٹیر ضلع کیپل	۲۵۸
۳۸۱	گزیٹیر تعلقہ کوسگی	۲۵۸
۳۸۲	دکن کے کتب خانے	۲۵۹

نمبر	نام کتاب	صفحہ
۳۸۳	دکن کے کتب خانے	۲۵۹
۳۸۴	" " "	۲۶۰
۳۸۵	" " "	۲۶۱
۳۸۶	مجموعہ معاہدات	۲۶۲
۳۸۷	روزنامچہ ـ طامس ہیڈلے	۲۶۱
۳۸۸	سوال و جواب مختصر تاریخ اہل ہند	۲۶۲
	(۴) تذکرے	
۳۸۹	تحفۃ الشعراء	۲۶۳
۳۹۰	تذکرۂ شعراء (۲ نسخے)	۲۶۳
۳۹۱	چمنستان شعراء	۲۶۴
۳۹۲	گل عجائب	۲۶۵
۳۹۳	طبقات الشعراء	۲۶۶
	(۵) جغرافیہ	
۳۹۴	جہاں نما	۲۶۷
۳۹۵	آئینۂ دکن	۲۶۷
	(۶) سفرنامے	
۳۹۶	سفرنامہ کربلائے معلیٰ	۲۶۹
۳۹۷	مصباح الزائرین	۲۶۹
۳۹۸	ترجمہ سفرنامہ ابن بطوطہ	۲۷۰
	(ج) سائنس	
	(۱) طبعیات	
۳۹۹	منتخب البصر	۲۷۳
۴۰۰	ستۂ شمسیہ	۲۷۴
	(۲) ریاضی	
۴۰۱	رسالہ حساب	۲۷۶
۴۰۲	رسالہ ریاضی	۲۷۶
۴۰۳	انوار بدریہ (۳ نسخے)	۲۷۶

نمبر	نام کتاب	صفحہ
۴۰۴	تذکرہ رشیدیہ (۳ نسخے)	۲۷۷
۴۰۵	کسور اعشاریہ	۲۷۸
۴۰۶	شرح خلاصہ حساب	۲۷۹
۴۰۷	رسالہ حساب	۲۸۰
	(۳) کیمیا	
۴۰۸	خواص الاشیاء	۲۸۱
۴۰۹	کمسٹری	۲۸۱
۴۱۰	رسالہ کمسٹری (۲ نسخے)	۲۸۲
	(۴) ہیئت	
۴۱۱	دائرۂ ہندسہ	۲۸۳
۴۱۲	شمس الہیئت (ترجمہ شرح چغمنی)	۲۸۴
۴۱۳	مفتاح الافلاک	۲۸۵
۴۱۴	مسائل علم ہیئت	۲۸۶
۴۱۵	رسالہ اسطرلاب	۲۸۶
۴۱۶	رسالہ علم ہیئت	۲۸۷
	(۵) انجینیرنگ	
۴۱۷	تسہیل فی جر الثقیل	۲۸۸
۴۱۸	رسالہ قطاع (علم عمل) (۲ نسخے)	۲۸۹
۴۱۹	مخزن پیمائش چوبینہ	۲۸۹
۴۲۰	مخزن پیمائش آراکشی	۲۹۰
	(۶) طب یونانی	
۴۲۱	ترجمہ طب شہابی (۳ نسخے)	۲۹۱
۴۲۲	مجرب التحقیقات	۲۹۲
۴۲۳	مجربات طب	۲۹۲
۴۲۴	خوان نعمت	۲۹۲
۴۲۵	رسالہ طب	۲۹۳
۴۲۶	سوال وجواب طب	۲۹۴

نمبر	نام کتاب	صفحہ
۴۲۷	کتاب در تشریح اجسام	۲۹۴
۴۲۸	فوائد الاحباب	۲۹۵
۴۲۹	یادگار محی الدین خاں	۲۹۵
۴۳۰	تجربات حالی	۲۹۶
۴۳۱	بیمار نامہ	۲۹۶
۴۳۲	نسخہ جات متفرق	۲۹۷
۴۳۳	نقص الطاعون	۲۹۷
۴۳۴	تسکین النفیس	۲۹۸
۴۳۵	محبوب العلوم وقاسم الحکمت	۲۹۹
۴۳۶	الاخباء العثمانیہ فی تحقیق الامراض الطاعون	۲۹۹
۴۳۷	معین الطب المعروف بہ تحقیق الاجساد	۳۰۰
	(۷) طب ڈاکٹری	
۴۳۸	اناٹمی	۳۰۱
۴۳۹	جراحی (جلد اول)	۳۰۱
۴۴۰	جراحی (جلد دوم)	۳۰۲
۴۴۱	پراکٹس آف فزک	۳۰۲
۴۴۲	رسالہ فزیالوجی (اناٹمی)	۳۰۲
۴۴۳	انتخاب بحر حکمت	۳۰۳
۴۴۴	مڈوائفری (امراض زنان)	۳۰۳
۴۴۵	مڈوائفری	۳۰۴
۴۴۶	فزیالوجی	۳۰۴
۴۴۷	مٹیریا میڈیکا	۳۰۵
۴۴۸	فزیالوجی	۳۰۵
۴۴۹	اناٹمی یعنی تشریح	۳۰۵
۴۵۰	سرجری لکچر ڈاکٹر ونڈو	۳۰۶
۴۵۱	رہنمائے تشخیص	۳۰۶
۴۵۲	مڈوائفری	۳۰۷

(الف) ادبیات

(۱) کلیات ، دواوین ، قصائد وغیرہ۔
(۲) مجموعہ اشعار ، کشکول ، بیاضیں۔
(۳) مذہبی قصے۔
(۴) منظوم داستانیں۔
(۵) نثری داستانیں۔
(۶) شہادت نامے ، مرثیے۔
(۷) مکتوبات۔
(۸) ڈرامہ۔

(الف) ادبیات

(۱) کلیات، دواوین، قصائد

(۱) دیوان غواصی

نمبر دواوین (۱۰۳۰) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۲۸۲)
سطر (۱۳) خط نسخ مصنف ۔ غواصی
تاریخ تصنیف یا بعد ۱۰۳۵ھ ناقص اول و آخر۔
غواصی قطب شاہی دور کا باکمال شاعر تھا دیوان کے علاوہ اس کی تین مثنویاں بدست ہوئی ہیں یعنی (۱) سیف الملوک و بدیع الجمال (۲) طوطی نامہ (۳) چندا و لورک۔
غواصی کے حالات دکن میں اردو، فہرست مخطوطات کتب خانہ سالار جنگ میں بصراحت لکھدیئے گئے ہیں علاوہ ازیں مرحوم محمد بن عمر کے مرتبہ کلیات (جس کو ادارۂ ادبیات اردو نے شایع کیا) میں بھی تفصیلی حالات درج ہیں بعض اصحاب غواصی کا نام بہاؤالدین ظاہر کرتے ہیں مگر اس کی توثیق نہیں ہوئی۔

آغاز:۔

. . نظر سوں پرورده کر یو تازی پھول
ازل لک کے دیس عنایت کیا ہے مجے ستار
. . . کہ جن نہ باسی ہوئی . . . . .
کہ جو تلک ہے جہاں تو تلک ہے پھلہار

اس کلیات میں قصائد، غزلیات اور مثنویاں شامل میں بعض دوسرے شعرا کا کلام بھی اس کلیات میں شامل ہو گیا ہے۔

اختتام:۔

مرتضیٰ کا مارو دم دایم ہوا اس کی آل کا
جو دنیا ہو دین کا ہووی تجے روز ثواب
گر تو عارف ہے تو اس در دیس کی جیتے منی
نکر کر ایساچ جو نا سیخ جلنے کباب

(۲) دیوان سلطان

نمبر دواوین (۴۷۳) سائز (۱۵×۸) صفحہ (۲۰۸)
سطر متن (۱۲) حاشیہ (۲۰) خط شکستہ۔
مصنف ,ش. سلطان. تاریخ تصنیف قریب ۱۱۰۰ھ
کتابت ۲۵ر شعبان ۱۲۴۳ھ

شاہ سلطان قطب شاہی دور کے شاعر ہیں۔ آپ کے متعلق پتہ چلتا ہے کہ آپ ایک صوفی بزرگ شیخ میراں شاہ معروف کے مرید تھے خلافت بھی ملی تھی۔

آغاز:۔

اوس پاک عشق باز کون جب یہ اثر ہوا
تب نور ذات جوش ہوا ز گنج پر ہوا
تس نور ذات نام رکھیا احمد وصفات
سو وصف کی زبان ستے کہنا اجہر ہوا

اس دیوان میں غزلیات ردیف وار ہیں کوئی دوسرا

کلام نہیں ہے۔

اس دیوان میں شاہ صدر الدین کی ایک طویل مثنوی بھی شامل ہے۔ تصوف میں اس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

اے یقین رہ گنج سلطاں یار میں آ ہو محیط
یک ہو جگ میں آپ کو آیا محمد سیدی
اے دُ سلطاں پی اوپر فا ہو وجوئے محمدی
گنج گوہر کرنے ظاہر اسم پکڑیا جوہری

ترقیمہ

تمت تمام شد کتاب دیوان شاہ سلطان ثانی از اصل کتاب مرشد مالک بازی آگاہ عنایت افزائے پرخاک پایاں قبلۂ دو جہاں حضرت شیخ شاہ محمد مشہور قادری۔ اولاد حضرت شیخ فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ بحکم جہاں مستع بھائی صاحب قبلہ رے سکنہ رے صاحب بخط خام کمترین فقیر حقیر خاک پائے غلامان خدام حضرت پیر دستگیر محبوب ربانی بندۂ شام لعل ولد لالہ ہنس رام در بلدہ حیدرآباد بروز پنجشنبہ تاریخ ہمایوں بست و پنجم شعبان ۱۲۱۸ھ مطابق ۱۸۰۳ء بوقت دو گھڑی روز برآمدہ نقل شاہد تمام شد کار من نظام شد۔

آخر میں ایک صفحہ پر تصوف کی ایک عبارت بھی درج ہے۔ ادارۂ ادبیات اردو میں دیوان سلطان کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔ سلطان کا دیوان شائع نہیں ہوا۔

(۳) دیوان حسینی

نمبر دواوین (۱۹۸۰) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۲)

سطر (۱۵) خط نسخ کاغذ دیسی مصنف شاہ حسین

تاریخ تصنیف مابعد ۱۰۸۰ھ

شاہ حسین نام، حسینی تخلص، بیجاپور کے عادل شاہی دور کے آخر زمانہ میں موجود تھے اور شاہ امین الدین اعلیٰ کے مرید تھے۔

آغاز:۔

ہوا تھا شوق مجھکوں طبع تیری آزمانے کا
نہیں ثانی تیرا جگ میں توں نادر ہے زمانے کا
جہاں کے عاقل و دانا ہیں عاجز تجھ فراست سوں
کسے طاقت صنم تحسین میں تیرے بار پانے کا

دیوان ناقص الآخر ہے۔ ردیف وار غزلیات ہیں۔ جو الف۔ ب۔ ج۔ د۔ ر۔ س۔ م۔ ن۔ و۔ پر مشتمل ہیں۔

اختتام:۔

حسینی منتظر بیٹھا ہے کب سوں چاند سوں مکھ کا
اگر ہو دل منے پیارے تو پھر کیوں راز سوں پوچھو
آج کرنا ہے بات کچھ کا کچھ خوب رو مجھ سنگات کچھ کا کچھ

(۴) دیوان ولی

نمبر دواوین (۱۶۳۷) سائز (۹×۵) صفحہ (۲۳۲)

سطر (۱۵) خط شکستہ۔ مصنف۔ ولی۔

تاریخ تصنیف قریب ۱۱۱۵ھ تاریخ کتابت

ولی محمد نام ولی تخلص۔ دکن کا مشہور شاعر، اس کے وطن کے متعلق دکھنی اصحاب اور اہل گجرات میں کچھ اختلاف ہے۔ اس خصوص میں ولی کے دوست شاہ ابوالمعالی کے فرزند کی شہادت بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے جنہوں نے اپنے مکتوبہ دیوان میں ولی کا نام ولی محمد اور وطن کے دکن ہونے کی صراحت کی ہے۔ یہ دیوان انڈیا آفس لندن کے کتب خانے میں موجود ہے ولی کا انتقال ۱۱۱۹ھ میں ہونا تسلیم کیا گیا ہے۔

آغاز:۔

کمالاں سوں سنیا ہوں یو نکتہ عشق اوس کا ہے ہادی اکمل
نام اس کا ہے حرز ہر مومن یاد اس کی ہے دافع کلول

اس کلیات میں قصائد۔ غزلیات۔ مستزاد۔ بازگشت

چار در چار، مثلث، رباعیات اور فرد سب کچھ شامل ہیں۔

اختتام:۔

جو کوئی دیکھا ہے ان کا باغ رخسار

ہوا ایک دید میں...........

ولی کا کلیات انجمن ترقی اردو نے شایع کیا ہے۔ قلمی نسخے حیدرآباد کے مشہور کتب خانوں میں موجود ہیں۔ علی گڈھ کے انجمن ترقی اردو کے کتب خانے میں بھی قلمی نسخے ہیں۔

(۵) دیوان ولی (دوسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۷۹۲)، سائز (۹×۵)، صفحہ (۲۲۲)

سطر (۱۷) خط نستعلیق۔ تاریخ کتابت سنہ ۱۱۰۱ھ

آغاز:۔

کہتا ہوں تیرے ناتواں کوں ورد زباں کا

کہتا ہوں تیرے شکر کوں عنواں بیاں کا

اس کلیات میں غزلیات، مخمس، ترجیع بند اور چند قصائد شامل ہیں۔

اختتام

تجھ مکھ کے صفا ئیکوں نظر میں رکھ کر

مدت ستے جیوں آئینہ حیراں ہوں میں

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد کار من نظام شد ہر کہ بخواند دعا یاد بکند بتاریخ ہفتم شہر ذیحجہ سنہ ۱۱۵۱ھ قلمی گشت تمت تمام شد۔

(۶) دیوان ولی (تیسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۱۵۰۹) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۶۶)

سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ ناقص اول و آخر۔

آغاز:۔

... خجالت چھوڑ کر ... ... لعل نے سنکر سخن تیرے لب نگین کا

اس دیوان میں غزلیات اور آخر پر ایک مثنوی ہے۔

اختتام:۔

.... گرچہ ظاہر میں آسماں کی تل

(۷) دیوان ولی (چوتھا نسخہ)

نمبر دواوین (۱۵۹۹) سائز (۶×۴) صفحہ (۲۳۶)

سطر (۱۳) خط شکستہ۔ کرم خوردہ ہے۔

آغاز:۔

کیا ایک بات میں واقف مجھے راز نہاں کا

نکھوں غنچہ اوپر حرف ادیں دیکھے نکتہ دانی کا

اس دیوان میں غزلیات، مخمس، ترجیع بند اور چند قصائد، چند رباعیات اور فرد شامل ہیں

اختتام

آج دلبر نے مجھے پیام کیا ستمگر نے نک نے کام کیا

(۸) دیوان شاہ سراج

نمبر دواوین (۹۹) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۳۱)

سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف شاہ سراج الدین سراج۔ تاریخ تصنیف سنہ ۱۱۵۵ھ

سید شاہ سراج الدین اورنگ آباد کے مشہور شاعر سنہ ۱۱۲۳ھ میں تولد ہوئے اور بقول بعض سنہ ۱۱۷۷ھ میں انتقال ہوا اور اورنگ آباد میں مدفون ہیں۔ کلیات سراج شایع ہو گیا ہے اس کے مقدمے میں [illegible] حالات درج ہیں۔ نیز سراج [illegible] اردو والے آپ کے کلام کا انتخاب شایع [illegible]

آغاز:

نام تیرا مطلع فہرست ہے دیوان کا

ہے زباں کا ورد خاصہ اور وظیفہ جان کا

اس دیوان میں با ردیف وار غزلیات فردات مستزاد

ترجیع بند، مخمس، شامل ہیں۔

اختتام :-

تشنہ لب ہوں مجھے پلا اک بار
جان کندن میں شربتِ دیدار

ترقیمہ :- معلوم ہے

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اماں اللہ کے لئے واحد ابن
موسی ساکن بالکندہ نے لکھا ہے۔

چہار شنبہ کی شب تھی وقت عشاء ۔۔۔ سلخ شعبان دل تھا اس دن بہار
کیونکہ رمضان شریف آپہونچی ۔۔۔ میں خوشی ساتھ یہ لکھا للکار
. . . .
تھا سن ہجرت رسول کریمؐ ۔۔۔ یکہزار و دو صد و شصت و چہار
موسم برشکال تھا لیکن ۔۔۔ آب رحمت کا ہر طرف تھا پکار
. . . .
کاتب اس کا ہے واحد عاصی ۔۔۔ اوس کو کیک گنہ میں جانو یار
نام والد کا اس کے ہے موسیٰ ۔۔۔ بالکندہ ہے اوس کا جائے قرار
. . . .
دل میں دو آرزو ہیں بر آتے ۔۔۔ پہلے ہوے نصیب حج کعبہ
پھر مزار ستودہ رہ اوپر ۔۔۔ مثل پروانہ ہوئے جان نثار

تمت تمام ۔ بعون الملک العلوم

(۹) دیوان سراج (دوسرا نسخہ)

نمبر دوادین (۳۹۱) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۴۴۴)
سطر (۱۲) خط نستعلیق ۔ کتابت سنہ ۱۱۸۹ھ

آغاز :-

عجب قادر پاک کی ذات ہے
کہ سب میں نفی اور وہ اثبات ہے

اس دیوان میں اولاً مثنوی ہے ۔ قصائد ۔ اس کے بعد
غزلیات ہیں پھر دوسرا کلام ہے ۔ یعنی رباعیات، مخمسات،
ترجیع بند شامل ہیں۔

اختتام :-

نہیں ہے تاب مجھے سامنے تیرے جاناں
کہاں سراج کہاں آفتاب عالمتاب

ترقیمہ :-

تاریخ دوئم رجب المرجب مطابق سنہ ۱۱۹۰ھ من ہجرت النبوی
صلعم روز پنجشنبہ از دستخط فقیر حقیر پر تقصیر اضعف
من عباد اللہ خواجہ نظیر الدین ابن خواجہ کریم الدین مرحوم
بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد نسخہ دیوان سراج
سلمہ اللہ تعالیٰ باتمام رسید۔
اس دیوان پر رائے سکھ رام کے دو مہر ثبت ہیں اس میں
سنہ ۱۲۵۰ھ کندہ ہے۔

(۱۰) دیوان سراج (تیسرا نسخہ)

نمبر دوادین (۵۸۴) سائز ۸ × ۵ صفحہ (۳۵۴)
سطر (۱۲) خط نستعلیق ۔ کتابت سنہ ۱۱۸۰ھ

آغاز :-

کہاں رفیق موافق کہاں یار ہے قدیم
کہ اوس کے پاس کرے رسم بندگی تعظیم

اس دیوان میں مثنویاں، قصائد، غزلیات، رباعیات،
فردات، بازگشت، مستزاد، مخمس سب کچھ شامل ہیں۔

اختتام

جی لبوں پر آرہا ہے انتظار وصل میں
فوج سب جاتی رہی خالی سواری رہ گئی

ترقیمہ

باختتام رسید دیوان اسرکردہ عاشقین میر سراج الدین
قدس سرہٗ فی سنہ سبع و ثمانین و مائتہ بعد الف من
سنین ہجری المقدس رسول الہاشمی الحجازی صلی اللہ
سلامہ علیہ وآلہ الطیبین الطاہرین صاحب الرقیم عبدہٗ

وآل محمد و لیسین محمد صدر الدین غفر اللہ ذنوبہ و لوالدیہ

(۱۱) دیوان سراج (چوتھا نسخہ)

نمبر دواوین (۱۲۶) سائز (۹×۵) صفحہ (۱۹۸) سطر (۱۱) خط شکستہ۔

آغاز:۔

نام تیرا مطلع فہرست ہے دیوان کا
ہے زباں کا ورد خاصہ ورد وظیفہ جان کا

اس دیوان میں فارسی اور اردو غزلیات شامل ہیں۔ اور اردو دیوان حاشیہ پر ہے۔ متن میں شعرا فارسی کا تذکرہ ہے۔ رقعات بھی شامل ہیں۔

پروفیسر سروری صاحب نے جو کلیات مرتب کیا ہے اس میں تحریر فرمایا ہے کہ۔

"یہ دراصل "منتخب دیوان ہا" کا ناکمل نسخہ ہے۔ جو اصل متن میں درج ہے۔ اس کے حاشیہ پر اردو دیوان فارسی کلام اور خطوط منقول ہیں۔ یہ مخطوطہ اس لحاظ سے نہایت اہم ہے کہ کم و بیش کلیات ہے اور اغلب قیاس یہ ہے کہ یہ شاہ ضیاء الدین پروانہ کا مرتبہ ہے اور غالباً ان ہی کا لکھا ہوا ہے۔

اختتام:۔

خندہ گل گریہ ناسور ہے گل روبغیر
مجلس ماتم میں عیش و شادمانی ہیچ ہے

. . . .

بے بقا ہیں کہ تیا . . . حاصل نہیں

(۱۲) دیوان داؤد

نمبر دواوین (۱۲۰) سائز (۹×۵) صفحہ (۱۰۷) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ مصنف۔ مرزا داؤد تاریخ تصنیف قبل ۱۱۶۰ھ

مرزا داؤد نام اور داؤد تخلص اورنگ آباد کا باکمال شاعر ۱۱۹۰ھ میں انتقال ہوا اور ادارۂ ادبیات اردو کی جانب سے دیوان شائع ہو گیا ہے۔ اس کے مقدمہ میں تفصیلی حالات درج ہیں۔ "دکن میں اردو" میں بھی انکے حالات شامل ہیں۔

آغاز:۔

ابتدا الکتاب ہوں اسم اللہ کا کھینچ مد دیوان پہ بسم اللہ کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات۔ فرد اور ایک مثنوی شامل ہے۔

اختتام:۔

تیرے بن اے سرو تمکین جان داؤد
سدا رہتا ہے درد غم میں آلود

(۱۳) دیوان درد

نمبر دواوین (۳۹۹) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۴۹۱) سطر (۱۴) خط نستعلیق۔ مصنف خواجہ میر درد تاریخ تصنیف قبل ۱۱۹۹ھ کتابت ۱۲ جمادی الاولی ۱۲۱۵ھ

خواجہ میر درد دہلی کے مشہور شاعر اور صوفی بزرگ تھے۔ ۱۱۳۳ھ کو تولد ہوئے اور ۱۱۹۹ھ میں انتقال ہوا دہلی میں مدفون ہیں۔ تمام مشہور تذکروں میں آپ کے حالات درج ہیں

آغاز:۔

مقدور ہمیں کب تیرے وصفوں کی رقم کا
حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات اور چند رباعیات شریک ہیں۔

اختتام:۔

سیلاب اشک گرم نے اعضا میرے تمام
اے درد کچھ بہا دیئے اور کچھ جلا دیئے

ترقیمہ:-

تمت تمام شد کار من نظام شد دیوان میر درد بتاریخ
دوازدہم ماہ جمادی الاول بروز سہ شنبہ ۱۲۴۲ھ بوقت شب
بمقام پرگنہ قصبہ ماتا تحریر یافت۔ نوشتہ عابد بخط
غریب کہ نصر من اللہ فتح قریب۔

(۱۴) دیوان درد (دوسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۳۶۹) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۰۴)
سطر (۱۲) خط نستعلیق۔

آغاز:-

مقدور ہمیں کب تیری وصفوں کے رقم کا
حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

اس دیوان میں غزلیات ردیف وار ہیں۔

اختتام:-

یہ کیا درد تجھ پر مصیبت پڑی — گردن دستناں ہے اور آہ ہے

(۱۵) دیوان درد (تیسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۲۸۱) سائز (۹×۵) صفحہ (۱۰۷)
سطر (۱۵) خط نستعلیق - ناقص الآخر۔

آغاز:-

مقدور ہمیں کب تیری وصفوں کے رقم کا
حقا کہ تو خداوند ہے لوح و قلم کا

اس دیوان میں بھی صرف غزلیات ہیں۔

اختتام:-

اتنی بھی پریشان زبانی ورا ہی — کیا قہر ہے دمبدم نہ کیجے

(۱۶) دیوان درد (چوتھا نسخہ)

نمبر دواوین (۲۹۸) سائز (۹×۵) صفحہ (۴۴)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

آغاز:-

مدرسہ یا دیر تھا کعبہ یا بت خانہ تھا
ہم سبھی مہمان تھے واں تو ہی صاحب خانہ تھا

اس دیوان میں بلا ردیف غزلیات درج ہیں۔

اختتام:-

قاسم علی کچھ عشق میں رہا نہیں امتیاز
جو قطب سے زماں کے یہاں ....

(۱۷) دیوان درد (پانچواں نسخہ)

نمبر دواوین شاملات (۴۹۶) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۱۴)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

آغاز:-

مقدور ہمیں کب تیری وصفوں کے رقم کا
حقا کہ تو خداوند ہے لوح و قلم کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات، رباعیات، فرد،
ترکیب بند اور مخمس شامل ہیں۔ ناقص الآخر۔

اختتام:-

کس واسطے چاہیے پر دیکھا اتنا — دو روز کی زندگی ہے جو کر کا لے

(۱۸) کلیات سودا

نمبر دواوین (۹۸) سائز (۱۲×۷) صفحہ (۶۱۰)
سطر (۱۹) خط نستعلیق۔ مصنف۔ مرزا محمد رفیع سودا
تاریخ تصنیف قبل ۱۱۹۵ھ کتابت ذیقعدہ ۱۲۳۶ھ

اردو کے مشہور شاعر مرزا محمد رفیع سودا ۱۱۲۵ھ میں تولد
ہوئے اور ۱۱۹۵ھ میں انتقال ہوا۔ قدیم اور جدید تمام تذکروں
میں ان کے حالات درج ہیں۔

آغاز:-

ہوا جب کفر ثابت ہے یہ تمغائے مسلمانی
نہ ٹوٹی شیخ سے تسبیح زنار سلیمانی

اس کلیات میں ردیف وار غزلیات، مثنویاں، مسدس، مخمس سب کچھ شریک ہیں، فارسی کلام بھی شامل ہے۔

اختتام:۔

بلاغت کا جی ناک میں آرہا ہے — فصاحت کو دیکھو تو وہ جاں بلب ہے

ترقیمہ:۔

کلیات مرزا رفیع سودا مرقوم از دست احقر العباد محمد امین بیگ بتاریخ بست و ششم ذی قعدہ ۱۲۳۳ہجری
ہر کہ خواند دعا طمع دارم بندہ گنہ گارم — پہلے صفحہ پر کتاب کے خریدنے کی تاریخ ۱۲۷۷ھ درج ہے

(۱۹) کلیات سودا (دوسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۵۸۵) سائز (۸×۶) صفحہ (۴۰۰)
سطر (۹) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

ہوا جب کفر ثابت ہے وہ تمغائے مسلمانی
نہ ٹوٹی شیخ سے زنار تسبیح سلیمانی

اس کلیات میں غزلیات، قصائد، ہزلیات، مثنویاں شامل ہیں۔

اختتام:۔

تن ہو کر صرف زباں مانند شمع صبحدم
عرض حاجت در حریم حضرتت . . آوردم
راز کس مخفی نماند بر فروغ رائے تو

(۲۰) کلیات سودا (تیسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۷۷۴) سائز (۸×۵) صفحہ (۳۰۴)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

صلوات اللہ الخ افصح الفصحا مرزا محمد رفیع سودا کہ حال اقلیم سخن بانصاف زیر نگین حکم ایشاں است

ہوا جب کفر ثابت ہے وہ تمغائے مسلمانی
نہ ٹوٹی شیخ سے زنار تسبیح سلیمانی

اس کلیات کے آغاز میں ایک فارسی عبارت بطور دیباچہ شامل ہے۔ اس میں اشعار کے متعلق تعرض، اصلاح وغیرہ درج ہے۔ ایک ایک شعر لکھ کر اس پر تنقید نظم میں کی گئی ہے۔ اس کے بعد قصائد پھر مثنویاں اور غزلیات ہیں۔

اختتام:۔

توبہ کرتے ہیں قسم کھاتے ہیں سنتے ہو تم
پھر نہیں کہنے کے آگے کو . . . . . ہوئی

(۲۱) دیوان سودا

نمبر دواوین (۱۵۲۰) سائز (۹×۵) صفحہ (۲۰۸)
سطر (۹) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

مقدور نہیں اوس کی تجلی کے بیاں کا
جوں شمع سراپا ہو اگر حرف زباں کا

اس دیوان میں صرف غزلیات شامل ہیں پہلے صفحہ پر حسب ذیل عبارت درج ہے۔
بتاریخ بست و نہم شوال ۱۲۶۹ھ بمن عاصی عنایت شد
اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ یہ دیوان ۱۲۶۹ھ سے پہلے لکھا گیا ہے۔

اختتام:۔

وقتیکہ دلبران جہاں کا ہو یہ سلوک
پھر دل کو دوں کہو تو کس امید پر کہیں
نہ اشک آنکھوں سے بہتے ہیں نہ دل سے اٹھتی ہیں آہیں
ناقص الآخر ہے۔

(۲۲) قصائد سودا

نمبر قصائد (۲۲۰) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۶۱)

سطر (۱۷) خط نستعلیق

آغاز:-

قصیدہ در تعریف مسجد کہ بنا کردہ سیف الدولہ بود

باعندلیب گلشن ایماں برابر است

گلبانگ مرغ خامہ ام اللہ اکبر است

فارسی قصیدہ کے بعد اردو قصائد ہیں - اس نسخہ میں کئی قصائد شامل ہیں جو سلاطین مغلیہ وغیرہ کی مدح میں کہے گئے ہیں -

اختتام:-

جو لعن اوسکے پدر پر کرے اوس کتیں

ہمیشہ لعنت خلد بریں ہو ارزانی

(۲۳) قصائد سودا (دوسرا نسخہ)

نمبر قصائد (۳۷) سائز (۹×۸) صفحہ (۳۶)

سطر (۵) خط نستعلیق - کتابت ۱۲۱۱ھ

آغاز:-

اگر عدم سے نہ ہو ساتھ فکر روزی کا

تو آب و دانہ کو لے کر نہ ہو گہر پیدا

اس کتاب میں چند قصائد شامل ہیں -

اختتام:-

یا الٰہی طرب و جشن و نشاط و ممدوح

رہیں آفاق میں تا حشر کے دم چار دن ایک

(۲۴) قصائد سودا (تیسرا نسخہ)

نمبر قصائد (۱۱۸) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۵)

سطر (۱۷) خط شکستہ -

آغاز:-

قصائد میرزا محمد رفیع سودا [illegible] در نعت خاتم النبیین قصیدہ اول

در نعت جناب قدس سیدنا بطلیع حضرت ختم نبیین حبیب

اللہ العالمین حاکم [illegible] جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم

ہوا جب کفر ثابت ہے وہ تمغائے مسلمانی

نہ ٹوٹی شیخ سے تسبیح زنار سلیمانی

اس کتاب میں چند قصائد ہیں - ناقص الآخر ہے - عبارت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سودا نعمت خاں عالی کا رشتہ دار تھا -

اختتام:-

حسن و لطف آشفتگی جس کے کانوں کا بیاں

باغ میں سوسن کر نہیں سکتی باچندیں زباں

(۲۵) مجموعہ قصائد و مثنویات سودا

نمبر قصائد (۲۶۳) سائز (۱۲×۹) صفحہ (۱۳۲)

سطر (۱۵ تا ۸) خط نستعلیق -

آغاز:-

ہوا جب کفر ثابت ہے وہ تمغائے مسلمانی

نہ ٹوٹی شیخ سے زنار تسبیح سلیمانی

اس میں قصائد اور چند مثنویاں و مرثیے شامل ہیں -

اختتام:-

ہو اوس کا جیتے جی مونس امام کا ماتم

جو بعد مرگ ہو مدفن تو کربلائے حسین

مرثیہ تمام شد

(۲۶) کلیات میر

نمبر دواوین (۹۶) سائز (۱۸×۸) صفحہ (۴۳۱)

سطر (۱ تا ۱۵) خط نستعلیق - مصنف - میر تقی میر

تاریخ تصنیف — کتابت

میر تقی نام - میر تخلص، اردو کا مشہور شاعر، آگرے میں پیدا ہوئے - دلی میں بود و باش کی - یہاں بھی شاعری میں شہرت حاصل کی پھر لکھنؤ گئے ۱۲۲۵ھ میں وفات پائی - تمام قدیم اور جدید تذکروں میں میر کے حالات درج ہیں - انہوں نے اپنے حالات خود بھی لکھے تھے -

آغاز

تھا مستعار حسن سے اوس کی جو نور تھا

خورشید میں بھی اوسہی کا ذرہ ظہور تھا

اس کلیات میں غزلیات، مثنویاں، قصائد، رباعیات، مخمس، مرثیے وغیرہ جملہ اصناف سخن شامل ہیں۔

اختتام:۔

حق میر بھی تھا رنے مردود سارے باطل

پردہ اٹھا دیا تھا اوس قوم بے حیا کا

ترقیمہ:۔

تمت بالخیر بعون الملک وہاب بدستخط ذوالفقار علی

باتمام رسید۔ دیوان کلیات میر تقی سلمہ اللہ تعالیٰ

اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ یہ کلیات میر تقی کی زندگی میں مرتب ہوا ہے حیدرآباد کے بعض دوسرے کتبخانوں میں دیوان میر کے قلمی نسخے موجود ہیں۔ کلیات میر اور انتخاب کلام میر کئی مرتبہ شایع ہوا ہے۔

(۲۷) دیوان سوز

نمبر دواوین (۹۲) سائز (۹×۵) صفحہ (۷)

سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف سید محمد سوز۔

سید محمد نام سوز تخلص دہلی کے اساتذہ سخن میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے اجداد بخارا سے گجرات آئے۔ اس کے بعد دہلی کو سکونت کرلی۔ دہلی سے مرشدآباد اور پھر لکھنؤ میں قیام کیا۔ آصف الدولہ شاہ اودھ نے ان کی شاگردی کی۔ سوز کا انتقال ۱۲۱۳ھ میں ہوا۔ اکثر تذکروں میں ان کا حال درج ہے۔

آغاز:۔

سر دیوان پر اپنی جو بسم اللہ میں لکھتا

بجائے ہر بسم اللہ ہر آہ میں لکھتا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں اور آخر پر چند رباعیات بھی شامل ہیں متن کے علاوہ حاشیہ پر بھی غزلیات درج ہیں

اختتام:۔

جو نخل کے بار آور ہوا دنیا میں

جڑ پیڑ سے بس اوسکو اکھاڑا تو نے

سوز کا کلام شایع ہوا ہے۔ بعض کتب خانوں میں قلمی نسخے بھی ملتے ہیں۔

(۲۸) دیوان سوز (دوسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۱۷۱۲) سائز (۸×۶) صفحہ (۴۳)

سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

جز شکر قلم صفحے پہ خلاق جہاں کا

چاہے جو کرے وصف تو منہ کیا ہے زباں کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات اور آخر میں چند رباعیات ہیں اور ایک مستزاد ہے۔

اختتام:۔

کیا ہنستا ہے بہت پشیماں ہوگا۔

مت دانت نکال ۔۔۔۔۔۔

آخر پر دو تاریخیں محمد زماں خاں شہید کے شہید ہونے کی درج ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نسخہ ۱۲۹۲ھ میں لکھا گیا ہوگا۔ تاریخ یہ ہے۔

خدا کے گھر میں محمد زماں شہید ہوئے

(۲۹) کلیات آصف الدولہ

نمبر دواوین (۹۴) سائز (۸×۱۵) صفحہ (۳۲۸)

سطر (۱۱) خط نستعلیق خوش خط۔ مصنف آصف الدولہ شاہ اودھ۔ تاریخ تصنیف

تاریخ کتابت ۱۲۰۸ھ

یحییٰ علی خاں نام، مرزا امانی عرف، آصف الدولہ خطاب
اور آصف تخلص۔ شجاع الدولہ شاہ اودھ کے فرزند۔
۱۱۶۱ھ میں تولد ہوئے، ۱۱۸۸ھ میں مسند نشین ہوئے۔ اور
۱۲۱۲ھ میں انتقال ہوا۔ سوز سے تلمذ حاصل کیا۔ آصف الدولہ
کے حالات تذکروں اور تاریخوں میں موجود ہیں۔

آغاز:۔

خداوند کہاں طاقت زباں میں
کہ لاؤں وصف تیرا کچھ بیاں میں

اس کلیات میں آصف کا ہر قسم کا کلام، غزلیات،
مثنویاں، مخمس وغیرہ شامل ہیں۔ فارسی غزلیں بھی ہیں۔

اختتام:۔

عشق کرتے تو ہیں کیا آصف   ہے پر اس کا خدا کے ہات نبا؟

کتب خانہ سالار جنگ میں بھی کلیات آصف کا ایک
قلمی نسخہ موجود ہے۔

(۳۰) دیوان مصحفی

نمبر دواوین (۹۵) سائز (۱۲×۰) صفحہ (۳۷۶)
سطر (۱۳) خط نستعلیق مصنف غلام ہمدانی مصحفی
تاریخ تصنیف   کتابت

غلام ہمدانی نام مصحفی تخلص ۱۱۶۳ھ میں تولد ہوئے اور
۱۲۴۰ھ میں وفات پائی۔ باپ امروہہ میں رہا کرتے تھے مصحفی
تعلیم کے لئے دلی آئے۔ یہاں بھی شاعری شروع کی اور نام آوری
حاصل کی۔ پھر لکھنؤ گئے۔ انشاء اللہ خاں کے ساتھ شاعری اور ہجو کے
معرکے ہوئے۔ تمام قدیم اور جدید تذکروں میں ان کے حالات درج ہیں۔

آغاز:۔

خورشید کو سایہ میں زلفوں کی چھپا رکھا
چتون کی دکھا خوبی سرمہ کو لگا رکھا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات، مسدس، مثنویاں
وغیرہ شامل ہیں۔

اختتام:۔

ہے یہ چنگاری اک جو شعلہ تھا   شعلۂ شوق نام ہے اُس کا

تمام شد تمام شد

(۳۱) دیوان مصحفی (دوسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۲۶۳) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۳۱۰)
سطر (۱۳) خط شکستہ

آغاز:۔

کاش کر پڑتے ہوں جس زمیں پر نقش پا
کر کے ٹکڑے جسم کے میرے وہاں دیویں بچھا

اس دیوان میں غزلیات، رباعیات، مخمس شامل ہیں۔

اختتام!

سینۂ رنج کشیں غم سے چھوٹ جائے گا
کنار و بوس سے روزہ ٹوٹ جائے گا

(۳۲) دیوان یقین

نمبر دواوین (۲۰۳) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۶۸)
سطر (۱۲) خط نستعلیق مصنف انعام اللہ خاں
یقین۔ تصنیف قبل ۱۱۶۹ھ

انعام اللہ خاں نام یقین تخلص اظہر الدین مبارک جنگ کے
فرزند تھے۔ یقین کی ولادت ۱۱۳۰ھ میں ہوئی۔ شاعری میں
مرزا مظہر جان جاناں کے شاگرد تھے۔ ۱۱۶۹ھ میں باپ نے
کسی وجہ سے قتل کر دیا۔ ان کے حالات قدیم اور جدید تذکروں
میں موجود ہیں۔

آغاز:۔

کون کر سکتا ہے اوس خلاق اکبر کی ثنا
نارسا ہے شان میں جس کے پیمبر کی ثنا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں ناقص الآخر ہے

اختتام :-

اور میرے کو خدا قیامت تک پشت پا سے تیرے جدا نہ کرے

دیوان یقین کے قلمی نسخے سالار جنگ کے کتب خانے میں بھی موجود ہیں۔ مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب نے ایڈٹ کرکے اپنے معلومات آفریں مقدمے کے ساتھ اس کو شایع کیا ہے۔

(۳۳) دیوان یقین (دوسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۲۶۷) سائز (۹×۶) صفحہ (۶۴)

خط شکستہ۔

آغاز :-

کون کرسکتا ہے اوس خلاق اکبر کی ثنا
نارسا ہے شان میں جس کے پیمبر کی ثنا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں

اختتام :-

شعر خاطر خواہ مجھ سے ہو نہیں سکتا یقیں
ہو جب استعداد ناقص پر کمال کیا کرے

(۳۴) دیوان یقین (تیسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۲۸۸) سائز (۹×۵) صفحہ (۹۹)

سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ کتابت سنہ ۱۲۳۰ھ

آغاز :-

کون کرسکتا ہے اس خلاق اکبر کی ثنا
نارسا ہے شان میں جس کے پیمبر کی ثنا

اس دیوان میں صرف ردیف وار غزلیات ہیں۔

اختتام :-

نہیں کہہ بات سکتے شمع پروانے کے ماتم میں
یقیں ہر جائے رونے میں کسو کی گر زباں لرزے

ترقیمہ :-

تمت دیوان انعام اللہ خان المتخلص یقین۔ از شاگردان مرزا مظہر علیہ الرحمہ۔ بتاریخ یازدھم ماہ ذیقعدہ ۱۲۳۰ھ نقل برداشتہ

(۳۵) دیوان یقین (چوتھا نسخہ)

نمبر دواوین شاملات (۶۵) سائز (۱۲×۶) صفحہ (۶۸)

سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

آغاز :-

کون کرسکتا ہے اوس خلاق اکبر کی ثنا
نارسا ہے شان میں جس کے پیمبر کی ثنا

اختتام :-

نہیں کہہ بات سکتے شمع پروانہ کے ماتم میں
یقیں ہر جائے رونے میں کسو کی گر زباں لرزے

ترقیمہ :-

ایں دیوان یقین بفضل جہاں آفریں بتاریخ پانزدھم ماہ شعبان المعظم در مقام تروندم از دست معاصی ازلی میر ظہور علی صورت اختتام پذیرفت

(۳۶) دیوان یقین (پانچواں نسخہ)

نمبر دواوین شاملات (۶۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۳۲)

سطر (۱۴) خط شکستہ۔

نامکمل ہے صرف چند غزلیات شامل ہیں۔

آغاز :-

تام حمد اور مدح کا لینا مجھے انصاف نہیں
کٹی ہے ساری عمر ترکان ستمگر کی ثنا

اختتام :-

شکوہ کوئی ہے کہوں تو کیا میرے اشک سرخ کا
تیری کب آستیں میرے لوہو سے بھر گئے

(۳۷) دیوان عاجز

نمبر دواوین (۳۹۸) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۵۰)

سطر (۱۴) خط نستعلیق مصنف عارف الدین خاں عاجز
تاریخ تصنیف قبل ۱۱۸۰ھ

عارف الدین خاں نام عاجز تخلص، عاجز کے باپ عالمگیری
عہد میں بلخ سے ہندوستان آئے۔ پھر اورنگ آباد میں اقامت
کی۔ عاجز کی پیدائش اسی مقام پر ہوئی۔ سنہ ولادت معلوم
نہیں ہوتا۔ عاجز ایک باکمال شاعر تھے۔ فارسی اور اردو
میں مشق سخن کرتے تھے۔ ۱۱۸۰ھ میں عاجز کا انتقال ہوا۔
چمنستان شعرا، دکن میں اردو وغیرہ کتابوں میں ان کے
حالات درج ہیں۔

آغاز :-

الٰہی ہم کو اپنے عشق کا دار البقا بتلا
جو کوئی دنیا کا طالب ہے اسے دار الفنا بتلا

دیوان میں حرف ردیف وار غزلیات ہیں

اختتام :-

بزم حبیب کے طرف ہم تو نہ دیکھیں عاجز
گر کہے ساقی خوش چشم وے خاص الخاص

(۳۸) کلیات ایجاد

نمبر دوادین (۱۵۲۲) سائز (۹×۵) صفحہ (۲۰۳)
سطر (۱۱) خط نستعلیق مصنف مرزا علی نقی خاں
ایجاد۔ تاریخ تصنیف قبل ۱۱۹۲ھ

مرزا علی نقی خاں نام نقد علی خاں خطاب اور ایجاد تخلص،
آصفی دور کے باکمال اور کہنہ مشق شاعر ہیں مفصل حالات
چمنستان شعرا، دکن میں اور وضاحتی فہرست کتب خانہ سالار جنگ
میں موجود ہیں۔ ۱۱۹۲ھ میں ایجاد گوشہ نشین ہو گئے تھے۔

آغاز :-

گلشن دل ہے تماشا گاہ رب العالمین
بر رحمت سے ہمیشہ سبز ہے یہ کل زمیں

اس کلیات میں قصائد، غزلیات، مخمس، وغیرہ
شامل ہیں۔

اختتام :-

نیستاں تو لا ہیں میرے ایجاد کے دل پر
ازل سے حیدر کرار نقش شیر کھینچا ہے

خاتمہ پر اعتصام الملک کی مہر ثبت ہے۔
ایجاد کا کلیات شایع نہیں ہوا۔ کتب خانہ سالار جنگ میں
اس کے قلمی نسخے موجود ہیں۔

(۳۹) دیوان بیان

نمبر دوادین (۲۹۸۹۹) سائز (۸×۵)
صفحہ (۱۴۴) سطر (۹) خط شکستہ مصنف احسن اللہ خاں
بیان۔ تاریخ تصنیف قبل ۱۲۱۳ھ، کتابت ۱۲۱۳ھ

احسن اللہ خاں نام بیان تخلص۔ اصلی وطن اکبرآباد تھا
مگر ان کے والد دہلی میں آ بسے۔ بیان کی ولادت دہلی میں
ہوئی، مرزا مظہر جان جاناں کے آغوش میں تربیت پائی۔ مولانا
فخرالدین دہلوی کے مرید ہوئے۔ آخری عمر میں حیدرآباد
چلے آئے اور آصف جاہ ثانی، ارسطو جاہ و مہاراجہ
چندو لال سے متوسل رہے، یہاں ان کے بیسیوں شاگرد
ہوئے۔ ۱۲۱۳ھ میں ان کا انتقال ہوا، رائے گلاب چند
ہمدم نے "استاد از جہاں رفت" سے تاریخ نکالی ہے۔

آغاز :-

کیا کیجیے بیاں اوس کے وجود اور قدم کا
طاقت نہ زباں کی ہے نہ مقدور قلم کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات، رباعیات،
مخمس، قصیدہ، ہجو، مثنوی وغیرہ شامل ہیں۔

اختتام

صدق دل سے جو کوئی ہو اس گھر کا غلام
وہ کسو در پر کبھو لے کر نہ جاوے التجا

ترقیمہ:۔ تمت در سنہ ۱۲..ھ

بیان کے دیوان کا ایک نسخہ کتب خانہ سالار جنگ میں موجود ہے۔

(۴۰) کلیات ذرہ

نمبر دواوین (۸۵۳) سائز (۱۰ × ۶) صفحہ (۳۲۸)
سطر (۱۱) خط نستعلیق۔ مصنف بالاجی ترمک
ذرہ تخلص۔ تاریخ تصنیف سنہ ۱۲..ھ

بالاجی ترمک نام اور ذرہ تخلص، اورنگ آباد وطن، مولانا غلام علی آزاد کے ہمعصر تھے۔ فارسی اور اردو میں فکر سخن کرتے تھے۔ سلطنت آصفیہ کے متوسل رہے۔

آغاز:۔

ازروئے سن عاشق دل دادہ اور رنگ
مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیل

بے نام خدا کا جو میں دیوان لکھوں گا
لاشک ہے کہ موصوفۂ انسان کہوں گا

اس کلیات میں ردیف وار غزلیات، مثنویاں جو مظہر نامۂ لطیف اور بہارستان کے نام سے موسوم ہیں سراپا اور مسدس اور مخمس بھی شامل ہیں۔

اختتام:۔

درد کر ہردم توں دل سے نام کے سمرن خیال
فیض ان کا تو جہاں میں تجھا و یہ یک ل چلا

ادارہ ادبیات اردو کی جانب سے انکے کلام کا انتخاب شایع ہوا ہے۔ اردو کے بعد فارسی دیوان شامل ہے

---

(۴۱) دیوان تاباں

نمبر دواوین (۷۹۳) سائز (۹×۵) صفحہ (۶۲)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف میر عبد الحی تاباں
تاریخ تصنیف ابعد سنہ ۱۲..ھ کتابت سنہ ۱۲۲۶ھ

عبد الحی نام اور تاباں تخلص بقول مصحفی حشمت کے شاگرد تھے۔ بڑے خوبصورت جوان تھے۔ دہلی میں ان کے حسن کا شہرہ تھا۔ بقول فیلن سنہ ۱۱۵۵ھ تک زندہ تھے۔

آغاز:۔

اے مرد خدا تو پرستار بتاں کا
مذہب میں میری کفر ہے سنگار بتاں کا

اس دیوان میں صرف ردیف وار غزلیات ہیں۔

اختتام:

بتاں کے شہر نا پرساں میں کوئی کیا داد کو پہونچے
مگر وہاں اپنے بند دل کے خدا فریاد کو پہونچے

ترقیمہ:۔

دیوان تاباں باختتام رسید بروز سہ شنبہ بوقت دوپہر سنہ ۱۲۲۶ھ نوشتہ شد سید قاسم علی۔

(۴۲) دیوان بیدار

نمبر دواوین (۱-۹۶) سائز (۹×۶) صفحہ (۵۸)
سطر (۱۱) خط نستعلیق۔ مصنف میر محمد علی بیدار
تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۲۰۹ھ تاریخ کتابت سنہ ۱۲۶۳ھ

میر محمد علی بیدار خواجہ میر درد کے شاگرد تھے شاہ فخر الدین کے مرید ہوئے، آخری عمر میں دہلی سے آگرہ چلے گئے سنہ ۱۲۰۹ھ میں وفات پائی۔

آغاز:۔

جو کچھ ہوتا تھا سو اب دل ہو گیا
پہ مجھے کچھ بس پہ مائل ہو گیا

اس دیوان میں صرف ردیف وار غزلیات ہیں

اختتام:۔

تیرے مژگاں بھی نہ پہلو مارتے ہی تیرے
ہمسری رکھتے ہیں ابرو بھی دم شمشیر سے

ترقیمہ:۔

در ماہ رمضان ۱۲۶۶ھ بست و چہارم، در دیوڑھی
نواب شمس الامرا بہادر کتابت دیوان بیدار تمام شد

بیدار کے دیوان کا ایک قلمی نسخہ جامعہ عثمانیہ کے کتب خانہ میں ہے

(۴۳) دیوان چندا

نمبر دواوین (۲۲۸) سائز (۱۰×۵) صفحہ (۵۶)
سطر (۱۴) خط نستعلیق مصنف ماہ لقا بائی چندا
تاریخ تصنیف ۱۲۱۳ھ کتابت ۱۲۲۶ھ

حیدرآباد دکن کی باکمال رقاصہ شاعرہ ماہ لقا بائی چندا ۱۱۸۱ھ میں تولد ہوئی اور ۱۲۳۶ھ میں انتقال ہوا۔ اپنے تعمیر کردہ مقبرہ قریب کوہ مولا حیدرآباد میں مدفون ہے اس کا دیوان ۱۲۱۳ھ میں مرتب ہوا ہے۔ اس کا ایک نسخہ انڈیا آفس کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ حیدرآباد سے اولاً ۱۲۱۳ھ اور پھر دوبارہ ۱۹۵۹ء میں شایع ہوا ہے۔ چندا موسیقی، شاعری، مصوری میں بہت اچھی مہارت رکھتی تھی۔ وہ علم دوست، ادب اور تاریخ سے دلچسپی رکھتی تھی اپنے زمانہ میں اس کا بڑا شہرہ تھا۔

آغاز:۔

قسمت بیاناں عالم استغراق در بیانش وحمد و ثنائے آفریدگاری۔

کہاں طاقت ہے راہ حمد میں جو ہو زباں گویا
کہ یہاں جز عجز و خاموشی نہیں ہے یک جہاں گویا

اس دیوان میں صرف ردیف وار غزلیات ہیں۔ ابتداء میں ایک فارسی دیباچہ ہے جس کو سید نصیر الدین قدرت نے لکھا ہے۔

اختتام:۔

حال دل کس سے یہ چندا کہے مشکل میں
یا علی تیرے سوا کوئی مددگار بھی ہے

ترقیمہ:۔

بتاریخ بست و دویم جمادی الثانی روز یکشنبہ ۱۲۲۶ھ
دیوان ماہ لقا بائی تحریر بدست عاجز عبداللہ تمام شد

(۴۴) دیوان افسوس

نمبر دواوین (۷۹۵) سائز (۱۳×۹) صفحہ (۹۴)
سطر (۱۹) خط شکستہ مصنف میر شیر علی افسوس
تاریخ تصنیف قبل ۱۲۱۵ھ تاریخ کتابت ۱۲۶۶ھ

میر شیر علی نام اور افسوس تخلص، ان کے والد سید علی مظفر تھے جو اپنے آخر زمانہ میں حیدرآباد آ گئے تھے اور یہاں ہی ان کا انتقال ہوا۔

شیر علی کی پیدائش ۱۱۴۵ء کے قبل ہونا قیاس کیا جاتا ہے لکھنؤ میں سالار جنگ کے متوسل رہے اسی زمانے میں دیوان مرتب کیا۔ سالار جنگ کے انتقال کے بعد شاعری ترک کر دی اور نثر نگاری کی جانب متوجہ ہوئے۔ کلکتہ گئے اور کمپنی کے ملازم ہوئے کئی کتابوں کا ترجمہ کیا جن میں سے ایک گلستاں بھی ہے۔ افسوس کا انتقال ۱۸۰۹ء میں ہوا مفصل حالات ارباب نثر اردو میں درج ہیں۔

آغاز:۔

کس طرح ہو وصف مجھ سے تری صنعت کا
کرشمہ ایک ہے یہ چرخ تیری دست قدرت کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں۔ آخر پر چند رباعیات بھی ہیں۔

اختتام:۔

بتجہ دین قصد کھلا کر تو نے گل کر دیا نوک خانہ تشتر کتنیں

ترقیمہ:-

تمام شد دیوان میر شیر علی افسوس بتاریخ ہشتم شہر
رجب المرجب ۱۲۲۱ھ۔ افسوس کے دیوان کا ایک
قلمی نسخہ انڈیا آفس کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

(۴۵) مجموعۂ فصاحت

نمبر قصائد فارسی (۲۸۳) سائز (۱۴×۸) صفحہ (۱۸)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ جامع شاہ تجلی علی
تاریخ تصنیف ۱۲۱۵ھ کتابت ۱۲۱۰ھ
اس مجموعہ کے کئی نام ہیں مثلاً ریاض قصائد، خزینۂ سخن،
قصائد اعظم دفتر وصف وزیر قابل وغیرہ۔
شاہ تجلی علی نام، تجلی تخلص، اُمرائے دربار آصفی سے تعلق
رکھتے تھے عربی فارسی کی اعلیٰ مہارت تھی۔ شاعری پر عبور حاصل
تھا۔ فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں شاعری کرتے تھے۔
مورخ بھی تھے۔ چنانچہ "تزک آصفیہ" ان کی تاریخ دکن
مشہور ہے اور معتبر تسلیم کی جاتی ہے۔
شاعری کے ساتھ مصوری، خطاطی میں ملکہ حاصل تھا۔ شاہ
معین تجلی کے مرید تھے ۱۲۱۵ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ مرقع
تذکرہ شعرائے دکن، دکن میں اُردو وغیرہ کتابوں میں ان کے حالات
درج ہیں۔ اولاً ایک فارسی دیباچہ ہے۔ اس کے بعد شعراء
کے قصائد، قطعے وغیرہ شامل ہیں۔

آغاز:-

تو شیخ کلام بلاغت آغاز فصاحت انجام سخن آفرینی است کہ
نظم اجرام افلاک و نثر ترصیع خط خاک رائے قیام حکمت
بالغہ او خامہ از سرنگوں۔
اس مجموعہ میں ارسطو جاہ کے مدح میں موزوں کئے ہوئے
قصائد درج ہیں جو مختلف شعراء نے ۱۱۹۶ھ سے ۱۲۱۲ھ تک کہے
ہیں۔ ارسطو جاہ نواب میر نظام علی خاں آصف جاہ کے دیوان
یعنی چیف منسٹر تھے۔

اختتام:-

۔۔۔ تاریخ رقم کردہ سخن   دفتر وصف وزیر قابل
ولہ
ریاض قصائد   قصائد اعظم

ترقیمہ:-

بافضال داور کامل جلد اولیٰ از قصائد حمیدہ نواب
ارسطو جاہ طول اللہ عمرہ واقبالہ در سال سعید
بلنیاد یک ہزار و صد و شانزدہ بحصول آمین ہیں حسن
ز تمام رقت۔ یارب این مجموعہ را تو تمامی کناد۔
سنٹرل ریکارڈ آفس میں اس کی جلد ردیف "حس" سے
قصائد تک موجود ہے۔ ورسالار جنگ کے کتب خانہ میں
دو نسخے ہیں۔ ایک اردو مخطوطات میں اور دوسرا فارسی
مخطوطات میں۔ اب تک یہ کتاب شایع نہیں ہوئی۔

(۴۶) خزینۂ سخن (مجموعۂ فصاحت)

نمبر دواوین (۱۶۱۹) سائز (۱۲×۵) صفحہ (۷۷۲)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

آغاز:-

تو شیخ کلام بلاغت آغاز فصاحت انجام سخن آفرینی است کہ۔
فارسی اور اردو دونوں۔ بان کے قصائد اور قطعات شامل ہیں۔

اختتام:-

بے تعیب است زخم پر مرہم۔
بے نیاز است دردم از درماں

(۴۷) دیوان ایمان

نمبر دواوین شاملات (۶۸۷) سائز (۱۵×۸)
صفحہ (۵۱۴) سطر (۱۱) خط نستعلیق۔ مصنف
شیر محمد خاں ایمان۔ تاریخ تصنیف قبل ۱۲۳۰ھ

کتابت ۱۲۳۳ہجری

شیر محمد خاں نام اور ایمان تخلص، دور آصفی کا باکمال شاعر، اس کے والد محمد عاقل خاں واقعہ نگاری کی خدمت پر مامور تھے باپ کے بعد یہ خدمت اسی کو ملی۔ ایمان اپنے عہد کے شعراء میں سربلندی رکھتا تھا۔ علمی قابلیت اچھی تھی کلیات کے علاوہ کئی اور کتابیں لکھی ہیں ۱۲۲۰ھ میں انتقال ہوا مرقع سخن، تذکرہ شعرائے دکن، دکن میں اردو وغیرہ کتابوں میں اس کے حالات درج ہیں۔

آغاز:۔

الٰہی شکر جاری ہے زباں پر دم بدم تیرا

کہ بخشا جان و ایمان بے نہایت ہے کرم تیرا

اس کلیات میں غزلیات، رباعیات، مخمس، مثنویاں شامل ہیں مثنویاں کئی ناموں سے موسوم ہیں۔

اختتام:۔

کیا تھا وہ جو سب گم ہند ۔۔۔ تجھوں میں تھا دیکھو خورسند

ترقیمہ:۔

دیوان شیر محمد خاں تخلص ایمان تاریخ بست و چہارم شہر شوال ۱۲۳۳ھ روز یکشنبہ بوقت سہ پہر بحسن عنایت رسید مالک سرست خاں۔

ایمان کا دیوان شایع نہیں ہوا، البتہ ادارۂ ادبیات اردو کی جانب سے بیان سخن کے نام سے انتخاب شایع ہوا ہے کتب خانہ سالار جنگ میں دیوان کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے

(۴۸) دیوان جراًت

نمبر دواوین ۲۲۶، سائز ۸×۱۵، صفحہ ۱۵۳

سطر ۱۳ خط نستعلیق۔ مصنف قلندر بخش جراًت

تاریخ تصنیف ۱۲۲۵ھ کتابت ۱۲۴۷ھ

قلندر بخش نام جراًت تخلص لکھنؤ کے مشہور شاعر تھے، سلیمان شکوہ کے دربار سے متوسل رہے ۱۲۲۵ھ میں انتقال ہوا۔ قدیم اور جدید تذکروں میں ان کے حالات درج ہیں۔

آغاز:۔

نامۂ موزوں سے مصرع آہ کا چسپاں ہوا

زور یہ پردرد اپنا مطلع دیواں ہوا

اس دیوان میں صرف ردیف وار غزلیات ہیں۔

اختتام:۔

آرسی کیا دیکھتی او دل میں جراًت اندوہگیں

لطف کیا گر ہو مقابل شکل رنجور آئینہ

ترقیمہ:۔

تمت الکتاب نسخۂ دیوان جراًت بتاریخ بست نہم شہر ربیع الثانی ۱۲۴۷ھ بخط ضعیف، عصاد مرزا فضل علی حسب الفرمایش صاحبزادہ حمد اقبال طال اللہ عمرہٗ وضاعف قدرہٗ۔

جراًت کا کلام شایع ہوا ہے قلمی نسخے بھی بعض کتب خانوں میں موجود ہیں۔ چنانچہ سالار جنگ کے کتب خانے میں تین نسخے موجود ہیں اور انڈیا آفس کے کتب خانہ میں بھی ایک نسخہ ہے۔

(۴۹) دیوان جراًت (دوسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۳۲۸) سائز ۸×۱۵ صفحہ (۳۸۹)

سطر (۲۵) خط نستعلیق۔ کتابت ۱۲۶۹ھ

اشعار کی تعداد ۶۰۰۰ ہونے کی صراحت کی گئی ہے

آغاز:۔

کھلے گر آبلہ دل یکبارگی

تو قطرے اشک کے ہوکر بہیں ہزار گرہ

اس دیوان میں غزلیات، رباعیات، مسدس، مثنویاں یہ سب کچھ شامل ہیں۔

اختتام:۔

شرف نگینہ عید کو آج ہے اس پہ کہہ اجتبار اسم اعظم

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد دیوان جرأت بروز چہارشنبہ بوقت مغرب بتاریخ دویم شہر صفر ۱۲۷۵ ہجری در بلدہ [illegible] حسب فرمائش [illegible] خواجہ عظیم [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] خواجہ محمد [illegible]۔

اس دیوان میں جرأت کے انتقال کا قطعہ تاریخ بھی درج ہے جو حسب ذیل ہے۔

جب میاں جرأت کا باغ دہر سے گلشن فردوس کو جانا ہوا
مصرع تاریخ ناسخ نے کہی ہائے ہندوستان کا شاعر مرا
۱۲۲۵ھ

(۵۰) دیوان جرأت (تیسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۱۰۱) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۲۱۶)

سطر (۲۰) خط شکستہ

آغاز:

سپر معرفت خط ہے وہ جوہر یاں
کہ جس کا دین روشن آئینہ ہے حق نمائی کا

اختتام:۔

دفع ہو جائے اب یہ بیماری
ہوئے صحت سبھوں کو ایکباری

اس دیوان میں غزلیات رباعیات اور ہجو شامل ہیں۔

(۵۱) دیوان قیس

نمبر دواوین (۱۰۹) سائز (۶×۱۰) صفحہ (۱۵۵)

سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف محمد صدیق قیس

تاریخ تصنیف قیس ۱۲۳۰ھ

محمد صدیق نام قیس تخلص حیدرآباد کا مشہور شاعر تھا شیر محمد خاں ایمان کا بھانجہ اور ان ہی سے تلمذ حاصل کیا۔ وقائع نگاری کی خدمت کے علاوہ نواب شمس الامراء سے بھی متوسل رہا سنہ ۱۲۳۰ھ میں اس کا انتقال ہوا۔ دیوان مرتب کیا تھا مگر اب تک شائع نہیں ہوا قلمی نسخے دستیاب ہوتے ہیں

آغاز:۔

آج وہ صحن گلستاں میں ہے عالم نور کا
ہر رگ گل میں جھمکتا ہے چراغ طور کا

اس دیوان میں غزلیات ردیف وار رباعیات کے علاوہ ریختی بھی شامل ہے۔ قصیدے بھی ہیں جو شمس الامراء اور مہاراجہ چندو لال کے متعلق ہیں۔

اختتام:۔

صحبت برآ ہو گئے اور سے نہ ایک دم بھی
کیجیے نہ میرے آگے ذکر ایسے بے ادب کا

کتب خانہ سالار جنگ میں قیس کے دیوان کے دو قلمی نسخے موجود ہیں۔

(۵۲) دیوان ال اللہ شاہ

نمبر دواوین (۴۹۱) سائز (۶×۱۰) صفحہ (۱۳۹)

سطر (۱۲) خط نستعلیق مصنف ال اللہ شاہ

تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۳۰ھ کتابت سنہ ۱۲۳۰ھ

ال اللہ شاہ شطاری۔ حیدرآباد میں شطاری خاندان صدیوں سے مقیم ہے۔ ال اللہ شاہ اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے، سلوک و باطن کے مدارج طے کیے تھے۔

آغاز:۔

نکتہ ملا ہے جسکوں پیا کے خیال کا
لاگا ہے عشق جسکوں منور جمال کا

اس دیوان میں صرف ردیف وار غزلیات ہیں۔

اختتام:۔

اب یہ دیوان ہوئی سمجھے اختتام کہاں
بارہ صد وپے تیسواں ہجری کا سال ہے

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد کار من نظام شد آج بہ کے روز یوم ہوئی ہے تمام لے محب جان ۔ یہ دیوان تصنیف فقیر الحقیر ل ، تمد شاہ شطاری۔

دیوان مصنف کا اصلی نسخہ ہے ۔ کسی اور نسخہ کا پتہ نہیں چلا۔

(۵۳) دیوان ناسخ

نمبر دواوین (۱۳۲۵) سائز ۱۰×۶ صفحہ (۲۷۰)
سطر (۱۳) خط نستعلیق مصنف امام بخش ناسخ۔
تاریخ تصنیف ۱۲۳۲ھ کتابت ۱۲۹۹ھ

شیخ امام بخش نام ناسخ تخلص ، باپ کا نام خدا بخش تھا۔ فیض آباد وطن تھا۔ نواب محمد تقی خاں فیض آباد کے امیر یا نکوں ، ترجیوں ، کہ تی نوجوانوں کی قدر دانی کرتے تھے۔ ناسخ ان کی سرکار میں ملازم ہوئے ، ور نواب صاحب کے ہمراہ لکھنؤ آگئے ۔ بقول بعض مصحفی کے شاگرد تھے اور بعض محمد عیسیٰ کو ان کا استاد بتاتے ہیں۔ دبستان لکھنؤ کی اُنہوں نے بنیاد رکھی ور اردو شاعری میں اپنا نام روشن کیا۔ ۱۲۵۴ھ میں ناسخ کا انتقال ہوا۔ تاریخ ادب کی کتابوں اور تذکروں میں ان کے حالات تفصیل سے درج ہیں ۔

آغاز:۔

خوب موزوں ہم سے وصف قد بالا ہوگیا
عالم بالا تک اپنا بول بالا ہوگیا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں اور آخر میں چند رباعیات ہیں۔

اختتام:۔

ہے بیچ گھر چار طرف ہے صحرا
دالان اور چار ہے سرا ے چھپرا
درو ، زے ہیں زنجیر کے چار سیاہ
کہرے ہیں کھپرا جوں سوسکھپرا

ترقیمہ

دیوان ناسخ بتاریخ دوم شہر جمادی الاول ۱۲۹۹ھ قلمی نمود ۔ فقیر حقیر سید شاہ داؤد سید حسینی نوشاہ بخط غریب ۔

دیوان ناسخ طبع ہو چکا ہے ۔ قلمی نسخے بھی کتب خانوں میں موجود ہیں۔

(۵۴) کلیات ناسخ

نمبر دواوین (۲۰۸۶) سائز (۱۳×۸) صفحہ (۴۰۲)
سطر (۱۲) برحاشیہ (۲۰) مصنف ۔ ناسخ
تاریخ تصنیف ۱۲۵۴ھ کتابت ۱۲۶۶ھ

اس مجموعہ میں ناسخ کے تین دیوان شامل ہیں جن کی صراحت یکے بعد دیگرے کی جاتی ہے۔

(الف) دیوان اول موسوم دیوان ناسخ۔

آغاز:۔

بلبل ہوں بوستان جناب امیر کا
روح القدس ہے نام مرے ہم صفیر کا

اس دیوان میں غزلیات ، تاریخی قطعات وغیرہ شامل ہیں۔

اختتام

فقط خاک پر کیوں نہ سوتا علی
نہ تھا شیر خالی و بستر جلی
علیک سلام اے علی ولی

(ب) دیوان دوم موسومہ دفتر پریشاں۔ یہ حاشیہ پر ہے

آغاز:۔

خوب موزوں ہم نے صفت قد بالا ہو گیا
عالم بالا تک اپنا بول بالا ہو گیا

اس دیوان میں غزلیات قطعات وغیرہ شامل ہیں۔

اختتام:۔

شد بسال ایں نامہ غسل اجابت
کرد گر دیدہ حسام ظاہر عمارت

(ج) دیوان سوم موسومہ دفتر شعر

آغاز:۔

لکھوں پہلے حمد علی عظیم   علیم حکیم رحیم کریم

دیوان اول کے خاتمہ پر ترقیمہ یہ ہے۔

بحمد اللہ والمنہ۔ بفرمائش شاہزادہ والا جاہ مرزا
فرخندہ بخت بہادر دام اقبالہ کلیات رئیس شعراء
زماں ... دفتر معانی دوراں ... و عمل ناسخ
شیخ امام بخش متخلص بہ ناسخ۔ دیوان اول دیوان
ناسخ ... دوم مسمی بہ دفتر پریشاں ...
دیوان سوم مسمی بہ دفتر شعر ... بردیف ... بدفتر
پریشاں بتاریخ سیوم شہر جمادی الثانی ۱۲۶۲ھ
... بیت ... سعید ... منظوم ... بود

(۵۵) دیوان ناسخ (دوسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۱۵۵۲) سائز (۶x۱۰) صفحہ (۳۶۱)

سطر ... خط نستعلیق

آغاز:

اقرار ... میں ہے اقرار خدا کا
انکار امامت میں ہے انکار خدا کا

... ہے۔ اس میں غزلیات ہیں آخر پر

یک مسدس ہے اور اس کے بعد ایک فارسی قطعہ ہے۔

اختتام:۔

گفت تاریخ ایں فسخ ناسخ
جشن عیش و نشاط باد سعید

(۵۶) دیوان ہوس

نمبر دواوین (۳۱۹) سائز (۶x۹) صفحہ (۲۵۰)
سطر ۱۲، خط نستعلیق مصنف مرزا محمد تقی خاں
ہوس۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۲۵ھ

مرزا محمد تقی خاں نام، ہوس تخلص لکھنؤ کے صاحب فضل و کمال تھے۔ میر حسن کے شاگرد تھے۔ ان کی ایک مثنوی لیلیٰ مجنوں ہے

آغاز

نقوش کلک قسمت میں ہے اندیشہ کو حیرانی
پڑھا جاتا نہیں ہرگز کسی سے خط پیشانی

اس دیوان میں قصائد، غزلیات، مخمس، منظوم خطوط اور رباعیات شامل ہیں۔

اختتام:۔

جو دم بہ خوشی گزرے کر شکر ادا اس کا
تو عالم فانی میں مہماں کوئی دم ہے

اس نسخہ میں لیلیٰ مجنوں کی مثنوی شامل ہے۔ اس کا تذکرہ علیحدہ کیا گیا ہے۔

(۵۷) کلیات ہوس

نمبر دواوین (۶۲۲) سائز (۸x۱۵) صفحہ (۲۳۰)
سطر ۲۱ خط نستعلیق۔

آغاز:۔

نقوش کلک قسمت میں ہے اندیشہ کو حیرانی
پڑھا جاتا ... ہرگز کسی سے خط پیشانی

اس نسخہ میں ترتیب ... غزلیں ترتیب سے

رباعیات شامل ہیں۔

اختتام:۔

کہتا ہوں دوستی سے ادھر تک کو دیکھئے

اب جیسی ایک حسن سی . . . . . .

پڑھا اس طرح ہر ایک سے . . . پہنچایئے

(۵۸) دیوان اظفری

نمبر دواوین شاملات (۶۲) سائز (۴×۶)

صفحہ (۳۲) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ تصنیف

مرزا محمد ظہیر الدین اظفری۔ تاریخ تصنیف قبل ۱۲۳۴ھ

کتابت ۱۲۷۳ھ

مرزا محمد ظہیر الدین علی بخت نام اور اظفری تخلص۔ دہلی سے ۱۲۰۔ھ میں مدراس آئے۔ خاندان والاجاہی کے متوسل ہوئے۔ نواب رئیس الامرا کے درباری شاعر تھے فارسی اور اردو میں شاعری کرتے، ترکی زبان سے بھی واقف تھے ۱۲۳۴ھ میں انتقال ہوا۔

گلزار اعظم اور تحفۂ جدیدیں ان کے حالات درج ہیں۔

آغاز:۔

شکر و حمد وایزدی آرائش عنواں ہوا

نعت و وصف احمدی دیباچۂ دیواں ہو

اس دیوان میں صرف ردیف وار غزلیات ہیں

اختتام:۔

بیٹھا طفل دل اظفری کا تیری بکھ

[illegible]

ترقیمہ . . .

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۵۹) مجموعہ اشعار اصغر

نمبر دواوین شاملات (۱۰۵) سائز (۷×۴)

صفحہ (۳۴) سطر (۸) خط شکستہ۔

مصنف سوامی پرشاد اصغر تاریخ تصنیف ۱۲۳۹ھ

کتابت ۱۲۳۹ھ

سوامی پرشاد نام اصغر تخلص، کایستھ قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والد کا نام رام پرشاد تھا۔ اصغر کو بدرالدین خاں لایق سے تلمذ تھا۔ اصغر فارسی اردو اور ہندی شعر موزوں کرتے تھے۔

آغاز:۔

"اشعار غزلیات و ریختہ، دوہا و گیت، فارسی ہندی وغیرہ در بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد در محلہ حسینی علم شدہ در عہد فرماں روائے رستم دوراں قطب زماں عالم پناہ نواب سکندر جاہ بہادر دام اقبالہ"

اس کتاب میں اولاً دیباچہ فارسی میں ہے۔ اس کے بعد فارسی اور پھر اردو کلام ہے۔ اردو کلام کا آغاز:

مجھ سے رہتے ہولی میں عیش و شادمانی کی بہار

ہے جس میں شور و غل اور کامرانی کی بہار

اختتام

سوامی داس تلسی تم روے . . .

کریں کچھ تدبیر ہماری معذرت کر و تقصیر

(۶۰) دیوان سخن

نمبر دواوین (۸۰) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۳۸۶)

سطر ۱۲ خط نستعلیق مصنف غلام مصطفی سخن

تاریخ تصنیف ۱۲۳۱ھ

علامہ مصطفی یاد او سخن تخلص حیدرآباد کے مشہور شاعر تھے

سنہ ۱۲۱۳ھ میں تولد ہوئے اور سنہ ۱۲۳۹ھ تک بقید حیات رہنے کا
ثبوت ملتا ہے۔ مرنے کے سنہ کی تحقیق نہیں ہوئی۔ شاعری
میں لالہ لچھمی نارائن شفیق کی شاگردی کی۔ دولت آصفیہ کے
وزراء ارسطو جاہ و مہاراجہ چندو لال کے متوسل رہے۔
سخن کے حالات مولوی عمر یافعی صاحب نے تفصیل سے
رسالہ مکتب میں درج کئے تھے موصوف کے پاس سخن کا قلمی
دیوان بھی تھا۔

آغاز:-

بجائے خویش ہے بشاش ہر صغیر و کبیر
خیال خام کو اپنی سمجھ خیال اسیر

اس دیوان میں قصائد، غزلیات، مسدس، ترجیع بند
رباعیات وغیرہ شامل ہیں۔ سخن کا فارسی کلام بھی ہے۔

اختتام:-

مرغان چمن کرتے ہیں سب مرثیہ خوانی
ہے رشک سے بلبل کے .... پانی
گل باغ سے کیا رخت سفر یار کرے ہے

تمت تمام شد

(۶۱) دیوان حفیظ

نمبر دواوین ۱۸۸، سائز ۱۲×۷، صفحہ (۴۰)
سطر (۵)، خط نستعلیق، مصنف شیخ محمد حفیظ
حفیظ۔ تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۲۴۲ھ

شیخ محمد حفیظ نام، حفیظ تخلص، دہلی وطن، مگر حیدرآباد
آکر بود و باش کرلی، مہاراجہ چندو لال کے درباری شاعر
تھے۔ دولا اورنگ آباد کے راجہ ہمت رام کے متوسل تھے
حیدرآباد کے مہاراجہ چندو لال کے درباری شاعر تھے۔ ان کے
زمانہ میں تین شاعر استاد سخن تسلیم کئے جاتے تھے۔ ذوق دہلی
میں، ناسخ لکھنؤ میں، اور حفیظ دکن میں، گلزار آصفیہ،
دکن میں اردو، تذکرہ شعرائے دکن وغیرہ میں ان کے
حالات درج ہیں۔

آغاز

یہ آسماں حباب ہے دریائے ذات کا
خورشید ایک ذرہ ہے اوسکی صفات کا

اس دیوان میں قصائد و غزلیات شامل ہیں۔

اختتام:-

ضبط کہاں تک حفیظ ناک میں دم آگیا
زیست کی تدبیر یہاں کچھ تو کیا چاہئے

ترقیمہ:-

تمام شد دیوان دل شیخ محمد حفیظ برائے مہاراج
راجہ باز پرشاد بہادر۔

حفیظ کا دیوان شایع نہیں ہوا کتب خانہ سالار جنگ
میں ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔

(۶۲) دیوان حفیظ (دوسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۱۵۹۰) سائز (۵×۹) صفحہ (۲۲۴)
سطر (۱۲) خط نستعلیق۔

آغاز:-

یہ آسماں حباب ہے دریائے ذات کا
خورشید ایک ذرہ ہے اوسکی صفات کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں۔

اختتام:-

جو بندہ عشق کا ہے عشق کی منزل کو سمجھے

. . . .

(۶۳) دیوان حفیظ (تیسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۱۵۹۱)، سائز (۵×۹) صفحہ ۱۲۴
سطر ۱۲ خط نستعلیق۔ تاریخ کتابت سنہ ۱۲۶۱ھ

آغاز :-

یہ کون دو مکاں عکس ہے آئینۂ کن کا
کیا کیا نظر آتا ہے طلسمات سخن کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں۔

اختتام :-

پھر دل کو کہیں کھو بیٹھے شاید حفیظ ان روزوں میں
جو آج نصیب اعداوہ مضطر سے پائے جاتے ہیں

ترقیمہ :-

تحریر بتاریخ پنجم ماہ جمادی الثانی ۱۳۱۲ھ روز چہارشنبہ اختتام یافت۔

(۶۴) دیوان جوہر

نمبر دواوین (۱۲۲۹) سائز (۵×۸) صفحہ ۱۳۲
سطر (۱۱) خط نستعلیق۔ مصنف ملک محمود جوہر
تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۳۰۲ھ

ملک محمود نام اور جوہر تخلص، باپ کا نام قاضی محمد عبدالرؤس اور دادا فاضل خاں، قوم نوایط سے تعلق تھا۔ مشاہیر قوم میں شامل تھے۔ نواب کرنول کی جانب سے موضع پیرا آپکی جاگیر تھی، والی ریاست کے مصاحبوں میں شامل تھے۔ آپ کے فرزند مقدم حیدر شہسوار تخلص رکھتے تھے۔ تاریخ نوایط میں حالات درج ہیں (صفحہ ۵۱۹)

آغاز :-

جلوہ فقط نہیں ہے دیر و حرم میں تیرا
ہستی میں بھی ہے تیرا ملک عدم میں تیرا

اس دیوان میں صرف ردیف وار غزلیات ہیں۔

اختتام :-

شراب سے یہ سمجھیں گے پینا خراب رہتا ہے اسکو عالم
کبھی لیتے ہیں کبھی نتیجہ ہر دم ہماری دم تمہاری

ترقیمہ

الحمد للہ والمنہ دیوان جوہر موجب حکم سرکار فیض آثار نواب غلام محی الدین خاں بہادر از دست کمترین خاکسار سید فضلو میاں فرزند سید حیات صاحب مرحوم بتاریخ ۱ر شوال ۱۳۰۲ھ باتمام رسید۔

کتب خانہ سالار جنگ میں ایک قلمی نسخہ دیوان جوہر کا موجود ہے

(۶۵) دیوان آثر

نمبر دواوین (۲۶۸) سائز (۶×۹) صفحہ (۱۰۳)
سطر (۱۰) خط نستعلیق۔ مصنف سید محمد آثر
تاریخ تصنیف قریب ۱۲۳۵ھ

سید محمد نام، آثر تخلص، خواجہ ناصر عندلیب دہلوی کے فرزند خواجہ میر درد کے بھائی اردو کے مشاہیر شعراء میں شامل تھے۔ مرنے کے سنہ کی تحقیق نہیں ہوئی۔ بھائی کے بعد مسند سجادگی پر متمکن ہوئے تھے۔

آپ کے حالات اردو کے تذکروں اور تاریخ ادب کی کتابوں میں تفصیل سے درج ہیں۔

آغاز :-

بس رفع اب خیال مے و جام ہو گیا
ساقی بیک نگاہ میرا کام ہو گیا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات اور آخر پر چند رباعیات ہیں۔

اختتام :-

بس اور تو کیا کہوں کہ جیوں شمع سحر
روشنی جو کچھ کہ صبح ہوتے گذری

ایک مہر محمد بدرالدین خاں ثبت ہے۔

(۶۶) دیوان نصیر

نمبر دواوین (۳۰۳) سائز (۶×۱۰) صفحہ (۲۷۰)

سطر (۱۳) خط نستعلیق ۔ مصنف شاہ نصیر دہلوی
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۲ھ

شاہ نصیر الدین نام ، نصیر تخلص ، سیاہ فام ہونے سے میاں کلو سے بھی موسوم تھے ۔ دہلی وطن تھا ۔ مہاراجہ چندو لال نے حیدرآباد طلب فرمایا ۔ کچھ عرصہ قیام کرکے واپس ہوئے دوبارہ ایسے آئے کہ دہلی واپس جانا نصیب نہیں ہوا حیدرآباد میں ۱۲۵۴ھ میں انتقال ہوا ۔ درگاہ شاہ موسیٰ قادری میں مدفون ہیں ۔ حیدرآباد میں حکومت آصفیہ کی جانب سے پچیس روپیہ یومیہ یعنی سات سو پچاس روپیہ تنخواہ ملتی تھی بقول مصنف گل رعنا ان کے فرزند عبدالرحمن نے نصیر کا دیوان مرتب کیا ۔ نصیر کے شاگردوں میں ذوق نے جو نام آوری حاصل کی وہ پوشیدہ نہیں ہے ۔

آغاز

ہم نے وصف گوہر جاں کو جب لکھا کیا
موج سے مسطر کشیدہ صفحہ دریا کیا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں ۔ ہر ردیف کے بعد سادہ صفحہ چھوڑا گیا ہے ۔ آخری چند صفحے دوسرے کاغذ اور دوسرے خط سے شامل کئے گئے ہیں بعض صفحوں پر حاشیہ پر بھی غزلیات کا اضافہ کیا گیا ہے ۔

اختتام :-

مانند گرز و خنجر و نیزہ بتائید خدا
بن جائے ہر دشمناں شمس و ہلال کہکشاں

شاہ نصیر کا دیوان حیدرآباد میں طبع ہوا تھا مگر اب نایاب ہوگیا ہے ۔ ایک قلمی نسخہ سالار جنگ کے کتب خانہ میں موجود ہے ۔ بقول بعض دیوان نصیر کا یہ نسخہ بہت اہمیت رکھتا ہے کیونکہ نصیر کے استاد سائل کی قلمی اصلاحیں شامل ہیں ۔

---

(۶۷) دیوان راجہ

نمبر دواوین (۸۱۶) سائز (۲ × ۸ ، ۶) صفحہ (۳۴۸)
سطر (۱۳) خط نستعلیق ۔ خوش خط مُطلّا ۔ مصنف مہاراجہ بلوان سنگھ بہادر راجہ ۔ تاریخ تصنیف ۱۲۵۳ھ ۔ کتابت ۱۲۵۳ھ

مہاراجہ بلوان سنگھ نام راجہ تخلص ، راجہ چیت سنگھ کے فرزند بنارس کے حکمران تھے ۔ اس کے بعد گوالیار میں مقیم رہے بلوان سنگھ کی زندگی کا بڑا حصہ آگرہ میں بسر ہوا ۔ میاں نصیر اکبرآبادی اور مرزا حاتم علی مہر کے شاگرد تھے ۔ بلوان سنگھ ۱۷۹۹ء میں تولد ہوئے اور ۱۸۵۵ء تک زندہ تھے ۔

آغاز :-

یک ذرہ وصف ہو نہ سکے تیری ذات کا
ہر مو اگر زبان بنے کائنات کا

دیوان میں غزلیات ، مثنوی ، مسدس اور آخر میں ایک ترجیع بند ہے ۔

اختتام :-

تو بیٹھ کے بالیں پہ میری دیکھ طلسمات
جیتے ہیں کہو کیونکر دل بریاں کی حقیقت

ہر آہ جگر سوز کہ از سینہ بر آید
دودے است کز و بوئے کباب جگر آید

ترقیمہ :-

دیوان ہذا من تصنیف راجہ صاحب مہاراجہ راجہ بلوان سنگھ بہادر ، تاریخ بست و ششم شہر محرم ۱۲۵۳ھ بقلم [illegible] مرقوم شد ۔

دیوان کا یہ نسخہ اصلاح شدہ معلوم ہوتا ہے ۔ اور شعر بدلے گئے ہیں ۔ تاریخ تصنیف کا شعر مہر نے کس طرح موزوں کیا ہے

ایسے دیوان کی تاریخ تو بہر   لکھ دی باغ گل معنی یہ ہے

۱۲۵۳ھ

راجہ کا دیوان آگرہ میں طبع ہوا تھا۔ اب نایاب ہے

(۶۸) دیوان حنا موسوم دفتر اشعار

نمبر دواوین (۷۷۶) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۶۲۸)

سطر (۵) خط نستعلیق۔ مصنف۔ عبد الکریم خاں حنا تخلص۔ تاریخ تصنیف ۱۲۵۶ھ

منشی عبد الکریم خاں نام، حنا تخلص، سرو خاں لکھنوی کے فرزند تھے۔ میر وزیر صبا کے شاگردوں میں شامل تھے۔ حد تخلص کے زمانہ مشاہیر شعرا میں شمار ہوتا تھا۔

مولف خم خانۂ جاوید کو ان کا دیوان دستیاب نہیں ہوا ہے۔ اس لئے اس نے صراحت کی ہے کہ سنا ہے کہ ان کا دیوان مرتب ہوا تھا۔" اس سے واضح ہے کہ حنا کا دیوان نایاب ہے۔

آغاز:۔

نہ موزوں ہو سکا مطلع جز ہم سے حمد داور کا
سر دیوان لکھا ہم نے الف اللہ اکبر کا

دیوان میں حمد و نعت کے بعد قصیدے، غزلیات اور رباعیات شامل ہیں۔ ان کے بعد چند تضمینیں ہیں۔ تضمینیں مختلف شعرا مثلاً آغا حسن شہرت، اور میر محل ملک کی غزلوں پر کی گئی ہیں۔ آخر میں چند قصائد اور ایک مختصر مثنوی ہے۔ دیوان کے ابتدائی حصے میں اصلاح بھی ہوئی ہے۔

اختتام:۔

نظم میری یا خدا مقبول ہو   مثنوی یہ جا بجا منقول ہو

سنہ تصنیف کا شعر ہے۔

بہ تاریخ فکر کی جو حنا   کہا ہاتف نے دفتر اشعار

۱۲۵۶ھ

(۶۹) دیوان خاں

نمبر دواوین (۱۵۵۰) سائز (۱۰×۸) صفحہ (۲۹۲)

سطر (۳) خط نستعلیق خوش خط۔ مصنف اشرف خاں، خاں تخلص۔ تاریخ تصنیف ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۵۰ھ۔

اشرف خاں نام اور خان تخلص، شعرائے دہلی میں شامل ہیں۔ مگر دہلی سے لکھنو چلے گئے۔ جب تک دہلی میں رہے مشاعرے ترتیب دیتے رہے۔ جس میں شعرا کا جمگھٹا ہوتا، مصحفی سے تلمذ حاصل تھا۔ دیوان ناقص الاول ہے۔

آغاز:۔

وصف اس کا میں نے لکھا ہے شب مہتاب میں
کس صفائی سے بندھا مضموں ترے رخسار کا

اس دیوان میں غزلیات، فردیات، قطعات، مخمس اور مسدس شامل ہیں، واسوخت بھی ہے، اور تاریخی قطعات بھی ہیں۔

اختتام:۔

بوقت شب جو میں اس سوچ میں آیا
کہ تاریخ تو مدہو بصد راحت
تو ہاتف نے کہا خاں شب کو مجھ سے یہ
کہ اولاد علی کا ہے بہت برکت

ترقیمہ:۔

تمام شد دیوان اول تصنیف حضرت جناب خاں صاحب قبلہ اشرف خاں سلمہ اللہ تعالی ولد محمد علی خاں بن محمد روشن خاں بخطاب روشن الدولہ۔ ساکن شاہجہاں آباد۔ بتاریخ یازدہم شعبان ۱۲۵۰ھ روز سہ شنبہ وقت دو پہر تمام شد۔

(۷۰) دیوان شہ سوار

نمبر دواوین (۱۶۳۲) سائز (۹×۵) صفحہ (۲۲۳)

سطر (۱۱) خط نستعلیق مصنف غلام حمید

شہ سوار۔ تاریخ تصنیف ۱۲۱۶ھ۔ کتابت ۱۳۰۳ھ

غلام حمید نام درشہ سوار تخلص۔ قوم نوبطے سے تعلق تھا۔ ان کے باپ ملک محمود جوہر کا دیوان بھی موجود ہے جس کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ کرنول کے جاگیرداروں میں شامل تھے۔

آغاز:۔

بیٹھے بھی دم ذبح جو آنکھوں نہ پایا تھے۔

کچھ جسم تجھے مجھ پہ ستم گار نہ آیا

اس دیوان میں غزلیات ردیف وار ہیں۔ غزلیات کے علاوہ مستزاد، رباعیات بھی شامل ہیں۔ آخر پر "مراثے" کے عنوان سے چند نظمیں ہیں۔ دراصل ان کو قصائد کہنا چاہئے۔ ایک قصیدہ نواب الف خاں کی مدح میں ہے ایک طویل مرثیہ مسدس میں ہے۔

اختتام:۔

پرنالہ چلے جائیو زینہ سے سمجھ کر

اے حضرت دل سب تماشے بھی ہو بالا

بہم مشاورہ تقدیر بہ تدبیر است

کہ روز جلوہ کند بدعائے مضمر تو

ترقیمہ

کرد چوں دیوان من جمع بوجہ حسن

ہاتف غیبی بگفت دفتر عشق نہاں

الحمد اللہ والمنہ دیوان حسب الحکم سرکار فیض آثار

نواب غلام محی الدین خاں بہادر از دست خاکسار

سید فضلو میاں فرزند سید حیات صاحب بتاریخ

۲ ماہ محرم شریف ۱۳۰۳ھ انصرام یافت۔

(۷۱) واسوخت امانت

نمبر دواوین (۶۱۳)، سائز (۹×۶) صفحہ (۶۹)

سطر (۱۵) خط نستعلیق مصنف سید آغا حسن

امانت تاریخ تصنیف قریب ۱۲۶۰ھ کتابت ۱۲۷۰ھ

سید آغا حسن نام امانت تخلص۔ شعرائے لکھنؤ میں شامل ہیں۔ ۱۲۳۵ھ پندرہ برس کی عمر میں کسی مرض کے باعث گونگے ہو گئے، مگر ۱۲۴۶ھ میں خودبخود اچھے ہو گئے۔ اولاً مرثیہ لکھا کرتے اور دلگیر سے اصلاح لیتے تھے۔ غزل کہہ کر استاد کو بتائی استاد نے اصلاح سے انکار کیا۔ پھر کسی سے اصلاح نہیں لی۔ امانت کی اندر سبھا مشہور ہے۔

آغاز:۔

عشق کے حال سے یارب کوئی آگاہ نہ ہو

پاؤں اس راہ میں رکھ کر کبھی گمراہ نہ ہو

اختتام:۔

غیر کے ذکر سے دل یار کا گھبراتا ہے

اے امانت اسے دم بھر نہیں چین آتا ہے

ترقیمہ

نسخہ تمام شد واسوخت سید آغا حسن متخلص بہ امانت۔ ساکن پلی غلام حسین۔ فی تاریخ یازدہم جمادی الاول ۱۲۷۰ھ

---

(۷۲) دیوان رشک سوم بہ نظم مبارک نظم گرامی

نمبر دواوین (۱۸)، سائز (۱۳×۸) صفحہ (۲۰۵)

سطر متن (۱۴) حاشیہ (۱۲) مصنف۔ میر علی اوسط

رشک۔ تاریخ تصنیف ۱۲۶۲ھ کتابت ۱۲۶۷ھ

میر علی اوسط نام، رشک تخلص، میر سلیمان کے فرزند

بزرگوں کا وطن فیض آباد تھا۔ مگر رشک کا نشو و نما لکھنؤ میں ہوا۔ ناسخ کے شاگرد تھے ۱۲۸۳ ہجری میں وفات پائی۔ تاریخ ادب وغیرہ کی کتابوں میں ان کے حالات درج ہیں۔
اس مخطوطہ میں رشک کے دو دیوان شامل ہیں۔ انکی علیحدہ علیحدہ صراحت کی جاتی ہے۔

(الف) متن میں دیوان موسوم "نظم مبارک" شامل ہے

آغاز

ممنون فضل کا نہ سحاب مطیر کا
گلچیں ہوں ایسے گلشن جنت نظیر کا

اس دیوان میں مخمس، بسم اللہ کے ساتھ غزلیات، تاریخی قطعات وغیرہ شامل ہیں۔

اختتام:۔

شد ہمیں مصرع تاریخ رشک
زسوم بست و ششم بود اسے وا

ترقیمہ

تمت تمد تاریخ بست سیوم ماہ ... ۱۲۷۰ھ
روز سہ شنبہ کتاب دیوان ... مسمی بنظم مبارک
بدست عاصی ... ...

(ب) دیوان نظم گرامی ۔ ... ہے

آغاز:۔

جو دیدہ یک بینی ہے وہ منظر ہے خدا کا
جس دل میں نہیں غیر وہی گھر ہے خدا کا

اس دیوان میں غزلیات تاریخی قطعات وغیرہ شامل ہیں

اختتام:۔

... ساعت ... تاریخ ...
باے ... ...

---

(۷۳) دیوان رشک (دوسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۱۳۶۳) سائز (۸×۱۴) صفحہ (۲۲۷)
سطر (۲۳) خط نستعلیق۔ کتابت ۱۳۱۶ھ

آغاز:۔

ممنون فضل کا نہ سحاب مطیر کا
گل چیں ہوں ایسے گلشن جنت نظیر کا

اس دیوان میں غزلیات، رباعیات اور تاریخی قطعات شامل ہیں۔

اختتام:۔

شد ہمیں مصرع تاریخ اے رشک
از سوم بست و ششم بود اسے وا

ترقیمہ

تمام شد بتاریخ ۱۹ر شوال ۱۳۱۶ھ روز پنجشنبہ
از دست محمد حبیب اللہ عشقی تخلص بمقام نیور۔
اس دیوان کے آغاز پر کاتب کی ایک مہر ثبت ہے۔

(۷۴) دیوان صفا

نمبر دواوین (۳۳۷) سائز (۶×۹) صفحہ (۱۳۷)
سطر (۵) خط نستعلیق۔
مصنف میر ذوالفقار علی خان صفا۔ تاریخ تصنیف قریب ۱۲۶۰ھ

میر ذوالفقار علی خاں نام اور صفا تخلص۔ لکھنؤ کے شریف زادے تھے۔ میر تقی میر سے تلمذ کا شرف رکھتے تھے وطن چھوڑ کر بنگال گئے اور پھر وہاں سے مدراس آگئے اور مدراس سے حیدرآباد آگئے۔ مہاراجہ چندولال نے پانچ سو روپیہ ماہوار جاری کردی۔ اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں طبع آزمائی کرتے تھے حیدرآباد میں انتقال ہوا، دائرہ میر مومن میں دفن ہوئے۔ سنہ انتقال معلوم نہیں ہوا۔

آغاز:۔

ہو جو دال چشم کا یا ابروں کے آن کا
اپنے آنکھوں پر رکھے مطلع میرے دیوان کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات اور مثنوی موسوم "چھو منتر۔ در عاشق شدن طبیب بر صراف" شامل ہے۔

اختتام:۔

درد مندوں کے لئے درمان ہے یہ
دل کی بیماری کو حرز جان ہے یہ

اس کے بعد کے اشعار نہیں ہیں۔ ناقص الآخر ہے۔ صفا کا دیوان طبع نہیں ہوا۔ سالار جنگ کے کتب خانے میں ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔

(۷۵) دیوان تجلی

نمبر دواوین (۳۰) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۳۳۰)
سطر (۱۲) خط نستعلیق مصنف تجلی علی
تجلی تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۰۶ھ

تجلی تخلص، میر محمد حسین کلیم کے فرزند میر تقی میر کے بھانجے۔ باپ دونوں شاعر تھے۔ یعنی گھر کا ماحول شاعری تھا۔ اور تجلی شاعری میں مرزا مظہر جانجاناں سے تلمذ تھا۔ بقول مصحفی ضخیم دیوان مرتب کیا تھا۔ مصحفی کے تذکرۂ ہندی کے مرتب کرتے وقت چالیس سال کا سن تھا۔

آغاز:۔

پھروں کب نامۂ اعمال جب تک اس کی قامت کا
نہ دیکھوں مد بسم اللہ دیوان قیامت کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات، رباعیات، مخمس، مسدس وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ مرثیے، قصائد اور ہجو بھی ہیں۔

اختتام:۔

نہ مانگو تجھ سے ہے پر منصفی نہیں ہے زبوں
کہاں تلک میں خراب آخر اس طرح سے پھروں
ترے پدر کا مدح خواں ہوں یا امام حسین

آخری صفحہ پر کچھ دوسرے اشعار درج ہیں۔

(۷۶) کلیات ممنون

نمبر دواوین (۵۰۷) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۳۴۳)
سطر (۱۵) خط نستعلیق مصنف میر نظام الدین
ممنون۔ تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۶۰ھ

میر نظام الدین نام اور ممنون تخلص۔ دہلی وطن۔ لیکن ان کے جد کا وطن سونی پت تھا۔ باپ کا نام میر قمر الدین منت تخلص۔ اکبر شاہ ثانی نے ان کو فخر الشعراء ملقب کیا تھا۔ سنہ ۱۲۶۰ھ ممنون کا انتقال ہوا۔ مفتی صدر الدین آزردہ ان کے مشہور شاگرد تھے۔

آغاز:۔

اے صفت و ذات میں تجھکو ظہور و خفا
چشم و سرو چشم سر حسن پہ تیرے فدا

اس کلیات میں قصائد، قطعات، غزلیات، مثنویاں سب کچھ شامل ہیں۔ تاریخی قطعات سنہ ۱۲۵۲ھ تک موجود ہیں۔ اس سے واضح ہے کہ یہ کلیات سنہ ۱۲۵۲ھ کے بعد مرتب ہوا ہے۔

اختتام:۔

گلرنگ عذاروں پہ نگہ خوش تھی
معلوم نہ تھا کہ خون پڑے گا . . . . .

کلیات کے پہلے صفحہ پر یہ عبارت درج ہے۔
کلیات ممنون نوشتہ خود مولف، مصنف سخن کے بعد سادہ اوراق چھوڑے گئے ہیں۔ آں سے بھی

مصنف کا اصل نسخہ ہونے کی تائید ہوتی ہے۔

(۷۷) ترجمہ رباعیات عمر خیام

نمبر دواوین (۸۵۰) سائز (۹×۶) صفحہ (۷۰)
سطر (۱۲) خط نستعلیق۔ مصنف۔ راجہ لکھن لال
لکھن۔ تاریخ تصنیف ۱۲۶۱ھ کتابت ۱۲۶۲ھ

راجہ لکھن لال نام، لکھن تخلص۔ حیدرآباد کے امرا اور جاگیردار تھے۔ وہ اردو فارسی میں بڑی اچھی مہارت حاصل تھی۔ راجہ چندو لال کی جانب سے محمود نظام میں خدمتگی کی خدمت پر فائض تھے۔

لکھن کو تصنیف تالیف کا شوق تھا۔ یادگار لکھن لال کے نام سے دکن کی ایک تاریخ تصنیف کی جو شایع ہو گئی ہے اور معتبر تاریخ شمار کی جاتی ہے۔ لکھن کی عمر خیام کی شعری بڑی خصوصیت تھی جس نے انھوں نے رباعیات ترجمہ کو اردو رباعی کے قالب میں منتقل کیا ہے۔ آغاز کتاب میں پانچ صفحہ کا دیباچہ ہے۔ اس کے بعد رباعیات ہیں۔

آغاز :

"دیباچہ کلام نامی سے اس بے نشاں کے سجایا ہے کہ جس نے مشت خاک آدم سے خمکدہ معرفت کو بنا کر بادۂ عرفاں سے معمور کیا"

پہلی رباعی یہ ہے :-

جب عشق ہو پستی و بلندی بھسر کیا
ہے بے خبری تو ہوش مندی بھسر کیا
رکھ طاق پیں یار تو مریدی پیری
رندی میں خیال ارجمندی بھسر کیا

اس مخطوطہ میں ترجیب وار کی تمام رباعیوں کو اردو کا جامہ پہنایا گیا ہے۔

اختتام :

دیر و کعبہ میں شناکدھر تھے گئے　　　کفر اسلام میں حد ہو گئے
کونسی جانب کو جائیں نا سمجھا　　　بیکدہ کی راہ بھی سد ہو گئے

ترقیمہ :-

لفظ تاریخ چہارم ماہ جمادی الثانی ۱۲۶۲ھ ہجری روز پنجشنبہ بجشن مفرام رسید۔

ان رباعیات کی اشاعت نہیں ہوئی ہے

(۷۸) دیوان لکھن لال

نمبر دواوین ۵۰۲ سائز (۹×۶) صفحہ (۵۲)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ مصنف۔ لکھن لال۔
تاریخ تصنیف قبل ۱۲۶۱ھ

دیوان کے ابتدا اور آخر میں فارسی کلام ہے۔ درمیان بھی صفحہ (۲۰) سے اردو کلام شروع ہوا ہے۔

آغاز کلام اردو

کیا نبی اور کیا نبوت کیا معلی شان ہے
جن کی صورت سے ہویدا صورت رحمان ہے

اس دیوان میں مسدس اور مخمس ہیں دوسرا کلام نہیں ہے

اختتام :

جہاں تک جب لک کے جیتے رہو
تبی جی　　تبی جی　　نبی جی کہو

راجہ لکھن لال کا دیوان شایع نہیں ہوا ہے۔

(۷۹) دیوان لایق

نمبر دواوین (۴۵۶) سائز (۸×۶) صفحہ (۲۰۰)
سطر (۹) خط نستعلیق خوشخط۔ مصنف
بدرالدین خاں لایق۔ تاریخ تصنیف قبل ۱۲۶۶ھ

بدرالدین خاں نام، لایق تخلص، امیر جنگ امیر الدولہ خطاب تھا سرکار آصفیہ کے جاگیردار تھے۔ آصفجاہ ثانی و

ثالث کے میرساماں کی خدمت پر مامور تھے۔ بڑے سلیقہ شعار و نفاست پسند امیر تھے۔ شاہی تقاریب شادی بیاہ وغیرہ میں ان کے کمال فن کا ثبوت ملتا تھا۔ لایق کا انتقال ۱۲۶۶ھ میں ہوا۔ اولاً فارسی کلام ہے۔ اسکے بعد اردو کلام شروع ہوا ہے۔

آغاز:۔

لباس کعبہ پہنا ہے خط عنبر نگار اوس کا
ہو انظروں سے فرض لعین اب خوف خدا اس کا

اس دیوان میں غزلیات، قصائد، رباعیات، مخمس اور فردات ہیں۔ اس کے علاوہ سلام اور ایک مرثیہ بصورت مسدس ہے۔

اختتام:۔

تو تصدق ہو بدل صاحب خیبر اوپر
پڑھ درود حضرت شبیر و شبر اوپر

(۸۰) دیوان لایق (دوسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۱۵۶۶) سائز (۱۳×۸) صفحہ (۲۰۶)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ خوش خط

آغاز:۔

کیا بتاؤں میں ٹھکانہ ہے کہاں اللہ کا
لامکاں کہتے ہیں جس کو ہے مکاں اللہ کا

اس دیوان میں (۱۹۵) غزلیات ہیں۔ ہر غزل کے نمبر اور تعداد شعر میں لکھی گئی ہے۔

اختتام:۔

لایق ہے میرا نام میں لایق ہوں نام کا
رکھتا ہوں کیا میں علم و ہنر کچھ نہ پوچھیے

پہلے صفحہ پر حسب ذیل عبارت ہے۔

کتبہ کمترین احقر الکونین سید خادم حسین جعفری زیور قلمی آراستہ۔

(۸۱) دیوان لایق (تیسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۹۰۴) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۵۵)
سطر ۱۵ خط نستعلیق

آغاز:۔

لباس کعبہ پہنا ہے خط عنبر نگار اوس کا
ہو انظروں سے فرض العین اب خوف خدا اس کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات، مخمس اور مسدس اور مرثیہ شامل ہیں۔

اختتام:۔

تو تصدق ہو بدل صاحب خیبر اوپر
پڑھ درود حضرت شبیر و شبر اوپر

(۸۲) دیوان تمیز

نمبر دواوین (۲۷۷) سائز (۱۳×۸) صفحہ (۱۵۳)
سطر ۵ خط نستعلیق۔ خوش خط مطلا جدول
مصنف۔ بدرالدین خاں تمیز۔
تاریخ تصنیف قبل ۱۲۶۹ھ۔

محمد بدرالدین خاں نام تمیز تخلص، نواب فخرالدین خاں شمس الامراء کے فرزند رفعت جنگ معظم الدولہ معظم الملک خطاب تھا۔ ۱۲۲۲ھ ولادت ہوئی اور ۱۲۶۹ھ میں انتقال ہو۔ حافظ قرآن اور عربی فارسی کی اچھی قابلیت رکھتے تھے۔ انگریزی سے بھی واقف تھے۔ حضرت فیض سے شاعری میں تلمذ حاصل تھا۔ پائیگاہی امیروں میں پہلے شخص تھے جو حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ مذہب سے زیادہ شغف تھا۔ تمیز شاعر ہونے کے علاوہ خوشنویس بھی تھے۔ خط ناخن میں بھی مہارت حاصل تھی۔ تمیز صاحب تصنیف بھی تھے۔ تجرۂ آصفیہ انکی تصنیف ہے۔ سنگلاخ زمینوں میں شعر کہا کرتے تھے۔

آغاز

شکر ادا کیا ہو کسو سے ایزدِ سبحان کا

خوبندہ تو جو ہو وہ فلک نشان کا

اس دیوان میں غزلیات، قصائد، مخمس اور
ترجیع بند شریک ہیں۔

اختتام:

کیا فرق داغ گل ہیں اگر گل میں بو نہ ہو

کس کام کا وہ دل ہے کہ جس دل میں تو نہ ہو

میر کا دیوان جس میں ... نواب دبیر یار جنگ کے
پاس ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔

۸۳۔ دیوان اسد

نمبر دو وہی ۳۵۰، سائز ۶×۹، صفحہ ۵۴۰،
سطر ۹، خط نستعلیق، مصنف۔ اسد
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ۔

اسد کے نام اور وطن کے متعلق کوئی صراحت نہیں کی
جا سکتی۔ اسد تخلص کے کئی شعراء کا پتہ چلتا ہے، کلام کے
لحاظ سے بس کو سنہ ۱۲۰۰ھ کے بعد کا شاعر قرار دیا جا سکتا ہے
غالب کے ہمعصرات میں ان کو قرار دیا جا سکتا ہے۔

آغاز:

لے گیا کوئی کسو نے کھو گیا

پھر نہ آیا اس مکاں سے جو گیا

اس دیوان میں صرف ردیف وار غزلیات ہیں

اختتام:

ایک اسد ہی نہیں تجزائر — جو کہ آیا سو بات ہوتا ہے

(۸۴) کلیات موزوں

نمبر دو وہی ۵۹۶، سائز ۶×۹، صفحہ (۲۰۵)
سطر ۵، خط نستعلیق، مصنف میر قمر الدین علی موزوں
تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۲۵۰ھ۔ ناقص اول و آخر

میر قمر الدین علی نام، موزوں تخلص، میر شمس الدین فقیر سے
تلمذ حاصل تھا، زیادہ تر فارسی شعر کہا کرتے، مصحفی نے اپنے
تذکرہ ہندی میں ان کا ذکر کیا ہے۔

آغاز:

کی ہوئی میر کبھی خون دہر کی — نقد دہان گور کو ہر جہاں ملا

اس کلیات میں زیادہ تر غزلیات ردیف وار ہیں ا
س کے علاوہ مخمسات بھی ہیں جو نظیری، آتش، ہوس،
مصحفی، میر، درد وغیرہ شعراء کے غزلیات پر تضمین کی
ہیں۔ آخر پر رباعیات ہیں

اختتام۔ رباعی

آئے ہوئے بسمل کی تمنا پھر جائے

گل زرد ہوں گلشن کی ہوا پھر جائے

موہنہ کو تری جانب سے نہ پھیروں واللہ

قبلہ سے اگر قبلہ نما پھر جائے

ترقیمہ:-

تاریخ وفات جناب میر ... صاحب مغفور۔
اس کے بعد دوسرا صفحہ "آفتاب" کے لفظ سے شروع
ہوتا ہے جو نہیں ہے۔

(۸۵) مدح لنگ راج

نمبر خط (۱۱۹۸) سائز ۶×۸، صفحہ ۲۶
سطر ۱۷، خط نستعلیق۔ مصنف۔ مخلص
تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۵۰ھ۔ طلائی جدول مطلا

مخلص تخلص کے کئی شعراء کا ذکر تذکروں میں ملتا ہے
مگر اس بجہ مثنوی کو کسی مخلص سے مختص کرنا دشوار ہے

آغاز:-

جو نامہ بنام خسرواں ہو — آرائش جو......

دیوان کا آغاز

برق کے مصرع سے کیا چسپاں ہے مصرع آہ کا
مطلع دیوان ہے گرم اس بستۂ درگاہ کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں اور آخر پر دو رباعیات ہیں۔

اختتام کی رباعی یہ ہے

یا رب ترا اقبال عدو سوز رہے
شب عید برات روز نوروز رہے
دولت تیری یک شمع ہے اے آصفجاہ
روشن یہ شمع عالم افروز رہے

ترقیمہ

تمت تمام شد کتاب ہٰذا یعنی دیوان اعلیٰ حضرت استاد اکمل سخندان بے بدل حضرت میر احمد علی صاحب متخلص بہ شہید ساکن شاہجہان آباد عرف دہلی بمقام بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد از خط شاگرد حضرت ممدوح مسمی غلام مصطفیٰ خاں [illegible]۔

تاریخ بستم شہر صفر المظفر سنہ [illegible]ھ

دیوان کے خاتمہ کے بعد دو صفحے تاریخی قطعات درج ہیں جو [illegible] الدولہ کے مرنے اور افضل الدولہ کے مسند نشین ہونے سے متعلق ہیں

(۸۸) دیوان حریف

نمبر دواوین ۱۲۰ سائز (۵×۹) صفحہ (۱۰۱)
سطر ۹ خط نستعلیق۔ مصنف۔ حریف
تاریخ تصنیف مابعد سنہ [illegible]ھ

حریف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے اگرچہ بعض تذکروں میں حریف شاعر کا ذکر موجود ہے۔ مگر تحقیق کے ساتھ کسی سے متعلق نہیں لکھا جا سکتا۔

آغاز:۔

جب سے جو توجہ کیا ہے چوں کا دریا
کہتے ہیں سبھی اہل یقیں اور یہ عرفا

اس دیوان میں غزلیات ردیف وار ہیں۔

اختتام:۔

اس رنگ ہو آشنا ہے جو حریف اب
نیرنگی عالم نہ رہے نفع و ضرر بھی

صفحۂ اول پر ایک مہر محی الدین انور منور کی ثبت ہے۔

(۸۹) دیوان اشک

نمبر دواوین (۲۲۴) سائز (۹×۶) صفحہ (۳۶)
سطر (۱۱) خط نستعلیق مصنف سید علی حسن لکھنوی اشک۔ تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۴۳ھ

سید علی حسن نام اور اشک تخلص شیخ امام بخش ناسخ کے شاگرد سمجھے جاتے ہیں مگر دیوان کی عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ وہ شہید کے شاگرد تھے اپنے استاد کے رنگ میں شعر کہا کرتے۔ تذکروں میں ان کے حالات شامل ہیں۔ بسم اللہ کے اوپر حسب ذیل صراحت ہے۔

"چند غزلیات دیوان حقیر سید علی حسن لکھنوی متخلص بہ اشک شاگرد جناب مولوی شہید صاحب مرحوم شاگرد رشید جناب غفران مآب شیخ امام بخش متخلص بہ ناسخ مغفور تحریر ۱۳ صفر سنہ ۱۲۴۷ھ"

آغاز:۔

عشق کا راز نہ بھولے سے زباں پر آیا
رونے بیٹھ کے خلوت میں جو دل بھر آیا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں۔ آخر پر دو تاریخی قطعے جو دیوان کی ترتیب سے متعلق ہیں درج ہیں اسی پر دیوان ختم ہوتا ہے۔

اختتام:-

پھر ہاتف کی ندا آئی ..... وقعۃً
کیجیے قند مکرر اسکو فکر اشک
۱۲ ۶۳ ھ

(۹۰) دیوان شرم موسوم عروس مضمون

نمبر دواوین (۱۳۶۳) سائز (۹×۵) صفحات (۲۳۰)
سطر (۱۱) خط شکستہ مصنف شمس النساء بیگم
شرم۔ تاریخ تصنیف، بعد ۱۲۷۰ھ۔ کتابت ۱۲۹۰ھ

شمس النساء بیگم نام، شرم تخلص، حکیم فخر الدین کی بیٹی، اصل وطن بنارس تھا۔ مگر لکھنؤ میں سکونت کرلی تھی۔ خواجہ وزیر سے تلمذ حاصل کیا۔ وزیر کا دیوان ۱۲۷۱ھ میں مرتب ہوا تھا۔ شرم کا دیوان اس کے بعد مرتب ہوا ہے۔ مشاہیر نسواں مرتبہ محمد عباس میں شرم کا تذکرہ درج ہے (صفحہ ۲۶۹)

آغاز:-

مقر ہوں روز اول سے میں تیری وحدت کا
نہ کیوں ہو ورد ...... مجھے کلمہ شہادت کا
ادا ہوا نہیں کچھ حق جو ہے عبادت کا
فقط ہمیں تو وسیلہ ہے تیری رحمت کا

دیوان میں ردیف وار غزلیات اور ایک قصیدہ جو مسٹر طامس گورنر کے مدح میں کہا گیا ہے شامل ہے۔

اختتام:-

اقلیم ساتوں ہوں نہ فدائے یہ ہے دعا
لفٹنٹ طامسن گورنر ہو حکمراں

ترقیمہ:-

تمام گردید دیوان شمس النساء بیگم المتخلص بہ شرم
بتاریخ بستم شعبان روز دوشنبہ ۱۲۹۰ھ از دست
حاجی حبیب اللہ حسینی عفا عنہ۔

پہلے صفحہ پر ایک مہر ہے۔ جس پر محمد حبیب ۱۲۹۱ھ ثبت ہے۔

(۹۱) دیوان آزاد

نمبر دواوین (۱۰۱۳) سائز (۱۲×۶) صفحے (۱۳۸)
سطر (۱۵) خط شکستہ مصنف الگزنڈر آزاد
تخلص۔ تاریخ تصنیف قبل ۱۲۷۷ھ

الگزنڈر ہیڈلے نام، آزاد تخلص، باپ کا نام جیمس ہیڈلے۔ جیمس ہیڈلے انگلستان سے آکر ایک ہندستانی عورت سے شادی کرلی۔ اس کے بطن سے الگزنڈر بمقام دہلی تولد ہوا (۱۸۲۹ء) اس کی پرورش ہندوستانی مسلمانوں کے طرز پر ہوئی۔ شعر و شاعری کا شوق ہوا۔ زین العابدین عارف سے شاعری میں تلمذ حاصل کیا اور آزاد تخلص اختیار کیا۔ صرف (۳۲) سال کے سن میں ۱۸۶۱ء میں انتقال ہوگیا۔

خمخانۂ جاوید (صفحہ ۳۲) ورام بابو سکسینہ نے اپنی کتاب یوروپین شعراء اردو میں آزاد کا تفصیل سے تذکرہ کیا ہے صفحہ ۹۵

خواجہ یوسف الدین صاحب ایم اے ایم ایڈ نے بھی اپنی کتاب یوروپین اور انگلو انڈین شعراء میں آزاد کا تذکرہ کیا ہے۔

آغاز:-

غلام خاص ہوں آزاد شاہ دین و دنیا کا
سر پر آرائے رحمت ہے لقب میرے مسیحا کا
ہے اوس کا آستانہ فلک کعبہ ترے سجدہ کا
رجا کا آرزو کا دل کی خواہش کا تمنا کا

اس دیوان میں صرف ردیف وار غزلیات ہیں کوئی اور صنف سخن نہیں ہے۔

اختتام:-

سراسر نور ایک ظلمت سے چمکا ہر حرف آزاد
پس سر موسے سراپنے جو اوس نے دیکھے پل باندھے

آزاد کا دیوان ان کے بھائی نے شایع کیا تھا۔ مگر نایاب ہے۔ قلمی نسخے بھی نایاب ہیں۔

(۹۲) دیوان ارشاد

نمبر دواوین (۲۰۰۱) سائز (۶×۱۰) صفحہ (۱۳۶)
سطر (۵) خط نستعلیق۔ مصنف۔ غلام محی الدین
ارشاد۔ تاریخ تصنیف، اول سنہ ۱۲۰۰ھ

غلام محی الدین نام۔ ارشاد تخلص۔ بعض اصحاب نے ارشد ان کا تخلص لکھا ہے۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ اجین کے باشندے تھے۔ ان کے اجداد وہاں قاضی تھے۔ ارشاد [illegible]ھ میں اورنگ آباد آئے اور اسکو وطن بنالیا۔ درگاہ قلی خاں صوبہ دار اورنگ آباد ان کے بڑے قدردان تھے جب درگاہ قلی خاں کا انتقال ہوا تو ارشاد نے یہ تاریخ نکالی۔

اہل عالم سینہ چاک نوحہ ماتم سالار جنگ

درگاہ قلی خاں سالار جنگ کے انتقال کے بعد ارشاد حیدرآباد آگئے۔ ارشاد صوفی منش بزرگ تھے شاہ فخر الدین [illegible] کے مرید اور خلیفہ تھے۔ شاعری میں کس سے تلمذ حاصل کیا اس کا کوئی پتہ نہیں چلا۔ تاریخ نکالنے میں ملکہ حاصل تھا۔ غزلیات کے ساتھ [illegible] لکھے ہوں بھی پتہ چلتا ہے مگر اب تک ارشاد کے تصانیف دستیاب نہیں ہوئے۔ ان کے انتقال کا سنہ معلوم نہیں ہوا۔

آغاز:-

حمد رب العالمین ہے ابتدا دیوان کا
جس طرح الحمد سے آغاز ہے قرآن کا

سالک و مجذوب ہیں دریائے وحدت میں غرق
کوئی نہ پایا گوہر اسرار اس سبحان کا

اس دیوان میں صرف غزلیات ہیں۔ کوئی دوسرا کلام نہیں ہے۔

اختتام:-

نحن اقرب کے شوق میں ارشاد
ہو رہی ہے اس پیا کی جلوہ گری

ترقیمہ:-

تمت تمام ہذا النسخہ دیوان غلام محی الدین عرف ارشاد دام برکاتہ۔ بتاریخ دہم شہر ذیقعدہ روز چہارشنبہ در وقت صبح در اول پہر ساعت مشتری و مہر فلک باتمام رسید۔

ارشاد کے دیوان کا ایک نسخہ کتب خانہ سالار جنگ میں موجود ہے۔

(۹۳) دیوان شاہ قاسم

نمبر دواوین (۹۹۳) سائز (۶×۱۰) صفحہ (۲۴۷)
سطر (۱۲) خط نستعلیق۔ خوش خط جدول مطلا
مصنف۔ شاہ قاسم علی قاسم۔ تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۱۵۰ھ
کتابت سنہ ۱۱۶۰ھ

شاہ قاسم علی نام قاسم تخلص۔ اولاً برہان پور پھر اورنگ آباد کو وطن بنایا۔ باکمال شاعر تھے شفیق نے ان کا حال اپنے تذکرہ میں قلمبند کیا ہے۔ اورنگ آباد سے حیدرآباد آگئے۔ کیونکہ آصف جاہ ثانی نے اورنگ آباد کے بجائے حیدرآباد کو اپنا دار سلطنت بنا لیا تھا۔ اسی لئے بہت سارے شعراء ادیب اور اصحاب علم اورنگ آباد سے حیدرآباد آگئے۔ سنہ ۱۱۸۵ھ میں وہ حیدرآباد میں موجود تھے۔ انتقال کا صحیح سنہ معلوم نہیں ہوا۔ شاہ نصیر علی چشتی سے

بیعت حاصل کی تھی۔ رسالہ اردو بابتہ جنوری ۱۹۵۰ء میں
شاہ قاسم کے حالات تفصیل سے درج ہوئے ہیں

آغاز:۔

وِردِ ہر دم اسم پاک اللہ کا گرد ہو راہ رسول اللہ کا
ماسوا اللہ دور کر درد و الم ورد رکھ وہ مرسل آگاہ کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں۔ اس کے بعد
چند مخمس ہیں۔

اختتام:۔

ہے یوہی خیریات سے سب گل کی زندگی
شہ قاسم عاشقوں کے باگلی زندگی
چندبدن کے سایہ میں ہمیار خوش رہے

ترقیمہ:۔ نصف دیوان کے بعد اس طرح درج ہے
محمد علی کاتب امین آبادی فی سنہ ۱۱۹۰ ہجری
یہ عبارت درمیان دیوان کے ایک صفحہ کے آخر پر درج ہے
قاسم کا دیوان طبع نہیں ہوا ہے۔ سالار جنگ کے
کتب خانے میں دو قلمی نسخے موجود ہیں۔

(۹۴) قصیدہ مدحیہ نصیر الدین حیدر

نمبر (۷۰ جدید) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۱)
سطر (۱۳) خط نستعلیق مصنف احسان علی
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۴۳ھ

احسان علی نام املا تخلص۔ نصیر الدین حیدر شاہ اودھ
کے درباری شاعر تھے۔ تمام اصناف سخن میں طبع آزمائی کرتے تھے

آغاز:۔

صبح دم پیک صبا نے یہ کہا مجھ سے پکار
سو لیے غافل پڑا کیوں ہو ذرا تو ہوشیار

اس قصیدہ میں شاہ اودھ نصیر الدین حیدر کی مدح
کی گئی ہے۔ بادشاہ کے جلوس، بحری شکار، اس کے لوازمات
انگریزی باجوں کے نام، حسینوں کا جمگھٹا، حضرت عباس کی
درگاہ کی زیارت کو جانا۔ جلوس کے تفصیلات درج کئے گئے ہیں

اختتام:۔

یہ نصیر الدین حیدر بادشہ قائم رہے
سب کہو آمین بحق حیدر و دُلدُل سوار

قصیدہ کے پہلے صفحہ پر ایک مہر مہدی علی خاں
ضیغم جنگ اقتدار الدولہ محتشم الملک ۱۲۶۶ھ ثبت ہے

(۹۵) دیوان فیض

نمبر دواوین جدید (۳۰۷) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۲۸۲)
سطر (۱۵) خط شکستہ مصنف میر شمس الدین فیض
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۷۵ھ

میر شمس الدین نام، فیض تخلص، ۱۱۹۵ھ میں تولد ہوئے
اور ۱۲۸۳ھ میں حیدرآباد میں وفات پائی۔ فیض کے
اجداد دہلی سے دکن آکر بس گئے۔ فیض کی پیدائش دکن
میں ہوئی۔ بارہ سال کے سن میں قرآن شریف حفظ کرلیا
پھر عربی اور فارسی میں اعلیٰ دستگاہ پیدا کی اپنے
دور کے عالم متبحر اور استاد سخن تھے مشتاق دہلوی سے
جو خواجہ میر درد کے شاگرد تھے تلمذ حاصل کیا۔ فیض نہ
صرف شاعر و عالم تھے بلکہ ایک صوفی بزرگ بھی تھے۔ خلافت
حاصل تھی۔ درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا تھا۔ آپ کے
مریدوں، شاگردوں میں مسلمان و ہندو دونوں شامل
ہیں۔ صاحب تصنیف تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں
عرصۂ دراز تک آپ کے عرس کے ساتھ مشاعرہ ترتیب
دیا جاتا تھا۔ آپ کا مزار اب بھی زیارت گاہ خاص و عام ہے
فیض کے شاگردوں کی تعداد خاصی طویل ہے جن میں
کئی ایک نامور شعراء ہیں مثلاً خضر، نقش وغیرہ۔
فیض کے حالات تذکرۂ شعرائے دکن، مرقع سخن،

دکن میں اردو وغیرہ میں درج ہیں۔

آغاز:۔

حرم میں دیر میں جب کوئی روبرو آیا
مجھے یقیں ہوا بس یہی کہ تو آیا

اس دیوان میں کئی سو غزلیات ردیف وار شامل ہیں۔ غزلیات کے علاوہ رباعیات، مخمس، قطعات شامل ہیں۔ آخری قطعہ تاریخی ۱۲۷۰ھ کا ہے۔

اختتام:۔

لکھی ہے میں نے بھی تاریخ اوس مکاں کی فیض
رہے نشاط محل میں مدام عیش فرید

دیوان کے لکھے جانے کے بعد دوبارہ مقابلہ اور صحت کی گئی ہے۔ حاشیہ پر بھی اشعار کا اضافہ ہوا ہے اور ہر ردیف کے بعد سادہ جگہ چھوڑی گئی ہے۔ فیض کا دیوان شایع ہوا تھا۔ مگر اب نایاب ہے فیض سخن کے نام سے ادارۂ ادبیات اردو نے آپکے کلام کا انتخاب شایع کیا ہے۔ کتب خانہ سالار جنگ میں دیوان فیض کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔

(۹۶) دیوان رفعت

نمبر دواوین (۶۳ حربد) سائز (۸×۵) صفحہ (۴۰)

سطر ۱۳، خط نستعلیق مصنف۔ مرزا قاسم علی رفعت۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۷۵ھ

مرزا قاسم علی نام اور رفعت تخلص، لکھنو میں سکونت کرتے تھے۔ عبدالغفور نساخ نے اپنے تذکرہ میں ان کا حال لکھا ہے۔

آغاز

آہ میری ہے مونس بسم اللہ کا
بس ہے اس شیرازہ دیوان کو رشتہ آہ کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں کوئی اور صنف سخن نہیں ہے۔

اختتام:۔

جور سے اوس کی تمنا ہو۔ آوارہ دلے
ڈھونڈتا پھرتا ہوں پھر پھر اس جفاجو کا مکاں

(۹۷) دیوان مسیحا

نمبر دواوین (۱۶۹۷) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۳۹۱)

سطر (۱۴) خط نستعلیق۔ مصنف۔ مسیحا۔

تاریخ تصنیف قریب ۱۲۷۵ھ

مسیحا کے حالات ہمدست نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

اے خدا تو شافی مطلق ہے ہر آزار کا
نام ہے دار الشفا بیشک تیری سرکار کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات۔ فردات، آخر صفحہ پر چند تضمینیں ناسخ کی غزلیات پر لکھی گئی ہیں۔

اختتام:۔

گو مسیحا سے بھی رتبہ ہے سوا ناسخ کو
اب تلک یاد نہ جنت میں کیا ناسخ کو
اپنے مداح کو کیا شاد زمین بھول گئے

(۹۸) دیوان مقصدی

نمبر دواوین (۱۱۵۹) سائز (۱۲×۸) صفحہ ۳۲۸

سطر (۱۵) خط نستعلیق مصنف۔ مقصدؔ

تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۷۵ھ

مخطوطات ادارۂ ادبیات اردو کی تیسری جلد میں ایک بیاض کے مندرجہ شعرا کا نام درج ہے جن کے مرثیے اس میں شامل ہیں۔ اس فہرست میں مقصدی بھی شامل ہے (صفحہ ۲۳۶) ڈاکٹر زور صاحب کو بھی

اس شاعر کے حالات دستیاب نہیں ہوئے ہیں۔

آغاز:۔

قائل ہوں اے یار، حد حسنِ رخِ براق کا
تاباں ہے جیوں خورشید وہ احمد تیرے آفاق کا
ہیں قدسیان پاک بھی دست دعا دھرکے
از بسکہ پہونچا عرش تک غوغا دلِ مشتاق کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں آخر پر چند رباعیات شریک ہیں۔

اختتام:۔

شرماکے بہت منہ کو چھپائے بیٹھا
یکبار ادھر دیکھ کہ دیکھوں میں تجھے

اردو دیوان کے بعد چند صفحے فارسی کلام کے شامل ہیں۔

(۹۹) کلیات سطوت

نمبر دواوین (۸۲۰) سائز (۸×۱۲) صفحہ ۳۴۰ سطر (۱۳) خط نستعلیق مصنف دارا علی سطوت۔ تاریخ تصنیف۔ بعد ۱۲۷۵ھ

داراب علی نام، سطوت تخلص، تیموری خاندان سے تعلق تھا۔

صفحۂ اول پر حسب ذیل عبارت درج ہے۔

کلیات نواب داراب علی خاں صاحب سطوت شہزادہ تیموریہ سبحان فصاحت پسر امانت لکھنوی که بتعلیم استاد صحیح کردہ شد، اصلاح شدہ است دستخط حضرت۔

آغاز:۔

سر مو بھی نہ ہرگز حق ادا ہو شکر یزداں کا
اگر ہر رونگٹا مثل زباں ہو جائے انساں کا

اس دیوان میں صرف غزلیات ہیں جو استاد کے اصلاح کردہ ہیں یعنی مصنف کا اصل نسخہ ہے۔

اختتام:۔

سطوت دل اپنا پھنس کے بھلا نکلے کس طرح
دام اور ہے وہ زلف گرہ گیر اور ہے

(۱۰۰) قصائد میاں میر

نمبر دواوین (۹۷۹) سائز (۶×۱۰) صفحہ (۱۸۹) سطر (۱۱) خط نستعلیق مصنف میاں میر تاریخ تصنیف بعد ۱۲۷۵ھ

میاں میر کو حیدرآباد سے تعلق تھا۔ غالباً ایک صوفی بزرگ تھے تمام قصائد نعتیہ ہیں۔

آغاز:۔

ولا کر حمد بیچوں لامکاں کا
نہیں ثانی کوئی شاہِ جہاں کا

کتاب کا نام "قصائد میاں میر" ہے مگر قصائد کے ساتھ نعتیہ غزلیات بھی ہیں جو ردیف وار ہیں۔ یہ قصائد حمد، نعت، منقبت اور مدح محبوب سبحانی میں ہیں۔

اختتام:۔

دست بستہ ہے میاں میر آپکی در کا غلام
حال پریشاں ہے مہرے کشف ال جا کے واسطے

(۱۰۱) کلیات مہر

نمبر دواوین (۱۸۵۳) سائز (۶×۱۲) صفحہ (۳۹۸) سطر ۱۵ خط نستعلیق مصنف میر جہانگیر علیخاں مہر۔ تاریخ تصنیف۔ بعد ۱۲۵۵ھ

میر جہانگیر علیخاں نام، مہر تخلص، آصفجاہی خاندان سے تعلق تھا۔ ان کے والد میر ہدایت علیخاں ہدایت تخلص کے ساتھ شاعری کرتے تھے

زمرۂ صاحبزادوں میں ملازمت کرنا معیوب تھا

ارشد تلامذہ میں شامل تھے۔ ۱۲۸۲ھ میں دیوان مرتب
کیا۔ عصر کا انتقال ۱۳۲۲ھ میں ہوا عصر نے چار دیوان مرتب
کئے۔ عصر شاعر بھی تھے اور عالم بھی، ایک صوفی بھی تھے
اور صاحب ارشاد اور ہدایت بھی۔

آغاز:۔

اے عصر سلسلہ ہے یہی مجھ فقیر کا
جاروب کش ہوں روضۂ پیران پیر کا
شام و سحر جو نام لے پیران پیر کا
کیا خوف اس کو پرسش منکر نکیر کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات، رباعیات،
قطعات، مخمس اور مثلث شامل ہیں۔

اختتام:۔

کوئی کیا اپنا حضوری میں نشاں بتلائے
کچھ نہ کچھ کان میں پھونکا ہے ہوا خواہوں نے
گو آپ ہو نقشوں میں اڑائی جاتی

(۱۰۵) دیوان اسیر

نمبر دو وین (۱۱۲۰) سائز (۱۳×۶) صفحے (۲۰۴)
سطر ۱۹ خط نستعلیق مصنف۔ سید مظفر علی اسیر
تاریخ تصنیف ۱۲۸۸ھ

سید مظفر علی نام اسیر تخلص، سید امداد علی کے فرزند۔
۱۲۹۹ھ میں انتقال ہوا۔ علماء فرنگی محل لکھنؤ سے اکتساب علم
کیا تھا۔ اپنے دور کے قابل اشخاص میں شمار کئے جاتے تھے۔
اولاً شاہان اودھ نصیرالدین حیدر، اور امجد علی شاہ سے
متوسل رہے۔ پھر واجد علی شاہ کے مصاحبوں میں منسلک
ہوئے۔ تدبیرالدولہ مدبرالملک کے خطاب سے سرفراز کئے
گئے۔ لکھنؤ کی تباہی کے بعد رامپور چلے گئے۔ وہاں نواب
یوسف علی خاں اور کلب علی خاں نے انکی قدردانی کی
کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کے شاگردوں کا حلقہ
نہایت وسیع تھا۔ امیر مینائی سب سے زیادہ مشہور ہوئے

آغاز:۔

بے زباں اور بے دہن ہے نطق کلام اللہ کا
سب کلاموں سے ہے بالاتر کلام اللہ کا
دھیان بندوں کو ہے لازم صبح و شام اللہ کا
دل میں یاد اللہ کی ہو لب پہ نام اللہ کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں۔ ایک
مخمس ہے جو آتش کی غزل پر لکھا گیا ہے۔ چند تاریخی
قطعات بھی شامل ہیں۔

اختتام:۔ تاریخ قطعہ شفایابی نواب صاحب

ہزار شکر کہ نواب کو ہوئی صحت
ہر ایک دور بلا ہو گئی شفا پائی
کہا یہ میں نے بہ نذر مصرع تاریخ
دعائے خلق سے دور ہو گئی شفا پائی

۸۱ ۱۲ ھ

(۱۰۶) واسوخت امیر مینائی

(شکایت رنجش تاریخی نام ہے)
۱۲۸۴ھ

نمبر دوادین (۱۲۰۹) سائز (۱۳×۸) صفحہ (۲۷)
سطر ۱۶ خط نستعلیق مصنف۔ امیر احمد مینائی
امیر۔ تاریخ تصنیف ۱۲۸۴ھ

منشی امیر احمد مینائی نام امیر تخلص۔ لکھنؤ وطن مولوی کرم محمد
کے فرزند۔ ۱۲۴۴ھ میں تولد ہوئے۔ حضرت مخدوم شاہ
مینائی کے خاندان سے تعلق تھا اس لئے مینائی کے لفظ سے
شہرت حاصل کی۔ طریقہ صابریہ کے ایک بزرگ حضرت
امیر شاہ کے مرید ہوئے اس لئے امیر تخلص کر لیا۔ امیر کے

شاگرد تھے۔ لکھنؤ کی تباہی کے بعد نواب صاحب رامپور کے پاس چلے گئے۔ پھر حیدرآباد آئے لیکن یہاں قیام نصیب نہیں ہوا۔ ۱۳۱۰ھ میں انتقال ہوا۔ درگاہ یوسفینؒ میں دفن کئے گئے۔ حال میں انکی قبر کو سنگ مرمر سے بنایا گیا ہے اور جوش ملیح آبادی کے نام کا پتھر لگایا گیا ہے۔

آغاز:۔

دھوم ہے خسرو اقلیم جنوں آتا ہے
فوج غم ساتھ ہے آمادۂ خوں آتا ہے
خلل انداز صفت صبر و سکوں آتا ہے
صاحب لشکر نیرنگ و فسوں آتا ہے

اس مخطوطہ میں کئی دسوختہ ہیں جو مختلف عنوان سے لکھے گئے ہیں مثلاً شکایت نیکش، غبار طبع، حسد غبار، صوت آتش، بانگ اضطرار وغیرہ

اختتام:

پھر کبھی جوش طبیعت کا دکھاؤں گا نہیں
ہوش آئیگا تو افسانہ سناؤں گا نہیں

(۱۰۷) دیوان محمود

دو دواوین (۱۰۶۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۲۸) سطر (۱۰) خط نستعلیق۔ مصنف۔ میر محمود محمود تاریخ تصنیف ۱۲۸۲ھ

میر محمود نام محمود تخلص۔ دکن کے شاعر ہیں۔ مگر زیادہ مشہور نہیں ہوئے۔

آغاز

لکھوں گر وصف میں اوس نوکمان ابروئے دخشاں کا
ہلال عید ہو وے مدلسم الله دیوان کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات۔ اس کے بعد چند مخمس اور پھر قصائد ہیں۔ چند مثنویاں بھی ہیں۔ ہر ردیف کے بعد سادہ جگہ چھوڑی گئی ہے۔

اختتام

لکھی خوب والا نے تاریخ اسکی
یہ ہیں نیک گلچیں رنگیں سخن کا
۱۲ ۸۲ھ

(۱۰۸) کلیات شاد لکھنوی

نمبر دواوین (۱۰۳۰) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۴۳۶) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ مصنف۔ شیخ محمد جان صدیقی شاد۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۳۰۰ھ

شیخ محمد جان صدیقی نام شاد تخلص، شیخ داراب علی صدیقی کے فرزند لکھنؤ میں ۱۲۲۰ھ میں تولد ہوئے۔ میر کلو عرش کے شاگرد تھے۔ ناسخ اور آتش کے معرکے دیکھے تھے (۹۷) سال کی عمر ہوئی ۱۳۱۷ھ میں انتقال ہوا۔ دو دیوان مرتب کئے تھے۔ ایک سخن بے مثال سے موسوم ہے جو شائع ہو گیا ہے۔ خواجہ عبدالرؤف عشرت لکھنوی ان کے مشہور شاگرد تھے۔

پہلے صفحے پر دیوان کے آغاز میں یہ عبارت درج ہے۔
دیوان اول اردو مسمی سخن بے مثل شیخ محمد جان شہزادہ لکھنوی صدیقی محمدی تخلص بہ شاد بمعہ قصائد فارسی قطعات و رباعیات معہ قصائد اردو و مخمسات و مسدسات۔ چند مناظرہ شہر آشوب وغیرہ بقلم آغا حسن باتمام رسید۔

آغاز:۔

کنشت و دیر آئینہ ہے شان کبریائی کا
وہ بت پیدا کئے ہیں جنکو دعوی ہے خدائی کا

اس کلیات میں شاد کا حسب ذیل کلام شامل ہے
(۱) دیوان اول موسوم سخن بے مثل
(۲) دیوان دوم موسوم سخن بے مثال

(۳) مثنوی چار باغ۔
(۴) مجموعہ قصائد مخمسات و مسدسات
(۵) مجموعہ قصائد فارسی۔
(۶) مجموعہ قصائد۔
(۷) دیوان سوم موسومہ سخن لاثانی۔

اختتام :۔

اختر برج راد شاہ اودھ
ہو گئے خلد آشیانی ہائے
شاد نے اس کی یہ کہی تاریخ
گل چراغ اودھ ہوا ہے وائے

اس کے بعد کچھ فارسی قطعات ہیں۔

ترقیمہ :۔

بتاریخ ۱۴ ر اگست ۱۸۹۹ء ۔ یوم سہ شنبہ شیخ محمد جان صاحب شاد مصنف دواوین ہذا بعمر تخمیناً (۹۰) سال ازیں جہان فانی بہ عالم بقا رحلت نمودن انا ﷲ و در فاطمین کہ قریب درگاہ حضرت عباس واقع ست مدفون گشتند۔

(۱۰۹) کلام شاد

نمبر دواوین (۱۰۲۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۵۴)
سطر (۱۷) خط نستعلیق ۔ مصنف سید علی محمد شاد عظیم آبادی۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۳۰۰ ہجری
کتابت ۱۳۲۹ / ۱۹۱۱ء

سید محمد علی شاد عظیم آبادی اردو کے مشہور شاعر ۱۸۴۶ء میں تولد ہوئے اور ۱۹۲۷ء میں انتقال فرمایا۔ سید الفت حسین فریاد سے تلمذ حاصل تھا۔ صوبہ بہار کے ہی نہیں بلکہ دنیائے اردو کے مشہور اور نامور شاعر تھے۔ شاد کے حالات اور کلام شایع ہو گئے ہیں۔

آغاز :۔

کیا مفت کا زاہدوں نے التزام لیا
تسبیح کے دانوں سے عبث کام لیا
یہ نام وہ تھا کہ جس کو بے گنتی لے لیں
کیا لطف جو گن گن کے تیرا نام لیا

اس مخطوطہ میں شاد کے چند غزلیات شامل ہیں

اختتام :۔

ساعی میں ہوا بقدر طاقت
آیندہ سخن وروں کی قسمت

ترقیمہ :۔

بتاریخ ۷ مارچ ۱۹۱۱ء از مسودہ نقل کردہ شد بقلم مصنف در پٹنہ عظیم آباد کتبہ۔ علی محمد شاد

حضرت علی محمد شاد نے اپنا منتخب کلام خود اپنے ہاتھ سے نقل کر کے نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی کو روانہ کیا تھا۔ نواب صاحب کے کتب خانے کے ساتھ یہ نسخہ بھی اس کتب خانہ میں داخل ہوا ہے۔ مصنف کا قلمی ہونے سے اس کی بڑی اہمیت ہے۔

(۱۱۰) دیوان نیر موسومہ باغ نیر

نمبر دواوین (۱۲۳۵) سائز (۸×۱۲) صفحہ (۱۹۱)
سطر (۱۵) خط نستعلیق مصنف ۔ نیر الدین نیر
تاریخ تصنیف ۱۳۰۶ھ کتابت ۱۳۱۹ھ

حاشیہ پر بھی کلام کا اضافہ کیا گیا ہے۔

سید محمد نیر الدین نام نیر تخلص سکندر یار جنگ خطاب حیدر آباد کے جاگیردار تھے۔ سانپ کے عمل سے واقف تھے حضور نظام محبوب علی خاں کو اس عمل کی اجازت دی تھی تاریخ نوایط میں آپ کا حال درج ہے۔

آغاز

کیا لکھے وصف ذات عدیم المثال کا
پہنچے صفات تک نہیں یارا خیال کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات۔ تاریخی قطعات ہیں۔ ان میں حضرت مسکین شاہ، حافظ بدرالدین، خورشید جاہ، اقبال الدولہ وغیرہ کی وفات کے قطعات شامل ہیں

اختتام:۔

وقار الامرا، اقبال الدولہ کے مرنے کا قطعہ

چوں سکندر جنگ فضل الدین حال
ترک کردہ منصب و جاگیر و فوج
اینچنیں سال وصالش گفت دل
خلد شد جاگیراں یا عز و اوج

۱۹ ۱۳ ھ

(۱۱۱) مثنوی جعفری عرف نوید بہار

نمبر دواوین (۱۹۲۴) سائز (۸×۱۴) صفحہ (۱۳)
سطر (۱۱) خط نستعلیق مصنف سید میرن نامی
تاریخ تصنیف ۱۳۰۹ھ
سید میرن نام نامی تخلص۔ تفصیلی حالات نہیں ملے۔

آغاز:۔

آ اے مطرب رنگیں خیال
دیکھ عطا کرم ذو الجلال

اس مخطوطہ میں حضرت علی کی مدح میں کہی ہوئی مثنوی ہے۔

اختتام:۔

نذر جو ہے حضرت نواب کی
نام بھی ہے مثنوی جعفری
اور ہے معروف نوید بہار
جو پڑھے اسکو ہو اوسی ساز دار

۱۳۰۹

ترقیمہ:۔

نذر حقیر گوشہ گیر گمنامی سید میرن صاحب نامی
گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

(۱۱۲) قصیدہ تہنیت عید الضحیٰ

نمبر دواوین (۱۳۰۳) سائز (۸×۱۴) صفحہ (۶)
سطر (۱۰) خط نستعلیق مصنف۔ امیر احمد امیر مینائی۔ تاریخ تصنیف ما بعد ۱۳۱۱ھ مطابق جدول
امیر مینائی کے حالات قبل ازیں تحریر ہو چکے ہیں۔

آغاز:۔

جھلک عید قرباں نے اپنی دکھائی
مبارک سلامت کی آواز آئی

یہ قصیدہ امیر احمد امیر مینائی نے شاہ جہاں بیگم والیہ ریاست بھوپال کو پیش کیا ہے۔

اختتام:۔

یوں ہی عید ہر روز حجرے کو آئے
کرے پاؤں بڑھ بڑھ کے بخت آزمائی

ترقیمہ:۔

معروضہ دعا گو فدائی امیر احمد امیر مینائی

(۱۱۳) دیوان بہرام

نمبر دواوین (۳۳۵) سائز (۸×۱۴) صفحہ (۱۸۲)
سطر (۷) خط نستعلیق مصنف۔ دستور بہرام جی جاماسپ جی۔ تاریخ تصنیف ۱۳۱۳ھ
دستور بہرام جی جاماسپ جی حیدرآباد کے ایک معزز پارسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے اجداد حیدرآباد میں صدیوں سے متوطن ہیں۔ بہرام کی ولادت حیدرآباد میں ہوئی۔ فارسی اردو کی تعلیم پائی۔ فارسی اور اردو شاعری سے شغف تھا۔ دونوں زبانوں میں

شعر موزوں کرتے تھے۔ دیوان مرتب کیا ہے۔

آغاز:۔

ساتھ وہ نگر و جو کل سیر گلستاں میں نہ تھا
شکل گل کیا چاک تا دامن گریباں میں تھا
زلف کو ظالم سمجھ کر دیکھیو جھٹکا ذرا
یعنی آویزاں یہ دل کب زلف پیچاں میں تھا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں اور کوئی کلام اس میں نہیں ہے۔

اختتام:۔

بہرام اب کسی کی نہیں مجھ کو آرزو
ورد زباں مگر میری نام خدا رہے

ترقیمہ:۔

سرخی سے حسب ذیل نوٹ درج ہے۔

دستور بہرام جی صاحب جاماسپ جی متوفی سنہ
روز چہارم شہریور ماہ ہفتم سنہ ۱۲۹۷ یزدگردی

(۱۱۴) دیوان نظم طباطبائی

نمبر دواوین (۱۳۲۴) سائز (۵×۸) صفحہ (۳۱۱)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف۔ سید علی حیدر نظم
تاریخ تصنیف سنہ ۱۳۱۰ھ

سید علی حیدر نام نظم تخلص۔ حب طباطبائی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کا خاندان ایران سے آکر ہندوستان میں مقیم ہوا۔ آپ کے والد سید مصطفے حسین ایک سپاہی پیشہ شخص تھے۔ علم و فن سے دلچسپی نہیں تھی۔ نظم کے دادا سید مہدی طباطبائی فوجدار جلال آباد (یو۔پی) تھے۔ وہ دادی مختار الدولہ کی پوتی تھی۔ مختار الدولہ نواب آصف الدولہ شاہ اودھ کے نائب السلطنت تھے۔ نظم کی پیدائش لکھنؤ میں سنہ ۱۲۶۸ھ میں ہوئی۔ آپ کے ننہال شان امارت اور علم و فضل میں سربلند رہا۔ نظم کی پرورش ننہال میں ہوئی۔ تعلیم کی تکمیل مولانا محمد علی جو قائمۃ الدین سے مشہور تھے سے ہوئی۔ علامہ نظم اولاً کلکتہ میں مٹیا برج کے مدرسے میں جو اودھ کے شاہی خاندان کے لئے قائم کیا گیا تھا ملازم ہوئے سنہ ۱۳۱۱ھ تک یہاں رہے۔ جب واجد علی شاہ کا انتقال ہوا تو حیدرآباد آئے۔ اولاً کتب خانہ آصفیہ کے مہتمم بنے پھر نظام کالج میں عربی کے پروفیسر رہے۔ وظیفہ کے بعد جامعہ عثمانیہ کے دارالترجمہ سے آپ کا تعلق رہا۔ نظم کو بچپن سے شاعری کا ذوق تھا سنہ ۱۹۲۲ء میں حضور نظام آصف جاہ سابع نے حیدر یار جنگ کے خطاب سے سربلند کیا۔ سنہ ۱۳۵۲ھ (سنہ ۱۹۳۳ء) میں حیدرآباد میں انتقال ہوا۔

قصائد اور غزلیات اور انگریزی نظموں کے ترجمے آپکی یادگار ہیں۔

آغاز:۔

نظر آتا ہے ابر آسا گزرنا کوہساروں کا
کہ عالم عالم اجسام میں ہے بے قراروں کا
کیا ہے دست گیری کا جو وعدہ اسکی رحمت نے
کلیجا ہاتھ بھر کا ہو گیا امیدواروں کا

یہ مخطوطہ نظم کا اصلی مسودہ ہے۔ اس میں قصائد ہیں

اختتام:۔

کوئی حرف تمنا ضبط کرتا ہوں جو اے حیدر
تو آنکھوں سے ٹپک پڑتا ہے بنکر اشک خوں دیکھی

نظم کے کلام کے دو حصے شایع ہوئے ہیں ایک قصائد کا مجموعہ ہے اور دوسرا غزلیات کا۔ چونکہ یہ اصلی مسودہ ہے اس لئے خاص اہمیت رکھتا ہے۔

---

(۱۱۵) دیوان نظم دوم

نمبر دواوین (۱۴۲۵) سائز (۸×۵) صفحہ (۲۰۶)
سطر (۱۲) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

تیرے جلوہ کے آگے اپنی ہستی کو فنا پایا
یہ پیغام اجل ہم نے دم قالو بلےٰ پایا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں۔

اختتام:۔

نظم میں نے طبع کے گن کے سنین
کہہ دیا تیرہ سو اٹھارہ ہوئے
۱۳ ۱۸ ھ

(۱۱۶) دیوان نظم

نمبر دواوین (۱۴۶۱) سائز (۱۵×۸) صفحہ (۲۱۲)
سطر (۱۰) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

کلام حق ہے توریت اب مجھے یہ اعتبار آیا
خبر موسیٰ نے جس کی دی تھی وہ ناد سوار آیا

اس مخطوطہ میں قصائد۔ مثنوی۔ ساقی نامے وغیرہ
شامل ہیں۔

اختتام:۔

قرین مصلحت یہ تھا کہ جاں بخشی کی مود تے
خطا بھی رحمت للعالمین نے عفو فرمائی

دیوان کے آخر میں یہ عبارت درج ہے
مجھے ہمیشہ سے تاریخ کہنے سے انکار ہے۔ تاریخ فن شعر
میں داخل نہیں ہے، مگر مجبور ہو کر کہہ لیتا ہوں - نواب
عزیز یار جنگ بہادر مرزا داغ مرحوم کے ایک خوش فکر
شاگرد میرے پاس آئے اور اپنے دیوان کی تاریخ
کہنے کے لئے مجبور کیا، میں نے یہ مصرع کہا۔
داغ کا انداز اس دیوان میں ہے
۱۳ ۳۶ ھ

(۱۱۷) دیوان کمال موسوم مخزن العرفان

نمبر دواوین (۱۶۳۳) سائز (۸½×۶) صفحہ (۳۴۰)
سطر (۱۷) خط نستعلیق مصنف۔ سید شاہ کمال الدین
کمال۔ تاریخ تصنیف سنہ ۱۳ھ

کرنول کے صوفی بزرگوں میں شاہ کمال الدین کمال
تخلص کے ایک مشہور صوفی گزرے ہیں۔ آپ کے خاندان میں
سلوک اور باطن کے ساتھ علم و فضل بھی بزرگوں کی میراث
رہی ہے۔ آپ کے تفصیلی حالات سخاوت مرزا صاحب نے
رسالہ اردو سنہ ۱۹۳۹ء میں شایع کئے ہیں۔

آغاز:۔

ہر ذرہ رونما ہے تیرے آفتاب کا
آئینہ طشت آب ہے جوں ماہتاب کا

یہ نعتیہ دیوان ہے۔ ردیف وار مرتب ہے۔ ختم غزلیات
کے بعد طویل مخمسات، اور قصائد ہیں۔ بعد ازاں گیارہ ورق
پر رباعیات ہیں آخر میں ایک قصیدہ حضرت شہمیرؒ کی مدح
میں ہے۔ اور ایک نظم (الف تا ی) تحریر ہے۔

اختتام:۔

شکر خدا کا کمال الدین تو پایا کامل پیر
دین و دنیا والی حضرت سید محمد شاہ میر

تمت بالخیر

(۱۱۸) قصائد کمال (بیاض)

نمبر جدید (۱۲۰۹) سائز (۸½×۳ ¾ = انچ)
صفحہ (۱۸۴) سطر (۱۰) خط نستعلیق۔
مصنف تخلص کمال

آغاز

ہے تجھپہ سدا یا حبیب خدا میرا جاں فدا یا حبیب خدا

اس میں نعتیہ قصائد، آنحضرت صلعم و صحابہ کرام و بزرگان دین کے شامل ہیں۔

اختتام :-

ترا مدح و ثنا و نعت و وصف و منقبت نغمہ

میرا ہی جسم فی ہوا روح نائی یا رسول اللہ

. . . عاصی نہیں دنیا میں کوئی لیکن

. . . . کا رجائی یا رسول اللہ

آخر پہ پانچ چھ اورق کا کچھ حصہ دیمک خوردہ ہے جسکی وجہ سے بعض الفاظ ضایع ہوگئے ہیں۔

(۱۱۹) دیوان کمال (دوسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۱۲۷۹) سائز (۱۳ × ۸) صفحے (۳۶۸)

سطر (۲۱) خط نستعلیق۔ کتابت ۱۳۱۶ھ

آغاز :-

ہر ذرہ رونما ہے تیرے آفتاب کا

آئینہ طشت آب ہے جیوں ماہتاب کا

اس مخطوطہ میں غزلیات، مخمس، رباعیات، مثنویاں اور قصائد شامل ہیں۔

اختتام :-

عاصی کمال الدین اوپر فضل و کرم کی رکھ نظر

عدل و سیاست سے گزر یارب بحق مصطفےٰ

ترقیمہ :-

بفضلہ تعالیٰ تمام شد کاتب الحروف فقیر سید منصف علی بلند شہری عفی اللہ عنہ۔

واقعہ ۱۲ امرخورداد ۱۳۱۶ف

ہر صنف سخن کے بعد کئی صفحے خالی چھوڑے گئے ہیں۔

(۱۲۰) دیوان مہر

نمبر دواوین (۱۲۳۰) سائز (۱۴ × ۹) صفحے (۲۰۷)

سطر (۱۵) خط نستعلیق مصنف میر آفتاب علی خاں

مہر۔ تاریخ تصنیف ۱۳۱۸ھ کتابت ۱۳۱۸ھ

صاحبزادہ میر آفتاب علی خاں نام اور مہر تخلص۔ خاندان آصفی کے یہ دوسرے مہر تخلص کے شاعر ہیں۔ یہ آصفجاہ اول میر فخرالدین کے فرزند بسالت جنگ کی اولاد میں تھے۔ ۱۳۰۳ھ میں تولد ہوئے۔ وہ گھر میں تعلیم پائی۔ پھر مدرسۂ عالیہ میں شریک ہوئے۔ سید حیدر علی طباطبائی سے تلمذ حاصل کیا۔ ختم تعلیم کے بعد مدرسۂ عالیہ میں ملازم ہوئے اور وظیفہ حاصل کیا۔

آغاز :-

بھروسہ مجھ کو دونوں پر ہے پھر کیا غم قیامت کا

الٰہی تیری رحمت کا محمد کی شفاعت کا

اس دیوان میں غزلیات ہیں اور تاریخیں ہیں۔ جن میں بعض فارسی ہیں۔

اختتام :-

بہ قضا جان سپرد قطب الدین

گفتم از آہ دل سنہ رحلت

با غبان الست پیدا کرد

گل تازہ بہ گلشن جنت

۱۳۱۸ھ

آخری تاریخ ۱۳۱۸ھ کی ہے۔ جس سے دیوان کی ترتیب ۱۳۱۸ھ قرار دیجا سکتی ہے۔ یہ دیوان مصنف کا اصلی نسخہ ہے۔

(۱۲۱) دیوان مہر (دوسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۱۲۳۱) سائز (۱۵ × ۸) صفحے (۲۸۰)

سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ کتابت ۱۳۲۶ھ

آغاز:۔

بھروسہ مجھکو دو توں پر ہے پھر کیا غم قیامت کا
الٰہی تیری رحمت کا محمد کی شفاعت کا

پہلے نسخے سے اس میں زیادہ کلام ہے اس میں غزلیات
ہیں اور چند تاریخیں۔

اختتام:۔

مہر سالش بدعا عرض نمودہ زادب
لطف فرما صد وسی سال شود سالگرہ
۲۷ ۱۳ ھ

(۱۲۲) دیوان مہر دوم

نمبر دواوین (۱۳۳۲) سائز (۵×۸) صفحہ (۱۲۶)
سطر (۱۵) کتابت ۱۳۲۴ھ

آغاز:۔

ہر برگ سے آشکار صنعت تیری
ہر رگ کو دی ہوئی ہے لذت تیری

اس دیوان میں غزلیات، مسدس، رباعیات
قطعات شامل ہیں۔ چند فارسی قطعات بھی ہیں۔

اختتام

تا مہ میان شود چو حروفش گرفتہ
فرق مہ و مہر دل مہر پائے پدر

(۱۲۳) دیوان مہر سوم

نمبر دواوین (۱۳۳۳) سائز (...) صفحہ (۳۵۰)
سطر (۱۵) کتابت ...

آغاز:۔

خلد ایک بوٹا ہے تیرے فرش پا انداز کا
ہے جہنم ایک کرشمہ شعلۂ انداز کا
اس دیوان میں غزلیات، رباعیات وغیرہ شامل ہیں
اس دیوان کی نظر ثانی بھی کی گئی ہے۔

اختتام:۔

دل کہتا ہے اشک آنکھ میں کیونکر آئیں
پانی تو بھرا ہوا ہے یہاں چھالوں میں

ترقیمہ:۔

بتاریخ ۲۲ شوال المکرم ۱۳۲۲ھ روز شنبہ
بوقت یازدہ ساعت۔ دیوان ختم ہوا۔

(۲۴) مجموعہ تواریخ مہر

نمبر دواوین (۱۳۳۴) سائز (۸×۱۲) صفحہ (۶۲)
سطر (۱۵) تاریخ تصنیف ۱۳۲۰ھ کتابت ۱۳۲۶ھ

آغاز:۔

تاریخ شادی نواب شمس الامراء امیر کبیر خورشید جاہ بہادر
عقد خورشید گشت از شہزادی
گردیدہ ہر قطب مسرت حاصل
تاریخ گذارش نمودم اے مہر
نوشاہ منیر عروس بدر کامل
۵۵ ۱۲ ھ

اس مخطوطہ میں اردو اور فارسی تاریخی قطعات شامل ہیں۔

اختتام:۔

تاریخ انتقال حضرت بخاری شاہ قبلہ درگاہ
حضرت اوجالے شاہؒ۔
از قطع سر اجل شدہ سال
شد زیب خلد نیک انجام
۲۸ ۱۳ ھ

مہر کی پیدائش ۱۳۰۳ھ میں ہوئی۔ مگر انہوں نے
اپنی پیدائش کے پہلے کے واقعات کی تاریخیں بھی
لکھی ہیں جو اس مخطوطہ میں شامل ہیں۔

(۱۲۵) دیوان مہر

نمبر داوین (۱۰۴۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۰۴)
سطر (۸) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

قمری ہوں سرو باغ رسالت پناہ کا
دم کیوں بھروں نہ الفت شیر الٰہ کا

اس دیوان میں غزلیات شامل ہیں۔

اختتام:۔

لحد تک مہر مجھکو اس نے پہونچایا تو کیا حاصل
پھر آئے آشنا راہِ عدم کی پہلی منزل سے

(۱۲۶) دیوان عشق موسومہ تفسیر حسن و عشق

نمبر داوین (۱۰۲۰) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۵۰۶)
سطر (۲۱) خط نستعلیق۔ خوش خط۔
مصنف۔ شاہ حبیب اللہ بیابانی عشق
تاریخ تصنیف ۱۳۲۳ھ

حبیب اللہ نام، عشق تخلص، شاہ حبیب اللہ کے اجداد کا وطن نیلور علاقہ آندھرا تھا۔ اس کے بعد حیدرآباد آکر مقیم ہوگئے۔ عشق کو شاعری سے بڑی دلچسپی تھی۔ پرگو شاعر تھے ان کے دیوان کے دس نسخے اس کتب خانے میں موجود ہیں۔ پہلے داغ کے شاگرد تھے۔ اس کے بعد ضیاء لکھنوی کے شاگرد ہے۔

آغاز:۔

سر دیواں رقم کیوں کر نہ ہو مضمون وحدت کا
کہ با تحفہ آیا ہے خامہ مجھکو انگشت شہادت کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں۔ آخر پر چند رباعیات ہیں۔

اختتام:۔

ہوتی ہے حرام تین دن میں تو حلال
یہ ہے تیس دن کا پیا سا ساقی

(۱۲۷) دیوان عشق موسومہ خنجر عشق

نمبر داوین (۱۰۲۱) سائز (۱۲×۷) صفحہ (۳۴۸)
سطر (۱۹) خط نستعلیق۔ تاریخ تصنیف ۱۳۲۳ھ

آغاز:۔

وردِ زباں وظیفہ ہے صبح و شام تیرا
جیتا ہوں یا الٰہی لے لے کے نام تیرا

اس مخطوطہ میں صرف غزلیات ہیں جو ردیف وار ہیں

اختتام:۔

امید کس کو ہے اس بت کے عشق میں اے عشق
سلامت اپنا ہم ایمان لے کے جائیں گے۔

(۱۲۸) دیوان عشق موسومہ پری خانہ عشق

نمبر داوین (۱۰۲۲) سائز (۱۰×۸) صفحہ (۴۱۲)
سطر (۱۹) خط نستعلیق۔ تاریخ تصنیف ۱۳۲۳ھ

آغاز:۔

ادب آموز ہستی ہے یہ انداز رقم میرا
لکھے حمد خدا تو سر بسجدہ ہے قلم میرا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات کے علاوہ قصائد شامل ہیں۔

اختتام:۔

چاہئے اس کا تکفل کیا غم ہے
ایسے دشمن ہوں گرچہ پچاس ہزار

(۱۲۹) دیوان عشق (پری خانہ عشق)

۲۸ ۱۲ ھ
(دوسرا نسخہ)

نمبر داوین (۱۰۲۳) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۹۰۸)

سطر (۱۹) خط نستعلیق۔ تاریخ تصنیف ۱۳۳۳ھ

آغاز:۔

ورد زباں وظیفہ ہے صبح و شام تیرا
جیتا ہوں یا الٰہی لے لے کے نام تیرا

اختتام:۔

دل وہ کس کام کا ہے کینہ سے اگر پاک نہیں
آئینہ ہیچ ہے اے عشق جلا سے پہلے

(۱۳۰) دیوانِ عشق

نمبر دواوین ۱۸۲۴، سائز (۸×۱۲) صفحہ ۲۲۴

سطر (۱۹) خط نستعلیق۔ تاریخ تصنیف ۱۳۲۲ھ

آغاز:۔

کوئی سنکر خدا ہی دیکھئے انداز رقم میرا
جھکا ہے صفحہ کا قد پر سجدہ کو قلم میرا

اختتام:۔

دل وہ کس کام کا ہے کینہ سے اگر پاک نہیں
آئینہ ہیچ ہے اے عشق جلا سے پہلے

اس دیوان پر عشق کے استاد نیاز نے جو عبارت لکھی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

برسوں کی اصلاح کے بعد بھی طبیعت کا یہ رنگ ہے تو جو کچھ ہوتا گیا ہے اوس کا نتیجہ کچھ نہیں۔ جن باتوں کو روکا وہ موجود ہیں [illegible] پڑھنے کے [illegible] پست ہو رہے ہیں ایسے [illegible] الجھی [illegible] مشکل ہوتا ہے [illegible] وجہ [illegible] اصلاح میں دیر ہوئی ہے۔

نیاز

۱ اگست ۱۹۳۲ء

---

(۱۳۱) دیوانِ عشق

نمبر دواوین (۱۸۲۵) سائز (۸×۱۲) صفحہ (۲۰۸)

سطر (۱۹) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

لذت وہ ہر کلام و زباں ہیں تیرے ہوئے
یہ مائدہ حسن کے گویا ہیں سنبوسے

غزلیات کا مجموعہ ہے جو استاد کے اصلاح شدہ ہیں

اختتام:۔

حق میں بیمار ناتواں کے عشق
کمسری وقت ویسی نکلی

(۱۳۲) دیوانِ عشق (جلد ہفتم جوہر خانۂ عشق)

نمبر دواوین (۱۸۲۶) سائز (۶×۹) صفحہ (۲۰۴)

سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

غیر سے بول اوس برابر یوں   اس سے ہوگا نہ کچھ بھلا میرا

یہ بھی اصلاح شدہ غزلیات کا مجموعہ ہے۔

اختتام:۔

قائم رہے انجمن کی بنیاد جب تک چلے کاروبار دنیا
کر سبز یہ محفل انجم ہو میرا لانے مراد کا . . . .

(۱۳۳) دیوانِ عشق (جلد ہشتم)

نمبر دواوین (۱۸۲۷) سائز (۸×۱۲) صفحہ (۳۲۱)

سطر (۹) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

کیوں کر پڑھوں کلمہ خدا و رسول کا
ہے یہ اصول درخت دین کے جدول کا

اس دیوان میں غزلیات کے علاوہ قصائد بھی ہیں کچھ فارسی کلام بھی ہے۔

اختتام:-

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

(۱۳۴) دیوان عشق (نظم)

نمبر دواوین (۸۲۸) سائز (۸×۱۲) صفحہ (۷۵)

سطر (۱۹)

آغاز:-

ورد زباں وظیفہ ہے صبح و شام ترا
جیتا ہوں یا الٰہی لے لے کے نام تیرا

اختتام:-

انہیں کے واسطے ہے لطف سیر خلد اے عشق
جو ساتھ یار کے ارماں لے کے جائیں گے

(۱۳۵) دیوان عشق

نمبر دواوین (۸۲۹) سائز [illegible] صفحہ (۳۴)

سطر (۱۹) خط نستعلیق

آغاز:-

دشمن اہل کمال کا ہے فلک   کیوں جہاں میں ہنر ہوا پیدا

اس میں غزلیات کے علاوہ مرثیے بھی ہیں۔

اختتام:-

اک عمر سے پابند تفکر ہے خدایا
اے عقدہ کشا عشق کی ہو عقدہ کشائی

(۱۳۶) فہرست مطلع ہائے ہر سہ دیوان

نمبر دواوین (۸۳۰) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۴۸)

سطر (۸) خط نستعلیق

آغاز:-

ادب آموز ہستی ہے بانداز رقم میرا
لکھے حمد خدا تو سر بسجدہ ہو قلم میرا

اختتام:-

جشن دربار فتح برٹش ہے . . . .

(۱۳۷) فہرست غزلیات ہر سہ دیوان

نمبر دواوین (۸۳۱) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۳۴)

سطر (۱۲) خط نستعلیق۔

آغاز:-

ادب آموز ہستی ہے بانداز رقم میرا
. . . . الخ۔

اختتام:-

یا حضرت قادر ولی گنج سوائے
ہر عقدہ دشوار میرا سہل کشاں

(۱۳۸) قصائد بقاء

نمبر قصائد (۲۴۳) سائز (۱۳×۹) صفحہ (۱۰۶)

سطر (۹) خط نستعلیق مصنف شاہ جلیل الحق

بقا۔ تاریخ تصنیف ۱۳۲۲ھ

شاہ جلیل الحق نام بقا تخلص۔ ایک صوفی بزرگ تھے
شاعری کا ذوق تھا۔

آغاز:-

بھا گیا دل کو میرے جو رسول اللہ کا
رو برو آئینہ سے وہ صاحب وجہ اللہ کا
دو جہاں روشن ہیں جس سے ہے وہ ایسا نور بسیط (?)
ہر ہلال میں جس طرح جلوہ ہے مہر و ماہ کا

اگرچہ کتاب کا نام قصائد بقا ہے لیکن اس میں
نعتیہ غزلیات اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
کی شان میں غزلیات کہی گئی ہیں۔

اختتام:-

بقا سکھا لے تجھ کو ... [illegible] فکر [illegible]

(۱۳۹) دیوان فدائیؔ

نمبر جدید (۲۸۴۹۳) سائز (۹ × ۸) صفحہ (۳۴)

سطر (۱۴) خط نستعلیق مصنف۔ ہدایت محی الدین

فدائیؔ۔ تاریخ تصنیف سنہ ۱۳۱۱ھ

سید ہدایت محی الدین نام، فدائیؔ تخلص، صاحب جاگیر و منصب تھے اولاً وکالت کی اور پھر سررشتۂ عدالت میں مامور کئے گئے، فدائی کے خاندان میں سلوک اور باطن سے بھی دلچسپی رہی آپ کے خاندان کے ایک بزرگ معروف علی شاہ حیدرآباد کے ایک مشہور صوفی تھے۔ فدائی کا انتقال حیدرآباد میں سنہ ۱۳۶۲ھ میں ہوا۔

اس دیوان میں اولاً (۳۴) فارسی غزلیات ہیں اس کے بعد اردو کلام ہے۔

آغاز دیوان فارسی

. . . .

. . . .

آغاز دیوان اردو

مصطفےٰ کیا ہیں ذرا دیکھئے رتبہ ان کا
جن کا محبوب ہے ہر چاہنے والا ان کا

اس دیوان میں فارسی اور اردو غزلیات ہیں۔

اختتام

فدائی حسینوں کا جمگھٹ ہے لیکن
جوانی کا تیرا زمانہ نہیں ہے

ترقیمہ

غزلیات مولانا ہدایت محی الدین تخلص فدائی
ناظم دار القضا حیدرآباد۔ المرقوم ۱۰ محرم سنہ ۱۳۱۱ھ
تاریخ انتقال مولانا شاہ ہدایت محی الدین سابق ناظم
[illegible] ۱۳۶۲ھ

(۱۴۰) دیوان رعد

نمبر جدید (۳۱۰) سائز (½۱۵ × ½۶ انچ)

صفحہ (۱۲۶) سطر (۲۶ - ۲۴ ۲۳) خط طبعی

مصنف حکیم مرزا نادر علی رعد۔ تاریخ تصنیف سنہ ۱۳۵۸ھ

حکیم نادر علی نام، رعدؔ تخلص، آپ کے دادا امیر الشعرا میر احمد علی شہید کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ رعد سنہ ۱۲۹۱ھ میں تولد ہوئے اور سنہ ۱۳۱۳ھ میں انتقال ہوا۔ باپ، دادا بھائی سب شاعر تھے۔ آپ موسوی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ رعد کا پیشہ حکمت تھا۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ پرگو شاعر تھے۔

آغاز:۔

مہر عالم تاب سے ہے ماہ کو حاصل ضیاء
اس کو ناممکن نگر ہے اس کو ممکن دیکھنا

دیوان ردیف وار مرتب ہے۔ آخر میں مخمس و مرثیہ و قصائد مدحیہ نواب میر عثمان علیخاں بہادر تاجدار دکن۔ اور کچھ غزلیات اضافہ کئے گئے ہیں۔ اور تواریخ سالگرہ اعلیٰحضرت تاجدار دکن ہیں۔ بظاہر صاحب دیوان کا قلمی نسخہ معلوم ہوتا ہے

اختتام:۔

ہشت ز فصلی ہزار و پانصد صد
ہزار و سہ صد و پنجاہ و ہشتی موسوم
۵۸ ۱۳ ھ

ایک مصرع میں ہجری و فصلی دونوں سال
ہزار و سہ صد و پنجاہ و ہشت نامی سال
۱۳۴۸ ف ۱۳۵۸ھ

روانہ تو ہوا ہوں مگر رعد ہے دعا
خاک مجھ ہو خاک بیاباں کے بعد۔

---

(۱۴۱) کلام معصوم

نمبر دواوین (۵۰۴) سائز (۹×۶) صفحہ ( )

سطر ( ) خط شکستہ۔ مصنف۔ معصوم۔

معصوم تخلص کے کئی شاعر گزرے ہیں کسی خاص شاعر سے منسوب کرنا دشوار ہے۔

آغاز:-

پرورش یافتہ دل تھا میرا غم خواری سے
خوف دلداری سے دشوار خبرداری سے
میں نے پالا تھا اسے اپنا یگانہ ہے سمجھ
تھا فراموش کیا اوس کے جفاکاری سے

مصنف کا اصلی مسودہ ہے۔ مختلف صنف کا کلام شامل ہے۔

اختتام:-

اے شہید معصوم کے دل کی یہی ہے آرزو
خاتمہ ہو خیر پر رنجیدہ نا ہوں ہیں کبھو
خاتمہ ہو خیر پر رنجیدہ نا ہوں ہیں کبھو
عشق میں جبل وعلا کے ہو رہوں دائم محو

نوٹ

بارثانی کی تلاش میں جو کتابیں اس عنوان کی دستیاب ہوئیں ان کو اب درج کیا جاتا ہے۔

(۱۴۲) دیوان ہاشمی

نمبر جدید (۱۹۹۹) سائز (۹×۶)
صفحہ (۱۵۸) سطر (۱۳) خط۔ نستعلیق۔
مصنف سید میران ہاشمی۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۰۰ھ

سید میران نام ہاشمی تخلص بیجاپور کا مشہور شاعر علی عادل شاہ کے عہد میں موجود تھا۔ بیجاپور کی تباہی کے بعد ارکاٹ چلا گیا اور عالمگیر کے صوبہ دار ذوالفقار خاں کے دربار سے متوسل ہوا اور ان کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا تھا (جو سالار جنگ کے کتب خانے کے دیوان میں موجود ہے) ۱۱۰۹ھ میں اس کا انتقال سمجھا جاتا ہے۔

آغاز:-

دیوان ہاشمی نور اللہ مرقدہٗ

اے مدتی بھانا تیرا کیفی ہو دل دل بولنا
تجہ لیکے می کا جام ہور شیشے کا تلقل بولنا
ہلنا تیری نت کا مجھے لگتا ہے جھلکے کا چھیک
جھنکا بیجن کا تیرے گھنگروں کا کھل کھل بولنا

ہاشمی کے اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں

اختتام:-

جاتے ہیں باغ میں تب کئی ہریلی تھا
تو ہیں خبر کرونگی ویلے تو جب دیکھے
اوہاشمی ملے گئے آپن آپن ہے کتنے
اس شوخری کون حاجت کلنی کے ناپڑے گی

دیوان پر اعتبار جنگ کے دو مہر ثبت ہیں۔
۱۲۲۵ھ

(۱۴۳) کلیات ولی دکھنی

نمبر کتابت (۳۱۴۶) سائز (۹×۴ ½) صفحہ (۳۰۶)
سطر (۱۵) خط نستعلیق معمولی۔

آغاز:-

کتیا ہوں تیرے ناتوکون میں وروزبان کا
ہردم میں وا آن رہوں . . . .

ردیف وار مرتب ہے لیکن آخر سے کچھ حصہ ناقص ہے نسخہ کرم خوردہ اور بعض مقامات پر دیمک خوردہ بھی ہے۔ لیکن نسخہ قدیم ہے۔

اختتام:-

آپ سوں دریا کے ہرگز نہیں کام عشاق کا
کہ یہ حیرت سوں ہے سرسبز باغ عاشقی

(۱۴۴) دیوان درد

نمبر کتاب‌خانہ (۱۰۵۳)، سائز (۹×۶) صفحہ (۴۴)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

آغاز:

بعد مدت کے درد کل مجھ سے مل گیا راہ میں وہ غنچہ دہن

دونوں طرف سے ناقص اور ردیف وار مرتب نہیں ہے صرف چند غزلیات ہیں۔

اختتام:-

ہے غم ہی ترا کہ یوں شب و روز
کھاتا ہے ہمارے دل کو معمور

(۱۴۵) دیوان سوز

نمبر کتاب‌خانہ (۲۲۹۸) سائز (۷½ × ۵½ انچ)
صفحہ (۵۶) سطر (۱۱) خط نستعلیق

آغاز:-

جز شکر قلم صفحہ پہ خلاق جہاں کا
چاہے جو کہ وصف تو منہ کیا ہے زباں کا

غزلیات ردیف وار ہیں۔ آخر میں صرف چار رباعی اور ایک مستزاد صرف چار شعر میں ہے۔

اختتام:-

یہ چال بری ہے تجھے بننے کی نہیں ۔۔۔ وہ خام خیال
کیا بنتا ہے تو بہت پشیمان ہوگا ۔۔۔ مت اتنے نکال

ترقیمہ

۲۷ شہر ربیع الاوّل روز سہ شنبہ بوقت عصر اختتام رسیلا بود بحسب فرمایش محمد محی الدین حسین خان صاحب بہادر بدست سید جہانگیر شاہ باتمام رسید۔

کتاب کے سرورق پر یہ عبارت درج ہے
میر معین الدین علی تخلص نادر ہمشیرہ صلابت جنگ منخوذ

(۱۴۶) دیوان تمنا

نمبر جدید (۱۴۴۸) سائز (۹ × ۶½)
صفحہ (۱۰۴) سطر (۱۸) - خط نستعلیق۔
مصنف اسد علیخان تمنا۔ تاریخ تصنیف سنہ ۱۱۹۵ھ

اسد علیخان نام تمنا تخلص۔ پہلے اورنگ آباد میں مقیم تھے۔ پھر حیدرآباد آئے اور بسطوجاہ اور آصف جاہ ثانی کی مدح میں قصائد لکھے۔ "گل عجائب" ان کا تذکرۂ شعراء شایع ہوگیا ہے۔ تمنا اپنے عہد کا ایک مشہور شاعر تھا اس کے بیسیوں شاگرد تھے۔ اسی کی اہل خانہ لطف النساء امتیاز تھی (جس کا دیوان مخطوطہ سالار جنگ کے کتب خانہ میں ہے اردو کی پہلی صاحب دیوان شاعرہ ہے) سنہ ۱۲۳۰ھ میں انتقال ہوا۔

آغاز:-

رات دن ورد زباں ہے نام اس اللہ کا
صاف چہرہ جس نے بخشا اوس کو مہر و ماہ کا
لے ازل سے تا ابد ہر صبح سے لے تا شام
مصطفیٰ دم تیغ ہے داد رس ہر آہ کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں آخر پر کچھ قطعات ہیں۔

اختتام:-

یوں عشق کی راہ تم نے سیکھی کب سے
اور حسن کی چاہ تم نے سیکھی کب سے
دل سرو کب جفائی ہے پیاری دم سرد
یہ ٹھنڈی آہ تم نے سیکھی کب سے

عشق میں تیرے یار بیٹھی ہیں   تجھ پہ سو جا نثار بیٹھی ہیں

تمت تمام شد

تمنا کا دیوان شایع نہیں ہوا ہے۔ کتب خانہ سالار جنگ میں ایک مخطوطہ موجود ہے۔

(۱۴۷) دیوان شاداں

نمبر جدید (۱۵۴۳) سائز (۱۰½ × ۵½ انچ)

صفحہ (۱۵۸) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

کتابت ۱۲۵۳ھ مصنف۔ مہاراجہ چندولال شاداں۔ تاریخ تصنیف ۱۲۵۳ھ

چندولال نام مہاراجہ بہادر خطاب اور شاداں تخلص آصف جاہ ثالث کے عہد میں حکومت آصفیہ کے پیشکار تھے مگر دیوانی کی خدمت بھی تو مدت تک انجام دیتے رہے علم دوست صاحب علم اور صاحب علم او شعراء کے قدردان تھے شعر و سخن سے بڑی دلچسپی تھی۔ بیسوں شاعران کے دربار سے متوسل رہے۔ ۱۱۸۹ھ میں تولد ہوئے اور ۱۲۶۱ھ میں انتقال ہوا مشتاق، ملوی، حفیظ دہلوی، شاہ نصیر وغیرہ آپ کے دربار کے ممتاز شعرا تھے۔ فارسی اور اردو کے شاعر بھی ہوتے تھے۔

آغاز:

بندہ ہوں دل وجاں سے میں اپنے صنم کا
سایہ ہے میرے سر پہ تو اوسکے ہی قدم کا

اس دیوان میں ردیف وار غزلیات ہیں اور ہر غزل کی بحر ابتدائی غزل پر لکھی گئی ہے۔ آخر میں ایک مخمس اور رباعیات ہیں

اختتام:۔

کہا میں نے وئی ہدایت تب   یہ دیوان دفتر ہے توحید کا
۱۲۵۳ھ

ترقیمہ:۔

دیوان محبت عنوان وزیر دوراں حاتم زماں راجہ چندولال مہاراجہ بہادر المتخلص شاداں دام اقبالہ بتاریخ اول شہر رمضان ۱۲۵۳ ہجری باتمام رسید

کتب خانہ سالار جنگ میں دیوان شاداں کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے

(۱۴۸) دیوان کافی

نمبر جدید (۱۵۳۶) سائز (۷½ × ۴½)

صفحہ (۲۰) سطر (۱۱) خط نستعلیق۔

مصنف۔ میر عباس علی خاں۔ کافی

تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ

میر عباس علی خاں نام کافی تخلص بیگن پلی کے جاگیرداروں میں شامل تھے دربار آصفی سے خانی و بہادری کا خطاب تھا مہاراجہ چندولال کے مصاحبوں میں شامل تھے عربی و فارسی اور ہندی کی علمی قابلیت رکھتے تھے۔

آغاز:۔

کافی نگر ہیں تو حب اہل رسول
نور نظر رسول حسنین بتول
نام حضرت پہ لاکھ بار درود
بے عدد اور بے شمار درود

اس میں نعتیہ غزلیات ہیں۔ آخر میں دو خمسے ہیں دیوان ردیف وار مرتب ہے۔

اختتام:۔

پاشکستوں کی طرح بیٹھے کافی تا چند
جاتی رباب وفا جز رہ عشق نزوند
سر مبادت کہ ازیں راہ قدم باز کشی

(۱۴۹) دیوان لطف

نمبر جدید (۱۵۱۲) سائز (۲۱ × ...)

صفحہ ۳۲ سطر ۲۵ خط نستعلیق خوشخط

مصنف لطف علیخاں لطف۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰

کتابت سنہ ۱۲۰۱ ہجری۔

لطف علی خاں نام لطف تخلص بریلی کے متوطن تھے۔

آغاز:۔

ازل میں جوش پر آیا جو دریا حق کی رحمت کا
سر احمد پہ رکھا تاج عالم کی شفاعت کا

اس میں نعتیہ غزلیات ردیف وار ہیں۔

اختتام:۔

مجھے امید قوی ہے یقین واثق ہے
عجب نہیں اگر ای لطف بخشدے خدا

ترقیمہ:۔

ہزار شکر جناب کبریا کہ دیوان مصنف تصنیف مولوی
لطف علی خاں ساکن بریلی کہ مشتمل بر نعت جناب
رسول مقبول صلعم ۔ شانزدہم ماہ ربیع الثانی ۱۲۰۱ھ
میں تحریر ہوا ۔ ۔ بے عشق محبوب سے مجھے سرشار کر
بفضل علی محمد و آلہ و صحابہ و اہل بیتہ اجمعین۔

(۱۵۰) مخمس در ہجو امرائے حیدرآباد

نمبر جدید (۱۲۱۵) سائز (۱۰ ½ × ۷ انچ)
صفحہ (۱۶) سطر (۱۰) کتابت ۹ رمضان ۱۳۱۹ھ

اگرچہ مصنف کا نام ظاہر نہیں ہوتا مگر ممکن ہے ہدایت اسکے مصنف ہوں کیونکہ آصفی دور میں ہجو گوئی میں انہوں نے امتیاز حاصل کیا تھا۔

آغاز:۔

منیر الملک کا مشہور ہے گا لیت و لعل
کہے ہے آج کی اور سے تو وہ بتا دے کل

اس میں ابتدائی ورق نہیں ہے۔ حیدرآباد کے امرا مثل منیر الملک۔ معین الملک۔ نظام یار جنگ۔ بندہ علیخاں اور فیروز جنگ قطب الملک اور ان امرا کے ذیلی عہدہ داروں وغیرہ کی ہجو میں یہ مخمس کہا گیا ہے۔ اور آخر میں دو ورق مذمت افیون کی مسدس ہے۔

اختتام:۔

کہاں تلک میں زمانے کا استبدال لکھوں
بنادیں بیتیں اگر چند پوچ ناموزوں
تو شاعروں کو وہ کرتے ہیں مفت میں بدنام

ترقیمہ:۔

المرقوم ۱۹ رمضان ۱۳۱۹ھ روز سہ شنبہ مطابق
۲۸ بہمن ۱۳۱۱ف۔ راقم بدست میر رفیع الدین۔

(۱۵۱) دیوان تاب

نمبر جدید (۲۸۸) سائز (۸ ½ × ۶ ¾ انچ)
صفحہ (۲۲۳) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔
مصنف۔ محمد علی خاں تاب

محمد علی خاں تاب کا تعلق مدراس سے تھا۔ مگر تذکرہ گلزار اعظم اور صبح وطن میں ان کا ذکر نہیں ہے۔

آغاز:۔ دیوان اول

سر دیوان پر میں نے لکھا ہے اسم یزداں کا
نہ کیوں ہو عرش اعلی نام میری تاب دیواں کا
لکھا جب ہم نے وصف اس عارض پر نور جاناں کا
بنا مطلع ہمارا صاف مطلع مہر تاباں کا

اس جلد میں دیوان اول اور دیوان دوم۔ دو دیوان ہیں۔ ہر ایک ردیف وار مرتب ہے۔

پہلے دیوان میں غزلیات کے بعد مخمسات اور مثلثات ہیں اور ۲۱۳ صفحات پر مشتمل ہے۔

دوسرے دیوان کے آخر میں غزلیات کے بعد صرف دو مخمس ہیں۔ یہ دیوان ۱۱۵ صفحے پر مشتمل ہے۔

اختتام:۔

ہشیار رہو خواب معصیت سے   غفلت میں ہو گئے تاب کب تک

آغاز دیوان دوم:۔

دیدۂ دل دیکھ کر روشن ہر انساں کا ہوا
مثل شمع طور مطلع میرے دیوان کا

اختتام:۔

ہے قبول مجکو بجان و دل کہ پکارے تیرا گدا اگر
نہ غرور تاج شہی بسر نہ سرور نشۂ کروفر
یہ من انتخاب بس ایقدر کہ بخوانده اند غلام غوث

(۱۵۲) دیوان عاشق

نمبر جدید (۲۱۳۴) سائز (۹ × ۱۶ انچ)
صفحہ (۲۳۷) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔
مصنف عظیم الدین خاں عاشق۔ کتابت ۱۲۱۶ھ

آغاز:۔

کر سکے وصف اوس خدائے پاک کا
ہے کہاں مقدور مشت خاک کا

اس مخطوطہ میں ردیف وار غزلیات ہیں۔ جنکی تعداد ۳۶۶ ہے۔

اختتام:۔

خلق و عالم میں تیرا فیض سخن سے کیا عجب
نام قایم حشر تک خان عظیم الدین رہے

(۱۵۳) دیوان فیض (دوسرا نسخہ)

نمبر جدید (۲۴۹۱) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۵۸) سطر (۱۱) خط نستعلیق مصنف۔ فیض

آغاز:۔

سر دیوان کیا تحریر جب نام داور کا
صریر کلک نے نعرہ کیا اللہ اکبر کا

اس دیوان میں صرف غزلیات شامل ہیں

اختتام:۔

فگار کیوں نہ ہو شمشیر غم سے دل اے فیض
خیال ابروئے خمدار کی یاد رہتی ہے

تمام شد

پہلے صفحے پر   کاتب کی صراحت حسب ذیل ہے
از قلم فیض رقم جناب قبلہ و کعبہ مولوی امجد علی صاحب دام ظلہ للسان دیوان گلدستۂ سخن۔ ۱۹ جمادی الثانی ۱۲۶۹ھ

(۱۵۴) دیوان بسمل

نمبر جدید (۲۴۰۳) سائز (۸ × ۶ ½ انچ)
صفحہ (   ) سطر مختلف خط نستعلیق۔
مصنف۔ بسمل۔

بسمل تخلص کے تیس شعرا کا تذکرہ خمخانۂ جاوید میں درج ہے جن میں دلی، لکھنؤ، رام پور کے اور شمالی ہند، بہار اور چند دکن کے شعراء شامل ہیں۔ کسی خاص شاعر یا شخص سے یہ دیوان منسوب کرنا دشوار ہے۔

آغاز

زر رکھتے تھے پر ہو گئے بے زر بسمل
گھر رکھتے تھے پر ہو گئے بے گھر بسمل

غیر مرتب دیوان ہے۔ بعد میں فارسی کلام بھی ہے۔
ناقص الآخر ہے۔

اختتام:۔

آپ فرماؤ حضرت یعقوب   اپنا یوسف کسے عزیز نہیں
. . . .
یا الٰہی یہ تیرے بسمل کو   وصل جاناں وصال دلبر ہو

(۱۵۵) دیوان سلطان

نمبر جدید (۲۵۰۳) سائز (۱۰×۶ انچ)

صفحہ (۵۲) سطر (۱۸) خط نستعلیق مصنف سلطان ۔ تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۰۰ھ

یہ دیوان قطب شاہی دور کے سلطان تخلص شاعر کا نہیں ہے بلکہ زمانہ مابعد کے سلطان شاعر کا دیوان ہے جن کے حالات دستیاب نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

کس موہنہ سے شکر کیجئے رب جلیل کا
ہر حال میں کفیل ہے عبد ذلیل کا

یہ دیوان ردیف وار مرتب ہے۔ لیکن مکمل نہیں ہے حرف ردیف الف، با، پ کے ابتدائی تین شعر تک ہے اس کے بعد ایک ورق میں ردیف لام کے چند غزلیات ہیں۔

اختتام:۔

سر عشاق ہوں گے آج کل پامال شوخی کے
لگا کرنے سواری اب تو وہ چابک سمندوں پے

آخری دو ورق پر دوسرے قلم سے چند غزلیں درج ہیں

(۱۵۶) کلیات بہرام (دوسرا نسخہ)

نمبر دادیں (۳۲۳) سائز (۱۲ × ۷ انچ)

صفحہ (۲۲۰) کہ صفحات معمولی سطر غیر معین خط نستعلیق۔ (اول صدی سنہ ۱۳ کی کتابت)

مصنف۔ بستو بہرام جی جاماسپ جی تخلص بہرام ان کے حالات صفحات گزشتہ میں درج ہو چکے ہیں۔

آغاز:۔

ساتھ وہ گل رو جو گل سیر گلستاں میں تھا
شکل گل کیا چاک تا دامن گریباں میں تھا

اس دیوان میں صرف غزلیات ردیف وار ہیں

اختتام:۔

نہ تھی ہم کو زیست گر خیر بہرام غزل میں یہی چند اشعار ہیں

اس دیوان میں اول فارسی دیوان ہے اس کے بعد اردو دیوان ہے۔

(۱۵۷) دیوان کرم

نمبر جدید (۱۳۲۷) سائز (۹ ½ × ۶ ¼ انچ)

صفحہ (۷۲) سطر (۱۲) خط نستعلیق مصنف کرم شیخ غلام ضامن نام کرم تخلص۔ مومن کے شاگرد تھے حیدرآباد آکر مقیم ہو گئے تھے۔

آغاز:۔

وحدت میں اوسکے دخل ہے کیا قال و قیل کا
ہوتا ہے زہرہ آب وہاں جبرئیل کا

ردیف وار غزلیات ہیں۔

اختتام:۔

دل اور اشک سے میں ہوں کیونکر کرم امین
یہ دشمن بغل ہے وہ مار آستیں ہے

(۱۵۸) دیوان آسی

نمبر جدید ۲۲۹۰ سائز (۸ ½ × ۵)

صفحہ (۳۸) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

مصنف۔ عبدالعلیم آسی۔

عبدالعلیم نام آسی تخلص۔ خانقاہ رشیدیہ جونپور کے سجادہ تھے۔

آغاز:۔

یاں رو دن کے ہیں مہمان ستاتے کیوں ہو
آپ روتے ہوئے آئے ہیں رلاتے کیوں ہو

اس میں صرف غزلیات ہیں جو ردیف وار مرتب نہیں ہیں۔

اختتام:۔

بیہوش تجکو اگر تھی گنج مخفی کی تلاش
کیا نہیں مخفی قبل اسے دل کے ویرانے کی خاک

(۱۵۹) دیوانِ واقف

نمبر جدید (۲۵۱۶) سائز (۷ ۱/۲ × ۶)
صفحہ (۷۰) سطر (۱۰) خط نستعلیق مصنف
غلام حلیم واقف ۔ تاریخ تصنیف بعد ۱۲۳۰ھ
غلام حلیم نام، واقف تخلص، مرزا بابا قمر علی بیگ
سالک سے تلمذ حاصل تھا

آغاز:-

نظر آتا ہے دو دیدوں سے نقشہ یک صورت کا
کہ نور چشم تراشا ید کیا ہے وحدت کا

صرف ردیف الف کے غزلیات ہیں ۔ یہ ردیف بھی ناتمام ہے ۔ کاغذ بوسیدہ ہے ۔

اختتام:-

غم جدائی نے ہم کو مارا ہوئی ہے اب زندگی دوبارا
نہ تم نے آکر کبھی ہمارا ذرا بھی حال خراب دیکھا

(۱۶۰) کلیاتِ مروّت

نمبر جدید (۲۷۸۶) سائز (۸ ۱/۲ × ۵ ۱/۲)
صفحہ (۴۴) سطر (۱۱) محرف ۔ خط نستعلیق
مصنف ۔ مروت ۔ تاریخ تصنیف بعد ۱۲۵۰ھ
صغیر علی نام، مروت تخلص سنبل وطن ۔ جرأت کے شاگرد تھے ۔

آغاز:-

ز راہِ لطف و کرم اے صبا ذرا گذران
جناب روح مبارک میں فاتحہ گذران

اس مختصر بیاض میں پہلے صحابہ کرام و حضرت محبوب سبحانی و آنحضرت صلعم و بزرگان دین مثل حضرت بندہ نوازی زر بخش و حضرت بندہ نواز وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے مدح میں قصائد و منقبت اور شہیدان کربلا کے شان میں سلام و مراثی ہیں ۔ ردیف وار ترتیب نہیں ہے ۔ شروع میں اس بیاض کی ملکیت امۃ السلام بیگم صاحبہ عرف گوری بیگم تحریر ہے ۔

اختتام:-

دوستوں کو اپنے تب بلوا کے سیر
خوب دکھلاتے ہیں وہ یا دشمن بخیر

(۱۶۱) غزلیاتِ تشیعہ

نمبر جدید (۲۷۰۳) سائز (۷ ۳/۴ × ۴ ۳/۴)
صفحہ (۱۰) سطر (۱۴) محرف ۔ خط نستعلیق
مصنف متخلص بہ تشیعہ ۔

آغاز:-

صبغۃ اللہ و جل احسن اوسی کا رنگ ہے
نور لمعان جبیں پرماہ کنعاں دنگ ہے

ان اوراق میں ردیف یا کے صرف بیس غزلیں ہیں (دیوان کا ایک ٹکڑا معلوم ہوتا ہے)

اختتام:-

یہی ہے دولت دنیا تشیعہ
جو نام اپنا یہ مشہور جہاں ہے

(۱۶۲) دیوانِ شکوہ

نمبر جدید (۳۵۹۸) سائز (۶ × ۴ ۱/۴ انچ)
صفحہ (۱۶۶) سطر (۱۱) خط نستعلیق ۔
مصنف ۔ محمد رضا شکوہ ۔
محمد رضا نام، شکوہ تخلص قتیل کے شاگرد تھے ۔

آغاز:-

ہو کلام اللہ نقشہ بت لکھواؤ کا ابرو خ پہ کا ابیکو ہے ، بسم اللہ کا

دیوان ردیف وار مرتب ہے۔ آخر میں ایک واسوخت شکوہ اور ایک واسوخت دارا۔ اور ایک مخمس شکوہ اور ایک مخمس دارا۔ اور ایک سلام شکوہ۔ اور ایک تلق نامہ ہے اس کے بعد دو ورق پر متفرق ابیات ہیں۔

اختتام:

مردہ دل زندہ ہوا جان میں بھی جان آئی

نامہ بر لایا جو مژدہ ترے آجانے کا

اس دیوان کے اختتام پر حسب ذیل عبارت درج ہے۔
تاریخ ختم دیوان از طبع جناب خواجہ محمد مرتضیٰ خاں بہادر مستند المتخلص بہ یق......

یہ دیوان بھی دیوانوں کا بادشہ   کلام شہ ملک معتابہ ہے
تردد ہے کیوں سال تاریخ کا   بقا لکھ عجم نظم دارا یہ ہے
۱۳۰۱ھ

نوٹ

یہ تاریخ نظم دارا سے متعلق ہے۔ اس دیوان سے کوئی مناسبت نہیں معلوم ہوتی۔ البتہ یہ پتہ چلتا ہے کہ شکوہ معاصر دارا تھے کیونکہ اس میں ایک مخمس دارا بھی تحریر ہے۔

(۱۶۳) دیوان نسیم

نمبر جدید (۲۴۸۶) سائز (۸ ۱/۲ × ۶ ۱/۲ انچ)
صفحہ (۳۲۲) سطر (۱۲ و ۱۳) خط نستعلیق
مصنف۔ اصغر علیخاں نسیم۔ کتابت ۱۳۱۱ھ
اصغر علی خاں نام نسیم تخلص مومن کے شاگرد تھے۔

آغاز:

واہ کیا رتبہ ہے نسکر طبع حق آگاہ کا
سایہ ہے بالا سے مطلع جیسے بسم اللہ کا

دیوان ردیف وار مرتب ہے۔ آخر میں چار ورقوں پر متفرق فردیات ہیں۔ اس کے بعد دو مخمسات ہیں۔

اختتام:

دیکھ چشم غور سے اے ہمدم روشن ضمیر
حسن ابیات وزیر و ربط مصراع فقیر
کیوں نہ ہو ایسی غزل پڑھنے کے قابل باغ میں

ترقیمہ:

بقلم جانکی پت پرشاد بتاریخ ۴ ماہ شعبان المعظم ۱۳۱۰ھ نقل کی گئی۔

(۱۶۴) دیوان کامل

نمبر و داخلہ (۲۳۴۰۱) سائز (۱۶ × ۹)
صفحہ (۳۷۲) ان میں اکثر صفحے سادہ ہیں۔ سطر (۲۲)
خط نستعلیق۔ مصنف۔ حکیم عبد الغفار خاں کامل
تاریخ تصنیف ۱۳۴۱ھ

آغاز:

یہ گلستاں ہے ثنائے نبی داور کا
ڈر خزاں کا ہے اسے اور نہ خطر صرصر کا

اس دیوان میں پہلے ردیف وار غزلیات ہیں جن میں اکثر نعتیہ ہیں۔ غزلیات کے بعد مخمس و ترجیع بند اور دو منظوم رقعات ہیں۔ اس کے بعد قطعات تواریخ ہیں۔ آخری تاریخی قطعہ ۱۳۲۱ھ کا ہے۔ اس کے بعد چند اسی تواریخ ہیں جو ۱۳۴۱ھ تک ہیں۔ آخر میں دو ورق انتخاب کلام شعرا کے ہیں جس میں شیفتہ، ذوق، مصحفی، آتش اور غالب کے اشعار ہیں۔

اختتام:

کامل میں نے ہاتف سے سال رحلت جب پوچھا
صد حیف اجل نے لوٹ لیا نقد حیات آئی یہ صدا
۱۳۴۱ھ

ہو وے کے گھر میں بزم صبح عشرت   ہوا وہ سکو بنائے غم جو ید حلیمہ ہے

(۲) مجموعہ کلام کشکول بیاضیں

(۱۶۵) مجموعۂ نظم

نمبر جدید (۴-۸۰) سائز (۱۰ × ۶) صفحے (۴۶)
سطر (۱۲) خط نستعلیق - مصنف - فرید نقر اللہ شاہ
برکت - تاریخ تصنیف قبل ۱۱۵۰ھ۔

آغاز :-

دیکھی پیا کے کیسے کھیل　　سکھیوں نے جو باندھے میل
ساتھ جو اپنے لے کر خیل　　جھو لکڑی کے ٹھیلم ٹھیل
ہات میں ہاتا باندھے ذیل　　اللہ ہو کے کرتے ایل
ذکر سے اپنا دم ہے سکیل　　ذات کے اپنے گاڑی فیل
آری سہیلی پکڑے جھیل　　ہُو ہُو ہُو سے دم کو جھیل
پیٹ کو صندل بیٹوں تیل
جسم جسم بڑیلو تیرے بیل

اس میں اس قسم کی چھ نظمیں ہیں۔ بعض اشعار سے فرید تخلص ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ لیکن دراصل فرید تخلص کے متعلق غور طلب ہے۔ ہو سکتا ہے کہ فرید کے ہوں یا کسی اور بزرگ کے۔ مگر ایک نظم کے ذیل کے شعر سے فرید ہی کی تصدیق ہوتی ہے

پیر علاؤ دین کو پا　　فرید جگ کھیل کھلا
حرص ہوا کو دیا جلا　　صنم بکم سب سے بھلا
دیکھا ہو کے صورت لو
اللہ بندہ ایک ہے سو

اسی طرز کی ایک نظم نقر اللہ شاہ کی اس میں شامل ہے
اس کا آغاز :-

یاد کروں میں اللہ کو　　سانچا ساجن رہیگا او
مالک جگت کا سو درسو　　من میں گٹ میں منہ باہو
یاد رکھو یہ حرفاں دو
لَا اِلٰہَ اِلَّا ہو

کئی بند ہیں۔ آخری بند یہ ہے

جگت گرو نقر اللہ شاہ　　چیلا ان کا فنا فی اللہ
سمجھ یاران تم واللہ　　پیو آپی چکے واہ
پانی اپنا کر لو لہو
لَا اِلٰہَ اِلَّا ہو

یہ ایک نظم "برکت" سے منسوب کی جا سکتی ہے۔
اس کا آغاز :-

نفس گواہی دے رہا ذات صفات کے ہاتھ
جیسے پاس ہو ببول کے پیلے پھولوں ہاتھ

اختتام

... یاد ست ایک رکھ در جا سب کچھ بھول
برکت کہے یقین بن بھولا پھرے سمول

خاتمہ　　دوہرہ　　تمام شد

(۱۶۶) بیاض اشعار

نمبر وادین (۱۳ ۴م) سائز (۸ × ۴) صفحو (۲۵۰)
سطر ۲۳ خط نستعیق　　جامع ؟
تاریخ کتابت ۱۲۳۱ھ

اس بیاض میں مختلف شعراء کا کلام جمع کیا گیا ہے۔

فارسی اور اردو دونوں زبانوں کے شعرا ہیں۔ ان میں سے
بعض شعرا یہ ہیں۔ غزلیات کے علاوہ مرثیے بھی شامل ہیں
شرر۔ سودا۔ عظام۔

آغاز:۔

عاسس تمام است این دنیائے دول
ہر زباں در دست تاتا کے دگر
عاشقی چیست بگو بندہ جاناں بودن
دل بدست دگرے دادن و حیراں بودن

اختتام:۔

چنداں کہ بود وجود سخا جد از مددے ہنر ز نعمت بیم

پہلے صفحہ پر حسب ذیل عبارت درج ہے۔
بحکم سید عالی نوشتم بعد شکر خدا تاریخ ہفتم سنہ ۱۲۲۳ھ
ایک مہر بندہ رضوی علی ۱۹..

(۱۶۷) انتخاب کلام شعرا

نمبر دواوین متفرقات (۹۳)، سائز (۹×۵) صفحہ ۹۱،
سطر (۱۴) خط شکستہ۔ جامع (؟)
اس مجموعہ میں کئی ایک شعرا کا کلام جمع کیا گیا ہے جو فارسی
اور اردو دونوں ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں
(۱) خسرو (۲) آبرو (۳) مخلص (۴) مضمون۔
(۵) یکرنگ (۶) سودا (۷) کلیم (۸) سجاد (۹) فغاں۔
(۱۰) دولت (۱۱) سراج (۱۲) داؤد (۱۳) تاباں (۱۴)
شوق (۱۵) [illegible] (۱۶) [illegible] (۱۷) [illegible] (۱۸) [illegible] (۱۹)
مہر (۲۰) بسمل (۲۱) نذر۔
بعض کا ایک ایک شعر درج کیا گیا ہے اور بعض کے
غزلیات لکھے گئے ہیں۔

آغاز:۔

پسرے چوں ماہ پارا کچھ کھڑا ہے سنوارے بچارا
خدا دل [illegible]

اختتام:۔

سایہ جو اوسے نہ تھا یہ باعث ہوگا
کل حشر کو ہوگا سب سایہ اوس کا

(۱۶۸) مخمسات

نمبر مثنوی متفرقات (۱۰۰۵)، سائز (۷×۴) صفحہ ۱۹۴
سطر ۹، خط شکستہ۔ جامع (؟)
اس مجموعے میں کئی شعرا کے مخمس جمع کئے گئے ہیں جن میں
سے بعض شعرا حسب ذیل ہیں۔
سودا، عاجز، اقبال، نیر، تمنا، قاسم
اصل آغاز سے پہلے کچھ فارسی کلام بھی ہے۔

آغاز:۔

کہا میں آج یہ سودا سے کیوں تو ڈانواں ڈول
پھرے ہے جا کہیں نوکر ہو لیکے گھوڑا مول

اختتام:۔

ہر شی گویم کہ فردا ترک این سودا کنم
باز چوں فردا شود امروز را [illegible] کنم

مخمسات کے بعد توصیفی فارسی نثر شامل ہے۔

(۱۶۹) بیاض اشعار

نمبر دواوین (۱۳۳۶)، سائز (۹×۶) صفحہ (۸۰)
سطر (۱۲) خط نستعلیق۔ جامع (؟)
تاریخ: بعد ۱۲۵۰ھ
اس مخطوطے میں کئی ایک شعرا کا کلام جمع کیا گیا ہے ان میں
سے بعض شعرا یہ ہیں۔
شریف۔ حمید۔ مونس۔ معصوم۔ کمتر۔ نظر۔ صادق۔
حسرت۔ [illegible] احقر۔
ناقص الاول ہے
آغاز کا ایک صفحہ نہیں ہے۔

آغاز :-

یار جانی تھے نبی کے اور صادق دوستدار

کردئے حضرت نبی پر جان و دل اپنا نثار

اس بیاض کا آغاز دونوں رخ سے ہوا ہے۔ اس لئے اختتام نہیں لکھا گیا۔ دوسری جانب کا یہ ہے۔

آغاز (۱-۹) شعر

کہ یک بار یار و سیویٔ خود چھوٹا

تم سمجھو کہ او سپر قیامت بھی ٹوٹا

(۱۷۰) انتخاب کلام

نمبر جدید (۱۸۵۱) سائز (۷×۳) صفحہ (۲۸)

سطر (۸) خط نستعلیق۔ جامع حبیب اللہ

ذکا۔ تاریخ مابعد ۱۲۷۵ھ

منشی حبیب اللہ نام، ذکا تخلص، مدراس سے آکر حیدر آباد میں بس گئے۔ نواب مختار الملک کے مصاحبوں میں شامل تھے۔ غالب سے دوستانہ تعلقات تھے۔ عربی فارسی اور اردو کی بہت اچھی قابلیت تھی۔ سلسلہ ۱۲۹۰ھ میں حیدر آباد میں منتقل ہوا، کئی کتابوں کے مصنف تھے۔

آغاز :-

دیکھتے ہیں بازکی صورت یہاں مرکے فاختے اُڑ گئے

اس مخطوطہ میں بعض شعرا کا فارسی اور اردو کلام جمع کیا گیا ہے۔ بعض شعرا یہ ہیں۔ ذکا۔ ناسخ۔ مضمون۔

اختتام :-

ترا جو رشک حور یہاں آئینہ بن گیا

کلبۂ ہمارا رشک پری خانہ بن گیا

(۱۷۱) نعتان وصلی

نمبر قصائد (۱۱۹) سائز (۶×۹) صفحہ (۱۱۳)

سطر (۱۷) خط نستعلیق۔ جامع تفضل حسین خاں

کوکب۔ تاریخ ۱۲۷۹ھ

اس مخطوطہ میں کئی شعرا کا کلام جمع کیا گیا ہے۔ ان میں سے بعض شعرا یہ ہیں۔

سودا، آزردہ، قاضی فضل حسین صاحب۔ محمد علی آزاد۔ داغ، مرزا۔ سالک، سوزاں۔ ظہیر، عیش اکال، عارف۔ محسن۔ تجمل وغیرہ۔

جیساکہ نام سے واضح ہے اس مخطوطہ میں دہلی کی تباہی کی مرثیہ خوانی کی گئی ہے۔ آغاز میں ایک فارسی دیباچہ ہے

آغاز :-

بہ ہاں اے دیدۂ دوان ہم نفس سخن سنجان نکتہ بیں ہر چند دریں آئین است۔

اب سامنے میرے جو کوئی پیر و جواں ہے

دعویٰ نہ کرے یہ کہ مرے منہ میں زباں ہے

اختتام :-

تاریخ از نتائج افکار حکیم تجمل رسول خاں تجمل

کی جمع جبکہ حضرت کوکب نے یہ کتاب

یہاں فکر سال طبع نے دل میں کیا ہجوم

اس میں بیان غم ہے تجمل ہر ایک کا

میں نے بھی سال طبع لکھا منبع الغموم

۱۲۷۹ھ

ترقیمہ :-

بتاریخ چار دھم شوال المکرم۔ ذوالجمعہ ۱۲۸۰ھ

حسب تمام در برشید۔

پہلے صفحے پر ایک مہر محمد احسن اللہ خاں حاذق زماں عمدۃ الحکما معتمد الملک کی ثبت ہے

(۱۷۲) بیاض مجموعہ اشعار

نمبر ادبی (۱۸۳۳) سائز (۶×۰) صفحہ (۲۲۰)

سطر (۱۶) خط نستعلیق - جامع - قریب ۱۳۰۰ھ

اس مخطوطہ میں کئی شعراء کا کلام جمع کیا گیا ہے جن میں سے بعض یہ ہیں۔

جلال - امیر - داغ - مجنوں، آبرو - آزردہ - لطافت - رفعت - کامل - ناسخ - یسیر - وزیر - ضبط - ضیاء - طالب - بادشاہ - منوہر - سخن - کیف وغیرہ

آغاز:-

یہ کیوں ہے جان بے چین آج کس پر اپنا جی آیا
پکارا ہے بلائے اضطراب دل کہ جی آیا

اختتام:-

وقت بد میں نہ ہوا کوئی میرا آکے شریک
یار سمجھا تھا میں جس کو وہ میرا یار نہ تھا

(۱۷۳) مجموعہ واسوخت

نمبر دواوین شالات (۴۹۴) سائز (۸×۶) صفحہ ۱۱۴

سطر (۱۵) خط نستعلیق - جامع کتابت ۱۲۷۲ھ

اس مجموعہ میں کئی شعراء کے واسوخت جمع کئے گئے ہیں - جن میں بعض یہ ہیں۔

مہدی حسن خاں آباد - جرات - عباس قلی خاں قیصر، شوق - فراق - جولاں، بحر، رمضان علی شہید قاسم علی رفعت - مجرم - مرزا محمد بلال۔

آغاز

پیشتر حسن سے یوں آپ خبردار نہ تھے
فتنہ پرداز نہ تھے یار دل آزار نہ تھے
آشنا ناز و ادا سے کبھی زنہار نہ تھے
ہم ہی صحبت میں رہا کرتے تھے اغیار نہ تھے

اختتام:-

عمر بھر تم سے بنا ہیگا میرے یار ہلال
مغتنم جانو کہ ہے یار وفادار ہلال

ترقیمہ:-

واسوخت ہائے مجموعہ تمام شد بتاریخ بست و یکم صفر المظفر ۱۲۷۲ھ

صفحہ (۹۱) پر حسب ذیل عبارت درج ہے۔

واسوخت مہدی حسن خاں صاحب متخلص بہ آباد بہ اہتمام میر حسن رضوی ولد میر حسین عرف میر کامل مرحوم - در تاریخ سیزدہم محرم ۱۲۶۵ھ در بیت السلطنت لکھنؤ محلہ محمد نگر حلیہ طبع پوشیدہ بود قلمی گردیدہ بہ ششم صفر ۱۲۷۲ھ

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اس مجموعہ کا ایک حصہ طبع شدہ کتاب سے نقل کیا گیا ہے۔

(۱۷۴) بیاض غزلیات و قصائد و مثنویات و ساقی نامہ وغیرہ

نمبر جدید (۷۳) سائز (۵½×۳¾ انچ)

سطور مختلف - خط نستعلیق - جامع - شیدا۔

آغاز:-

عاشق ہوا وصال بت گلعذار مفت
شیدا بنا فراق سہا انتظار مفت

یہ بیاض ابتدا سے ناقص ہے اس میں شیدا کی غزلیات اردو و فارسی غیر مرتب ہیں - درمیان میں ساقی نامہ کے طور پر ایک مثنوی فارسی ہے جس میں اُس گدھ امیٹھی کاشی کی تعریف کی گئی ہے - تین بحروں میں تالیف ہے اور اسی کے ساتھ فارسی زبان کی ایک مناجات ہے - اس نظم کا نام تاریخی "تنجر نجات" رکھا ہے - اس کے بعد تاریخ شادی نبیرۂ مہاراجہ صاحب بہادر کاشی سوادت نرائن سنگھ بہادر لکھی ہے ۱۲۴۰ھ نکلتا ہے اور ایک قصیدہ فارسی زبان میں بمدح مہاراجہ کشمیر

درج ہے نا س کے بعد فارسی اور اردو غزلیات بلا تعین ردیف درج ہیں بعض مقامات پر تاریخ فتح روس بر روم و دیگر نسخہ جات طب وغیرہ تحریر ہیں۔ یہ شیدا کے کلام کا انتخاب معلوم ہوتا ہے۔

اختتام :۔

نہ منہ سے بولو نہ مسکراؤ لبھاتے صورت دکھا دو جھکو
یقیں جانو کہ میں ازل سے تمہارا شیدا بنا ہوا ہوں

(۱۷۴) مجموعہ مثنویات و قصائد وغیرہ

نمبر دوانی جدید (۳۳۵) سائز (۹½×۶ انچ) سنے
(۱۰۸) سطر ۱۱-۱۲-۱۳ خط نستعلیق۔
مصنف۔ حاتم۔ میر۔ سودا وغیرہ۔ ناقص الآخر

آغاز

بسم اللہ کے پہلے ایک فارسی اور ایک اردو شعر درج ہے
الہی شعلہ زن کر آتش دل   تپ دل دی بقدر خواہش دل
تنہا نہ میرے عشق نے پا خار پر کھینچا
منصور سے سردار کا سر دار پر کھینچا

اس جلد میں حسب ذیل مثنویات وغیرہ ہیں۔

(۱) مثنوی قایم۔ تا ورق ۷ الف
(۲) مثنوی میر " ۱۹ الف
(۳) قصیدہ سودا در منقبت حضرت علی ترمیم کردہ شش ۱۲
(۴) قصیدہ دیگر از سودا " تا ورق ۲۹-ب
(۵) " " " " " ۳۰-ب
(۶) ہجویات سودا در شان مولوی ساجد متوطن شاہ آباد۔ تا ورق ۵۰ الف
(۷) مخمسات سودا تا ورق ۶۸
(۸) متفرق غزلیات تاریخ " ۸۳-ب
(۹) واسوخت جراءت تا ورق ۹۲ الف تحریر ۱۲۷۸ھ

اس کے بعد ایک ایک دو دو غزل عزلت اور یقین وسودا و سراج کے تحریر ہیں۔

اختتام :۔

خدا کے واسطے اس کو نہ ٹوکو
یہاں میں ایک وہ قاتل رہا ہے

(۱۷۵) بیاض انتخاب کلام شعرا اردو قدیم

نمبر دوانی جدید (۲۰۷) سائز (۹×۵½ انچ)
صفحہ (۱۰۴) سطر مختلف (۱۰) خط نستعلیق۔

آغاز :۔

مثل آئینہ با صفا ہیں ہم   دیکھتے ہی ہیں آشنا ہیں ہم

اس بیاض میں شعرائے اردو کے بعض عاشقانہ - مرزا رفیع سودا - خیر - اثیر - فدائی - میر اور فرحت کے کلام کے منتخب غزلیات وغیرہ ہیں۔

اختتام :۔

آزار کے دینے کی قسم کھائی ہے شاید
فرحت ہوئے اب آ کے ستاتے نہیں ہم کو

(۱۷۶) قصائد خیر وغیرہ

نمبر دوانی جدید (۲۰۰۵) سائز ۸×۵ انچ
صفحہ (۱۳۶) سطر ۱۱ خط نستعلیق۔

آغاز :۔

(ابتداء قصیدہ سید)

دل یہ کہتا ہے کہ ہر بار مدینہ دیکھوں
جلوہ احمد مختار مدینہ دیکھوں

(ابتداء قصیدہ کمال)

صلوات خدا و سلام خدا ہو دوام علیک رسول خدا

- - - - - - - - - - - -

(ابتداء قصیدہ شہ طالع)

یا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم

. . . .

(ابتداء قصائد خیر) آئینۂ خیر

بن آپکی واللہ نہیں کسی کا سہارا

بنگر بسوئے خستہ دل خیر خدا را

ردیف وار قصائد مرتب ہیں۔ البتہ باب الشین سے باب الغین تک اوراق سادہ ہیں۔ ہر قصیدہ پر مضمون کے لحاظ سے لفظ آئینہ استعمال کیا گیا ہے۔ مثل آئینۂ خیر۔ آئینۂ محشر آئینۂ اسلام۔ آئینۂ شمشاد وغیرہ وغیرہ۔

یہ کتاب ایک مجموعہ قصائد کی شکل میں ہے جس میں تین شعراء کے قصائد ہیں۔ پہلے چار ورق پر قصائد سید ہیں ورق پنجم پر ایک قصیدہ نعتیہ کمال الدین متخلص بہ کمال کا ہے اور ایک کمالی کا اور دو قصیدہ سلطانی کے ہیں۔ اس کے بعد خیر کے قصائد شروع ہوتے ہیں جو (　　) صفحات پر مشتمل ہیں۔ آخر میں ۱۶ صفحات پر قصائد کافی ہیں۔

اختتام :-

(اختتام قصائد خیر)

الٰہی خیر کو فضل و کرم سے　　مدینہ کو بخوبی جلد پہونچا

(ابتداء قصائد کافی)

نام حضرت پہ لاکھ بار درود　　بے عدد اور بے شمار درود

(اختتام قصائد کافی)

ہو خواں کافی محتاج نجائے محروم

رحمت عام یہ دربار ہے سبحان اللہ

تمت تمام شد

(۱۷۷) بیاض انتخاب قصائد و مناقب از شعرائے اردو

نمبر دواوین جدید (۱۲۰۸) سائز (۵ ½ × ۴ ½)

صفحہ (۲۷) سطر (۱۰) حروف۔ خط نستعلیق

نام کاتب۔ پیر محمد ساکن ال گوڑہ

آغاز :-

ہے وہ کہ کہاں میری سخن اور زباں کون

جس کے مرتبہ معلوم ساری سبحاں کون

یہ بیاض ابتداء سے ناقص ہے۔ اس میں شعرائے ذیل کے قصائد و منقبت ہیں۔

جعفر۔ کمتر۔ قادر۔ غضنفر۔ ایجاد (فارسی) لائق۔ مسکین۔ ولی۔ نقی۔ ہاشم۔

اختتام :-

نئی جب آدم نے جو جنت ستی نکلی بہار

ہو گئی حیراں ..... تھا ظلمت کا نہا

(۱۷۸) مجموعہ قصائد عربی و اردو

نمبر دواوین جدید (۳۰۳) سائز (۸ ½ × ۶ ½)

صفحہ (۳۰۲) سطر (۸) خط نستعلیق

تاریخ کتابت ۲۳ صفر ۱۳۲۳ھ کاتب محمد فاروق

آغاز :-

وصلی اللہ علی خیر البرایا　　وسلم کلما ہبت نسیم

ہے اسم اعظم عالی کے ایماں

تم ہو سراپا قدرت یزداں

یہ قصائد عربی و اردو نعتیہ و مراثی و نظم کرامات حضرت غوث اعظم وغیرہ کا ایک مجموعہ ہے۔ کسی مولود خوان کا جمع کیا ہوا مجموعہ ہے جو اکثر چہلم وغیرہ اور درگاہوں پر پڑھا کرتے ہیں۔ مطبوعہ اور قلمی دواوین سے قصائد وغیرہ نقل کر لئے گئے ہیں جن میں اکثر شایق و عاجز مرحوم کے قصائد ہیں

اختتام

ہے یہی عاجز کا اتنا مدعا　　فیض مرشد کا میرے بار خدا

پہونچا ہے جس دن پرلے کرم ہو نہ کردے زیادہ مستقیم

(۱۷۹) انتخاب کلام شعراء

نمبر دوادین جدید (۱۷۰۸۲) سائز (۸ × ۴ ۳/۴ انچ)
صفحہ (۲۰) سطر (۱۰) حرف۔ خط شکستہ

مصنف۔ سید امام الدین علی دہوی شیرازی تخلص
کامل و فضلی وغیرہ۔

آغاز:-

ہلال ابرو کی شہرت جا بجا ہے
ولیکن ان دنوں میں کم نما ہے

پہلے ایک صفحہ مخمس سراج ہے۔ ورق دوم سے کامل کے غزلیات اور ایک مخمس سیدنا علی ؓ کی مناقب میں ہے۔ یہ سلسلہ ورق (۸) پر ختم ہوتا ہے۔ اس کے بعد ایک مثنوی مصنفہ فضلی دکھنی زبان میں دس صفحات پر مشتمل ہے جس کا آغاز یوں ہوتا ہے

ایک قصہ ہے دکھن میں معمور
نیو سا نام ہے سب کا مشہور

ختم مثنوی کے پشت پر شاہ قاسم کا ایک ریختہ ہے جس کے صرف پانچ شعر ہیں۔ اور ایک غزل میر محمد خلیل قادری نذرباری کی ہے

اختتام:-

ناطق اوس پیلے نگہ کا جب سوں ہے صحرا نورد
ایسے اپنے دور میں مجنوں ستیں کوئی کم نہیں

(۱۸۰) بیاض قصائد و منقبت وغیرہ

نمبر دوادین جدید (۱۹۷۲) سائز (۶ ۱/۲ × ۵ انچ)
صفحہ (۱۴۴) سطر (۱۶) حرف۔ خط نستعلیق۔

آغاز:-

بھولے ہیں راہ شرع نبی ہم تم رہنما ہو ارشاد کیجئے

یہ بیاض کسی مولود خاں کی ہے جس میں قصائد و منقبت دکنی و ریختہ جمع کیا گیا ہے۔ اس میں سیتی، دکمتر، نطق اور مجد وغیرہ شعراء کے قصائد ہیں۔ ابتداء سے ناقص ہے۔

اختتام:-

ہے تصور میں سمجھ بوجھ کہ بیدا ہے سامنا
دید کی افلاک پر وہ نظر آیا آفتاب

ترقیمہ

تمت تمام بقلم غلام شد۔ سید سلیمان کمینہ

(۱۸۱) مثنوی (مجہول الاسم)

نمبر دوادین (۲۱۳۵) سائز (۶ × ۴ ۱/۲ انچ)
صفحہ (۱۵) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

آغاز:-

الہی ترا حمد مقدور نیں اگرچہ سخن کا یہ دستور نیں

مختصر مثنوی مثل ساقی نامہ کے ہے۔ شاعر کا نام و تخلص اس میں نہیں ہے۔ حمد کے بعد محمد علیخاں کی تعریف کی گئی ہے

محمد علیخاں سعادت کی جان
کہ کرتے ہیں فخر اس سے دو تو جہان

اختتام:-

نبی کی ہوئی بسکہ حرمت ضرور
اس امت پہ آیا ہے عرفان نور

(۱۸۲) انتخاب کلام شعرائے اردو

نمبر دوادین جدید (۲۲۰۳) سائز (۸ × ۵ ۱/۲ انچ)
صفحہ ( ) سطر (۱۳) خط شکستہ۔

مصنف۔ مرزا قتیل۔ انشاء۔ جرات۔ ناسخ وغیرہ

آغاز (فارسی قتیل)

بود برق وکرد در جلوہ جانانہ مارا
نہ ہر شمعی بجان آتش زند پروانہ مارا

آغاز۔ اردو (از انشاء)

جسے سامنا ہی ہر جاہ کی گلی کا ہے درد مجھ کو حضرت مشکل کشا علی کا

یہ شعرائے فارسی و اردو کے کلام کا انتخاب ہے۔ اس میں مرزا قتیل وغیرہ کا فارسی کلام، اور انشاء اللہ خاں انشاء کے دیوان ریختی کا انتخاب اور جرأت، ناسخ، واقف، درد، جرأت کے کلام کا انتخاب ہے۔ کاغذ بوسیدہ ہوگیا ہے سرورق پر ایک مہر "سید محمد علی خاں کرد" کی ثبت ہے۔

اختتام:-

اوس الٹے بخت کے شہر میں کیا کہوں شامت
وہ دل تو تھا ہی پہ یہ طفل اشک بھی جرأت
نہیں ہے کہنے میں ٹپکے پڑے زمانے کو

(۱۸۳) انتخاب کلام بندہ

نمبر دواوین (۲۲۹۷) سائز (۷×۵ ۱/۲ انچ)
صفحہ (۵۰) سطر (۷) خط نستعلیق۔

آغاز:-

ہائے ہم خواب میں جب آپ سے دوچار ہوئے
آنکھ ہی کھل گئی اپنی میں گرفتار ہوئے

پہلے ایک صفحہ پر فارسی غزل ہے۔ اس کے بعد اردو کلام ہے۔

اختتام

جاری جاری گر جی پیتم۔ لو توری ری کاہی کی بات چیت
من مانی کی بیت کی ریت
تال ٹھمری راگ

(۱۸۴) انتخاب کلام شعرائے اردو

نمبر دواوین جدید (۲۲۸۷) سائز (۸ ۱/۲×۵ ۱/۲ انچ)
صفحہ (۵۳) سطر (۱۰) خط نستعلیق۔

آغاز:-

عبث دل بیکسی اپنے پہ تو ہر وقت روتا ہے
نہ کر غم ای یونہی عشق میں ایسے بھی ہوتا ہے

اس میں مختلف شعراء اردو (مثلاً حشمت۔ رسوا۔ سائل۔ سوز۔ سودا۔ آفتاب (شاہ عالم بادشاہ) و آصف الدولہ۔ و میر۔ و جوشش۔ و مصحفی۔ و طپش وغیرہ وغیرہ) کے کلام کا انتخاب ہے۔

صفحہ اول پر کسی صاحب نے لکھا ہے کہ "یہ انتخاب مرزا لطف اللہ کے تذکرہ سے لکھا گیا ہے"۔

اختتام:-

مدت ہوئی کہ اپنی خبر کچھ ہمیں نہیں
کیا جانئے کہ میر گئے ہم کدھر کہیں

(۱۸۵) انتخاب کلام شعرائے اردو

نمبر دواوین جدید (۳۸۵۸) سائز (۶ ۱/۲×۴ انچ)
صفحہ (۶۶) سطر مختلف حروف۔ خط نستعلیق۔

آغاز:- (آبرو)

تمہارا دل اگر ہم سے پھرا ہے
تو بہتر ہے ہمارا بھی خدا ہے

اس میں حسب ذیل شعرائے اردو کے کلام کا انتخاب ہے۔ آبرو۔ امیر مسکین۔ احمد۔ آشفتہ۔ امید۔ قسلی۔ حاتم۔ سلطان۔ سراج۔ مضمون و سودا وغیرہ۔

اختتام:- (مخمس سودا)

خوش کنی خاطر سودا بنگاہی سہلست
سوی او گوشہ چشمی زتو گاہی سہلست

(۱۸۶) قصاید سودا

نمبر دواوین جدید (۳۲۸۶) سائز (۹×۶ ۱/۲ انچ)
صفحہ (۳۳) سطر مختلف حروف۔ خط نستعلیق۔

آغاز:-

رفیع ترین کلامیکہ الم .... قصیدہ ....
ہے سخن سنج یک جوان متین   فخر صائب جو ودے کرے تحسین

پہلے ایک دیباچہ فارسی زبان میں ہے۔ اس کے بعد قصائد کا آغاز ہے۔ اس کے بعد کچھ رباعیات ہیں اور مدح آصف الدولہ میں ایک قصیدہ تحریر ہے۔ آخر سے ناقص ہے

اختتام :-

اپنے مدح کو بھی کردے معزز صحنک
جائے کس در پہ کوئی بہنچ کے ایسے دہک

(۱۸۷) انتخاب دیوان جراءت

نمبر دیوان جدید شامل (۳۸۴۵) سائز (۷ ½ × ۴ ½ انچ)
صفحہ (۲۸) سطر (۱۷) محرف۔ خط نستعلیق۔

آغاز :-

سر تن سے میرے تونے ستم گار اُتارا
آخر کو محبت میں مجھے مار اُتارا

جراءت کے غزلیات کا انتخاب ردیف وار ہے جو بیاض (۳۸۴۵) میں شامل ہے۔
فارسی کلام بھی کئی شعرا کا شامل ہے دونوں طرف سے آغاز ہوا ہے۔

اختتام :-

لگایا روگ جوانی میں کیوں میاں جراءت
ابھی تو کھیل تماشے کے تھے تمہارے دن

---

(۱۸۸) بیاض انتخاب کلام شعرائے اردو

نمبر دیوانی جدید (۳۵۴۴) سائز (۷ ½ × ۴ ½ انچ)
صفحہ (۲۳۲) سطر مختلف محرف۔ خط نستعلیق

آغاز :-

بارو لگا یہاں تک کہ ترے دل کو ہو سکیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
کل مقصد کے بار والے ہیں نقد ہستی سے جو بار والے ہیں

اس بیاض میں مختلف شعرا مثل خسرو۔ ولی۔ زکی قاسم۔ وغیرہ کے ریختہ کلام کا انتخاب ہے اور مراثی ومخمس ورباعیات اور متفرق تحریرات یعنی نسخہ جات وفا نامہ درجواب میر جعفر زٹلی وغیرہ بھی ہیں۔

اختتام :-

بہر شرافت نبی وحیدر و بتول
یا سامع الدعا یہ دعا میری کر قبول
مقبول ہو یہ مرثیہ بزم امام میں
تاثیر بخش ہر تبی اس کلام میں

(ج) مذہبی قصے

(۱۸۹) قصص الانبیاء

نمبر سیریل (۳۵۱) سائز (۱۰×۱۵) صفحہ (۸۴۶)

سطر (۱۲) خط۔ نسخ۔ مصنف۔ قدرتی۔

تاریخ تصنیف قبل ۱۰۰۰ھ

قدرتی کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہوئے اور نہ اس کی مثنوی سے کچھ روشنی پڑتی ہے۔ چونکہ زبان کے لحاظ سے یہ عادل شاہی دور سے متعلق کی جاسکتی ہے، ہوسکتا ہے رستمی، نوری، مقیمی، نصرتی کی طرح اس نے قدرتی اپنا تخلص قرار دیا ہو۔ البتہ قدرتی کا ایک مذہبی شخص ہونا اس سے پایا جاتا ہے کہ اس نے اس دور کے شعراء کی طرح کوئی عشقیہ داستان منظوم کرنے کے بجائے انبیاء کے قصوں کو اپنا فکری جولان گاہ بنایا ہے۔ ممکن ہے کبھی مزید روشنی پڑسکے

آغاز:۔

کہ الحمد اللہ پروردگار
کیا جگ اپس نور تے آشکار

مراؤں اول میں جو سبحان کوں
جیکونی جیو دیا ہے سو سلطان کوں

خلیفہ ہے اس کا نبی مصطفیٰؐ
کہا جس کے گیتیں لیل ہور والضحیٰ

یہ ایک ضخیم مثنوی ہے مگر ناقص الآخر ہے۔ اس میں عنوانات کے تحت انبیاء کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ عنوان فارسی میں لکھے گئے ہیں۔ بعض عنوان کی صراحت کیجاتی ہے

حمد۔ قصۂ ابلیس۔ عناصر اربعہ۔ آسمان، ملایک، قصۂ تحت الثریٰ۔ قصۂ فرش ہائے اربعہ۔ قصۂ آفرینش آدم علیہ السلام۔ آدم و حوا۔ اخراج از جنت۔ قصۂ ہابیل وقابیل۔ وفات آدم۔ شیث و ادریس۔ نوح۔ ہود۔ صالح۔ ابراہیم۔ اسحاق۔ یوسف۔ ایوب۔ فرعون۔ موسیٰ۔ یوشع۔ الیاس۔ شعیب۔ اشموئیل۔ شداد۔ داؤد و سلیمان۔ ذکریا۔ یحییٰ۔ سکندر۔ لقمان اصحاب کہف۔ عیسیٰ۔ جرجیس۔ اصحاب فیل۔ سید المرسلینؐ۔

ہر عنوان پر "قصہ" کا لفظ ہی لکھا گیا ہے یعنی قصۂ آدم وحوا۔ قصۂ یوسف وغیرہ۔

مثنوی باوجود کئی ہزار شعر پر مشتمل ہونے کے ناقص الآخر ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کے حالات مکمل نہیں ہیں بلکہ صرف حبش کی ہجرت تک کا بیان ہوا ہے۔

"قدرتی" تخلص کی وضاحت کے چند شعر ملاحظہ ہوں:

یو آدم کیرا صفت جھاڑا ہوا
بندہ قدرتی شعر کاڑا ہوا

لکھیا قدرتی قصہ دکھنی تمام
ابراہیم نبی پو درود و سلام

لکھیا قدرتی خوب تازہ کلام
کہ بر صدق یوسف علیہ السلام

لکھیا قدرتی قصہ ایوب کا
سنے کوئی بندہ محبوب کا

دکھنی مثنویوں میں رستمی کی مثنوی "خاورنامہ" بڑی ضخیم مثنوی ہے۔ جس کے چوبیس ہزار شعر ہیں۔ اس کے بعد قدرتی کی مثنوی ہے۔ جس کے دس ہزار سے زیادہ شعر ہیں چونکہ رستمی کی مثنوی کی طرح اس کا بھی صرف ایک نسخہ دستیاب ہوا ہے اس لئے چند مزید شعر ملاحظہ ہوں۔

قصہ حضرت اسحاق علیہ السّلام

سنو قصہ اسحاق کا بے بدل	ابراہیم کیرا ابد پاپے نسل
اسمٰعیل منگتے ہیں جو اسحاق سا	نشانی دے کچھ باپ کی پیر کا
مجھے باپ کی یادگاری اچھے	فتح یابی جگ میں ہماری اچھے
اسحاق بولے تمیں بندہ زاد	تمنکوں یو کیا ہے جو میراث اد
مجھے بادشہ کا نواسہ ہوں میں	یو تقسیم منگتا ہی خاصا ہی ہیں
اسمٰعیل دلگیر ہو اس بات سو	جو اسحاق کوں کچ نہ کے عتاب کچ
وجبرئل پیدا اسی سات ہو	د اسحاق کوں یوں کہے بات او
خدا سوں حکم اب ہوا ہے جو یوں	اسمٰعیل کوں یو بات بولے ہے کوں

قصہ حضرت یوسف

ایک رات یوسف و یعقوب دین

ستے تھے بچھالے میں مل خوب کتیں

و یوسف دیکھے خواب اس رات جیوں

و یعقوب تھے کہے کہتر بات یوں

کہے خواب دیکھا ہوں شب کو رین

اگیار و ستارے چند رسور یون

کئی سجدہ کیے مج ستارے تین

و یعقوب تعبیر جو سارے کی تیں

....

اتھا مصر کا شاہ اس نام عزیز

و ھر ہار تھا مال ہور بہوت چیز

ستباتے جو درحال اس شاہ کوں

کئی آئے ہیں سوداگراں راہ سوں

متا ہوت کچ لیکو ایا ہے او

غلام ایک ستگات لیسا ہے او

عزیز مصر کا ستایو جواب

اس و ھات کیتا طلب اہی شتاب

کہ جیوں شہر میں مصر کی آئیے

تماشا دیکھن لوگ سب دھائے

وشہ مصر فرمان صادر کیا

جتا سلطنت تب جو حاضر کیا

جو عورت کوں لیائے ہیں بارا ہزار

جو بھی بیس ہزار غلاماں سوار

چلیا راستا تب صفاں باندھ کر

ادب سوں کھڑے رے ایسے سا ندکر

....

زلیخا کہی یوں مرا حال سب

جو دیتی ہوں ایکبارگی حال سب

کہیا مصر کا شاہ ریاں جو دیں

زلیخا سوں دسی حصہ دیتا ہوں میں

زلیخا یو سن کر جو خاموش رہی

ایس میں اپے چیز کو بی ہوش رہی

اختتام

چوں ہشتاد چو دال دعیار تھے

و جانے کوں واں سب تیار تھے

(۱۹۰) قصص الانبیاء موسوم ریاض مسعود

نمبر سیر (۴۷۱) سائز (۱۰×۷) صفحہ (۲۱۲)

سطر (۱۳ تا ۱۵) خط شکستہ مصنف غوثی بیجاپوری

تاریخ تصنیف ۱۱۹۱ھ۔ کتابت ۱۲۷۰ھ

شاہ غوث جامی نام۔ غوثی تخلص ارکاٹ کے متوطن تھے صوفی منش بزرگ تھے۔ ہمیشہ انبیاء اور اولیاء کے قصص کا مطالعہ کیا کرتے، دوست احباب نے اور معتقدین نے قصص انبیاء کے ترجمہ کی خواہش کی اس بناء پر انہوں نے اس کو تصنیف کیا ہے۔ مثنوی میں اپنے بادشاہ محمد علی والاجاہ کی مدح بھی کی گئی ہے۔

غوثی جامی کا انتقال ۱۲۲۵ھ میں ہوا۔ ارکاٹ میں مدفون ہیں۔

آغاز

کروں حمد خدا اول بیاں میں
ثنا و صفت کو اسکی عیاں میں
کیا ارض فلک کو جس نے پیدا
جو کچھ مابین ہیں اوسکی ہویدا

اس قصص انبیاء کو فارسی سے ترجمہ کیا گیا ہے ترجمہ کرنے کی صراحت بھی کردی ہے۔ مگر فارسی کتاب کس کی مصنفہ ہے اس کا تذکرہ نہیں ہے صرف ترجمہ کرنے کی صراحت کی ہے۔

قصص جو انبیاء کا فارسی ہے
قصص قرآں سوں جو آرسی ہے
سو اس کا ترجمہ کرتا ہوں یا رب
میری تو طبع کر جولان یا رب

اس قصص انبیاء میں انبیاء کے ذکر کے ساتھ فرعون شداد وغیرہ کا تذکرہ موجود ہے۔

اختتام :-

عطا کر شکر میرے سوں اظہار
فضل کر گرچہ ہے غوثی گنہ گار

ترقیمہ :-

تمت تمام بعون الملک الوہاب قصص الانبیاء بدست کاتب غلام حسین منیار اتمام رسید بمقام حیدرآباد وسکندرآباد فوکنہ ترپ بازار تحریر یست و یکم ماہ ذیحجہ ۱۲۷۰ھ انصرام یافت روز چہارشنبہ

ریاض مسعود کا ایک نسخہ کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو میں اور ایک نسخہ کتب خانہ سالار جنگ میں موجود ہے ہمارے خاندان میں بھی اس مثنوی کا ایک نسخہ موجود ہے

(۱۹۱) قصہ بی بی مریم

نمبر سیریل (۴۹۰) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۱۳۸) سطر (۱۳) خط ثلث۔ مصنف۔ غلام اعز الدین نامی۔ تاریخ تصنیف قبل ۱۲۲۵ھ

غلام اعز الدین نام۔ نامی تخلص مستقیم جنگ خطاب تھا۔ دربار ارکاٹ کے امیر تھے۔ ۱۱۸۰ھ میں تولد ہوئے اور ۱۲۴۰ھ میں وفات پائی۔

مولانا حافظ فخر حسین سے جو اپنے وقت کے ایک عالم متبحر تھے تحصیل علم کیا۔ شاعری میں باقر آگاہ سے تلمذ حاصل کیا۔ عمدۃ الامراء نیں ارکاٹ (۱۲۰۰ھ تا ۱۲۱۶ھ) نے نامی کو اپنے دربار کا ملک الشعراء قرار دیا تھا۔ کبھی نامی اور کبھی مستقیم بھی انہوں نے اپنا تخلص قرار دیا ہے۔ نامی اردو اور فارسی میں طبع آزمائی کرتے تھے۔ دیوان مرتب کرنے کے علاوہ کئی ایک مثنویاں بھی لکھی ہیں۔ جن میں سے بعض یہ ہیں لیلیٰ مجنوں۔ شیریں خسرو۔ وفات نبی۔ قصۂ بنارس، سلیمان نامہ وغیرہ۔ نامی کے حالات تذکرہ گلزار اعظم اور صبح وطن میں درج ہیں۔

آغاز :-

محی الدین ہے سرور اتقیا محی الدین سر جملہ اولیا

اس مثنوی میں حضرت بی بی مریم کا قصہ نظم کیا گیا ہے
قصہ کو قرآن شریف اور بعض تفسیروں سے اخذ کیا ہے۔

اختتام:۔

ہوا باب ششم تمام اس صفا — بنی پر درود ان کہوں با صفا

اس کتاب کا کاتب غریب شاہ ہے۔ آخر پر اس نے
اس طرح صراحت کی ہے۔

نوشتہ بماند بخط غریب — کہ نصر من اللہ فتح قریب
نوشتہ بماند بخط فقیر — کہ اسم غریب شاہ عاجز حقیر

ترقیمہ:۔

تحریر فی تحریر قصہ بی بی مریم در ماہ محرم بتاریخ
بست چہارم بروز سہ شنبہ بوقت ظہر مرتب شد

(۱۹۲) قصہ بی بی مریم (دوسرا نسخہ)

نمبر قصص (۵۰۶) سائز (۹×۶) صفحہ (۵۲)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

شہنشاہ نامی کے نادر ہیں در
رکھو دل میں ثابت یو پر نور در

اگرچہ دونوں ایک مثنوی کے نسخے ہیں مگر آغاز اور
اختتام میں فرق ہے۔ ناقص الآخر ہے۔

اختتام:۔

تیا جرع فرق تیا غم الم — نہیں تم کوں واجب ہے شاکہم

ترقیمہ:۔

تحریر فی التاریخ دہم ماہ ذیلقعدہ روز جمعہ بوقت
عشاء تمام شد کار من نظام شد۔ شیطان من
غلام شد۔ این قصہ راقم حسن علی شاہ۔ این
کتاب عاشق احمد است۔ تمت تمام شد

---

(۱۹۳) یوسف زلیخا

نمبر مثنوی (۲۶۷) سائز (۹×۶) صفحہ (۳۸۲)
سطر (۱۱) خط شکستہ۔ مصنف سید میراں ہاشمی۔
تاریخ تصنیف ۱۰۹۹ھ کتابت ۱۱۶۹ھ

سید میراں ہاشمی کے حالات صفحات ماقبل
میں درج کر دیئے گئے ہیں۔

آغاز:۔

ثنا حمد اوس کے تیں سزاوار ہے
سگل عشق کا جس کے بستار ہے
اول عشق کا کر کے دل جگ قرار
تراں جسم پیدا کیا کردگار

جیسا کہ نام سے واضح ہے اس میں حضرت یوسف
علیہ السلام اور زلیخا کا قصہ نظم کیا گیا ہے۔
اس امر کا کوئی حوالہ نہیں ملا کہ ہاشمی نے اس کو کسی
فارسی مثنوی سے ترجمہ کیا ہے یا خود اسکی تصنیف ہے۔
تاریخ تصنیف اور تعداد اشعار بھی مصنف نے نظم
کر دی ہے۔

مرتب کیا میں یو قصہ کوں تو
ہزار برس پر جو تھے نود اوپر نو
اگر کوئی بیتوں کا پوچھے شمار
کہہ یک صد ایسے سات پنج ہزار

اختتام

میرا شعر جیو یکر سینگا جتنے — میرے حق پو ایمان منگنا انے
والحمد اللہ یہ قصہ تمام — سو اسو محمد پو ہے تب سلام

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد کار من نظام شد۔ از کاتب الحروف
شیر محمد ساکن قصبہ ماہرار برائے خواند لکہ خوردار

حبیب خاں نوشتہ شد ۱۲۶۹ھ جمادی الثانی
بتاریخ ہفتم روز آدینہ تم شد تمام شد
کتب خانہ سالار جنگ میں اس مثنوی کا ایک نسخہ محفوظ ہے۔

(۱۹۴) سلیمان و بلقیس

نمبر مثنوی (۳۰۸) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۶۸)
سطر (۱۲ تا ۱۵) خط شکستہ مصنف غلام عز الدین
نامی ۔ تاریخ تصنیف ۱۲۲۶ھ ۔ کتابت ۱۲۳۰ھ
غلام عزالدین نامی کا حال صفحات ماقبل میں
درج ہو چکا ہے۔

آغاز

سرا ول سدا اوس سلیمان کو
دیا جان جو جانِ انسان کو
زمین و فلک اور عرش بریں
ہوئی اوسکی قدرت سے کرسی نشیں

جیساکہ نام سے واضح ہے اس میں حضرت سلیمان
علیہ السلام اور بلقیس کا قصہ نظم کیا گیا ہے۔
تاریخ تصنیف بھی مصنف نے نظم کی ہے۔

ہوا ختم جب نسخۂ دلکش — میں تاریخ کی فکر کرنے لگا
یکایک سروش سعادت سرشت — کیا ہے ندا "بوستان بہشت"
۱۲۲۶ھ

جو پوچھا یں سال شروع کتاب
کہا روضۂ حور سے کر حساب
یہ تاریخ دونوں کیا جو بیاں
ہے آغاز و انجام اس سے عیاں

اختتام :-

اب یہ نظم کرتا ہوں میں اختتام
بنام محمد علیہ السلام

ترقیمہ :-

آغاز تحریر ۲۲ ذیقعدہ ۱۲۴۰ھ روز آدینہ
اتمام ایں بست ہشتم ربیع الاول ۱۲۴۱ھ بوقت عشاء

(۱۹۵) قصۂ مریم

نمبر مثنوی (۵۳۳) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۴)
سطر (۱۳ تا ۱۷) خط شکستہ مصنف ۔ ایمان
تاریخ تصنیف قبل ۱۲۳۰ھ
حیدر آباد میں ایک مشہور شاعر شیر محمد خاں ایمان
تخلص کے تھے ۔ مگر یہ مثنوی انکی مصنفہ نہیں کسی اور ایمان
تخلص شاعر کی ہے جن کے حالات بہ دست نہیں ہوئے
ناقص الآخر ہے۔

آغاز :-

چور آکر نہ پایا میرے دل کا مال
بھی ..... رکھتے میں منجھے میری کھال
کہ یہ بات مشہور بے تہور ہے
گیا مال جس کا وہی چور ہے

اس مثنوی میں بی بی مریم کا قصہ نظم کیا گیا ہے
غالباً کسی فارسی مثنوی سے ترجمہ ہوا ہے۔

اختتام :-

لکھا یو رہے گا سیہ بر سفید
لکھن ہارے کو نیں صلاح کی امید
صلوات و سلام کہہ نبی پر شتاب
پڑھ فاتحہ انبیا و با صواب

(۱۹۶) یوسف زلیخا

نمبر مثنوی (۱۵۱) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۳۸۶)
سطر (۱۱) خط نستعلیق مصنف ۔ عاشق
تاریخ تصنیف قریب ۱۲۴۰ھ کتابت ۱۲۴۳ھ

مہدی علی نام۔ عاشق تخلص۔ دہلی کے اعلیٰ اور معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ نواب علی مردان خاں کے پوتے تھے۔ دس برس تک ہر جمعہ کو اپنے گھر میں مشاعرہ ترتیب دیتے تھے جس میں دہلی کے تقریباً تمام شعرا شامل ہوتے عاشق بڑے پرگوشاعر تھے۔ تین دیوان مثنوی یوسف زلیخا۔ حملہ حیدری۔ لیلیٰ مجنوں۔ خسرو شیریں کے علاوہ ایک اور مثنوی تصنیف کی جس میں لکھنؤ کے حالات درج کئے اپنے ہمعصر شعرا کا ایک تذکرہ بھی لکھا تھا۔ اردو میں شاہنامہ کا بھی ترجمہ آغاز کیا تھا مگر موت نے مہلت نہیں دی۔ اسپرنگر نے ان کے حالات لکھے ہیں۔

آغاز:۔

خدایا میرے دل کا کھول دے باب
کہ جس میں آرہیں یوسف سے احباب
نہ رکھ یعقوب سا نالاں دل کو
نہ ڈالیں چاہ میں اخوان دل کو

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ مثنوی یوسف علیہ السلام کے حالات پر مشتمل ہے۔

اختتام:۔

خموشش پیشہ کی عاشق نے یہاں سے
نہ نکلے لفظ بھی ایک زباں سے

ترقیمہ:۔

کاتب جہاں آرا بیگم عرف نواب بی بی بنت بخشی الملک سیف الدولہ سیف الملک نواب نجف علی خاں بہادر مظفر جنگ مرحوم و مغفور بتاریخ بست و چہارم شہر رمضان المبارک سنہ یک ہزار دو صد و چہل و ہشت ہجری روز جمعہ در شہر شاہ جہاں آباد۔ و عالم کرد ل بے مشغلی یک پاس

زود آمد بہ یادگار قلمی نمود۔

(۱۹۷) مثنوی یوسف زلیخا

نمبر مثنوی (۴۸۸) سائز (۸×۵) صفحہ (۲۲۸) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف معتبر خاں عمر تاریخ تصنیف قریب ۱۲۰۰ھ کتابت ۱۲۶۳ھ

معتبر خاں نام اور عمر تخلص، اورنگ آباد وطن تھا۔

آغاز:۔

الٰہی غنچۂ امید جاں کھول
دکھا آئینہ طوطی کی زباں کھول

اس مثنوی میں یوسف علیہ السلام کا قصہ بعض تفسیروں سے، اخذ کرکے نظم کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

عمر اب ختم کر اس داستاں کو
سخن گوئی سے ساکت کر زباں کو
نبی پر بھیج صلوات و تحیات
رکھ ان کا نام ورد جاں دن رات

ترقیمہ:۔

۲۴ رمضان ۱۲۶۳ ہجری تمام شد

(۱۹۸) قصص انبیاء (نثر)

نمبر سیر (۴۷۳) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۱۲) سطر (۱۷) خط شکستہ۔

تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ ہجری۔

مصنف کے متعلق کوئی معلومات دستیاب نہیں ہوئے

آغاز:۔

اول کچھ نہ تھا تب اللہ تعالیٰ نے اپنے ذات سے ایک تھا سو چاہا کہ خلقت کو پیدا کرے اس جہاں کو زیب دوں سو محمد کے نور کو پیدا کیا۔

غواصی کا طوطی نامہ سالار جنگ دکھنی بورڈ کی جانب سے شایع ہوگیا ہے۔ اس کے قلمی نسخے بھی کتب خانہ سالار جنگ اور کتب خانہ ادارۂ ادبیات اردو وغیرہ میں موجود ہیں۔

(۲۰۹) طوطی نامہ (دوسرا نسخہ)

نمبر مثنوی (۴۰۰ ۲ جدید) سائز (۹ ½ × ۶ انچ)
صفحہ (۲۰۱) سطر (۱۸ ـ ۲۰) خط نستعلیق۔
تاریخ کتابت ۲ صفر ۱۲۲۲ھ۔ ناقص الآخر

آغاز

...... ہوا تو پدخچی ۔۔۔ کرن جائیگی تو نہوسی ہی
بزن ہو یگا قصہ تیرا میرا ۔۔۔ ہوا تھا جو سکی اس ادین کیرا

اختتام:

دعا سوں کیا ختم میں یو کتاب
الٰہی دعا یو کرے مستجاب

ترقیمہ:

کاتب الحروف شاہ حسین حسینی پیرزادے ساکن
سرہٹی بتاریخ ماہ صفر ۲۲ روز جمعرات بوقت فجر
یک ناس سنہ ۱۲۲۲ھ

(۲۱۰) قصۂ چندر بدن و مہیار

نمبر قصص (۱۰۱ جدید) سائز (۹×۵) صفحہ (۳۳)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف مقیمی۔
تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۰۵۰ھ۔ کتابت سنہ ۱۱۵۱ھ
مرزا محمد مقیم نام مقیمی تخلص۔ ایران کا باکمال شاعر تھا۔ اور ابراہیم عادل شاہ ثانی کے دربار کا شاعر تھا اس کے تفصیلی حالات اکبر الدین صدیقی صاحب نے بڑی تلاش اور جستجو سے مرتب کر کے شایع کئے ہیں۔ اس کے علاوہ دکن میں اردو میں بھی مقیمی کے حالات درج ہیں۔

آغاز:

رحیماں خلق پر تو رحماں ہے ۔۔۔ ترنکہار بیچوں تو سبحان ہے
اندھیارا کرے اوراجالا تہیں ۔۔۔ او چارے سلاٹے تعالیٰ تہیں

اس مثنوی میں ایک عشقیہ داستان نظم کی گئی ہے۔ جو بعض تاریخوں کے بیان کے مطابق دکن کا ایک صحیح واقعہ ہے۔ ایک مسلمان جوان ہندو کنواری پر عاشق ہوگیا اور دیوانہ ہو کر جنگل کی سیر کی۔ بالآخر معشوق کی یاد میں جاں بحق ہوگیا۔ جب جنازہ معشوق کے گھر کے مقابل آیا تو وہاں سے آگے نہ بڑھ سکا۔ چندر بدن بھی اب جاتی ہے۔ دونوں لاشوں کو جدا کرنے کی کوشش کی گئی مگر جدا نہو سکے اور بالآخر دونوں کو ایک قبر میں دفن کر دیا گیا۔ عرصۂ دراز تک ان کی قبر دکن کے ایک قصبہ میں موجود تھی۔

اختتام:

دنیا تو فنا ہے مقیمی سیتی ۔۔۔ رہے گی سخن کی نشانی یہی
مرتب ہوا یہاں قصہ کا کلام ۔۔۔ درود بر محمد علیہ السلام

اس مثنوی کو پروفیسر اکبر الدین صدیقی نے ایک بلند پایہ مقدمہ کے ساتھ شایع کر دیا ہے۔

کتب خانہ سالار جنگ اور ادارۂ ادبیات اردو کے کتب خانوں میں اس کے قلمی نسخے بھی ہیں۔ یورپ میں بھی اس کا نسخہ موجود ہے اسکی صراحت میں نے یورپ میں دکھنی مخطوطات میں کردی ہے۔

(۲۱۱) قصہ چندر بدن و مہیار (دوسرا نسخہ)

نمبر قصص (۲ ـ ۱۰۰ جدید) سائز (۱۰ ½ × ۶ ½ انچ)
صفحہ (۳۶) سطر (۱۲) خط نستعلیق۔

آغاز

رحیما خلق پر تو رحماں ہے ۔۔۔ نرنکار بیچوں تو سبحان ہے

اختتام:

دنیا تو فنا ہے مقیمی سہی ۔۔۔ رہیگی رہسنکی نشانی یہی

(۲۱۲) گلدستہ

نمبر مثنوی (۵۲۸) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۵۵)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف صنعتی
تاریخ تصنیف ۱۰۵۵ھ کتابت ۱۳۱۲ھ

محمد ابراہیم نام صنعتی تخلص۔ بیجاپور کا بلند پایہ شاعر جو عادل شاہوں کے زمانہ میں اپنی شاعری کے لحاظ سے مشہور تھا۔ اس کی دو مثنویاں دستیاب ہوئی ہیں۔ ایک قصہ تمیم انصاری اور دوسرے گلدستہ۔

اول الذکر مثنوی قصہ بے نظیر سے بھی موسوم ہے اور دکھنی بورڈ کی جانب سے شایع ہوئی ہے صنعتی کے حالات دکن میں اردو وغیرہ کتابوں میں درج ہیں اور پروفیسر سروری صاحب نے دکھنی بورڈ کی جانب سے جو کتاب شایع کی ہے اس میں بھی صنعتی کے حالات درج ہیں

آغاز:۔

کہوں حمد اول میں رازق جہاں
کہ خالق ہے کل شی کا اوبے گماں
کہتا ہوں اول حمد میں اس قادر سبحان کا
بن دو حرف میں سرجہاں بسیار کل میدان کا

صنعتی تخلص کے بعض اشعار

ایتا صنعتی کون ہے طاقت کہاں
ترا وصف کہنے فصاحت کہاں

ایتا صنعتی کرتوں قصہ شروع
ویسے پیر کی بل سول ہو کر رجوع

مثنوی کا نام

تو گلدستہ کر نام اس کا میں رکھ
دیا ہوں بدل یادگاری ہو جگ

اس مثنوی میں ایک شہزادی کا قصہ نظم کیا گیا ہے جو اپنے سوالات کے صحیح جوابات پر اپنی شادی منحصر کی تھی۔ ایک فقیہہ عالم عبدالعلیم صحیح جوابات دیا اور شہزادی سے بیاہ کرتا ہے۔

تاریخ تصنیف کا شعر۔

سنو کان ہجرس اول ہجری یو بہدیا دیا دل نکت صنعتی
۱۰۵۵ھ

اختتام:۔

کیا سعدیت کا یو قصہ تمام | بحق محمد علیہ السلام
ختم کر تیار یک یہاں ہوں تمام | علیہ الصلوۃ وعلیہ السلام

ترقیمہ:۔

تمت۔ مذتاب معنون ملک الوہاب مرقوم بخط محمد علی۔ ساکن مدن پلی تحریر فی التاریخ۔ نہم شہر رمضان ۱۳۱۲ہجری

(۲۱۳) پھول بن

نمبر مثنوی (۱۶۷) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۵۲)
سطر (۱۳) خط شکستہ مصنف ابن نشاطی
تاریخ تصنیف ۱۰۶۶ھ کتابت ۱۲۳۸ھ

ابن نشاطی قطب شاہی دور کا مشہور شاعر ہے۔ اس کا نام اب تک معلوم نہیں تھا۔ اب ڈاکٹر زور کی تحقیق کے لحاظ سے شیخ مظہر الدین نام تھا۔ دراصل یہ نثر نگار تھا۔ مگر اس کی یہ مثنوی پھول بن اپنی فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے اردو ادب میں ممتاز ہے۔

ابن نشاطی کے حالات دکن میں اردو۔ اردو شہ پارے وغیرہ کتابوں میں درج ہیں۔ اس کے علاوہ دکھنی بورڈ کی جانب سے یہ کتاب شایع ہو گئی ہے اس کے مقدمہ میں ابن نشاطی کے حالات درج ہیں۔

لندن میں بھی ایک قلمی نسخہ موجود ہے اس کی صراحت
یورپ میں دکھنی مخطوطات میں کردی گئی ہے۔ ابن نشاطی
کو قطب شاہی دربار سے توسل تھا سلطان عبداللہ
قطب شاہ کے دربار کا شاعر تھا۔

آغاز:-

اول میں حمد رب العالمیں کا — دل و جاں سوں کہو جان آفریں کا
خداوند تجھے ہے حمد خدائی — ہمیشہ تجکوں ساجی کبریائی

پھول بن کا تفصیلی قصہ مطبوعہ کتاب میں درج ہے
یہ ایک عشقیہ داستان ہے جس میں ضمنی کئی حکایتیں درج
ہیں جن سے بیسیوں اشخاص کے کردار کی وضاحت ہوتی ہے

اختتام:-

مسلماناں سوں ہے امیدواری
سخن داناسوں یو امیدواری
کہ پڑھتے تو میرا یو پھول بن سیر
کہوں یکبارگی جو عاقبت خیر

ترقیمہ:-

تمت تمام شد کار من نظام شد - ایں نوشتہ
علیم اللہ خاں صاحب ۱۱۹۲ھ پھول بن کے قلمی نسخے کتب خانہ
سالار جنگ و کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو و
جامعہ عثمانیہ انجمن ترقی اردو اور علی گڑھ میں موجود
ہیں پاکستان سے بھی یہ شایع ہوگئی ہے۔

(۲۱۴) گلشن عشق

نمبر مثنوی (۲۹۹) سائز (۶x۹) صفحہ (۲۲۸)
سطر (۱۷) خط نسخ - مصنف نصرتی -
تاریخ تصنیف ۱۰۶۸ھ کتابت ۱۱۶۲ھ
محمد نصرت نام، نصرتی تخلص، بیجاپور کے عادل شاہی
دربار کا مشہور شاعر علی عادل شاہ ثانی کا ملک الشعراء تھا
اس کی مثنوی گلشن عشق کے علاوہ علی نامہ اور تاریخ اسکندری
کا علم ہو چکا ہے۔ کتب خانہ سالار جنگ کے قلمی نسخوں سے
واضح ہوتا ہے کہ ۱۰۸۳ھ میں نصرتی شہید ہوا تھا۔
نصرتی کے حالات تاریخ ادب کی کتابوں میں درج ہیں
مولانا ڈاکٹر عبدالحق صاحب نے "نصرتی" کے نام سے ایک دلچسپ
اور معلومات آفریں کتاب میں اس کے حالات درج کئے ہیں
یہ نسخہ ناقص الاول ہے۔

آغاز:-

کہ یو جگ بھولایا سو تیرا حبیب
کہ شہ رگ تھے تیری ہے تجہ سوں قریب

گلشن عشق میں کنور منوہر اور مدمالتی کی عشقیہ داستان
نظم کی گئی ہے گلشن عشق اور اسی مضمون کی دوسری کتابوں
کے متعلق میں نے یورپ میں دکھنی مخطوطات میں تفصیلی صراحت
کی ہے۔

اختتام:-

تلک جگ میں مقبول اچھو یو مدام
بحق محمد علیہ السلام

ترقیمہ:-

کاتب الحروف قصہ گلشن بندۂ درگاہ محمد غلام احمد
در شہر حیدرآباد بتاریخ بست و ہشتم شہر جمادی الاول
۱۱۶۲ھ روز یکشنبہ

گلشن عشق سالار جنگ بورڈ اور پاکستان سے شایع
ہوگئی ہے۔ اس کے قلمی نسخے کتب خانہ سالار جنگ و
ادارۂ ادبیات اردو کے علاوہ یورپ میں بھی موجود ہیں۔

(۲۱۵) گلشن عشق (دوسرا نسخہ)

نمبر مثنوی (۳۴۳) سائز (۸x۶) صفحہ (۳۵۲)
سطر (۱۳) خط نسخ۔

عمرنے بحیثیت خلیفہ وقت ان کو بموجب احکام شرعی کوڑے مارے جس کے صدمہ سے ابو شحمہ مرگئے، اور ان کو دفن کردیا گیا ابو شحمہ نے خواب میں آکر خبر دی کہ ان کو شرعی سزا دینے کے باعث وہ جنت میں اچھی حالت میں ہیں۔

اختتام:-

زباں کی جو گھوڑے کو گردان توں
محبت سیتے دے اوسے مان توں

زباں کی جو شمشیر کوں میان کر
صبوری توں کرنا اپس گیان کر

مصنف نے اس امر کی بھی صراحت کردی ہے کہ یہ داستان اولاً فارسی میں تھی اس کے مصنف نعمت اللہ (ناجی تخلص) تھے۔ ان کے فارسی قصہ سے دکنی میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ کہتا ہے

اتھا ور اصل یو قصہ فارسی
نظم خوش صفائی کی جیون آرسی

سجایا ہے اس میں سو یوں دانہ دار
نزاکت لطافت ہر اک خوش نگار

او تصنیف تھا نعمت اللہ کا
کتے جیوں مدد پائے اللہ کا

تخلص اتو کا جو ناجی اہے
یو نامہ تخلص گرامی اہے

ترقیمہ:-

خاتمہ ۱۲۴۳ھ کاتب میر حفیظ اللہ حسینی

یہ کتاب قدیم زمانہ میں شائع ہوئی ہے مگر اب نایاب ہے قلمی نسخے کتب خانہ سالار جنگ، ادارہ ادبیات اردو میں محفوظ ہیں۔

---

(۲۱۸) قصہ ابو شحمہ (دوسرا نسخہ)

نمبر مثنوی (۲۵۸۹ جدید) سائز (۸×۵ ½ انچ)
صفحہ (۳۴) سطر (۱۱) خط نستعلیق۔ ناقص الآخر

آغاز:-

الٰہی میرے دل میں توں گیان دے
ہمیشہ جو سچ میں تیرا دھیان دے

اختتام:-

سلام ہور دعا بولو ماں باپکوں
تمہارے کرم تی چھوٹیا پاپ سوں

یہ آخری شعر اس عنوان کے تحت ہے:-
"درخواب دیدن حضرت علیؓ کہ ابو شحمہ بارسول اللہ در بہشت نشستہ اند و پیغام دادن بحضرت عمرؓ"

(۲۱۹) قصہ رضوان شاہ و روح افزا

نمبر قصص (۱۳۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۷۹)
سطر (۱۳) مصنف۔ فائز۔ تاریخ تصنیف ۱۰۹۲ھ
کتابت۔ ۱۲۳۳ھ خط نستعلیق

فائز گولکنڈہ کے قطب شاہی دور کا شاعر ہے اس کے حالات پر پردہ پڑا ہوا ہے اور یہ مثنوی بھی ایسی نہیں ہے جس کے لحاظ سے فائز کو شاعری کے لحاظ سے بلند مرتبہ دیا جاسکے۔ فائز کے مختصر حالات دکن میں اردو، اردو شہ پارے میں درج ہیں۔

آغاز:-

اول نام حق کا لے بولوں سخن
بندوں اسکی توحید کھولوں سخن

ہے اللہ معبود برحق قدیم
کہ رحماں ہے خلق پر اور رحیم

اس مثنوی میں حمد و نعت کے بعد سبب تالیف کا

عنوان ہے۔ اس کے بعد قصہ شروع ہوتا ہے جو فارسی سے
ترجمہ کیا گیا ہے۔ داستان ایک بادشاہ رضوان شاہ سے
متعلق ہے جو ایک پری روح افزا پر عاشق ہو جاتا ہے اور
اس کے حصول کے لیے بڑی بڑی مصیبتیں اور پریشانیاں جھیل کر
کامیاب ہو کر وطن کو واپس ہوتا ہے۔

تاریخ تصنیف کا شعر اور اختتام

اتھا جس وقت سال ہجرت ہزار
اس اوپر نود اس کے اوپر چہار

ہوا قصہ رضوان شہ کا تمام
نبی ہور ولی پر ہزاراں سلام

ترقیمہ

یہ قصہ تمام ہوا، ربیع الاول کے مہینے کے بیس پونو
کو تین پہر کے وقت بیر کے۔ روز سنہ ہجری ۱۲۲۰
میں لکھیا ہوا۔ واسطے یادگاری رہے۔

من نوشتم صرف کردم روزگار
من نمانم خط بماند یادگار

اس مثنوی کے قلمی نسخے کتب خانہ سالار جنگ اداۂ
ادبیات اردو اور جامعہ عثمانیہ میں موجود ہیں۔

(۲۲۰) قصہ رضوان شاہ (دوسرا نسخہ)

نمبر قصص (۲۹۰ جدید) سائز (۵ ۳/۴ × ۴ ۲/۴ انچ) صفحہ
(۱۰۲) سطر (۱۴) خط نستعلیق۔ ناقص الآخر

آغاز:۔

ہوئی ماتم فناٹ پر سرتو ... پکڑا عجز کا کنجرا سے سنگف

اختتام:۔

کیا ہے جو راوی حکایت تمام
درود بر محمد علیہ السلام

---

(۲۲۱) قصہ چور

نمبر قصص (۵۱۷) سائز (۹×۶) صفحہ (۵۰)
سطر (۱۷) خط نسخ۔ مصنف۔ عبد لعلی۔
تاریخ تصنیف ۱۱۱۱ھ

عبد العلی کے حالات کسی تذکرہ و تاریخ کی کتابوں میں
درج نہیں ہیں۔ اس کی ایک ورقنوی "بادمسلی" ادارہ
ادبیات اردو میں موجود ہے۔ اس سے بھی مصنف کے
حالات پر روشنی نہیں پڑتی۔

آغاز:۔

یو قصہ کہتا ہوں سنو چور کا
نہ آسماں زمیں بیچ کنیں جور کا

کہتیں کہ گجرات یک شہر تھا
کہ او چور اس جاپہ رہتا اتھا

قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ گجرات کے ایک شہر میں ایک
چور رہا کرتا تھا۔ اوسکو کوئی اولاد نہیں تھی۔ ایک عرصہ
کے بعد اس کو ایک فرزند تولد ہوا جو نہایت حسین اور
خوبصورت تھا۔ لڑکا جب بالغ ہوا تو باپ سے کہا کہ
اس کو اپنے پیشہ کی تعلیم دے۔ باپ نے بتایا چور ہے اور
یہی ہنر اس کو سکھائے گا۔ چنانچہ بادشاہ کے محل میں چوری
کے لئے گیا اور شہزادی کو قتل کرنا چاہا مگر شہزادی نیند سے
بیدار ہو گئی اور چور گرفتار ہو گیا اور کوتوال شہر کے پاس پیش
کیا گیا۔ کوتوال نے کہا کہ وہ ایک مدت سے شہزادی پر
عاشق ہے مگر وصل نصیب نہیں ہوا۔ چور نے مدیر اپنی
ہوا کہ کوتوال سے شہزادی کو ملا دے اس کے بعد چور کوتوال
کے پاس پیش کیا گیا تو منشی نے اپنے ایک کام کی فرمائش کی
پھر اس کو بادشاہ کے پاس پیش کیا گیا اور بادشاہ نے
قتل کا حکم دیا۔ اس عرصہ میں دائی حاضر ہوئی اور

بادشاہ سے کہا کہ یہ دراصل بادشاہ کا لڑکا ہے جو غائب ہوگیا تھا۔ اس طرح چور بادشاہ بن گیا۔

اختتام :۔

کہ تمت کیا یو قصہ کا تمام دبرکت محمد علیہ السلام

(۲۲۲) ابلیس نامہ

نمبر مثنوی (۴۲۸) سائز (۱۰×۷) صفحہ (۳۹)
سطر (۱۳) خط نسخ۔ مصنف۔ کمین
تاریخ تصنیف ۱۱۳۲ھ کتابت ۱۲۳۴ھ
مصنف کے متعلق کوئی حالات دستیاب نہیں ہوئے

آغاز :۔

الٰہی توں رحمان ہے ہور رحیم
تیرا فضل سب پر تو رحمت کریم
سراپا خداکوں سزاوار ہے
کیا خلق پیدا کرنہار ہے

اس مثنوی میں ایک داستان نظم کی گئی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوتی ہے۔ بتایا ہے کہ ایک دن حضرت محمد صلعم سے ابلیس نے آکر ملاقات کی اجازت چاہی حضرت عمرؓ نے اجازت نہ دینے پر اصرار کیا۔ مگر حضرت محمدؐ نے ابلیس کو حاضر ہونے کی اجازت دی ابلیس حاضر ہوا۔ بیان کیا جو علما کا دشمن ہوگا وہ دنیا میں ذلیل اور خوار ہوگا۔ آنحضرتؐ نے اس کو فرمایا۔ اپنے حاضر ہونے کا نت اظہار کیا۔ ابلیس نے کہا آپ کے قدم دیکھنے آیا ہوں۔ آنحضرتؐ نے سوال کیا تیرا دشمن کون ہے۔ ابلیس نے کہا میرے کئی دشمن ہیں۔ اول تو وہ لوگ ہیں جو علی کو محبوب رکھتے ہیں۔ پھر وہ لوگ جو عدل کرتے ہیں۔ اور جو صبر کرتے ہیں۔ اس طرح ابلیس تمام اخلاق حسنہ رکھنے والوں کے نام گناتا ہے اسی میں دوزخ اور جنت کا تذکرہ آتا ہے اور اپنے ہزاروں سال دوزخ میں رہنے کا تذکرہ کرتا ہے۔ پھر وہ عورتوں کا ذکر کرتا اور دنیا کی نیک عورتوں کے نام گناتا ہے۔ اس میں بی بی سارا، بی بی مریم، حضرت بی بی خدیجہ، بی بی فاطمہ زہرہ، بی بی عائشہ بی بی سلمہ، بی بی حفصہ، بی بی آسیا کا ذکر کرتا اور بیان کرتا ہے۔ وہ جن لوگوں کو پسند کرتا ہے اس میں رشوت لینے والا قاضی، یتیموں کا مال کھانے والا اور امانت میں خیانت کرنے والا۔ اس میں مصنف نے بیان کیا ہے کہ یہ قصہ اولاً عربی میں تھا۔ عربی سے فارسی میں ترجمہ ہوا اور فارسی سے اردو میں منتقل کیا گیا ہے۔

عربی اتھا یو ہوا فارسی — نظر تن پریا مجکوں جُوں آرسی
ہوا تب نظم یو دکھن سال میں — چمن آن سوتی سیئں تھال میں

تاریخی ترجمہ دکھنی شعر کا

اگیارویں صدی پر برس باروان
چلا عطار ہجرت ہوئی بعد ازاں ۱۱۱۲ھ

اختتام :۔

سگل بیت ابلیس نامہ جو کیان
پانچ سو پر پچاس ہور پچیس سو کیاں
مرتب ہوا قصہ تمت تمام
درود ان نبی آل پر والسلام

ترقیمہ

بتاریخ ہفتم شوال کاتب الحروف عطار باوا ساب ابن شیخ حسین۔ مالک ایں کتاب تاد محی الدین عطار ۱۲۳۴ھ ہجری۔

جامعہ عثمانیہ میں اس مثنوی کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔

(۲۲۳) جنگ نامہ

نمبر مثنوی شاملات (۸۳) سائز (۹×۶) صفحہ (۴۴)
سطر (۱۴) خط شکستہ۔ مصنف۔ اشرف

یہ ایک عشقیہ مثنوی ہے۔ اس میں جنگ و پیکار کی، ہنگامہ آرائی، عشق و محبت کی دلچسپ اور دلکش، عیش و نشاط کی پر لطف داستان بیان کی گئی ہے۔ ہیرو کئی مہینے تعطیل کر پریشانیاں برداشت کرکے کامیاب واپس ہوتا ہے۔

تاریخ تصنیف اور مثنوی کے نام کی صراحت اختتام

اگر تاریخ کا ہے دل منے عشق
کر ابجد سوں حساب مخزن عشق
نکال استے عدد وجدی کے تیوبیس
رہیگے تب اگیار سو چوالیس

جو سپر دیا دل میرے روزی عشق
تو ہات آیا سراغ مخزن عشق

ترقیمہ

در ماہ جنوری، لاول بتاریخ یازدہم بروز سہ شنبہ
بوقت اول پہار ۱۲۳۳ ہجری کاتب الحروف
اعظم خاں ولد کرم خاں۔

اس مثنوی کے قلمی نسخے کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو، کتب خانہ سالار جنگ اور جامعہ عثمانیہ میں موجود ہیں۔

(۲۲۵) مخزن عشق (دوسرا نسخہ)

نمبر مثنوی (۶۸۷ جدید) سائز (۱۱½ × ۷ انچ)
صفحہ (۳۰۲) سطر (۱۷) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

کرتا ہوں بسم اللہ سوں حمد خدا و جل و علا
وہ حق انکھی ہے ایکوان یو مخزن عشق ابتدا
… دل … عشق آفریں پر
… آفرینش آفریں کر

اس مثنوی کے مولف نے دو نام تاریخی رکھے ہیں ایک مخزن عشق جس کے ابجدی اعداد ۱۱۶۷ ہوتے ہیں اس میں سے صفت تخرجہ کے لحاظ سے وجدی کے اعداد (۲۳) خارج کرنے پر ۱۱۴۴ تاریخ برآمد ہوتی ہے گویا یہ ابتدائے تالیف کا سنہ ہے دوسرا نام باغ جانفزا ہے جس سے ۱۱۴۵ھ تاریخ نکلتی ہے یہ خاتمہ کا سنہ ہے۔ دونوں تاریخوں کے اشعار حسب ذیل ہیں۔

(۱)
اگر تاریخ کا ہے دل منے عشق — کر ابجد سوں حساب مخزن عشق
۱۱۶۷

(۲)
نکال اوستی عدد وجدی تیوبیس — رہیں گے تب اگیارہ سو چوالیس
۱۱۴۴

(۳) یونہی بیاں خاتمہ جی شکر سوں یو لیا ہوں
تاریخ جس کی ختم کا آیا ہی باغ جانفزا ۱۱۴۵

بہرکیف یہ نسخہ کامل اور قدیم ہے۔ آخری ترقیمہ کے لحاظ سے مصنف کا مکتوبہ معلوم ہوتا ہے۔ حقیقی معنوں میں یہی واحد نسخہ ہے۔

اختتام:۔

نکال اوستی عدد وجدی تیوبیس
رہیں گے تب اگیارہ سو چوالیس

ترقیمہ ۱۱۴۴ھ

تمت کتاب مخزن عشق بخط مصنف کتاب ابو البرکات

(۲۲۶) قصہ ملکہ مصر

نمبر قصص (۸۹۶ جدید) سائز (۶ × ۴ انچ)
صفحہ (۲۱) سطر (۱۲) خط نستعلیق۔
مصنف سید محمود۔ تاریخ تصنیف۔ سنہ [illegible]
تاریخ کتابت سنہ [illegible]

محمود کے متعلق کوئی حالات دستیاب نہیں ہوئے اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ مذہبی شخص تھے غالباً مہدوی مسلک کے تھے

سید خوند میر شاہ سے بیعت اور خلافت حاصل تھی۔

آغاز:

کہوں اب قصہ سب یوں اظہار کر
کہتے ہیں شہنشاہ نیکبخت در

یہ نسخہ ابتدا سے تقریباً ایک ورق ناقص ہے۔ ملکۂ مصر یعنے سلطان فیروز شاہ کی دختر کے قصہ کو (جو فارسی نثر میں تھا) دکھنی زبان میں منظوم کیا ہے۔

اختتام:

ایسا یاد کر دل کیں اپنا امام
درود بر محمد علیہ السلام

ترقیمہ

تمت تمام شد بتاریخ ہفدہم ماہ صفر رتب شد
کاتب الحروف شاہ کمال محمد

کتب خانہ سالار جنگ میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے اور ادارۂ ادبیات اردو میں بھی ایک نسخہ ہے۔

(۲۲۷) قصہ ملکۂ مصر (دوسرا نسخہ)

نمبر قصص (۵۲۱ جدید) سائز (۸ ¾ × ۴ ½ انچ)
صفحہ (۲۴) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔
تاریخ کتابت ۱۲۵۰ھ

آغاز:

کروں میں ثنا صفت حق کا اول
بتایا ہے یو پیروی سے بل

اختتام:

جدا اس ہو دیں حضرت سو تم ہم کلام
رکھیو مجھ بندے کا اپنے سو سلام

ترقیمہ

بتاریخ بستو چہاردہ شہر شعبان ۱۲۵۰ ہجری

بتاریخ پانزدہم ماہ جمادی الثانی تمام کردہ شد۔
برائے خواندن خود ترقیم نمودہ شد۔ فقیر حقیر محمد علی
۱۱۵۷ھ

(۲۲۸) مجموعہ مثنویات (قائم و میر وغیرہ)

نمبر مثنوی (۳۴۵ جدید) سائز (۷ ½ × ۶ انچ)
صفحہ (۱۸۸) سطر (۱۱) خط نستعلیق مصنف
قائم و میر وغیرہ۔ تاریخ کتابت ۱۲۰۷ھ

آغاز (مثنوی اول قائم)

الٰہی شعلہ زن کر آتش دل — تپ دل سے بقدر خواہش دل

آغاز (مثنوی دوم میر)

عشق ہے تازہ کار تازہ خیال — ہر جگہ اس کی اک نئی ہے چال

اس مجموعہ میں حسب ذیل مثنویات و دیگر مخمسات وغیرہ ہیں۔

(۱) مثنوی عشقیہ از قائم (۲) دیگر مثنوی عشقیہ از میر۔ (۳) قصائد سودا در منقبت نبیؐ و علیؑ۔ (۴) ہجویات سودا در شان مولوی ساجد (۵) مخمسات سودا (۶) انتخابات دیوان ناسخ (۷) واسوخت جرأت (۸) چند غزلیات یک دو دو۔ عزت۔ حقیر۔ یقین۔ سودا۔ سراج و قاسم کے تحریر ہیں۔ آخری حصہ ناقص ہے۔ مظہر کے صرف دو شعر پر خاتمہ ہے۔

اختتام (مثنوی اول)

بس اب قائم خموشی پیشہ کر تو — سخن کے طول سے اندیشہ کر تو
کہ اس حسن تکلم پر طوالت — مبادا ہو کسے دل کو ملالت

اختتام (مثنوی دوم)

میر اب شاعری کو کر موقوف — عشق ہے ایک فتنہ معروف
لب پہ اب مہر خاموشی بہتر — یہاں سخن کی فراموشی بہتر

اختتام (آخری منظر)

خدا کے واسطے اوس کو نہ ٹوکو

جہاں میں ایک وہ قاتل رہا ہے

(۲۳۰) قصہ لال وگوہر

نمبر قصص (۶۴۶)، سائز (۹×۶ صفحہ (۴۵)
سطر (۱۳) خط شکستہ۔ مصنف عارف الدین خان
عاجز۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۱۸۵ھ
مصنف کے حالات سلسلہ نمبر (۲۷) پر درج
ہو چکے ہیں۔

آغاز

الٰہی عشق میں عشاق کر مجھ

آپسکی شوق کا مشتاق کر مجھ

شریعت کا جہاں ہے شرع عام

اے دل ذکر وہاں آغاز و انجام

اس مثنوی میں اولاً حمد و نعت اور عشق کی تعریف
کے بعد داستان شروع ہوتی ہے۔ یہ داستان اندر سبھا
کے طرز کی داستان ہے۔ ایک شہزادہ لال نام کا اپنے
محل کے چھت پر سوتا ہے۔ گوہر نام کی پری کا اس طرف گذر
ہوتا ہے اور شہزادہ کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو جاتی ہے
اور شہزادہ کا پلنگ اٹھا منگواتی ہے۔ اس کے بعد
عاشق و معشوق بیسیوں مصیبتوں میں گرفتار ہو جاتے ہیں
بالآخر دونوں کی شادی ہوتی اور لال شہزادہ اپنی معشوقہ
گوہر پری کو ہمراہ لے کر اپنے وطن کو واپس آتا ہے۔

اختتام:۔

خموشی سیں زباں کو آشنا کر — ہوا افسانہ آخر مدعا کر

الٰہی عاشقوں کی آبرو رکھ — اونکو دو جہاں میں سرخ رو رکھ

ترقیمہ:۔ ایں قصہ لال گوہر بہ ماہ ربیع آخر
بتاریخ بست و پنجم بروز دوشنبہ بوقت ساعت
مشتری در بلدہ مہور در جائی خاص اسطور نوشتہ ام
از ارقام ایں.... احقر العباد بندہ حقیر
حوالہ ار غلام محی الدین ولد محمد عمر۔

یہ مثنوی ۱۳۰۳ھ میں مدراس میں اور ۱۳۰۰ھ میں بمبئی
میں طبع ہوئی ہے، اب مطبوعہ نسخے نایاب ہیں۔ قلمی نسخے
کئی کتب خانوں میں پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ کتب خانہ
سالار جنگ، ادارۂ ادبیات اردو وغیرہ میں قلمی نسخے
موجود ہیں۔

(۲۳۱) لال وگوہر (دوسرا نسخہ)

نمبر مثنوی (۳۴۵) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۳۹)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

الٰہی دے مجھے رنگیں بیانی — عطا کر مجھکو یاقوت معانی

اختتام:۔

الٰہی عاشقوں کی آبرو رکھ — اونوں کوں دو جہاں میں سرخ رو رکھ

ترقیمہ

ایں قصہ لال وگوہر۔ کاتب الحروف محمد جعفر
ساکن کرنول در بلدہ نوشتہ شد۔ یہ مثنوی
دوسری مثنویوں کے ساتھ مجلد ہے۔

(۲۳۲) قصہ لال وگوہر (تیسرا نسخہ)

نمبر مثنوی شاملات (۸۷) سائز (۹×۶) صفحہ (۳۰)
سطر ( ) خط نستعلیق۔ (ناقص الآخر)

آغاز:۔

الٰہی دے مجھے رنگیں بیانی — عطا کر مجھ کو یاقوت معانی

اختتام:۔

اے عاجز سخن کب لگ کہیگا — سخن کی فکر میں کب لگ رہیگا

(۲۳۳) لال و گوہر (چوتھا نسخہ)

نمبر قصص (۱۵۳۱ جدید) سائز (۸ ½ × ۷ انچ)
صفحہ (۹۸) سطر (۹-۱۱) خط شکستہ
تاریخ کتابت ۱۲۷۰ھ۔

آغاز:۔

الٰہی مجھکو دے رنگیں بیانی عطا کر مجھکو یا قوت معانی

اس نسخہ میں دکھنی آرٹ کے معمولی (۵۳) تصاویر ہیں

اختتام:۔

بھیجو صلوات حضرت پر تو دائم
رکھے گا بہشت میں وو حی قایم

ترقیمہ:۔

رقیمہ نسخ چندو لعل رائے مول چند ابن رائے جادو رائے
قوم کایستہ سکنہ دوسری ساکن گوپی پورہ در عمل
نواب صاحب قبلہ نواب افضل الدولہ بہادر حضور پر نور
بتاریخ بست ودیم ماہ محرم ۱۲۷۰ھ بمطابقہ سال ایدم
۱۲۶۹ف در نوکری علاقہ حضرت نواب صاحب قبلہ
نواب عمدۃ الملک بہادر دیمیش دستی رائے گلاب رائے

(۲۳۴) مثنوی لعل و گوہر (پانچواں نسخہ)

نمبر مثنوی (۱۲۶۹ جدید) سائز (۷ ½ × ۴ ½ انچ)
صفحہ (۶۴) سطر (۱۵) خط نستعلیق

آغاز:۔

الٰہی مجھکو دے رنگیں بیانی عطا کر مجھکو یا قوت معانی

یہ نسخہ مصور ہے اس میں مغل آرٹ کی کل (۸۹) تصاویر ہیں۔ یہ نسخہ قریب عہد مولف کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے لیکن نسخہ ناتمام ہے۔ لوح مطلا مذہب تھی جس کا نصف حصہ دیمک خوردہ ہے

اختتام:۔

کہا سب گھر میں نوبت بجاؤ
دھنڈورا عیش کا گھر گھر پھرو

(ناتمام)

(۲۳۵) ظفر نامہ و مہر و ماہ

نمبر مثنوی (۱۴۵۳ جدید) سائز (۱۱ ½ × ۷)
صفحہ (۲۲۶) سطر (۱۹) خط نستعلیق
مصنف۔ سید مظفر، تخلص مظفر،
تاریخ تصنیف قریب ۱۱۰۰ھ ہجری۔

سید مظفر کے متعلق صحیح حالات معلوم نہیں ہوئے چنانچہ میں نے اپنی مرتبہ فہرست کتب خانہ سالار جنگ میں بھی صراحت کی ہے۔ ڈاکٹر زور صاحب کا خیال ہے کہ یہ سید مظفر وزیر ابو الحسن تانا شاہ ہو سکتا ہے۔ مگر ڈاکٹر صاحب کو شبہ ہی ہے کہ یہ اسکی تصنیف ہے یا نہیں (تذکرہ مخطوطات جلد ۵ صفحہ ۴۹)، بہرحال مصنف کے متعلق کوئی صحیح رائے نہیں دیجا سکتی۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ اس کو دکن سے تعلق تھا۔ سید ایوب شاہ کا بیٹا تھا۔

آغاز:۔

تجہ حسن کے دریا کو ہے وسعت جتنا
کیوں قطرہ کہے کہ دے ہے اتنا اوتنا

لی کرامات کر یادری جو دل ہوئے میر خسرو خاوری

مصنف کے تخلص کے بعض شعر اور کتاب کا نام

مظفر توں رکہ اس حکایت کو نیا
ظفر نامہ عشق کا کر بیاں

مظفر تو نعت گوئے رسول تو ہے خدمت کو اد سکے قبول
مظفر کہا قصہ مہر و ماہ ہنگا اس سے با حوال ماہ

مثنوی کی صراحت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی تصنیف
عالمگیر اورنگ زیب کے عہد میں ہوئی کیونکہ اس میں عالمگیر
کی مدح موجود ہے۔

اس مثنوی میں عاقل خاں رازی کی مثنوی مہر و ماہ
کا ترجمہ نہیں ہے بلکہ جداگانہ فسانہ ہے۔ اس میں بیان
کیا گیا ہے کہ ایک بادشاہ کو اولاد نہیں تھی۔ ایک زاہد کے
پاس دعا کے لئے گیا۔ زاہد نے اپنا دروازہ نہیں کھولا۔ زاہد
کو غیب سے ہدایت ہوئی کہ بادشاہ تیرے پاس دعا کے لئے
آتا ہے اور تو اس سے ملنے سے گریز کرتا ہے۔ ندا سنکر
زاہد باہر آیا اور بادشاہ کو خوش خبری دی کہ خدا تیرا مقصد
پورا کرے گا۔ چنانچہ بادشاہ کو فرزند تولد ہوا۔ جب سترہ
سال کا ہوا تو دریائی سفر پر روانہ کیا گیا۔ اس سفر میں
شہزادہ عشق میں مبتلا ہوگیا۔ مصیبتیں جھیلیں، آفتیں برداشت
کیں بالآخر کامیاب واپس آیا۔

نصرتی کی مثنوی گلشن عشق کے عنوان اشعار میں
درج ہیں اس طرح بعض دوسرے شعرا نے اسکی پیروی کی ہے
چنانچہ مظفر نے بھی اس کے عنوان اشعار میں قلمبند کئے ہیں

اختتام:۔

میں اب ختم کرہات سے اپنی دہر
کیا ختم نامہ یہ صلوات پر

اس مخطوطہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ارکاٹ کے ایک شاعر
مذنب نے اس کا دوسرا حصہ "پنجۂ آفتاب" کے نام سے
لکھا ہے۔ چنانچہ اشعار ذیل سے اسکی تصدیق ہوتی ہے۔

یہاں قصۂ مہر و ماہ ہو چکا — میمین کا جو احوال باقی رہا
سو ہے قصۂ پنجۂ آفتاب — بنی ایک جلد ہے خاص کتاب
بجلد دوم تو کرادب ہمام — مفصل ہوا ہے یہاں لا کلام
دیکھو دوسرا دفتر کیتیں شوق سات — کما حقہ پوری سچ ہوگی بات

مثنوی پنجۂ آفتاب کا تذکرہ میں نے اپنی کتاب
"مدراس میں اردو" میں کیا ہے اور نمونہ کلام بھی شامل ہے
"پنجۂ آفتاب" سے واضح ہوتا ہے کہ مظفر کے قصے مہر و ماہ
نامکمل ہونے سے دوسرا حصہ لکھ کر قصہ کو مکمل کیا گیا ہے۔

"ظفر نامۂ عشق" شایع نہیں ہوا۔ اس کے دو قلمی نسخے
کتب خانہ سالار جنگ اور ایک قلمی نسخہ ادارۂ ادبیات اردو
کے کتب خانے میں موجود ہے۔

عالمگیر کی مدح کے چند شعر ملاحظہ ہوں۔

خدا کے جو خاصاں میں خاص اہے او
رسول خدا کا خلاصہ ہے او
سوا اوکن جو شاہ اورنگ زیب
کیا فکر کوں دور اس سے ہیب
دھریں لطف سو اس پو آل رسول
اچھے شاخ پر سائیاں جیوں کہ پھول
رہے اس کے سایہ میں خلق خدا
دل و جاں سو کرتے دعا و ثنا
معلم ہر اک علم کا با عمل
کیا ہے سبھی علم مشکل کوں حل
ہے معلوم علم حقائق اوسے
ہے کم شوق رمز حقائق اوسے
توی طالع و شاہ اختر بلند
کمند سٹ پکڑتا ہے کیواں کوں بلند

مذنب کی مثنوی "پنجۂ آفتاب" کا ایک نسخہ کتب خانہ
ہذا میں موجود ہے جس کا تذکرہ صفحات آیندہ میں آئے گا۔

(۲۳۶) قصہ محمد بن حنیف

نمبر مثنوی (۵۴۳) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۴۴)
سطر (۱۲) خط شکستہ۔ مصنف۔ سیوک

تاریخ تصنیف ۔ ۱۰۹۲ھ ۔ ناقص الاول و آخر

سیوک کے متعلق کسی کو تفصیلی معلومات نہیں ہیں صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ یہ قطب شاہی دور کا شاعر ہے ۔ اور آخری زمانہ میں موجود تھا ۔ ڈاکٹر زور صاحب کا خیال ہے ۔ سیوک غیر مسلم شاعر تھا ۔

آغاز :۔

کمر باندھ نکلیا ہوں دعوے بدل
کیجل نے یزیداں کوں شمشیر تل
دیکھت یو لکھا دین کمر باند زور
مدد کرنے حیدر کے فرزند زور

اس مثنوی میں محمد بن حنیف اور امام حسین کے متعلق ایک فرضی داستان نظم کی گئی ہے ۔ اس قسم کی کئی داستانیں ملتی ہیں جن کے متعلق میں نے ایک علیحدہ مقالہ میں تفصیلی صراحت کر دی ہے ۔

اختتام :۔

حنیف شاہ شیر نبی کی زباں
نیچھانے لگیا مار گنج گراں
لگیا مارنے بہانے
کہ چند مہرج جس جگر سے

کتب خانہ سالار جنگ اور ادارہ ادبیات اردو میں اس مثنوی کے قلمی نسخے موجود ہیں ۔ علاوہ ازیں یورپ میں بھی نسخے ہیں (یورپ میں دکھنی مخطوطات)

(۲۳۷) جنگ نامہ محمد حنیف

نمبر مثنوی (۱۱ ۵ ۲۱ جدید) سائز (۸ × ۶ انچ) صفحہ (۵۳) سطر (۱۲) خط نستعلیق ۔ مصنف

محمد امین ۔۔۔ تاریخ تصنیف ۔ بعد ۱۱۰۰ھ

امین تخلص کے کئی شاعر دکن میں ہوئے ہیں جن کے تفصیلی حالات دستیاب نہیں ہوئے ۔ بعض کے متعلق یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ امین الدین علی کے سلسلہ میں مرید ہیں ۔

آغاز :۔

الٰہی توں ستار ہے عیب کا
تو داتا ہے عالم پو ہر غیب کا

اس مثنوی میں محمد حنیف شاہ اور شعری پری کے قصہ کو دکھنی زبان میں نظم کیا گیا ہے ۔ قصہ کا اختصار یہ ہے کہ حضرت محمد حنیف گھوڑے پر سوار جنگل اور پہاڑوں میں گشت کر رہے تھے کہ ایک پری سے جس کا نام شعری پری تھا ملاقات ہوئی جو اپنے ماموں غضنفر نام کے ظلم سے پریشان تھی ۔ مختصر یہ کہ اوس پہلوان سے مقابلہ کر کے اون کو قتل کر دیا اس کے بعد اوس کے باپ کی فوج اور اس کے خسر کی فوج سے مردانہ وار مقابلہ کر کے سب کو شکست دی اور آخر میں سب مسلمان ہو گئے ۔ اور شعری پری کو اوس کے باپ نے حنیف شاہ کے نکاح میں دیدیا ۔ اس نظم میں (۷۰۰) ابیات ہیں مصنف کا نام آخر میں ختم سے ۴ سطر پہلے لکھا ہے ۔

کے خادم فقیران کا محمد امین
کے فرزند مخدوم جنیکا امین

اختتام :۔

کیا سات سو بیت و کرنے تمام
پرویا ہوں موتیاں کے هاراں تمام
ہزاراں درود و ہزاراں سلام
زباں پر محمد علیہ السلام

ترقیمہ

در ماہ شوال تاریخ چو بیسویں [illegible] روز جمعہ [illegible] ختم شد بہ خط خیر [illegible] بن شیخ پیر محمد موتوطن مقام [illegible]

اس قصہ کو نقل [illegible] دکنی [illegible] ترجمہ کیا گیا ہے ۔

اتقا یو قصہ فارسی یو تمام
کیا ہوں دکھن سال پر خاص وعام

(۲۳۸) جنگ نامہ حنیف شعری پری
(دوسرا نسخہ)

نمبر مثنوی (۵۳۶) سائز (۸×۶) صفحہ (۳۶)

سطر (۱۲) خط۔ نسخ۔

آغاز

الہی توں ستار ہر عیب کا تو دانا ہے عالم پہ ہر غیب کا

اختتام (ناقص الآخر)

کہ برسائے تیراں ہزاراں ہزار
چھوٹے سانگ داراں کے سانیکار

اس کے بعد کے اشعار نہیں ہیں

(۲۳۹) جنگ نامہ زیقوم بادشاہ

نمبر مثنوی (۵۱۶) سائز (۹×۶) صفحہ (۳۲)

سطر (۲۷) خط۔ نسخ۔ مصنف۔ قاسم علی

تصنیف ما بین ۱۲۵۰ھ ۔ ناقص الآخر۔

مصنف کے متعلق کوئی معلومات دستیاب نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

کروں وصف اول سو پروردگار
جو کچھ تھا سو پنہاں کیا آشکار

فلک کوں کیا بے ستوں استوار
زمیں کوں رکھیا آب پہ برقرار

اس مثنوی میں ایک داستان نظم کی گئی ہے۔ آنحضرت صلعم نے حضرت علی کو زیقوم بادشاہ سے جنگ کرنے [illegible] شاہ کی لڑکی جنا [illegible] مسلمان ہو گئی۔ حضرت علی کے [illegible] تینوں صاحبزادے، امام حسن امام حسین ور محمد حنیف بھی شریک جنگ تھے

مثنوی ناقص الآخر ہے۔
مصنف کے تخلص کا شعر جو حمد کے آخر میں ہے۔

اے قاسم علی بس کر اس بات کوں
سمج خوب توں اپنی ذات کوں

اختتام

تینوں پسر کو مسلمان کئے
جکچہ حق اتھا سب دکھلادے

(۲۴۰) شکار نامہ محمد حنیف

نمبر مثنوی (۵۱۵) سائز (۸×۶) صفحہ (۵۸)

سطر (۱۳ تا ۱۷) خط۔ نسخ۔ مصنف۔ محمد قادری

تاریخ تصنیف۔ قریب ۱۱۵۰ھ کتابت ۱۲۵۵ھ

قادری دکن کا مشہور شاعر ہے ۱۱۶۹ھ کے قبل اس کا انتقال ہونا پایا جاتا ہے۔ اردو شہ پارے اور دکن میں اردو میں اس کا تذکرہ موجود ہے

آغاز:۔

الہی توں قدرت کا غفار ہے
دو جگ کے بندیاں کا توادھار ہے

تیرے حکم سوں سب غفور الرحیم
کہ جیوم قیوم صاحب کریم

اس مثنوی کی داستان یہ ہے کہ ایک مرتبہ امام حسن اور امام حسین اپنے بھائی محمد حنیف کو لے کر شکار کو گئے۔ جنگل میں ایک تر و تازہ باغ ملا۔ باغ میں ظہر کی نماز پڑھی۔ اس عرصہ میں ایک دیو آیا۔ دیو سے محمد حنیف کا مقابلہ ہوا۔ محمد حنیف کامیاب مدینہ کو واپس ہوئے۔

یہ داستان فارسی سے ترجمہ کی گئی ہے۔ چنانچہ اس کا ذکر موجود ہے۔

[illegible] فارسی میں دلی سو دکھنی میں لایا ہوں کر کو بلی

اس مثنوی سے واضح ہوتا ہے کہ مصنف کو قادریہ طریقہ میں بیعت حاصل تھی۔

اختتام:۔

محمد پو بھیجو درود و سلام
محمد کیا قادری یو کلام
ہزاراں درود و ہزاراں سلام
زویاں بر محمد علیہ السلام

ترقیمہ:۔

این شکار نامہ محمد حنیف سنہ نوشتہ این خط نسخ شیخ سلطان کترینی موانا قصبہ اکوٹ پرگنہ ہوکرٹ سنہ ۱۲۵۸ ہجری۔

(۲۲۱) قصہ شمعون

نمبر مثنوی (۵۲۱) سائز (۸×۶) صفحہ (۷۰)
سطر (۱۴) خط شکستہ۔ مصنف۔ حسین
تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۱۵۰ھ۔ کتابت سنہ ۱۲۶۵ھ

حسین تخلص کے دکن میں ایک سے زیادہ شاعر ہوئے ہیں لیکن ان کے تفصیلی حالات کا پتہ نہیں چلتا۔

آغاز:۔

ثنا صفت سب اس سزاوار ہے
جو سب اس کی قدرت کا گلزار ہے
کیا ذات حق نوں سوں کل ظہور
اپس معرفت کا بھرا سب میں نور

اس مثنوی کا خلاصہ یہ ہے کہ خالد بن ولید کو سات بیٹیاں تھیں۔ کوئی لڑکا نہیں تھا۔ خدا سے انھوں نے دعا مانگی۔ دعا قبول ہوئی اور فرزند تولد ہوا جس کا نام شمعون رکھا۔ شمعون تولد ہوتے ہی مسلمان ہو گئے اور اپنے باپ کو بھی ترغیب دے کر مسلمان کر دیا۔ اس عرصہ میں ابوجہل شمعون کا دشمن ہو گیا۔ اور آنحضرتؐ و شمعون کو قتل کرنے کی سازش کرنے لگا۔ سراقہ کو سو اونٹ کا لالچ دے کر آنحضرتؐ کے قتل پر متعین کیا مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ شمعون کو آنحضرتؐ لشکر دے کر قبطی قوم سے لڑنے روانہ کرتے ہیں۔ پھر ان کی مدد کے لئے ان کے والد بھیجے جاتے ہیں۔ شمعون کو فتح ہوتی ہے۔ اور وہ ماریہ قبطیہ کو آنحضرتؐ کے لئے شاہ قبطی کا تحفہ لے کر واپس آتے ہیں۔ مثنوی [illegible] یہ نسخہ لکھی گئی ہے۔

اختتام:

[illegible]
[illegible] قصہ کے بیتیاں جتنے خوش مثال
کیا پیش [illegible]
[illegible] محمد [illegible] سلام

ترقیمہ:

تمت تمام بعون اللہ الملک العلام قصہ شمعون رضی اللہ عنہ۔ بہ مکان پدر شیخ محمد ولد شیخ سلطان کترینی [illegible] نوشتہ [illegible] ۱۲۶۵ھ
کاتب [illegible] نسخہ موجود ہے

(۲۲۱) قصہ شمعون دوسرا نسخہ

نمبر مثنوی شامل (۷۳) سائز (۸×۶) صفحہ (۱۰۳) سطر (۱۱) خط نستعلیق

آغاز

ثنا صفت [illegible] سزاوار ہے
جو سب [illegible] قدرت [illegible] ہے

عجب بیت قصہ اجر کا ہے گنج
ہزار ایک سو بیت پر چہل و پنج

اختتام:-

اتھا اس عدو پر نبی کا وصال
یہ قصہ کہ جیتا رہے خوش مثال
کیا پیر کے دن یو قصہ تمام
بحق محمد علیہ السلام

ترقیمہ:-

ہزار دو صد اور پاسٹ سنے تھی تاریخ ربیع الاول کی انیس۔ نقل یو قصہ کا یکشنبہ کا روز ۔۔۔ کر لیا بسی پیراں کاتب محمد ابوبکر۔

(۲۴۳) قصہ فتح شہر بربر

نمبر مثنوی شاہنامہ (۸۱) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۵)
سطر (۱۲) خط نستعلیق ۔ مصنف ۔ محمود
تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ

محمود تخلص کے ایک شاعر کا تذکرہ ہو چکا ہے جس نے "قصہ ملکہ مصر" لکھا ہے۔ ممکن ہے یہ وہی شاعر ہو۔ یا کوئی دوسرا شاعر۔ افسوس ہے یقین کے ساتھ کوئی صراحت نہیں کی جا سکتی۔

آغاز

نوادر اب سنو یہاں سے حکایت
شہنشاہ ... کا ہے یہ شجاعت

اس مثنوی میں ایک داستان نظم کی گئی ہے جس میں ... ہیں اور شہر بربر کو فتح کرتے ہیں۔

تخلص کا شعر

[illegible]
[illegible]

اختتام:-

اپنا محمود زدی کرنوں تمام
بحق مصطفےٰ شافع الشعام

(۲۴۴) قصہ سیاہ پوش

نمبر قصص (۸۰۰ جدید) سائز (۹×۵) صفحہ (۱۷) سطر (۱۲) خط نستعلیق مصنف خاکی
تاریخ تصنیف قریب ۱۲۰۰ھ کتابت ۱۲۵۳ھ

خاکی تخلص کے ایک سے زیادہ شعراء پائے جاتے ہیں۔ زیر بحث خاکی کا نام سید محمد قادری تھا اور ریختی میں موزوں کرتا۔ اس کا دیوان مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی کے کتب خانہ میں موجود تھا، خاکی نے اپنا تخلص کبھی رحمان بھی کیا ہے۔

آغاز:-

تواریخ ناموں میں دیکھا ہمیں
جو سربستہ تھا سلطنت کا سخن
کہ سلطان محمود صاحب نظر
ہوس کی گلیوں میں نگر کی خبر

داستان کا خلاصہ یہ ہے کہ سلطان محمود غزنوی رات میں بھیس بدل کر شہر میں گشت کیا کرتا تاکہ شہر کے حالات سے باخبر رہے۔ ایک رات وزیر کے مکان کو دیکھا کہ کمند لگی ہوئی ہے اور ایک جوان اس کے ذریعہ اوپر چڑھنے کا ارادہ کر رہا تھا۔ اس کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس نوجوان نے کہا کہ مجھے صبح تک کے لئے رہا کیا جائے تو میں صبح حاضر ہو جاؤں گا۔ کوتوال نے ضمانت طلب کی نوجوان ... باپ کے پاس ضمانت کے لئے گیا۔ باپ نے ضمانت ... سے انکار کیا ... بعد وہ نوجوان اپنے دوست ... پاس گیا۔ دوست نے ... کے بچانے

اور تیرھویں صدی ہجری کے اوایل میں لکھے گئے ہیں۔ میں نے ایک تفصیلی مضمون اس قسم کے داستانوں کے متعلق لکھا ہے اس داستان کے مخطوطات کتب خانہ سالار جنگ اور کتب خانۂ ادارۂ ادبیات اردو میں پائے جاتے ہیں۔

(۲۲۷) جنگ نامہ زیتون و محمد حنیف

(دوسرا نسخہ)

نمبر مثنوی (۵۱۶) سائز (۹×۶) صفحہ ۱۰

سطر (۱۳) خط نسخ۔

آغاز:-

الٰہی دو عالم کا کرتار توں   دونو جگ کا پیدا کرنہار توں

اختتام:-

ہوا جنگ زیتوں کا سارا تمام
محمد کے بھیجو درود و سلام

ترقیمہ:-

ایں قصہ بی بی زیتون ختم شد در ماہ ذیحجہ روز پنجشنبہ ختم شد بتاریخ بیسویں بخط شیخ بی محمد ہمت مقام بابانگر۔

(۲۲۸) جنگ نامہ زیتون و محمد حنیف

(تیسرا نسخہ)

نمبر مثنوی شالات (۸۲) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۲)

سطر (۱۲) خط شکستہ۔ کتابت ۱۲۵۵ھ

آغاز

الٰہی قدرت سوں خلقت ظہور
زمیں آسماں ہور ملک جن و حور

اختتام:-

دتی یو کہنے جواب الکرم
محمد حنیف ہیں بس مدد کریں امام

ترقیمہ

تمت تمام شد ایں جنگ نامہ ماہ رجب دوشنبہ ۱۲۵۵ ہجری

(۲۲۹) نافرمان عورت

نمبر مثنوی (۵۱۸) (۲) (۷۲) شعر

مصنف شیخ مخدوم۔ تاریخ تصنیف قریب ۱۱۷۵ھ

مخدوم کی یہ مثنوی یورپ میں بھی ہے جس کا تذکرہ میں نے اپنی کتاب "یورپ میں دکھنی مخطوطات" میں کردیا ہے شاعر کے متعلق کوئی معلومات دستیاب نہیں ہوئے۔

آغاز:-

سو... تجھے نیند آتی ہے کیوں
پیاری تجھے سیج بھاتی ہے کیوں
پیارے پیا کوں...... رکھ
اپیس پیو کنے...... رکھ

اس داستان میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک عورت اپنے شوہر کی نافرمانی کرتی تھی۔ اس کا شوہر صاحب کمال تھا مجبور ہو کر شوہر نے بددعا کی اس بددعا کے اثر سے عورت کے پیٹ میں درد شروع ہوگیا۔ کوئی دوا کارگر نہ ہوئی۔ آخر مجبور ہو کر عورت نے شوہر سے معافی مانگی۔ شوہر نے معاف کرکے دوبارہ دعا کی اور عورت کا درد شکم اچھا ہوگیا۔

اختتام:-

کہے شیخ مخدوم زباں کھول صاف
ہر اک بولے گے گنہ ہے او صاف
ہریک نہار لایا یو پورا کلام
محمد نبی پر درود و سلام

ترقیمہ:-

تمت تمام شد کار من نظام شد

گزشتہ میں ہوا ہے کہ ایک روز جبرئیلؑ نے آنحضرت صلعم
کو خبر دی کہ ذی قوم ملک کا بادشاہ آپ سے لڑنے کی
تیاری کر رہا ہے۔ آنحضرت نے اس کی مدافعت کے لئے
ایک لشکر روانہ کیا۔ اس لشکر میں حضرت علیؓ، امام حسنؑ
امام حسینؑ اور محمد حنیف بھی شریک تھے۔ بڑی جنگ ہوئی
اور آپ کو کامیابی ہوئی۔ بعد جنگ اس بادشاہ نے
اسلام قبول کر لیا اور اپنی دختر خابیل کا عقد کر دیا
آنحضرت نے ملک اسی کو بخش دیا۔

بادشاہ نے ایک کثیر دولت سونا، چاندی، اونٹ
گھوڑے اور ہاتھی تحفے پیش کیا۔ آپ نے اس کو اسی بادشاہ
کو عطا فرما دیا۔

مصنف کے تخلص کے اشعار۔

فضل بن محمد امیں بوسدا
نہ ہے مرتضےٰ اور رسولِ خدا

مصنف کے خواب کے بعض شعر

میں یک روز تھا درد کے حال میں
پڑا تھا اس سخت جنجال میں
اتھا اس جمعرات کی شب کا خواب
دلی زور کا مجھ پو اکثر تھا خواب
سوتا تھا سو دیکھا چند سور کو
اور مرم مکمل عجب نور کو
کہ یعنی اپنی خود نبی مصطفےٰ
او شاہ ولایت علی مرتضےٰ
کہے اور مجھے شت کہ اے دردمند
اے عاجز گناہ گار اے ہوشمند
. . . .
نبوت ولایت کا ہے تج مدد
تو اب یک حکایت کا لکھ تو عدد

کہ سلطان ذیقوم کا یوں جنگ
تجھے اجر ہے دو جہاں میں لسنگ

اختتام اور تاریخ تصنیف۔

مرتب ہوا جنگ نامہ تمام
نبی پہ ہزاراں درود و سلام
ہزار ایک سو نود پر تھے چار
ہوے تھے جو ہجری کی ہر سال قرار
سو ذیقعدہ ماہ میں یہ مقال
کہا میں جو اس کا مقرر تھا حال

ترقیمہ۔

جنگ ذی قوم دہم شہر ربیع الاول سنہ ۱۲۶۳ ہجری
مقدس یوم عید جمعہ وقت چاشت دہم۔ ولیہ آباد
محمد ابو بکر بخود زشت ارقام نمود۔

(۲۵۳) سحر البیان (بدر منیر)

نمبر مثنوی (۱۶۱) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۶۰)
سطر (۱۴) خط نستعلیق۔ مصنف۔ میر حسن۔
تاریخ تصنیف سنہ ۱۱۹۹ھ۔ کتابت سنہ ۱۲۲۲ھ

"میر حسن" میر غلام حسین ضاحک کے فرزند اپنے
حالات اپنے تذکرہ میں قلمبند کئے ہیں۔ اس سے واضح
ہوتا ہے کہ ان کے اجداد ہرات کے رہنے والے تھے پردادا
میر امامی جو عالم متبحر اور فاضل تھے شاہ جہاں آباد آئے
اور مغلیہ دور میں بلند مرتبہ پایا۔ کبھی کبھی شعر بھی کہا کرتے
تھے میر حسن کو بچپن سے شعر گوئی کا شوق تھا۔ اصلاح
سخن میر ضیاء سے لیا کرتے لیکن ان کے طرز کو کما حقہٗ
نبھا نہ سکے۔ ان کے طرز کو چھوڑ کر سودا اور میر کی پیروی کرنے
لگے۔ گردش روزگار سے دلی چھوڑ کر فیض آباد اور پھر
لکھنؤ پہونچے اور نواب سالار جنگ کی سرکار سے متوسل ہوئے۔

سالار جنگ فرزند مرزا نوازش علی خاں کی صحبت اختیار کی
اس عرصہ میں آٹھ ہزار شعر کہے تھے۔ ایک ترکیب بند اور
ایک مثنوی رموز العارفین قلمبند کی جس کو لوگوں نے پسند
کیا۔ میر حسن نے یہ مثنوی ۱۱۹۹ھ میں لکھی ہے۔ ان کے
غزلیات کا دیوان نایاب ہے۔ میر حسن کا انتقال ۱۲۰۱ھ
میں ہوا۔

آغاز:

کروں پہلے توحید یزداں رقم
جھکا جس کے سجدے کو اول قلم
سر لوح پر رکھ بیاض جبیں
کہا دوسرا کوئی تجھ سا نہیں

میر حسن کی مثنوی "سحر البیان" جس کا نام "بدر منیر اور
بے نظیر" بھی ہے اردو کی مشہور مثنوی ہے۔ اس کے قصہ کی
صراحت کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

اختتام:

ہزار آفریں ایسے ناظم کو ہو — الٰہی حسن کو بکوثر خرد

تاریخ تصنیف یہ ہے۔

بنائے زکا حسن بدر منیر — کہ تاریخ قصے کی ہے بے نظیر

ترقیمہ:

تمت تمام شد نسخۂ بدر منیر بموجب فرمایش . .
از دست فقیر حقیر عباد اللہ دعا گو . . . .
بتاریخ چہارم شہر الیہ روز دوشنبہ در بلدہ برہان پور
بمحلہ سندی پور رو برو درگاہ حضرت شاہ برہان الدین
در سنہ ۱۲۲۲ ہجری در دو صد بست و دو

مثنوی بدر منیر کئی مرتبہ شائع ہوئی ہے۔ اس کے قلمی نسخے
بھی کتب خانوں میں موجود ہیں۔ چنانچہ سالار جنگ کے
کتب خانے میں کئی نسخے موجود ہیں جن میں بعض مصور ہیں۔
اور ادارہ ادبیات اردو میں بھی قلمی نسخے موجود ہیں۔ یورپ
میں بھی اس کے نسخے ہیں۔

(۲۵۴) سحر البیان بدر منیر (دوسرا نسخہ)

مثنوی (۲۸۰) سائز (۹x۶) صفحہ (۱۷۴)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

اس نسخہ کے آغاز میں آٹھ صفحے کا نثر میں دیباچہ ہے
اس کے بعد مثنوی شروع ہوئی ہے۔

آغاز:

"حمد کی لیاقت اس صانع کو ہے جس نے عناصر اربع کو آپس
میں ایک دوسرے کی ضد سے اپنی قدرت کاملہ سے رابطہ دیکر
ارکان ٹھہرایا اور کیفیت متوسط پر مرکبات کے اجسام کو بنایا
لیکن انسان کو ہر مخلوق سے شریف تر اور لطیف تر خلق
کیا کہ نفس ناطقہ علاقہ اس سے پکڑا۔"

اختتام:

اختتام مثنوی میں کئی شعرا کی کہی ہوئی تاریخیں درج
ہیں جن میں سے بعض فارسی ہیں اور کئی اردو۔
مصحفی کی کہی ہوئی تاریخ یہ ہے۔

میاں مصحفی کو جو پوچھا یہ طور
انہوں نے بھی کر فکر از راہ غور
کہی اس کی تاریخ یوں برمحل
یہ بت خانۂ چیں ہے بے بدل

یہ نسخہ اس لئے اہمیت رکھتا ہے کہ اس میں میر حسن کا
دیباچہ نثری موجود ہے۔

(۲۵۵) سحر البیان (تیسرا نسخہ)

نمبر مثنوی (۱۲۱۲) سائز (۹×۸) صفحہ (۲۴۹)
سطر (۹) خط نستعلیق خوشخط
کتابت ۱۲۵۰ھ لوح وجدول طلائی۔

آغاز:-

کروں پہلے توحید یزداں رقم
جھکا جس کے سجدے کو اول قلم

اختتام:-

کہی اس کی تاریخ یوں برمحل
یہ بت خانۂ چیں ہے بے بدل

ترقیمہ:-

ایں مثنوی میر حسن از دست عاصی سراپا معاصی
میر عباس علی الموسوی بہفدہم جمادی الاول
سنہ ۱۲۵۸ھ اتمام یافت۔

(۲۵۶) سحر البیان (چوتھا نسخہ)

نمبر مثنوی (۴۷۹) سائز (۶×۹) صفحہ (۲۰۲)
سطر: ۱۲) خط نستعلیق ہے ناقص الاول

آغاز:-

وہ الحق کہ ایسا ہی معبود ہے
قلم جو لکھے اوس سے افزود ہے

اختتام

یہ مصرع پڑھا وہ نہیں پاکیزہ فرح
ہے اس مثنوی کی یہ نادر طرح

ترقیمہ:-

در عہد دولت مہد سعادت و اقبال آہنگ
مہاراجہ صاحب گلاب سنگھ جی دام اقبالہ...
بفرمائش لالہ صاحب مہربان قدرداں سعادت و
اقبال اساس لالہ دیوانی داس جی دام عمرہٗ از دست
بندہ نیاز مند عبودیت فرجام پنڈت طوطارام در
صوبہ کشمیر بصورت ارقام پذیرفت در سمت یکہزار
نہصد یازدہ زینت انجام یافت بالخیر و برکت سعادت۔

یہ نسخہ با تصویر ہے

(۲۵۷) سحر البیان (پانچواں نسخہ)

نمبر مثنوی (۵۳۵) سائز (۱۲×۶) صفحہ ۲۲۴
سطر (۱۴) خط شکستہ۔ کتابت سنہ ۱۲۶۲ھ

آغاز:-

کروں پہلے توحید یزداں رقم
جھکا جس کے سجدے کو اول رقم

اختتام:-

کہی اس کی تاریخ یوں برمحل
یہ بت خانۂ چیں ہے بے بدل

ترقیمہ:-

ایں مثنوی بے نظیر بدر منیر تصنیف مرزا حسن
از دست راقم لعل محمد صوبہ دار۔ روز جمعہ
بوقت سہ پہر انصرام گردید۔
بتاریخ یازدہم جمادی الاول سنہ ۱۲۶۲ھ در قصبۂ بیڑ
محلہ فرار خانہ صورت اتمام یافت۔
با تصویر مثنوی ہے۔

(۲۵۸) سحر البیان (چھٹا نسخہ)

نمبر مثنوی (۳۴۸۵ جدید) سائز (۷×۴ ۳/۴ انچ)
صفحہ (۱۳۴) سطر (۱۷) خط نستعلیق۔
تاریخ کتابت سنہ ۱۲۳۳ھ

آغاز:-

کروں پہلے توحید یزداں رقم
جھکا جس کے سجدے کو اول قلم

قصہ عشق شاہزادہ بے نظیر و شاہزادی بدر منیر کو نظم کیا گیا ہے۔

اختتام

کہی اسکی تاریخ یوں برمحل — یہ بتخانۂ چیں ہے بے بدل

ترقیمہ

کتاب مثنوی میرحسن بدستخط حافظ ... بشنہ جی میاں بتاریخ چہاردہم ماہ ربیع الاول بوقت شب یکپاس گذشتہ در حویلی خود باتمام رسید سنہ ۱۲۳۴ھ

اس نسخہ کی لوح مُطلّا ہے اور آخر میں ایک سادہ ورق پر "چنی لعل" کے بارہ مواہیر ہیں۔

(۲۵۹) سحر البیان (ساتواں نسخہ)

نمبر مثنوی (۳۶۳۵ جدید) سائز (۹×۴ انچ) صفحہ (۱۵۴) سطر (۱۲) خط شکستہ۔

تاریخ کتابت سنہ ۱۲۴۲ھ

آغاز:۔

کروں پہلے توحید یزداں رقم
جھکا جس کے سجدے میں اول قلم

اختتام:۔

کہی اس کی تاریخ یوں برمحل
یہ بت خانۂ چیں ہے بے بدل

ترقیمہ:۔

تمت تمام یافت کتاب مثنوی میر حسن شاعر دہلوی مرحوم لالہ خوش وقت چند کایستہ سری باستب کوی ساکن قنوج جمادی الاول سنہ ۱۲۱۱ ہجری مقام حیدرآباد ترقیم یافت۔

(۲۶۰) مثنوی سحر البیان (آٹھواں نسخہ)

نمبر مثنوی (۳۵۲۷ جدید) سائز (۸½×۵½ انچ) صفحہ (۱۷۸) سطر (۱۲) خط نستعلیق۔

تاریخ کتابت سنہ ۱۲۵۱ھ

آغاز:۔

کروں پہلے توحید یزداں رقم جھکا جس کے سجدے میں اول قلم

اختتام:۔

کہی اس کی تاریخ یوں برمحل
یہ بت خانۂ چیں ہے بے بدل

ترقیمہ:۔

این مثنوی بخط عجز و انکسار کھنو لعل ولد پورن چند کایستہ کری در عہد نواب ناصر الدولہ بہادر کارپردازی راجہ یان راجہ مہاراجہ چندو لعل مہاراجہ بہادر دام اللہ نوکری ہمراہی رائے صاحب خداوند نعمت رایاد و رائے من قبلہ بتاریخ دوازدہم شہر شوال المکرم سنہ ۱۲۵۰ ہجری روز چہارشنبہ در بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد بمکان رائے موصوف بحسب صلاح صوابدید رائے امول چند صاحب پسر رائے صاحب موصوف ترقیم یافت۔

(۲۶۱) قصۂ مینا و ستونتی (چوتھا نسخہ)

نمبر کتاب (۲۱۴ جدید) سائز (۷×۴) صفحہ (۱۰۵) سطر (۱۲) خط نستعلیق مصنف غواصی

تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۰۳۵ھ کتابت سنہ ۱۲۵۰ھ ۱۸۲۸ء

آغاز:۔

کہوں حمد میں پاک رحمان کا
کہ او حمد زیور ہے ایمان کا

جمیع حمد او سکوں سزاوار ہے
کہ جن جگ کوں پیدا کرنہار ہے

او خالق اہے سب خلق کا خاص و عام
او مالک اہے ملک سب کا تمام

اختتام

بڑے فہم داراں ہیں ہوں میں بھی کم
کہا ہوں لے نادانگی سوں فہم

ستر عیب اوسکوں یو سر پوشش ہیں
کہیں عیب اس میں جو دیکھو تمہیں
مرتب کیا یہاں سوں قصہ تمام
جو بولو نبی پر درود اور سلام

ترقیمہ:۔

تمت الکتاب بیناستونت بتاریخ ۱۶ رجب المرجب
روز پنجشنبہ بوقت سہ پہر اتمام رسانید۔
کاتب الحروف فقیر حقیر شیخ میران سنہ ۱۲۵۰ھ م سنہ ۱۸۳۵ء

(۲۶۲) جنگ نامہ محمد حنیف

نمبر مثنوی (۱۳۴۷ جدید) سائز (۸×۵ ۳/۴ انچ)
صفحہ (۲۲۵) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف
حسن بیگ متخلص بہ بیوک۔

حسن بیگ کے متعلق کوئی حالات بہم دست نہیں ہوئے
مگر یہی کتاب "بیوک" کے تخلص سے بھی ملتی ہے۔ بلکہ اس نسخہ
میں دونوں تخلص درج ہوئے ہیں۔

آغاز:۔

محمد نبی نور رحمان کا — اوتاریا جنے چاند آسمان کا

یہ نسخہ ابتداء سے کچھ ناقص معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں
حمد باری تعالیٰ نہیں ہے۔ نعت حضرت مصطفےٰ صلعم سے ابتداء
ہے۔ نعت کے بعد چاروں صحابہ کرام یعنے حضرت صدیق اکبرؓ و
عمرؓ و عثمانؓ اور حضرت علی کے فضائل بیان کئے ہیں۔ اسکے بعد
اصل قصہ شروع ہوتا ہے جس میں محمد حنیف برادر حضرت
امام حسین اور یزید کے جنگ کا بیان ہے۔ مصنف کے نام کے
اشعار (جو آخر کتاب میں تحریر ہیں) حسب ذیل ہیں:۔

بیوک بیگ جنگ شاہ کا بولیا تمام — محمد نبی پر درود ہور سلام
محمد حنیف شاہ پر بھیجو سلام — سو بھیجو امام زماں پر سلام
حسن اور حسین پر درود و سلام — حسن بیگ آخر سو بولیا تمام

اختتام:۔

ہوا ختم آخر یہ قصہ تمام — سلام علیکم علیکم سلام

ترقیمہ:۔

ایں جنگ نامہ مالک عبدالقادر است ولد محمد حسین
ساکن انکور پنچہ محل
....

(۲۶۳) پنجۂ آفتاب

نمبر مثنوی (۱۳۵۵ جدید) سائز (۸×۱۲ ۱/۲ انچ)
صفحہ (۲۸۵) سطر (۱۹-۱۸) خط نستعلیق۔
مصنف — متخلص بہ مذنب
تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۲۱۱ھ تاریخ کتابت ۱۸ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۶ھ

مذنب کے نام سے ہم واقف نہیں ہیں، یہ ارکاٹ کا شاعر
تھا اور عمدۃ الامراء رئیس ارکاٹ (سنہ ۱۲۱۰ تا سنہ ۱۲۱۶ھ)
کے زمانہ میں موجود تھے۔ مذنب اپنی ماہوار میں اضافہ ہونے
اور ایک گھوڑا ملنے کی تمنا میں اس مثنوی کو لکھا ہے۔
"مدراس میں اردو" میں اس کا ذکر موجود ہے۔

آغاز:۔

او سے حمد سب کچھ سزاوار ہے
کہ جس کا کہ ہر دل پرستار ہے
اوٹھالے تو مذنب ذرا اب قلم
کچھ احوال اپنے لکھیے رقم

یہ ایک عشقیہ مثنوی ہے۔ جو ظفرنامہ عشق یعنے بہرام
منظوم دکھنی مصنفہ مظفر کے سلسلہ کی کڑی ہے۔ اس مثنوی
میں جو کئی ہزار شعر پر مشتمل ہے جزئیات پر زیادہ زور دیا گیا
ہے۔ منگنی شادی کے رسومات، برات کی کیفیت وغیرہ
امور میں بڑی تفصیل کی ہے۔ شہزادہ بہرام کے تخت نشین
ہونے پر مثنوی ختم ہوئی ہے۔

اختتام:-

ہے مذنب دعا میں بدل روز و شب
زیادہ ہے معروضہ حد ادب

ترقیمہ:-

تاریخ ۲۱ ماہ ذیقعدہ ۱۳۲۰ھ تمت تمام شد

(۲۶۴) پنجۂ آفتاب (دوسرا نسخہ)

نمبر مثنوی (۳۱۵) سائز (۷×۹) صفحہ (۵۳۹)
سطر (۱۲) خط نستعلیق۔ کتابت ۱۳۲۰ھ

آغاز:-

اوسے حمد سب کچھ سزاوار ہے
کہ جس کی جز و کل پرستار ہے

اختتام:-

کرے عمر اللہ تمہاری دراز
بڑے تم کو دولت دیوے بے نیاز
ہے مذنب دعا میں بدل روز و شب
زیادہ ہے معروضہ حد ادب

ترقیمہ:-

تمت تمام شد۔ بتاریخ بست و دوم شہر جمادی الاول ۱۳۲۰ھ قصہ پنجۂ آفتاب ختم شد۔ تمت۔
میر محسن علی بیگ کربلائی بتاریخ نقل کیا ۹ شعبان ۱۳۲۰ھ۔

(۲۶۵) ترجمہ حکایات مولانا روم

نمبر مثنوی (۹۰۵ جدید) سائز (۷ ½ × ۶ انچ)
صفحہ (۶۰) سطر (۹) خط نستعلیق۔ مصنف
متخلص حسن۔ تاریخ کتابت ۱۳۱۲ھ

آغاز:-

ہے سزاوار شاہ وہ فرد ہے   جس نے کی وحدت کثرت آشکار

مثنوی مولانا روم کے منتخب حکایات کو اردو میں نظم کیا گیا ہے۔

اختتام

بات کر رکھے حسن کی یاد تو   دین و دنیا میں تجھے ارشاد ہو
مدعی اس سے نصیحت تھی تمام   اس لئے قصہ کہا یہ والسلام

ترقیمہ

تمت ہذا کتاب بعون الملک الوہاب بید خاکپائے عباد اللہ الصالحین محمد امیر الدین حسن۔
فی التاریخ چہار دہم شہر صفر المظفر ۱۳۱۲ھ ہجری

(۲۶۶) اسرار عشق (یعنی قصہ شاہ روم فیروز شاہ)

نمبر مثنوی (۱۰۸۵ جدید) سائز (۹ ½ × ۶ انچ)
صفحہ (۳۲۰) سطر (۲۱) خط نستعلیق۔
مصنف۔ غلام حسین (ملقب بہ عبد الحسین) متخلص بہ محمد
تاریخ تصنیف ــــ ۱۲۱۵ھ (ابتداء)
۱۲۲۵ھ ختم
مصنف کا نام عبد الحسین اور غلام حسین تھا۔ محمد تخلص رکھا تھا۔ تفصیلی حالات نہیں معلوم ہوئے۔

آغاز:-

شروع میں کیا ہوں بنام کریم
کہ وہ ہے گا بیشک علی العظیم
وہ واحد ہے یکتا وہ خلاق ہے
وہ معبود برحق وہ رزاق ہے

اس میں دختر شاہ روم یعنی نظر بند اور شاہزادہ عاقل پسر خود شاہ کے عشق کے قصے کو نظم کیا گیا ہے اور اس مثنوی کا نام "اسرار عشق" رکھا ہے
کتاب کے آغاز و اختتام کی تاریخ

یہ حاصل ہوا ہے گا جب مجھ کو گنج
تھا سن یکہزار و دو صد و بست و پنج

شروع جو کیا میں یہ قصہ کتیں
تھا بار اسے پندرہ دہ سن یقین

نام اور تخلص کی صراحت

ہے مولود میرا غلام حسین — مدد ہیں میرے امام حسین
اور عبدالحسن بھی میرا نام ہے — یہی نام سے مجھ کو اکرام ہے

اختتام:-

جمادی الاول کی تاریخ چار — ہوا ختم یہ قصہ پُر بہار
تخلص تو میرا محمد ہوا — غلام اب میں تیرا محمد ہوا

(۲۶۷) قصہ پرہیزگار و شیطان

نمبر قصص (۵۰۱) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۵)
سطر (۱۲) خط نستعلیق مصنف علی رحمٰن
تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲ھ
مصنف کے کوئی حالات دستیاب نہیں ہوئے

آغاز:-

کہوں اک نصیحت عجب خوب تر
پہلے پند سنو جیو کے کان دھر
بھلے کو بھلا پند آتی اچھے
بھلائی میں دل کوں بھاتی اچھے

اس مثنوی میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ ہر شخص پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔ اس میں بہت ساری خوبیاں ہیں عالم اور جاہل میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ اس کے بعد بطور ثبوت ایک داستان لکھی ہے۔ ایک مرتبہ شیطان کے دربار میں اس کے چیلوں نے اپنی کارگزاریاں بیان کیں۔ ایک نے شراب پلادی دوسرے نے میاں بیوی میں جھگڑا ڈالا وغیرہ امور کو بیان کیا۔ آخر پر ایک چیلے نے بیان کیا کہ اس نے بچوں کو مدرسہ جانے سے باز رکھا اور کھیل کود میں مشغول کر دیا۔ شیطان اس کو گلے لگا کر شاباشی دی۔ دوسروں نے اس کی وجہ دریافت کی تو شیطان اس کے ثبوت کے لئے ایک بے علم زاہد اور قاضی کے فرزند کے پاس جو شراب میں مست تھا لے گیا زاہد بے علم تھا۔ اس کو معراج کا حیلہ کر کے رسوا کر دیا۔ اور قاضی کے فرزند نے شیطان کو دھتکار دیا۔

اختتام:-

بروز مبارک ہوا یو تمام — درود بر محمد علیہ السلام
بروز مبارک و سال سعید — بتاریخ فرخ میاں دو عید

(۲۶۸) قصہ حسن و دل

نمبر سیر شاہات (۶۹) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۹)
سطر (۱۷) خط نستعلیق مصنف حاکم دکھنی
تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲ھ
مصنف کے حالات دستیاب نہیں ہوئے البتہ یہ پایا جاتا ہے اس کو دکن سے تعلق تھا۔

آغاز:-

حمد بے حد اوس خدائے پاک کوں
کیا شرف بخشیا مٹھی بھر خاک کوں
نور سوں اپنا نبیؐ پیدا کیا
شرف سب خلقت منے اول کوں دیا

اس مثنوی میں انسانی اعضاء کو نام دیکر ایک قصہ کی صورت دی گئی ہے۔ دل، نظر، رخسار، ہمت، نفس، حسن، دیدار وغیرہ نام رکھے ہیں۔

دکھنی میں نظم کرنے کی صراحت۔

شعر سوں رکھتا نہ تھا عام خبر
جوں سنتا تھا یو قصہ اوسر بسر
بعد ازاں دکھنی میں یو لیا ہوں تمام
فضل سوں حق کے کہا ہے والسلام

تھا ہنگامہ گرمی ماہ رجب
پندرھویں تاریخ تھی رجب کی جب
او مبارک روز تھا بدکا تمام
یو قصہ لکھ کر کیا آخر جدہان

اختتام:-

مہر حاتم نے کئے ہیں خوب کام
حسن ہور دل کا کیا قصہ تمام

(۲۶۹) شمع و پروانہ

نمبر مثنویات (۱۳۶) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۵۷)
سطر (۱۶) خط نستعلیق مصنف ضیاء الدین
عزت و غلام علی عشرت۔ تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۱۱ھ
کتابت سنہ ۱۲۶۶ھ

ضیاء الدین نام عزت تخلص۔ رام پور کے متوطن تھے شاعری کا اچھا مذاق تھا۔ اس مثنوی کے بارہ سو شعر کہے تھے کہ پیام اجل آگیا۔ اس لئے اس کو عشرت نے مکمل کیا۔
غلام علی نام عشرت تخلص۔ بریلی کے متوطن مرزا علی لطف سے (جس نے گلشن ہند کا تذکرہ قلمبند کیا ہے) تلمذ حاصل کیا عشرت کی ایک مثنوی کا تذکرہ شہادت ناموں میں آئے گا۔ ناقص الاول ہے۔

آغاز:-

جس اوس کے عشق میں ارض و سما گم
ہوئی حیرت سے اوسکے دست و پا گم
جنوں اس کا ہر اک کا ہے گلوگیر
رگ گردن ہے دانا شکل زنجیر

یہ پدماوت کا قصہ ہے جس کو مولانا ملک محمد جائسی نے قلمبند کیا تھا۔ مثنوی کئی ہزار شعر پر مشتمل ہے۔

اختتام:-

یہ کہکر دل میں کی میں نے جو یہ غور
کون تاریخ کہے اسکی خوش طور
کہا دل نے اسے دیکھے جو شاعر
بلا شک جانے "تصنیف دو شاعر"

تصنیف دو شاعر سے سنہ ۱۲۱۱ھ نکلتے ہیں۔

ترقیمہ:-

تصنیف دو شاعر تاریخ ہے سنہ ۱۲۱۱ تمت تمام شد مثنوی شمع و پروانہ بزبان ریختہ من تصنیف مولانا ضیاء الدین عبرت و میر غلام علی عشرت رحمۃ اللہ کاتب الحروف فقیر حقیر حسین شاہ در شہر ذیحجہ در آنہ مومن آباد سنہ ۱۲۶۶ ہجری شریف تاریخ یازدہم از فضل رب اختتام یافت۔

یہ مثنوی شایع ہوئی ہے۔ اس کے قلمی نسخے بھی ملتے ہیں۔ چنانچہ ادارہ ادبیات اردو میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے۔ انڈیا آفس میں بھی ایک قلمی نسخہ ہے۔

(۲۷۰) چہار درویش

نمبر قصص (۲۳۹) سائز (۱۰×۷) صفحہ (۳۰۸)
سطر (۱۳) خط شکستہ مصنف محمد علی شوق
تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۱۱ھ کتابت سنہ ۱۲۶۹ھ

محمد علی شوق اورنگ آباد کے مشہور شاعر سنہ ۱۱۸۰ھ میں تولد ہوئے۔ میر عبدالسلام باپ کا نام تھا۔ جب آصفجاہ ثانی نے اورنگ آباد کے بجائے حیدرآباد کو اپنا پائے تخت بنایا تو شوق کے والد حیدرآباد آگئے جاگیر اور منصب سے سرفراز ہوئے سنہ ۱۲۰۵ھ میں ان کا انتقال ہوا آصفجاہ ثانی نے ان کے کمسن فرزند کی سرپرستی فرمائی اور باپ کی جاگیر بیٹے کے نام منتقل کردی۔

محمد علی شوق نے شاہ محمد وزیر سے تعلیم پائی۔ شاعری میں اسد علی خاں تمنا سے تلمذ حاصل کیا۔ اور کم عمری سے شاعری کا شوق تھا۔

آغاز:۔

الٰہی تری حمد ہے بے قیاس
بشر کو کہاں اتنا ہوش و حواس
لکھے جو تیری نظم تعریف کے
کہے شعر برجستہ توصیف کے

اس میں چہار درویش کے قصہ کو نظم کیا گیا ہے۔

اختتام

اگرچہ مگر چہ میں گذری عمر
کہاں ہوئے اس کو پھر ایسی خبر

تاریخ تصنیف کا شعر

وہ ہیں ایک اور مثنوی کے قریب
لکھا سال تاریخ لفظ غریب
۱۲۱۲

ترقیمہ:۔

کتاب چہار درویش مراد علی متولی کوہ شریف اتمام شد در ماہ رجب سن ایک ہزار دو صد شصت نہ ہجری ۱۲۶۹ھ۔

کتب خانہ سالار جنگ میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے اور ادارہ ادبیات اردو میں بھی ایک نسخہ موجود ہے۔

(۲۷۱) چہار درویش (دوسرا نسخہ)

نمبر قصص (۲۳۱) سائز (۶×۹) صفحہ (۲۶۰)
سطر (۴) خط نستعلیق۔ کتابت ۱۲۳۳ھ

آغاز

الٰہی تری حمد ہے بے قیاس
بشر کو کہاں اتنا ہوش و حواس

اختتام:۔

شد ابیات ایں مثنوی چوں شمار
کم و بیش تحریر شد پنج ہزار

ترقیمہ

کاتب فقیر حقیر عاصی عاجز محمد وزیر۔ بتاریخ دہم ماہ ربیع الثانی ۱۲۳۳ ہجری باتمام رسید

(۲۷۲) قصہ بیر علی

نمبر مثنوی شاملات (۸۰) سائز (۸×۷) صفحہ (۲۲)
سطر (۱۳) خط نسخ۔ مصنف عظیم الدین۔
تاریخ تصنیف ۱۲۱۳ھ
مصنف کے حالات دستیاب نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

کہوں میں حمد رب العالمیں کا
کہ او خاوند ہے دنیا و دیں کا
کیا اظہار قدرت خوب اپنا
بنایا نور سے محبوب اپنا

اس مثنوی میں ایک داستان آنحضرت صلعم کے متعلق لکھی گئی ہے کہ ایک مرتبہ جنگل میں آپ کو اور آپ کے اصحاب کو پانی نہیں ملا۔ حضرت محمد صلعم نے حضرت علی کو پانی کی تلاش میں روانہ کیا۔ راستہ میں حضرت علی کو ایک بوڑھا ملا جو بتوں کو سامنے رکھ کر پوجا کر رہا تھا۔ آپ نے اس کو اسلام کی دعوت دی اس نے کہا اگر میری بی بی اسلام قبول کرے تو میں بھی قبول کروں گا۔ حضرت علی نے اس کو حضرت محمد کے پاس حاضر کیا اس نے عرض کیا کہ اس جنگل میں ایک بھوت ہے اس کے محافظ شیر اور اژدھے ہیں۔ اگر اس کو قتل کر دیا جائے تو وہ اسلام قبول کرینگے۔ حضرت محمد صلعم نے

ان کو ہلاک کرنے کے لئے ایک صحابی سعد کو روانہ کیا سعد نے
شیر اور اژدھے کو قتل کر دیا۔ مگر بھوت نے سعد کو
ہلاک کر دیا۔ سعد کے ہلاک ہو جانے سے تمام صحابہ کو رنج
ہوا۔ اس عرصہ میں جبرئیل نے آکر خبر دی کہ بھوت کو سوئے
حضرت علی کے کوئی قتل نہیں کر سکتا۔ اب حضرت علی گئے
اور بھوت کو قتل کر دیا۔ پھر حضرت محمد نے سعد کے سر کو
جسم میں جوڑ دیا۔ سعد زندہ ہو گئے۔ یہ معجزہ دیکھ کر بوڑھا
اور اس کا تمام قبیلہ اسلام قبول کیا۔

اختتام:-

عظیم الدین اب خاموش کر تو
ذکر اتمام کر صلوات سے تو
ہوئی ہے جنگ کی اتمام بات
محمد پر کہو سب مل کے صلوات

اس قصہ کو فارسی سے دکھنی میں ترجمہ کیا گیا اور تاریخ
تصنیف بھی کہی گئی ہے۔

سنہ چودا جو بارہ سو کے اوپر
گئے حضرت کے ہجرت سے گزر کر
تب اس ایام میں یہ ذکر سارا
محمد اور علی کا آشکارا
رسالہ فارسی تھا اس کا مذکور
کیا دکھنی زباں میں اس کو مذکور

(۲۷۳) قصہ سرو داد

نمبر قصص ۳۲۶ سائز (۶×۵) صفحہ ۱۱
سطر ۱۵ خط نستعلیق مصنف صدر عالم
صدر تخلص۔ تاریخ تصنیف ۱۲۲۲ھ کتابت ۱۲۲۲ھ

آغاز

حمد محمود اول اللہ ہو کہ در مہر مردم دل داجو
وہ صمد وہ سلام وسرمد وہ ملک وہ ممدوح ہے واحد

یہ مثنوی بے نقط الفاظ میں ہے۔ ایک عشقیہ
داستان ہے۔ ایک خوبصورت سوار ایک حسینہ کو
دیکھ کر جس کا نام دل آرام ہے فریفتہ ہو کر دیوانہ ہو جاتا
اور جنگل کی راہ لیتا ہے۔ کچھ عرصہ بعد اس کو معلوم
ہوتا ہے اس کی معشوقہ مر گئی۔ اب یہ گھوڑے سے
گر کر مر جاتا ہے۔

اختتام جس میں تاریخ تصنیف بھی کہی گئی ہے

گو سراسر کلام طول ہوا
مدعا صدر کا حصول ہوا
مصرعہ سال اس کا لکھ صدر اس طرح
سو سرور دل رسالہ عمدہ صدر

ترقیمہ

الحمد للہ کہ سرو داد در سطور مہمہ اصل مسودہ مصححہ
محروم علم و کمال صدر عالم صدر لکھا ہوا در عہد
والا امید میسر واعظ مورد عدل و کرم وحید الملک
سعید الدولہ نواب سعادت علی خاں بہادر
فرماں روائے سلطنت لکھنؤ۔ ملک اودھ ابد اللہ
ملکہ و دولتہ حوالہ کلک ہمہ سلک ہوا۔ بست و پنجم
ماہ صفر ۱۲۲۲ھ

(۲۷۴) ہشت گلزار

نمبر مثنوی ۲۹۸ سائز (۶×۹) صفحہ ۳۹۵
سطر ۱۳ خط نستعلیق مصنف سید حسین شاہ
حقیقت۔ تاریخ تصنیف ۱۲۲۵ھ کتابت ۱۲۲۷ھ

سید حسین شاہ نام، حقیقت تخلص۔ ایک صوفی بزرگ
تھے۔ فارسی اور اردو میں شاعری کرتے تھے۔ بنائی بند
سے کرناٹک آئے اور والاجاہ کی سرکار سے متوسل رہے۔

آغاز۔ اولاً چند فارسی اشعار ہیں اس کے بعد اردو مثنوی شروع ہوئی ہے۔

نقش پرواز کارخانہ کُن
آسماں ساز و ہم زمین سخن
واہ کیا شان کبریائی ہے
یہ کریمی ہے یہ خدائی ہے
یہاں جو گرزن کشی کرے اور زور
مثل بہرام گور جاسے گور

اس مثنوی میں حمد و نعت اور اپنا مختصر تذکرہ کرنے کے بعد بہرام گور کی داستان قلمبند کی ہے۔ دراصل یہ کتاب امیر خسرو کی "ہشت گلزار" کا ترجمہ ہے۔

خاتمہ پر چند قطعہ تاریخی درج ہیں۔ میر محمود حیدر آبادی علی بخش کلکتہ۔ خواجہ عبدالغنی بمبئی میر جان علی وغیرہ کی لکھی ہوئی ہیں۔ اس سے واضح ہے کہ شاہ صاحب کا دائرۂ تعارف کس قدر وسیع تھا۔

اختتام:۔

اسکی تاریخ کا جو دھیان کیا
ہیڈسے تے دل کا امتحان کیا
آسمان سے ندا ہوئی وہیں
ہے پری خانہ زیب روئے زمیں
۱۲۲۵ھ

ترقیمہ:۔
بفضلہ وطفیل حبیب صلی اللہ علیہ وسلم بتاریخ ۱۳ شعبان ۱۲۷۶ھ روز چہار شنبہ وقت چہار گھڑی پروز بلند شدہ باتمام رسید

(۲۷۵) مثنوی لطف (عشق حقیقی)

نمبر مثنوی (۱۵۷)، سائز (۸×۵) صفحہ (۲۹) سطر (۵) خط شکستہ مصنف۔ لطف

تاریخ تصنیف قریب ۱۲۲۵ھ

لطف دکن کا ایک شاعر تھا مگر مشہور نہیں ہوا۔ اس مثنوی کے سوا کوئی اور کلام اب تک دستیاب نہیں ہوا۔

آغاز:۔

عشق ہے کوئی عجیب نیرنگ باز
عشق ہے طرفہ بلائے جاں گداز
عشق زور ہے برق خرمن سوز ہے
عشق زور ہے ناوک دلدار ہے

اس مثنوی میں ایک شخص کے عشق حقیقی کا افسانہ درج کیا گیا ہے کہ ایک جوان کو عشق حقیقی تھا وہ ہر خوبصورت عورت کو دیکھ کر بے تاب ہو جاتا۔ اس کی وجہ سے اس کو شہر چھوڑ کر جنگل میں بھاگنا پڑا۔ جنگل میں ایک خوبصورت عورت کو دیکھ کر بے ہوش ہو گیا۔ اسی حالت میں کئی دن گذر گئے اور وہ فوت ہو گیا۔ جنگل میں جس عورت کا حسن دیکھ کر بے ہوش ہوا تھا وہ دراصل ایک شہزادی تھی۔ جوان کے بے ہوش ہو جانے پر اس کے دل میں بھی عشق نے اثر کیا اور اس جوان کے پہلو میں لیٹ کر جان بحق ہو گئی۔ بادشاہ نے آکر دونوں کو دیکھا اور ایک ہی قبر میں دفن کر دیا گیا۔

اختتام:۔

لطف بس اب بے ادب اتنا نہ ہو
موہنہ تو اپنا دیکھ اور یہ گفتگو

لایق انسان نہیں یہ قال قیل ہے جو مداح علی تو جبرئیل

(۲۷۶) قصۂ ماہ رو پری

نمبر مثنوی شنا ۹۴؛ سائز (۱۲×۶) صفحہ (۴۷) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف۔ رضا

تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۲۷ھ - کتابت سنہ ۱۲۳۵ھ

ناقص الاول ہے۔

رضا تخلص کے کئی شعراء ہوئے ہیں مگر کسی کے بھی حالات میں ماہ رو پری کی داستان شامل نہیں ہے اس لئے تیقن کے ساتھ کسی خاص شاعر کو اس کا مصنف قرار دینا دشوار ہے

آغاز:-

کھولے جس گھڑی اوسکے اوس جا یہ آنکھ
لگا وہ محل دیکھنے جہاں تک جھانک
تو دیوار و در کی چمک شعلہ سا
طلائی ہر ایک جائے پہ کام تھا

اس مثنوی میں شہزادہ فرخ سیر اور راحت افزا پری کی داستان نظم کی گئی ہے۔ مصیبتیں جھیلنے اور آفتیں اٹھانے کے بعد بالآخر کامیابی سے شادکام ہوتے ہیں۔

تاریخ تصنیف کے اشعار

کیا جب کہ تاریخ کی جستجو — پھرے فکر تن میں مرے مو بمو
سر اتحادی سے یوں یکبار — کہا مجھ کو ہاتف ہے باغ بہار
۱۲۲۷ھ

اختتام:-

سنی تم نے جب مثنوی رضا — سو تاریخ اس کی کہی برملا
کہا مجھ کو یوں پیر فرخ سرشت — کہ ہے اسکی تاریخ رشک بہشت

ترقیمہ:-

بالفرام رسید قصہ ماہ رو پری بروز دوشنبہ تاریخ دویم شہر ذی الحجہ سنہ ۱۲۳۵ ہجری

(۲۷۷) بہارستانِ عشق (لیلی مجنوں)

نمبر مثنوی (۷۵۱م) سائز (۹x۶) صفحہ (۱۵۶)
سطر (۹ تا ۱۵) خط نستعلیق - مصنف غلام اعز الدین نامی - تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۱۳ ہجری
کتابت سنہ ۱۲۶۱ ہجری

مصنف کے حالات دوسری جگہ درج ہو چکے ہیں۔

آغاز:-

کون کرسکتا ہے حمد کردگار — عقل ہے مجنوں جہاں لیلی وہاں
ہوش و فہم و وہم ورز وہیں بسا — اس محل میں سر بسر ہیں نارسا

اس مثنوی میں حمد و نعت معراج کا حال - مناجات کے بعد اپنے رئیس عمدۃ الامراء کی مدح و ستائش کی گئی ہے اور اپنے بچوں کو نصیحت کرنے کے بعد اصل داستان شروع ہوئی ہے۔

دراصل یہ مثنوی نظامی کی فارسی لیلی مجنوں کا ترجمہ ہے مثنوی کے ہر عنوان کو دو شعر میں بیان کیا گیا ہے - یعنی نصرتی کی پیروی کی گئی ہے۔

اختتام اور تاریخ تصنیف -

یوں کہا کھینچ کر کہ آہ سرد
اوسکی اب تاریخ ہیگی واقدار
دیکھ یہ سر بسر کشت اہل عشق
پھر کہا یہ بہشتِ اہل عشق
ہے تر و تازہ جو یہ بستان عشق
نام اوس کا ہے بہارستانِ عشق
میں کیا جب اوسکی بیتوں کا شمار
پایا گنتی میں برابر دو ہزار
بھیج کر احمد پہ صلوات وسلام
مختصر کرتا ہوں قصہ والسلام

ترقیمہ:-

تمت تمام شد کار من نظام شد - غرہ شوال سنہ ۱۲۶۲ ہجری

کتب خانہ سالار جنگ اور کتب خانہ جامعہ عثمانیہ میں اس مثنوی کے قلمی نسخے موجود ہیں۔

(۲۷۸) بہارستان عشق (قصہ لیلےٰ مجنوں) دوسرا نسخہ

نمبر مثنوی (۲۰۷ جدید) سائز (۷ ½ × ۱۲ انچ)
صفحہ (۱۵۰) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

کون کر سکتا ہے حمد کردگار عقل ہے مجنوں یہاں لیلیٰ نہاں

اختتام:۔

دل میں کر تاریخ کا اُس کے خیال
جب کیا پیر خرد سے میں سوال
یوں کہا کھینچ کر کے آہِ سرد
اُس کی تب تاریخ ہیگی داغدار
دیکھ یہ سر بسر کشتِ اہلِ عشق
پھر کہا ہے یہ بہشتِ اہلِ عشق
ہے تر و تازہ جو یہ بستانِ عشق
نام اُس کا ہے بہارستانِ عشق
میں کیا جب اوسکے بیتوں کا شمار
پایا گنتی میں برابر دو ہزار
بھیج کر احمد پہ صلوات و سلام
مختصر کرتا ہوں قصہ والسلام

(۲۷۹) قصہ ملکہ

نمبر مثنوی (۲۱۴۰ جدید) سائز (۴ × ۷) صفحہ (۴۳)
سطر ۱۱، خط نستعلیق۔ مصنف ـ محمد ـ
تاریخ تصنیف ـ سنہ ہجری

آغاز:۔

کہوں سا ہیں ... ہے اول
پا ہے اپنی یو جگت بے بدل
... معشوق ... ساں
... وہی یو زمیں اور زماں

اس میں ایک عشقیہ داستان نظم کی گئی ہے جبر
میں پرندوں کو مثال میں پیش کیا گیا ہے اور اخلاق
سبق دیا ہے۔

مصنف کا نام۔

اے محمد تو اب پیر کا ناؤں لے
ختم کر یو قصہ گھرے گھر چلے

تاریخ تصنیف۔

تھی تاریخ ایگارا سو ماہی صفر
سو پنجشنبہ کا روز تھا خوب تر
نبی کی سو ہجرت برس یک ہزار
جو یک سو یو بولیا ہوں یو یادگار

اختتام:۔

مبارک گھڑی میں کہا یو تمام
بحق محمد علیہ السلام
ترا فتح دولت ہمیشہ مدام
بحق محمد علیہ السلام

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد کار من نظام شد۔ تمت الکتاب
لیلکا قصہ بتاریخ بست و ششم ماہ رجب المرجب
روز پنجشنبہ بوقت دوپہر انجام رسانید۔
کاتب الحروف فقیر حقیر شیخ میراں الملک شیخ پیراں ... ست

(۲۸۰) قصہ لیلےٰ مجنوں

نمبر قصص (۳۱۹) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۱۷۳)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف۔ مرزا محمد تقی
ہوس۔ تاریخ تصنیف ۱۲۱۹ھ ہجری۔
مصنف لکھنؤ کے مشاہیر شعرا میں شامل ہیں۔ ستائش
اودھ سعادت علی خاں اور غازی الدین حیدر کے

دربار سے متوسل تھے۔ میر حسن مصنف سحرالبیان کے شاگرد تھے۔

آغاز :۔

اے کاشف سر عشق جاں سوز
زینت دہ شمع محفل افروز
وے در محیط جاودانی
سرچشمۂ آب زندگانی

جیسا کہ نام سے واضح ہے یہ لیلیٰ مجنوں کی داستان ہے مثنوی میں حمد و نعت منقبت حضرت علی کے بعد اپنے بادشاہ سعادت علی خاں کی مدح لکھی گئی ہے اور پھر سبب تالیف میں واضح کیا ہے کہ لیلیٰ مجنوں کی داستان سے ان کو بہت شغف تھا۔ اس لئے یہ داستان نظم کی گئی ہے۔

اختتام :۔

جب تک ہے ہر ایک کا کام باقی
تیرا بھی رہے گا نام باقی
بس ہاتھ سے رکھ دے اب قلم کو
لے تھام ذرا عنان دم کو

ترقیمہ :۔

بتاریخ غرہ ذیقعدہ ۱۲۶۳ھ از شیخ قادر بخش۔
بمقام محلہ دیو۔ شہر شعبان خرید کردہ شد
ضبط تحریر یافت۔

کتب خانہ سالار جنگ میں اس مثنوی کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔

(۲۸۱) مثنوی گلزار اعظم

نمبر مثنوی (۱۳۰) سائز (۸×۶) صفحہ (۹۳)
سطر (۱۱) خط نستعلیق مصنف محمد علی الفت
تاریخ تصنیف ۱۲۳۳ھ کتابت ۱۲۳۲ھ

محمد علی الفت ارکاٹ کے شعرا میں شامل تھے محمد غوث خاں والاجاہ کے عہد میں موجود تھے۔

آغاز

خدایا سزا تجھ کو حمد و ثنا
ہے باقی تیری ذات باقی فنا
ہے ذرہ تیرے نور کا آفتاب
یہ پرتو ہے اوس نور کا ماہتاب

مثنوی میں حمد و نعت صحابہ کی مدح کے بعد سبب تالیف کا عنوان ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ مصنف بہت تنگ دست تھا۔ والاجاہ کے دربار میں رسائی کے لئے یہ مثنوی لکھی۔ سبب تالیف کے بعد محمد غوث خاں والاجاہ کی مدح و ستائش کی گئی ہے۔ اس کے بعد ایک داستان نظم کی گئی ہے۔ داستان کا ہیرو عراق کا شہزادہ ارجمند ہے جو سیر و سیاحت کے لئے جہاز میں روانہ ہوتا ہے۔ جہاز پریوں کے ملک میں پہونچ جاتا ہے۔ شہزادہ جواہر پری پہ عاشق ہوتا چند مصیبتوں اور آفتوں کے بعد جس میں شہزادہ کو قید کی مصیبت برداشت کرنی پڑتی ہے کئی پریاں شہزادہ پر عاشق ہوتی ہیں بالآخر شہزادے کی جواہر پری سے شادی ہوتی اور اپنے ملک کو واپس آتا ہے۔

اختتام :۔

دعا دیں احبا کو میرے سدا
کہ رکھے خوشی سے یہ دنیا خدا
لکھو الفت سے اپنے یہ عاشق کو بھی
نہیں بھول جانا دعا سے کبھی

ترقیمہ :۔

بفضلہ مثنوی ارحمٰن ۔۔۔ بست و ہفتم ماہ ربیع الثانی ۱۲۳۳ھ بدست خاکسار علی محمد علی متخلص الفت۔ بوقت اسد جلوہ اختتام پذیرفت

اس صراحت سے واضح ہے کہ یہ خود مصنف کا اصلی
نسخہ ہے۔ اس کے کسی اور نسخہ کا پتہ نہیں چلا۔

(۲۸۲) بہار دانش

نمبر مثنوی (۱۱۶) سائز (۹×۶) صفحہ (۶۸۹)
سطر (۱۳) خط نستعلیق مصنف۔ میر فریدالدین
آفاق۔ تاریخ تصنیف ۱۲۳۵ھ

میر فریدالدین نام۔ آفاق تخلص۔ نواب شمس الامراء امیر
پائیگاہ کے متوسل تھے۔ دو سو روپیہ ماہوار تنخواہ کے علاوہ
انعام واکرام بھی ملتا تھا۔ ایک باکمال اور پرگو شاعر تھے
ضخیم کلیات کے علاوہ کئی اور کتابوں کے مصنف بھی تھے
گلدستہ کے نام سے ایک طویل اور اخلاقی مثنوی لکھی ہے۔
ڈاکٹر زور صاحب نے آفاق کے پانچ تصانیف کا تذکرہ
کیا ہے۔ میر فریدالدین کو حکومت آصفیہ کی جانب سے علیخاں
کا خطاب ملا تھا۔ اس خطاب سے بھی وہ مشہور تھے۔
ان کی کلیات کا ایک قلمی نسخہ نواب ظہیر یار جنگ امیر
پائیگاہ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

آغاز:۔

کروں وصف گلزار وحدت بیاں
نہیں جسکو نہ بہار و نہ خزاں
جہاں تک کہ باغ جہاں کے ہیں گل
معطر اوسی کے ہیں خوشبو سے کل

مثنوی میں حمد و نعت، خلفائے راشدین کی مدح، سیدنا
عبدالقادر جیلانی کی ستائش کے بعد آصفی حکمران وقت نواب
سکندر جاہ (آصف جاہ ثالث) کی مدح کرتے ہوئے اپنے
مربی نواب شمس الامراء کی تعریف کی گئی ہے۔ سبب تالیف میں
بتایا ہے کہ موسم بہار تھا دوستوں کی طبیعتیں شاد تھیں ایک
حسین اور خوبصورت برہمن کا لڑکا آیا۔ اس کو دیکھ کر گوگنی
طبیعتیں مچل گئیں اور دل سے صبر جاتا رہا۔ اس بے قراری کو
دور کرنے کے لئے اونہوں نے بہار دانش کو ہندی
(اردو) میں نظم کر دیا۔ اس میں جہاندار سلطان ہیرو ہے
دریا بانو ہیروئن۔ تصویر کو دیکھ کر عاشق ہوتا۔ مصائب اور
آفتوں کے بعد کامیابی ہوتی ہے۔

مصنف نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ بہار دانش کی یہ
کتاب فارسی میں شاہ جہاں کے زمانے میں لکھی گئی تھی اور
اونہوں نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔

اختتام:۔

نہ قصہ کہا اور نہ میں نے بیاں
کہ تھی حسرت انگیز وہ داستاں
ملاقات پر کر دیا یا لاتمام
کیا مختصر ہجر کی بس کلام

تاریخ تصنیف کا شعر۔

کہا جب موزوں اے نکتہ سنج
تھی سن ایکہزار دو صد سی و پنج

(۲۸۳) قصہ حاتم طائی (ہفت سیر)

نمبر مثنوی (۴۷) سائز (۸×۱۲) صفحہ (۲۰۲)
سطر (۱۵) خط نستعلیق مصنف۔ جہان۔
تاریخ تصنیف ۱۲۱۵ھ۔ کتابت ۱۲۶۷ھ۔

جہان حیدرآباد کا شاعر تھا۔ امرائے پائیگاہ سے متوسل
رہا۔ آصف جاہ ثانی نظام علی خاں کے دور میں اپنی مثنوی
ترتیب دی اور کہا جاتا ہے اسی سنہ میں جہان کا
انتقال ہوا۔

آغاز

کرے کیا کوئی اوس کا حمد و سپاس
کہ ہے ذات وہ بے گماں بے قیاس

ہوا تھا جو اس کو تماشے کا ذوق

سو یک آن میں بن گیا تخت و فوق

مثنوی میں اول حمد و نعت ہے۔ پھر حضرت علی کی منقبت۔ اس کے بعد ظاہر کیا ہے کہ حضرت سلیمان وہ پہلے بادشاہ تھے جنہوں نے انسانوں، حیوانوں اور جنوں پر حکومت کی۔ اس کے بعد افسانہ شروع ہوتا ہے۔ سلطنت یمن کا ایک بادشاہ تھا۔ اس نے تمام دنیا فتح کرنے کے لئے ایک فوج تیار کی مگر شکست کھا کر مر گیا۔ اس کی جگہ اس کا فرزند بادشاہ ہوا۔ اس کو خدا نے ایک حسین و جمیل فرزند دیا۔ سن رشد پر پہونچنے پر شادی کی فکر ہوئی اور روم کے بادشاہ کی دختر سے بیاہ ہوا۔ ان دونوں کے سنجوگ سے جو فرزند تولد ہوا اس کا نام حاتم رکھا گیا۔ منجموں نے خبر دی کہ وہ سات اقلیم کا بادشاہ ہوگا۔ اور قیامت تک ان کا نام روشن رہیگا۔

پھر اس کے ساتھ ایک اور قصہ شروع ہوتا ہے کہ حسن کی ہیروئن ایک بادشاہی دختر حسن بانو ہے۔ ملک خوارزم کا شہزادہ حسن بانو پر عاشق ہوجاتا ہے اور تلاش میں روانہ ہوتا راستہ میں اسکی حاتم سے ملاقات ہوتی اور حاتم خوارزم کے شہزادہ کی کامیابی کی کوشش کرتا اور حسن بانو کے سوالات کے جوابات دیتا ہے۔ حاتم کی سخاوت کے امتحان ہوتے ہیں۔ کئی مرتبہ مصیبتوں میں گرفتار ہوتا ہے حسن بانو کے فرمائشات کی تکمیل کرتا ہے۔ بالآخر خوارزم کے شہزادے کی شادی حسن بانو سے ہوجاتی ہے

تاریخ تصنیف کا شعر۔

غرض کیا تو تاریخ اور کیا کتاب

یہ سارا سفینہ ہے پلے انتخاب

اس مثنوی میں آصف جاہ ثانی میر نظام علی خاں کی مدح بھی کی گئی ہے جس کے چند شعر یہ ہیں۔

کہ جس کی ہر ایک ملک میں دھوم ہے

مگر یک دکھن اس کے محکوم ہے

وہ سردار ہے فوج اسلام کا

نظام علی اپنے ہے نام کا

نیازیں کرے ہے بنام علی

محبّ علی ہے نظام علی

سپہ خوش رعیت سبھی شاد ہے

یہ آسودگی ملک آباد ہے

ریاست میں اسکی ہے یک یک امیر

بجائے ریاست بجائے وزیر

خصوصاً جو ہے شمس الامرائے حال

نہیں عصر میں کوئی اسکی مثال

دلا امجد الملک ہے بے فریب

کہ ہے ان سے ساری ریاست کو زیب

اختتام:۔

یہ باتیں جو مہمان نے کہہ گیا

رہا وہ تو نہیں پر مزہ رہ گیا

خدا بن کسی کو نہیں ہے قیام

ہے سب سامعوں کو میرا اب سلام

ترقیمہ

تحریر فی التاریخ شہر شوال المکرم بوقت چاشت ۱۲۱۶ھ

کاتب الحروف بندگان حقیر کمترین غلام حیدر یار سید رحمان علی مرقوم شد۔

یہ کتاب شائع نہیں ہوئی اسکے نسخے کتب خانہ سالار جنگ میں اور جامعہ عثمانیہ کے علاوہ ادارۂ ادبیات اردو میں بھی موجود ہے۔ خود اس کتب خانہ میں کئی نسخے ہیں جن سے پایا جاتا ہے کہ یہ کتاب حیدرآباد میں خاصی مقبول رہی ہے

(۲۸۴) قصہ حاتم طائی (موسوم بہ ہفت سیر) دوسرا نسخہ

نمبر مثنوی (۸۵۱) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۳۰۰)
سطر (۱۵) خط نستعلیق

آغاز:-

کرے کیا کوئی اوس کا حمد و سپاس
کہ ہے ذات وہ بے گماں بے قیاس

اختتام:-

خدا بن نہیں ہے کسی کو قیام
ہے سب سامعوں کو میرا اب سلام

ترقیمہ:-

ایں کتاب ہفت سیر حاتم ابن طے بادشاہ یمن
تصنیف جہان بتاریخ بست و یکم ماہ محرم الحرام ۱۲۶۱ھ
بروز جمعہ بوقت چاشت بساعت عطارد تمت
تمام شد۔ کاتب الحروف محمد ذوالفقار علی عرف
خیرو صاحب در مکان آثار شریف عقب کہ مسجد۔

(۲۸۵) ہفت سیر (تیسرا نسخہ)

نمبر مثنوی (۱۷۲) سائز (۹×۶) صفحہ (۳۰۸)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

آغاز:-

کرے کیا کوئی اوس کا حمد و سپاس
کہ ہے ذات وہ بے گماں بے قیاس

اختتام:-

جو بولوں تو قاصر ہے یہ زباں
خدا کا آتا ہے جن پر گماں

(۲۸۶) ہفت سیر (چوتھا نسخہ)

نمبر مثنوی (۲۴۵) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۹۲)
سطر (۱۲) خط نستعلیق۔

آغاز:-

کرے کیا کوئی اوس کا حمد و سپاس
کہ ہے ذات وہ بے گماں بے قیاس

ناقص الآخر ہے۔

اختتام:-

جو حاتم سنا اس سے یہ ماجرا
کہا یو کہو مرض کیا ہو گیا

(۲۸۷) قصہ حاتم طائی (پانچواں نسخہ)

نمبر مثنوی (۲۵۵۸ جدید) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۲۴) سطر
متن (۱۲) حاشیہ (۲۴) خط نستعلیق - ناقص الطرفین۔

آغاز:-

وہ سلطان برہم ہوا سر نگر
تو مستعد آپ ہی جنگ پر

اختتام

اگر ایک کی اس میں ہووے وفات
کرے گور میں دوسرا اوس کے سات

(۲۸۸) قصہ حاتم طائی موسوم بہ ہفت سیر (چھٹا نسخہ)

نمبر مثنوی (۲۲۹۶ جدید) سائز (۹×۵ ½ انچ)
صفحہ (۲۶۰) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

آغاز

کرے کیا کوئی اوس کا حمد و سپاس
کہ ہے ذات وہ بے گماں بے قیاس

یہ نسخہ نہایت کرم خوردہ ہے۔ (ناقابل استفادہ)

اس کتاب کی تالیف کا سنہ حسب ذیل اشعار میں نکلتا ہے

(۱) جو حاتم کیا راہ مولا میں سیر ہے تاریخ بھی مقدم کار خیر
۱۵ ۱۲

خرد نے جو یہ مثنوی خوش کہی   سو کہنے لگا ہے یہ باغ پری
۱۲ ۱۵

اختتام:۔

خدا بن نہیں ہے کسی کو قیام
ہے سب سامعاں کو میرا اب سلام

ترقیمہ:۔

کتاب ہفت سیر حاتم ابن طی بادشاہ مین تصنیف
جہان بتاریخ ہفت دہم شہر ربیع الاول نبوی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم بروز دوشنبہ بوقت پہر روز برآمد
باتمام رسید۔ کاتب الحروف میر احمد الدین مقام
حیدرآباد۔

(۲۸۹) قصۂ حاتم طائی (ساتواں نسخہ)

نمبر مثنوی (۲۰۹ ۳ جدید) سائز (۹×۶ انچ)
صفحہ (۳۷۰) سطر (۱۵) خط نستعلیق
مصنف متخلص بہ جہان۔ تاریخ تصنیف ۱۲۱۵ھ
تاریخ کتابت ۱۲۶۵ھ

آغاز

کرے کیا کوئی اوس کا حمد و سپاس
کہ ہے ذات وہ بے گماں بے قیاس

اس کے متعدد نسخے پہلے لکھے جاچکے ہیں تفصیلی کیفیت
ابتدائی نسخہ میں درج ہے۔

اختتام:۔

خدا بن نہیں ہے کسی کو قیام
ہے سب سامعوں کو میرا اب سلام

ترقیمہ:۔

این کتاب ہفت سیر حاتم ابن طی بادشاہ مین تصنیف
جہان حسب فرمایش مہر النساء بیگم بنت مرزا لطف علی بیگ
ساکن بیرون دروازہ توت پور متصل مکان سکندر بیگ
بتاریخ ہشتم ماہ جمادی الاول ۱۲۶۵ ہجری ...
باتمام رسید۔

(۲۹۰) قصۂ حاتم طائی موسوم بہ ہفت سیر (آٹھواں نسخہ)

نمبر مثنوی (۳۵۳۸ جدید) سائز (۸×۶ انچ)
صفحہ (۲۲۵) سطر (۹) خط نستعلیق
مصنف۔ متخلص بہ جہان۔ تاریخ تصنیف ۱۲۱۵ھ
تاریخ کتابت ۱۲۶۶ھ

آغاز:۔

کرے کیا کوئی اوس کا حمد و سپاس
کہ ہے ذات وہ بے گماں بے قیاس

اختتام:۔

خدا بن نہیں ہے کسی کو قیام
ہے سب سامعوں کو میرا اب سلام

ترقیمہ

.... ہفت سیر حاتم بتاریخ بست و ہشتم
ماہ ربیع الثانی ۱۲۶۶ھ بروز جمعہ بوقت عصر بیایہ
برخواندن تلمبذ .... بخط ضعیف نحیف
غلام غوث ولد غلام محی الدین عرف جیلانی صاحب
المتخلص جولاں ساکن مدراس باتمام رسید۔

رباعی

محب صادق ....   کتاب حاتم عجیب نادر
لکھا ہے اتمام خوش رقم سے   بہ تیقن بہ یادگار

اس کے بعد ایک غزل کاتب صاحب یعنی جولاں کی
تحریر ہے۔ دوسرے صفحے پر رجال الغیب کے اسماء کا نقشہ
تحریر کیا گیا ہے۔

(۲۹۱) قصہ حاتم طائی موسوم بہ ہفت سیر (نوادر نسخہ)

نمبر مثنوی (۲۵۵۸ جدید) سائز (۸½ × ۶ انچ)
صفحہ (۲۲۲) سطر (۱۲ سوائے حاشیہ) خط شکستہ
مصنف المتخلص بہ جہان ۔ تاریخ تصنیف ۱۲۱۵ھ

آغاز:۔

وہ سلطان برہم ہوا سرنگر
ہوا مستعد آپ بھی جنگ پر

یہ نسخہ ناقص الطرفین ہے

اختتام:۔

تو دیکھا ہے کیا جا کے نزد شہر
جمع لوگ ہیں اون میں ہے شور و شر

(۲۹۲) بہارستان عشق

نمبر تصوف (۳۵۱) سائز (۵×۹) صفحہ (۳۱۲)
سطر غیر معین ۔ خط شکستہ ۔ مصنف ۔ مسرور
تاریخ تصنیف ۱۲۳۶ھ کتابت ۱۲۳۸ھ

شمالی ہند اور دکن میں کئی شعراء مسرور تخلص کے گذرے ہیں ۔ یہ دکن کے مسرور ہیں ۔ راجہ چندو لال اور ان کے فرزند بالا پرشاد کے دربار سے تعلق تھا ۔ ان کے استاد کا نام حافظ احمد تھا جو اعظم الملک کے خطاب سے سرفراز تھے

آغاز:۔

بنام خداوند پروردگار
قلم ہو رواں در صف کارزار
ولیکن کسے طاقت دم زدن
کہ حمد خدا میں کرے یو سخن

یہ مثنوی مشہور فارسی کے شاعر حسن کی ایک مثنوی موسومہ "سام" کا ترجمہ ہے ۔ اس میں بہرام گور کا افسانہ نظم کیا ہے

مثنوی کے آخر میں قطعات تاریخی درج ہیں۔

اختتام:۔

حضرت استاد سے پوچھا جو نام
یوں ہوا فرماں کہ اے مہمان عشق
نام اس کا ہم رکھیں تاریخ نو
کہ کہ نکلے جس میں پوری شان عشق
بے بسر پرسش کہا مسرور ہو
واہ واہ ہے یہ بہارستان عشق

یہ مخطوطہ خود مصنف کا قلمی ہے ۔ بڑے خاص طرز سے لکھی گئی ہے ۔ یعنی گل بوٹے صراحی وغیرہ بنائے گئے ہیں۔ آخر پر مہاراجہ چندو لال اور انکے فرزند بالا پرشاد اور اپنے استاد کی مدح میں کئی اشعار ہیں ۔ استاد کا نام حافظ احمد خطاب اعظم الملک تھا ۔ خاتمہ پر مثنوی سام کا نام اخذ کرنے کا بھی تذکرہ کر دیا گیا ہے۔

حسن نے اسے سام نامے کے او
کہا اقتباس اور بدل جان کو
مگر بندرہ سال میں مثنوی
کہی ہے حسن نے بفضل دکی
ولیکن کوئی ڈھونڈے تو لا وے
کوئی مثنوی اوسکے ثانی بنائے
زباں بیگی نخرے تلے کیے
مزے تب لکھاوٹ نے اوسکے دیئے
اوسے سام نامے سے میں بھی لیا
وہی قصہ اردو میں میں نے لکھا
کیا دو مہینے میں قصہ تمام
یہ مسرور استاد کامل کے نام

"بہارستان عشق" سے تاریخ نکلتی ہے۔

ترقیمہ:۔ نہم جمادی الاول ۱۲۳۸ھ

(٢٩٣) قصہ فیروز شاہ وماہ رخ

نمبر مثنوی (٢٥٠٧ جدید) سائز (٩½ × ٦ انچ)
صفحہ (٣٢) سطر (١١) خط۔ نستعلیق۔
ناقص الاول وآخر

آغاز

دھواں کل گیا نور میں نور ہو — سیاہی اوڑی سبکی کا فور ہو

اس مثنوی کے ایک نسخہ کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ یہ نسخہ ناقص الطرفین اور کرم خوردہ۔

اختتام:۔

میں ہر چند چاہا کروں تجھ سے بات
ولے کی گئی کچھ نہ واں مجھ سے بات

(٢٩٤) جگت روپ

نمبر مثنوی (٢٩١) سائز (٩ × ٦) صفحہ (٢٢٦)
سطر (١١) خط نستعلیق۔ مصنف۔ نول سنگھ
عاجز۔ تاریخ تصنیف ١٢٤١ھ تاریخ کتابت ١٢٤٢ھ

نول سنگھ نام عاجز تخلص دکن سے تعلق تھا۔ سکندر جاہ آصف جاہ ثالث کے دور میں موجود تھے۔ مہاراجہ چندولال کے دربار سے بھی تعلق تھا۔ راجہ بھوانی پرشاد کے سررشتہ سے تعلق تھا۔ بھوانی پرشاد کی مدح کرنے کے علاوہ ان کی تیار کردہ دیول رام باغ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

آغاز:۔

ترا نام گوبند دھری کرد گار
جہاں آفریں ہے تو پروردگار
خداوند ہے تو جہاں گرد ہا
کرشمہ ترا آشکار آشکار

مثنوی میں حمد و نعت کے بعد اپنے مرشد کی مدح کی ہے جن کو "جہاں پرس" سے موسوم کیا ہے۔ اس کے بعد سکندر جاہ پھر مہاراجہ چندولال کی مدح کرنے کے بعد بھوانی پرشاد کی ستائش کی ہے اس کے بعد داستان آغاز ہوتی ہے سرندیپ کے بادشاہ خورشید شاہ کو اولاد نہیں تھی ایک فقیر روشن ضمیر سے دعا کی درخواست کی گئی فقیر نے دعا کی۔ لڑکا تولد ہوا۔ اس کا نام جگت روپ رکھا گیا۔ شہزادہ کی تعلیم و تربیت ہوئی۔ اور اسکی شادی کی فکر ہوئی۔ قیصر روم کی دختر سے شادی کیلئے پیام گیا۔ شادی ہوئی دُلہن کو لے کر واپس ہوئے۔ راستہ میں مصیبتیں پیش آئیں۔ جگت روپ پرستان پہونچ گیا۔ اس کے بعد مجنوں بن گیا۔ حکماء سے علاج ہوتا ہے مگر کوئی افاقہ نہیں ہوتا۔ وزیر زادہ اصل حال سے واقف ہو کر تلاش شروع کرتا ہے اور کامیاب واپس ہوتے ہیں

اختتام

سوال مجھ سے کس شخص نے کیا ایسا
کہ اس پری کی ولادت کا سال ہو مشہور
دیا جواب اوسے میں نے از سر ہمت
سدا بہار ہے یہ مثنوی بستان خور

ترقیمہ

تمت الکتاب بتاریخ بست نہم شہر رجب سنہ ١٢٤٢ھ
کاتب الحروف فقیر محمد۔

مثنوی میں شب زفاف کا حال بڑے دلچسپ انداز میں لکھا ہے۔

پگل کر جگت روپ پانی ہوا
وہی جوشِ عشرت کا پانی ہوا
گئے دیکھتے ہی سب آپس ہیں ٹل
انہا سے لڑ جی سے جی دل سے دل

لبوں نے ملے لب دہن سے دہن
دلوں سے ملے دل بدن سے بدن
ملی آنکھ سے آنکھ خوش حال ہو
گئی حسرتیں دل میں پامال ہو
ملی جا کے چھاتی جو چھاتی کے ساتھ
چلی ناز و غمزے کی آپس میں بات

. . . .

. . . .

اوٹھے صبح تو دونوں گلفام دو
کئے باری باری سے حمام دو

(۲۹۵) مثنوی چندر بدن

نمبر مثنوی (۲۸۹) سائز (۱۰×۷) صفحہ (۱۱۷)
سطر (۱۳) خط شکستہ۔ مصنف۔ واقف۔
تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۵۶ھ
واقف دکن کا شاعر ہے۔ غلام علیم نام تھا اس کا دیوان بھی اس کتب خانہ میں موجود ہے۔

آغاز۔

جلوۂ اول۔ در حمد الٰہی وستایش نامتناہی وثنا یز لی
کرم سے اپنی اے ساقی وحدت
پلا مجھکو تو صہبائے محبت
پیا پے دے مجھے جام طہورا
کہ تا دیکھوں خدائی کا ظہورا

اس مثنوی میں چندر بدن اور مہیار کی داستان نظم کی گئی ہے جو دکن کا ایک تاریخی واقعہ ہے اور سب سے پہلے مقیمی بیجاپوری نے اس کا حال مثنوی کی صورت میں قلمبند کیا تھا۔

اختتام

ہوا اب فضل حق سے قصہ اتمام
بحق مصطفےٰ کر کر سر انجام
اے واقف بھیج تو صلوات بیحد
محمد پر دہ بر آل محمد

ترقیمہ

بتاریخ شانزدہم ماہ صفر المظفر ۱۲۵۶ھ بنا بر فرمایش مہاراج بدریا دھیر جیو پسر گنش رائے مہاراج در محلہ حسینی علم۔ تیاری کتاب چندر بدن و مہیار نمودہ شد۔ کاتب الحروف بندۂ شکستہ فقیر حقیر زنار دار پورن سنگھ پسر ہزاری دھن سنگھ نبیرۂ محکم سنگھ کارپرداز خزائن پرداز سرکار نواب آصف جاہ نظام الملک بہادر باشندہ مستعد پورہ حال سکونت در مکان مہاراج موصوف اقامت و دریچ غرضی از کسے نی داد سوائے ذات عالی صفات راجہ مہاراجہ دھرم و دت اوتار راجہ چندو لالی بہادر۔ بروز چہار شنبہ بوقت دو گھڑی روز باقی ماندہ۔

اس عبارت کے بعد چند شعر ہیں۔
یہ مثنوی شایع نہیں ہوئی۔ ایک قلمی نسخہ کتب خانہ سالار جنگ میں موجود ہے۔

(۲۹۶) جنگ نامہ امیر حمزہ

نمبر تاریخ (۱۴۱۴) سائز (۱۲×۷) صفحہ (۳۶۲)
سطر (۱۹) خط نستعلیق۔ مصنف قربان حسین حاجی
تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۵۶ھ
قربان حسین نام حاجی تخلص۔ حیدر آباد کے شاعر تھے اگرچہ غزل کے دور۔ بر شاعر یب گرا دنہوں نے قدیم

طرز کے مطابق مثنوی کو اپنی شاعری کی جولان گاہ بنایا
اور ضخیم مثنوی مرتب کردی۔

آغاز:۔

نخستیں صفت اوسکی ہے فرض عین
ہے جس کا ٹھکانہ دو آنکھوں کے بیں

احد تھا سو ایکبار وحدت میں آ
بجایا ہے کثرت کا نقارا جا

اس مثنوی میں اولاً حمد ہے۔ پھر نعت اس کے بعد حضرت علی کی منقبت اور منقبت کے بعد داستان شروع کردی گئی ہے۔

یہ امیر حمزہ کی داستان ہے خواجہ بزرگ جمہر ن بخت الجمال کی پیدائش اور امیر حمزہ کی پیدائش سے داستان کی ابتدا ہوئی ہے۔

داستان امیر حمزہ اولاً فارسی میں مرتب ہوئی، اور پھر اس کا ترجمہ اردو نثر میں ہوا ہے۔ حاجی کی دکھنی نظم نہیں معلوم اصل فارسی سے ترجمہ ہوئی ہے یا اردو نثر کو انہوں نے نظم کا جامہ پہنایا ہے۔ داستان حضرت امیر حمزہ کی جنگ احد میں شہادت پر اختتام کو پہونچتی ہے۔

قربان حسین نے اس مثنوی میں بعض جگہ اپنا تخلص حاجی لکھا ہے اور بعض جگہ قربان حسین بھی نظم کیا ہے

رقم کراب داستان اول
عمارت سے الفش کے حاجی نکل

نکل سات خواجہ کے حاجی ہو صاف
ہے گر تجھکو کعبے کا واجب طواف

گزر جا قصے سوں قربان حسین
آگے بول الحال مجلس کے بیں

اپنا چھوڑ یہ بات قربان حسین
آگے بول حمزہ کا سب شور و شین

اختتام:۔

نبی اور علی اور حمزہ کے بیں
نذر بھیج صلوات قربان حسین

نبی اور علی اور امیر پر مدام
ہزاروں تحیت ہزاروں سلام

ترقیمہ:۔

ایں کتاب حمزہ امیر صاحب قرآن درماہ رجب
بست وسیوم اختتام یافت۔ کاتب الحروف
شیخ ابراہیم سپاہی فسٹ کیولری فسٹ
ترپ در جائے بلاری بروز جمعہ تحریر یافت سنہ ۱۲۵۰ھ

نواب سالار جنگ کے کتب خانہ میں ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔ آخر پر چار عنوانات کی فہرست بھی دیگئی ہے (۹۷) عنوان ہیں۔

(۲۹۷) اشتیاق نامہ

نمبر مثنوی (۳۴۵) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۲)
سطر (۱۳) خط نستعلیق مصنف ملک محمود
جوہر تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۵۰ھ کتابت سنہ ۱۲۵۵ھ
ملک محمود جوہر کا تذکرہ صفحات ماقبل میں ہو چکا ہے

آغاز:۔

غنچہ لب گلعذار سیمیں بر   لالہ رو سرو قد پری پیکر
شوق تیرا تو کب ہے مجکو   ماجرا اپنا کب کہوں تجکو

ایک رومانی داستان ہے جو خط کے طرز پر لکھی گئی ہے

عاشق اپنی بیقراری کی روئداد فراق قلمبند کرتا ہے

اختتام :-

اب یہی ہے پیام جو ہر کا — تو سنا کر کلام جو ہر کا
کیا کہوں اور اپنی جی کی ہوس — وصل کا اشتیاق ہے اور بس

ترقیمہ :-

بتاریخ دوسری ربیع الثانی ۱۲۵۳ھ بوقت دو پہر دو گھڑی باتمام رسید۔

(۲۹۸) دانش افروز (ترجمہ انوار سہیلی) دوسرا نسخہ

نمبر مثنوی (۵۴ جدید) سائز (۱۲×۶) صفحہ (۲۸۰)

کالم دو، فی کالم (۱۷) سطر۔ خط نستعلیق۔

مصنف۔ فرید الدین آفاق۔

اس کتاب کے ایک نسخہ کا تذکرہ ہو چکا ہے یہ دوسرا نسخہ ہے۔

آغاز

الہٰی وہ منزہ ہے تیری ذات
کہ جس سے کل کے بر آتے ہیں حاجات

اختتام

رہے سب دوست اوسکے شاد آباد
عدو پامال ہو ویں اور برباد

ترقیمہ :-

تمت الکتاب بعون الملک الوہاب بسید احقر عباد اللہ المعروف محمد عبد اللہ الموسوم بہ عبد الوحید برطبق فرمایش رائے صاحب کرم گستر قدر شناس راجہ کشور داس جیو رام وغیرہ   بتاریخ دوم محرم الحرام ۱۲۶۳ھ

(۲۹۹) مثنوی (عشق صادق)

نمبر مثنوی شمالا (۷۷) سائز (۱۲×۷) صفحہ (۴۸)

سطر (۱۷) خط نستعلیق۔ مصنف۔ تراب
تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۵۰ھ

اس مثنوی کا کوئی نام نہیں ملا۔ مضمون کے لحاظ سے میں نے "عشق صادق" نام رکھا ہے۔

تراب تخلص دکن کے شاعر تھے اور مذہبی شغف تھا۔ ان کے مرشد امین الدین علی بیجاپوری کے سلسلہ میں منسلک تھے۔ ڈاکٹر زور نے تذکرہ مخطوطات جلد پنجم میں ایک شاعر تراب الدین کا تذکرہ کیا ہے صفحہ (۱۰۶) ممکن ہے یہ وہی تراب ہوں۔

آغاز :-

قلم وصف صنم کا جب اوچایا
لکن کا جگ متی جب غل مچایا
او ایسا سحر گر جادو تین ہے
کہ جس کے سحر کا جگ یک چمن ہے

مثنوی میں حمد و نعت کے بعد ایک داستان نظم کی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ :-

ایک شہر میں ایک عورت نہایت حسین و جمیل باعصمت رہا کرتی تھی۔ بڑی متقی اور پرہیزگار بھی تھی اس کا شوہر ایک مرتبہ سفر پر گیا اور عرصہ دراز تک نہیں آیا۔ اس نے خط لکھوانے کے لئے ایک مولوی صاحب کو بلوایا۔ مولوی صاحب خط لکھنے لگے۔ ہوا سے دونوں کے درمیان جو پردہ تھا وہ ہٹ گیا۔ دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں۔ مولوی صاحب کے دل میں اس کی عشق کا خنجر پیوست ہو گیا۔ دیوانہ ہو کر اپنا مال و دولت خیرات کر دیا۔ شاگردوں کو رخصت کیا اور گریبان چاک کر کے جنگل کی راہ لی۔ عرصہ کے بعد جب حسینہ کا شوہر واپس آیا۔ بی بی نے تمام حال بیان کر دیا۔ شوہر نے کہا کہ اس

دیوانہ کو قتل کر دینا چاہئے۔ عاشق دیوانہ ایک مرتبہ ندی کے کنارے آیا اور حسینہ بھی اپنے شوہر کے ساتھ وہاں آئی اور دیوانہ کو کہا اگر تو سچا عاشق ہے تو ندی میں ڈوب جا۔ دیوانہ حکم کی تعمیل میں ندی میں ڈوب گیا۔ اب حسینہ نے اپنے شوہر کو کہا کہ اب گھر واپس چلو جب واپس ہونے لگے تو وہ بھی ندی میں کود پڑی جب سطح آب پر دونوں لاشیں آئیں تو دونوں آپس میں لپٹے ہوئے تھے۔ دونوں کو نکال کر ایک قبر میں دفن کر دیا گیا اس قسم کے کئی قصے ملتے ہیں جس میں عاشق اور معشوق آگے پیچھے یا ایک ساتھ مر جاتے ہیں مقیمی کا قصہ چندر بدن۔ والہ کا قصہ طالب موہنی اور میر کی مثنوی دریائے عشق قریب قریب اسی مضمون کے حامل ہیں۔

اختتام:-

تراب جان عاشقاں ٹپکے سب مل
وہاں تیرا سخن ہو ویگا ممتاز
اتھا توں عیب پوشی پر نظر کر
کسی کے حال کی رسوائی مت کر
جتن کر تو آپ کا لنگ لتکو تھا
بتا تا پٹیں رہ دتیاں کوں سوٹا

تراب اپنے مرشد کی مدح اس طرح کرتا ہے۔

تراب اب اپنے مرشد کی صفت کر
اہے جو جگ منی ثانی حیدر
حسینی پیر میرا رہنما ہے
قسم بلکہ میرا ہادی خدا ہے
اہی ثانی امین الدین علی او
دیکھو برحق خدا کا ہے ولی او

لیجا لاہوت میں مجکو حسینی بنایا صورت رسمی عینی
ہے جس کا باپ ہور ہادی علی پیر
کریں سب اس کو سجدہ پیر ہو میر
امین الدین علی دادا ہے جس کا
کروں پھر کس زبانِ سوں وصف اس کا

ترقیمہ:-

تحریر فی التاریخ بست و پنجم ماہ رجب المرجب ۱۲۵۵ھ
کاتب الحروف ابراہیم علی خاں۔

(۳۰۰) خواب و خیال

نمبر مثنوی (۲۵۱) سائز (۶×۹) صفحہ (۱۹۵)
سطر (۱۶) خط شکستہ۔ مصنف۔ خواجہ میر اثر
تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۱۵ھ
اثر کے حالات درج ہو چکے ہیں۔

آغاز:-

بعد حمد خدا و نعت رسول
کچھ بکے ہے یہ اب ظلوم و جہول
بے محابا کلام ہے یعنے
بیشتر ہیچ و پوچ بے معنی

اثر کی مثنوی عام طور سے مشہور ہے۔

اختتام

ایک ادنیٰ غلام اس کا ہوں
چوں پائے نام اوس کا ہوں

ترقیمہ:-

تمام شد ـــ مثنوی خواب و خیال من تصنیف خواجہ اثر مرحوم برادر خواجہ میر درد مرحوم۔

(۳۰۱) مثنوی عالم پناہ

نمبر مثنوی (۲۵۳) سائز (۱۲×۰) صفحہ (۵۰۳)

سطر (۱۸) خط نستعلیق ۔ مصنف نول سنگھ
عاجز۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ
کتابت ۱۲۹۵ھ
نول سنگھ عاجز کا تذکرہ صفحات ماقبل میں
ہو چکا ہے۔

آغاز:۔

الٰہی تو صاحب سچا ہے بڑا
اے دونوں جہاں تجھ کرم سوں کھڑا
اے قدرت کو تیری نہیں کچھ شمار
کیا دو جگت کوں تہیں آشکار

اس داستان کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک بادشاہ
کو اولاد نہیں تھی۔ نجومی نے کہا کہ بادشاہ ایک رات
گھوڑے پر سوار ہو کر جنگل کو جائے گا۔ وہاں ایک
شہزادی سے ملاقات ہوگی اور اس کے بطن سے
لڑکا تولد ہوگا۔ نجومی کے کہنے کے مطابق حالات
پیش آئے۔ جو فرزند تولد ہوا اس کا نام خورشید شاہ
رکھا گیا۔ اب یہ جوان ہو کر عشق میں مبتلا ہوتا ہے۔ کئی
اور قصے اس میں آجاتے ہیں۔

اختتام

یہ دونو مراتب سے بدتر رہے
وگرنہ جواہر تو پتھر رہے
جو کوئی اپنے محبوب سے ہم رنگ ہو
برابر جو اوس پاس زر سنگ ہو

ترقیمہ

اللّٰہم صلّ علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک وسلم۔
حسب فرمایش جناب حضرت روشن بیگم صاحب
دام لطفہا۔ بقلم خاک پائے مرشد
سید محمد خلیل الدین حسینی القادری بیجاپوری
در محلہ جلال کوچہ در بلدۂ حیدرآباد دکن۔
بتاریخ بست و دویم ماہ ذیقعدہ ۱۲۹۵ ہجری
روز دوشنبہ تحریر باتمام رسید۔

(۳۰۲) طوطی نامہ

نمبر مثنوی (۵۲۴) سائز (۱۰x۶) صفحہ (۱۸۱)
سطر (۱۵) خط نستعلیق ۔ مصنف ۔ حسرت
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ ہجری
حسرت تخلص کے کئی قدیم شعراء کا حال تذکروں میں
ملتا ہے مگر اس مثنوی کے مصنف کے متعلق یقین کے ساتھ
تعارف نہیں کرایا جا سکتا۔

آغاز:۔

یا الٰہی یہ عشق خانہ خراب
کس نے مانگا تھا یہاں کس کو تھی تاب
کہا ارض و سماء کو بہتیرا
عشق سے پر سبھوں نے منہ پھیرا

اس داستان کی ہیروئن شہزادی شکرپارہ
اور ہیرو شہزادہ طوطی رام ہیں۔ شہزادہ طوطی رام
شہزادی شکرپارہ کے حسن کی داستان سنکر عاشق ہو جاتا
اور اس کے ملک میں پہونچکر ایک باغ میں مقیم ہوتا ہے
اور اس باغ میں ایک برہمن کو اپنا حال سناتا ہے
برہمن حال سنکر ملاقات کو دشوار بتایا۔ شہزادہ اپنے
استاد رام چندر سے مدد کی درخواست کیا اور خطوط
لکھے۔ بالآخر شادی قرار پائی۔ واپسی میں دونوں میں
مفارقت ہو جاتی ہے۔ طوطے اور مینا کی کہانی درمیان
میں آتی ہے۔ اس طرح یہ داستان در داستان ہے۔

اختتام :-

عشق کے ساتھ میرا دم نکلے
عشق آوے تو میرا غم نکلے
عشق سے میرا سینہ ہو معمور
عشق ہو تن بدن میں میرے وفور

تمت تمام شد

(۳۰۳) مثنوی گلزار نسیم

نمبر مثنوی (۵۰۲) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۲۰)
سطر (۱۱ تا ۱۴) خط شکستہ مصنف دیا شنکر
نسیم - تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۵۴ھ کتابت سنہ ۱۲۷۸ھ

پنڈت دیا شنکر نام - نسیم تخلص - شمالی ہند کے مشہور شاعر آتش کے شاگرد - سنہ ۱۲۲۶ھ میں تولد ہوئے اور سنہ ۱۲۶۰ھ میں وفات پائی - تذکروں اور تاریخ ادب کی کتابوں میں ان کا حال تفصیل سے درج ہے -

آغاز :-

ہر شاخ میں ہے شگوفہ کاری
ثمرہ ہے قلم کا حمد باری
کرتا ہے یہ دو زباں سے یکسر
حمد حق و مدحت پیغمبر

گلزار نسیم مشہور مثنوی ہے - اس کی داستان کے خلاصے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی -

اختتام :- اس میں کتاب کا نام اور تاریخ تصنیف بھی درج ہے - اختتام اسی قطعہ پر ہوتا ہے -

این نامہ کہ خامہ کرد بنیاد
گلزار نسیم نام بنہاد
بشنید نوید ہاتفے داد
توفیق قبول روزیش باد

ترقیمہ

تمت تمام شد کار من نظام شد - مثنوی گلزار نسیم من تصنیف پنڈت دیا شنکر متخلص بہ نسیم سنہ ۱۲۵۴ھ مطابق بستم شہر ربیع الاول بخط بے ربط بندہ گلاب رائے ولد رسا راج قوم کائستھ - ساکنہ ..... ضلع مظفر نگر وارد حال بلدہ حیدرآباد دکھن بتاریخ دوازدہم ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۸ھ مطابق دوازدہم ماہ اپریل سنہ ۱۸۶۲ء از کتاب لالہ ارجن سنگھ کائستھ ساکن سمر کار نور صورت اختتام یافت -

گلزار نسیم پہلی مرتبہ سنہ ۱۲۶۰ھ میں شائع ہوئی اس کے بعد کئی مرتبہ شائع ہوئی ہے - بعض کتب خانوں میں قلمی نسخے بھی پائے جاتے ہیں -

(۳۰۴) گلبن مہ رخاں (یعنی گلشن عاشقاں)

نمبر مثنوی (۴۴۶) سائز (۹×۱۵) صفحہ (۸۶)
سطر (۱۶) خط نستعلیق - مصنف - آشہ -
تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۶۶ھ

آشہ تخلص ارکاٹ کے شاہی خاندان والا جاہی سے تعلق تھا - ان کے نانا محمد علی دو جاہ رئیس ارکاٹ تھے باپ کا نام نجف علی خاں تھا اور افتی تخلص کرتے تھے - آشہ کے شوہر قادر محی الدین خاں ان کے ہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے - سکندر جنگ ان کا خطاب تھا - آشہ کی تعلیم و تربیت باپ کی خاص نگرانی میں ہوئی - آشہ کو حافظ محمد علی واعظ رامپوری سے بیعت حاصل تھی - عالم شباب ہی میں آشہ کے شوہر کا انتقال ہو گیا - اس طرح جوانی میں بیوہ ہو گئیں -

آشہ کا ماحول شاعری تھا اور آج تک انکے خاندان میں

شاعری سے شغف ہے آشفتہ حسب ذیل کتابوں کی مصنفہ ہیں
گبین مسدخاں۔ گلشن مہوشاں۔ گلشن شاہاں۔ دیوان۔

آغاز :۔

کروں کیوں نہ میں حمد اللہ کا
جو ہے درد جاں ہر دل آگاہ کا
لکھوں کیوں نہ میں حمد رب قدیر
وہ بے چوں و بے مثل ہے بے نظیر

مثنوی میں حمد و نعت بیان معراج۔ اپنے مرشد کی مدح و مناجات کے بعد سبب تالیف کا عنوان ہے اسکے بعد ایک جشن کی تفصیل کی ہے جو انہوں نے اپنے والدین کے اعزاز میں چار دن تک کیا تھا۔ آخر میں قطعات تاریخی درج ہیں۔

اختتام :۔

جہاں ضرب کا کر کے قصہ جدا
دے نثر سے نظم کے بیچ لا
آشفتہ غرض ان کے تاریخ کو
سستاپی بیان کرتے اب ہو بہو

اس کے بعد کئی اصحاب کی تاریخیں ہیں۔ آخر پر خود مصنفہ کا قطعہ تاریخی ہے جو حسب ذیل ہے۔

چو ایں نسخہ خوب اتمام یافت
کہ کردہ خطش کہکشاں را خجل
سنش بے سر حمد در گوش جاں
ندا شد کہ منظورۂ اہل دل

(۳۰۵) گلشن مہوشاں ۱۲۶۸ھ

نمبر مثنوی (۲۹۹۱) سائز (۱۴×۸) صفحہ (۲۷۲)
سطر (۲۰) خط نستعلیق۔ مصنف۔ آشفتہ۔

تاریخ تصنیف ۱۲۷۰ھ

آغاز :۔

کروں ابتدا اسم اعظم رقم
ہے حمد خدا و خدا عالم رقم
وہی بے گماں ارحم الراحمین
ہے بے شک وہی احکم الحاکمین

حمد و نعت کے بعد سبب تالیف کا عنوان ہے اس میں واضح کیا گیا ہے کہ ماں کے ارشاد پر "جہان ضرب" داستان کو جو نثر میں ہے منظوم کیا ہے۔ اس داستان کا ہیرو لال بادشاہ جہان ضرب، داد گر ہیں اور ہیروئن نازک بدن بہار افزا ہیں۔ جواہر شاہ کے گھر میں لال بادشاہ تولد ہوتا اور سن رشد پر نازک بدن کی تصویر دیکھ کر عاشق ہوتا۔ معشوق کے وصال کے لئے گھر سے نکل جاتا۔ راستہ میں مصیبتیں پیش آئیں اور ایک فقیر احسن الدین قدم قدم پر رہبری کرتا ہے۔ دیوؤں سے لڑائی ہوتی۔ ایک مہوا زہرہ جبیں بھی داستان میں شامل ہوجاتی ہے۔ غرض کئی اصحاب کے کردار کے گرد داستان گھومتی ہے۔ سب کے سب بامراد۔ وطن کو واپس آتے ہیں۔

تاریخ تصنیف کی صراحت۔

بفضل خداوند روز شمار	ہوئی ختم جب مثنوی ایکبار
سن بارا سو پہ تھے ستر برسات	ز ہجری حضرت علیہ الصلوات
آشفتہ سے یہ گلشن مہوشاں	جہاں میں رہے یادگار و نشاں

اختتام :۔

جو کی فکر تاریخ میں برملا	ہے قصہ جہاں ضرب کا دل کشا
ہے ختم تاریخ بار دگر	مزاج اپنا خوش حال بشیر

کہی از رخ قریب جنگ ورب   خرد ایک تاریخ گلزار غیب

اس کے بعد کئی اصحاب کی تاریخیں ہیں۔

اس مثنوی کا ایک قلمی نسخہ نواب سالار جنگ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

(۳۰۶) گلشن شاہداں

نمبر مثنوی (۲۹۸) سائز (۹×۶) صفحہ (۶۸)
سطر (۹) خط نستعلیق. مصنف۔ آثمہ
تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۸۴ھ کتابت سنہ ۱۲۹۳ھ

آغاز

سر نامہ پر کہہ کر تکبیر میں
کروں اسم اعظم کو تحریر میں
خدائے جہاں اور جان آفریں
کیا کن سے عرش اور چرخ و زمیں

حمد و نعت اور حضرت جیلانی کی مدح اپنے مرشد کی تعریف کے بعد سلطان روم عبدالعزیز کی مدح ہے اس میں نواب میر محبوب علی خاں نظام حیدرآباد اور حیدرآباد کے مشہور وزیر اعظم نواب سالار جنگ مختار الملک کی ستائش کی گئی ہے سبب تالیف میں واضح کیا ہے کہ سنہ ۱۲۸۰ھ میں وہ مدراس سے مکہ معظمہ گئیں اور واپسی میں حیدرآباد آئیں جہاں مختار الملک نے ان کو یہ مثنوی لکھنے کی ترغیب دی۔ اس وجہ سے انہوں نے اسکو نظم کیا۔

یہ ایک عشقیہ داستان ہے۔ ایک بادشاہ تھا۔ اس کو ایک فرزند جواں بخت نام تھا۔ باپ نے اپنے فرزند کی شادی کر دی اور اس کو جنگ کے لئے روانہ کیا۔ بعد کامیابی واپس ہوا۔ جب واپس آیا تو اپنی بی بی کے متعلق افسوس ناک خبریں سنی۔ تلوار لے کر بی بی کے پاس پہونچا۔ بی بی نے اپنی بے قصوری اور عصمت آبی کا ثبوت پیش کیا۔ اب دونوں دریائی سفر پر روانہ ہوئے۔ طوفان آیا اور دونوں غرق ہوگئے۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک صاحب دل فقیر نے دونوں کو سمندر کی تہ سے زندہ نکالا اب دونوں اپنے وطن کو روانہ ہوئے۔

اختتام :-

پیمبر کے صدقے سے کونین میں
تو کر بہرہ ور ہم کو دارین میں
بحق بتول و بنی فاطمہ
ہمارا تو کر خیر پر خاتمہ

اس کے بعد مناجات اور تاریخیں درج ہیں۔

اس مثنوی میں مصنف نے اپنے تصانیف کا تذکرہ اس طرح کیا ہے۔

لکھی پہلے ایک گلبن مہ رخاں
دوئم تجھ سے ہے گلشن عاشقاں
سوم گلشن مہوشاں ہے نمود
چہارم بھی دیوان ہے خوش وجود
آثمہ تخلص کے ہیں پانچ حرف
کتب پانچ کر اپنی کوشش کو صرف

تاریخ تصنیف کا شعر۔

سن بارہ سو پر تھے اسی پر چار
کئے ہجرت از مہر پروردگار

ترقیمہ

تمام شد سنہ ۱۲۹۳ھ

اگرچہ گلبن مہ رخاں اور گلشن عاشقاں کو علیحدہ علیحدہ کتابیں اس شعر میں ظاہر کیا ہے مگر در اصل دونوں ایک نام ہیں۔ چنانچہ گلبن مہ رخاں میں حسب ذیل اشعار ہیں۔

بہت غور کر کے ہوں موسوم میں
لقب گلبن مہ رخاں اس کو کہتیں
جو فی الاصل تصنیف کی داستاں
لقب اس کو کی گلشن عاشقاں

(۳۰۷) فسانہ شاہ طماسپ

نمبر مثنوی (۵۰۰) سائز (۶×۴) صفحہ (۸۴)

سطر (۳) خط نستعلیق۔

مصنف۔ منشی گوبند دیال قمر

تاریخ تصنیف ۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء کتابت ۱۲۸۹ھ

منشی گوبند دیال نام۔ قمر تخلص۔ سورج بخش کے فرزند تھے مثنوی ناقص الاول ہے۔

آغاز:-

...... اطلس پہ گویا
چکن دوزی کی گلکاری سراپا
..... خیرگوں پریاں نمایاں
کرے سیماب و آب زر سے افشاں

مثنوی کی داستان یہ ہے کہ یونان کا ایک بادشاہ براتی لعل وجاہر تھا۔ اس کے ماتحت ایک چھوٹا شہر تھا طماسپ نام تھا۔ یہاں کا والی ایک نوجوان حسن صورت اور حسن سیرت میں ممتاز تھا۔ یونان کا بادشاہ جنگ کے لئے آیا۔ چونکہ ماتیر کے بادشاہ کو مدافعت کی طاقت نہیں تھی اس لئے اس نے وزیر کو طلب کر کے کہا یونان کا بادشاہ صرف میرا دشمن ہے شہر کی رعایا سے اس کو دشمنی نہیں ہے میں اپنے شہر کو چھوڑ کر چلا جاتا ہوں تاکہ خون ریزی نہ ہو۔ یہ کہہ کر جہاز پر سوار ہو کر روانہ ہو گیا۔ راستہ میں طوفان آیا اور جہاز ٹوٹ گیا۔ بادشاہ ایک لکڑی کے تختہ کے سہارے کنارے پر پہونچا۔ اس ملک کی ملکہ ایک حسین عورت تھی دونوں کی ملاقات ہوئی دونوں پر عشق نے اپنا اثر کیا۔ گو مصیبتیں پیش آئیں بالآخر بامراد اپنے وطن کو واپس ہوئے۔

اختتام:-

کہ یہ ہے کس قمر کی یادگاری	کرے مقبول عالم ذات باری
....	....
فرشتہ صور خود را تا داند	ہمیں نقشے ست گر باید ماند
خداوندا بحق نیک مرداں	ازیں سلک گوہر آفت بگرداں

ترقیمہ:-

بست و ششم مارچ ۱۸۷۲ء مطابق ۱۶ محرم الحرام ۱۲۸۹ھ

ہوئی جب خیریت انجام انجام
لگا میں ڈھونڈنے تاریخ اتمام
قلم خود از سر الطاف بولے
کہا کہیے کہ ہوئے ختم ہوئے

اس کے بعد کی دو غزلیں اور مخمس بھی ہے مصنف کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔

(۳۰۸) قصہ غم (واقعہ وفات جناب النساء)

نمبر مثنوی (۲۳۳) سائز (۹×۱۴) صفحہ (۱۰۷)

سطر (۱۱) خط نستعلیق۔ خوش خط۔

مصنف۔ داور۔ تاریخ تصنیف ۱۳۱۲ھ

کتابت ۱۳۱۹ھ

مرزا داور علی بیگ نام۔ داور یار جنگ داور یار الدولہ۔ داور یاور الملک خطاب۔ داور تخلص۔ حیدرآباد کے ایک امیر تھے۔ پہلے ایک گھوڑے کے سلحدار تھے۔ قسمت کی یاوری سے اعلیٰحضرت حضور نظام میر محبوب علی خاں کے پیش گاہ میں پیش ہوئے اور منظور نظر

بن گئے۔ دن دونی رات چوگنی ترقی ہوئی منصب جاری ہوا، خطابات سے سرفراز ہوئے۔ صدر بخشی افواج سرخاص کی خدمت ملی اور حضور کے مصاحب بنے رہے۔
مثنوی کے آغاز کے پہلے دو صفحے میں نثری دیباچہ ہے۔

آغاز:۔

کیا کریں حمد خداوند جہاں
ذات بے چوں میں نہیں دخل گماں
اس سے سب اہل جہاں کی ہے نمود
بندہ کیا شے ہے خدا ہے موجود

اس مثنوی میں مصنف نے اپنی دختر مہتاب النساء کے نوجوانی میں انتقال کر جانے اور اس کے بعد کے واقعات بیان کئے ہیں۔ یعنی وہ ایک رات کے خفیف بخار میں یقین کر لیا تھا کہ وہ فوت ہو جائیگی اور اپنے عزیزوں سے منہ موڑ کر یاد الٰہی میں مصروف ہو گئی۔ اور عالم سکرات نہیں ہوا بلکہ اللہ اللہ کہتے ہوئے روح پرواز کر گئی اور جب لاشس قبر میں اتاری گئی تو منہ خود بخود قبلہ کی طرف مڑ گیا اور ماں باپ نے ایک ہی شب ایک ہی وقت خواب میں مرحومہ کو دیکھا جو خوش و خرم تھی۔

اختتام

میری توبہ کے نکیرین گواہ ہوئے ہیں ... کیوں کفن پر عمل زشت لکھا جاتا ہے
ردت ہے طالب گلگشت مدینہ آور ... کہیں گلزار میں جنت کے رہا جاتا ہے

(۳۰۹) لال و گوہر

نمبر مثنوی (۳۴۵) سائز (۱۰×۶) صفحے (۲۸)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔
مصنف۔ عارف الدین خان عاجز
لال و گوہر کا یہ ایک اور نسخہ ہے جو اشتیاق نامہ کے ساتھ مجلد ہے۔

آغاز:۔

الٰہی دے مجھے رنگین بیانی ... عطا کر مجھ کو یاقوت معانی

اختتام:۔

الٰہی عاشقوں کی آبرو رکھ ... اونکو دو جہاں سرخ رو رکھ

ترقیمہ:۔ کاتب الحروف محمد جعفر ساکن کرنول

(۳۱۰) ہفت سیر

نمبر مثنوی (۳۴۵) سائز (۱۰×۶) صفحے (۹۶)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف۔ مہجان
ہفت سیر کے کئی نسخوں کا تذکرہ کر دیا گیا ہے یہ ایک اور نسخہ ہے جو اشتیاق نامہ کے ساتھ مجلد ہے۔

آغاز:۔

کرے کیا کوئی اوس کا حمد و سپاس
کہ ہے ذات وہ بے گماں بے قیاس

اختتام:

جو حاتم سنا اوسے یہ ماجرا ... کہا یو کہو فرض کیا ہو گیا

(۳۱۱) فاختہ نامہ

نمبر کتاب (۳۶۴۴ جدید) سائز ($8\frac{1}{2}\times5\frac{1}{2}$)
صفحے (۲۴) سطر (۱۳) خط نستعلیق
مصنف۔ طالب۔ تاریخ تصنیف ۱۲۱۰ھ

آغاز:۔

کہوں معجزہ اک نبی خاص کا ... دو عالم کے صاحب کے سرتاج کا

اس میں ایک فاختہ اور باز کا قصہ لکھا گیا ہے اور باز کو گوشت دینے کا امتحان ہوتا ہے۔

اختتام:۔

ہزاراں درود و ہزاراں سلام
زماں بر محمد علیہ السلام

کتب خانہ سالار جنگ میں اسکے تین نسخے موجود ہیں۔

(۵) نثری داستانیں

(۳۱۲) سب رس

نمبر تصوف (۱۹۵) سائز (۹۳×۸) صفحہ (۱۲۵)
سطر (۲۴) خط شکستہ۔ مصنف۔ وجہی۔
تاریخ تصنیف ۱۰۴۵ھ۔ کتابت ۱۲۹۵ھ

وجیہ الدین نام وجہی تخلص قطب شاہی دور کا مشہور شاعر اور نثر نگار۔ اسکی مثنوی قطب مشتری ۱۰۱۸ھ میں تصنیف ہوئی۔ چار بادشاہوں، یعنی ابراہیم قلی، محمد قلی، سلطان محمد اور سلطان عبداللہ کے عہد میں اپنی شاعری اور نثر نگاری کے باعث مشہور رہا۔ سب رس ۱۰۴۵ھ میں تصنیف ہوئی۔ جبکہ سلطان عبداللہ حکمران تھا۔ وجہی اپنے زمانہ کا بلند پایہ شاعر اور نثر نگار تسلیم کیا گیا ہے۔ اور خوش قسمتی سے وجہی کی نظم اور نثر دونوں دستیاب ہو چکے اور شایع ہو گئے ہیں۔ نہ صرف اردو میں بلکہ ہندی یعنے ناگری رسم الخط میں شایع ہو گئے ہیں۔

آغاز:۔

"تمام مصحف کا معنی الحمد اللہ میں ہے مستقیم ہور تمام الحمد اللہ کا معنی بسم اللہ میں ہے قدیم۔ تمام بسم اللہ کا معنی بسم کے نقطہ میں رکھا ہے۔ کریم"

یہ ایک تمثیلی داستان ہے جس میں حسن و عشق کی کشمکش اور عقل و دل کے معرکہ کو واضح کیا گیا ہے۔

اختتام

"عمر دراز اچھو۔ دائم بدولت اچھو۔ عاقبت بخیر اچھو۔ ایمان سلامت اچھو آمین رب العالمین۔

ترقیمہ:۔

الحمد اللہ المنہ بحق حبیب کتاب سب رس تصنیف حضرت وجیہ الدین رحمتہ اللہ بتاریخ شانزدہم روز سہ شنبہ شہر صفر المظفر ۱۲۹۵ھ بہ اختتام رسید سب رس شایع ہو گئی ہے اور اس کے قلمی نسخے کتب خانہ سالار جنگ وغیرہ میں موجود ہیں۔

اس میں دو اور تصوف کی کتابیں (۱) گنج اسرار (۲) سلک السلوک۔ شامل ہیں۔

(۳۱۳) سب رس (دوسرا نسخہ)

نمبر تصوف (۶۳۲) سائز (۱-۱×۹) صفحہ (۲۶۸)
سطر (۱۳ تا ۱۴) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

"تمام مصحف کا معنی الحمد اللہ میں ہے۔ مستقیم ہور تمام الحمد اللہ کا معنی بسم اللہ میں ہے قدیم"

یہ نسخہ ناقص الآخر ہے۔

اختتام

میری آشنائی کا نہیں رکھے شرم کچھ۔۔۔۔۔۔
ملاحظہ میں آیا۔

(۳۱۴) قصہ ملکۂ روم و فقیہہ

نمبر قصص (۶۳۵) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۱۷) سطر (۱۱) خط نستعلیق۔ تاریخ تصنیف بعد سنہ ۱۲ھ
اس افسانہ کے مصنف کا نام معلوم نہیں ہوا۔

آغاز:۔

"نقل کرنے والے حکایت لطیفہ کے اس طرح بیان کرتے ہیں کہ زمانہ گذشتہ میں روم کے بادشاہ کی ایک بیٹی تھی۔ اس کا نام ملکہ تھا اس نے یوں قرار دیا کہ جو شخص میرے سوالوں کا جواب دے گا تو عہدے سے بڑے اوس کے ساتھ میں شادی کرونگی"

اس داستان میں واضح کیا گیا ہے کہ ایک ملکہ نے اپنے سوالوں کے جواب پر اپنی شادی منحصر کی تھی۔ سوالات فقہ سے متعلق تھے ایک فقیہہ ہندوستان عبدالعلیم نام تھا سوالات کے جواب دیئے۔ ملکہ کے ساتھ شادی ہو گئی۔

اسی مضمون کی منظوم داستان بھی ہے جس کا تذکرہ اوراق ماسبق میں ہو چکا ہے۔

اختتام:۔

"فقیہہ عبدالعلیم نے تیس برس تک بادشاہی کی اور ملکہ بھی بخوشی تمام مقصود کو پہونچی۔"

(۳۱۵) توتا کہانی (طوطا کہانی)

نمبر کتاب ۱۵۱-۱ جدید) سائز (۹×۵ ۳/۴ انچ) صفحہ (۲۲۴) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔
مصنف سید حیدر بخش حیدری۔
تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۱۵ھ (۱۸۰۱ء) ۔ ناقص الاول

فورٹ ولیم کالج کے مشہور مصنف سید حیدر بخش حیدری تخلص۔ شاعر بھی تھے اور نثر نگار بھی۔ ڈاکٹر گل کرائسٹ کی نگرانی میں جو کتابیں تصنیف اور تالیف ہوئیں ان میں سب سے زیادہ حصہ سید حیدر بخش کا ہی ہے دہلی ان کا وطن تھا۔ اولاً سررشتہ عدالت میں مامور رہے پھر کالج کے دارالترجمہ میں منتقل ہوئے۔ چند سال کے بعد خدمت سے کنارا کش ہو کر بنارس میں آ رہے۔ سنہ ۱۲۳۸ھ (سنہ ۱۸۲۳ء) میں انتقال ہوا۔

آغاز:۔

"دریائے جود و کرم منبع علم و حلم خداوند خدایگان والاشان الخ" (ناقص الاول)

حیدری نے طوطی نامہ ضیاء الدین نخشبی کو سلیس اردو میں ترجمہ کر کے اسی کا نام توتا کہانی رکھا۔
یہ ترجمہ بموجب فرمائش مسٹر جان گلگرائسٹ صاحب بہادر کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

"اور مجھے بھی مارا چاہتی تھیں سو میں۔ ۔ ۔ ۔"
ناقص الآخر

توتا کہانی شائع ہوئی تھی۔ اب نایاب ہے۔
اس کے قلمی نسخے بھی کم دست ہوتے ہیں۔ چنانچہ کتب خانہ سالار جنگ میں دو قلمی نسخے موجود ہیں۔

(۳۱۶) باغ و بہار (قصۂ چہار درویش)

نمبر قصص (۷۰، ۳۲ جدید) سائز (۸×۵) صفحہ (۲۹۲) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف میر امن دہلوی۔ تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۱۵ھ۔
ناقص الاول

میر امن دہلوی فورٹ ولیم کالج کے مترجموں میں شامل تھے۔ دو کتابیں انکی یادگار ہیں، مگر ان دونوں سے انہوں نے بقاء دوام کی شہرت حاصل کی۔ باغ و بہار یعنی چہار درویش انکی مشہور کتاب ہے۔ تاریخ نثر کی کتابوں میں انکے

حالات تفصیل سے درج ہیں۔

آغاز:۔

"فارسی میں مروج تھا یہ عاصی میراتن زبان اردو
میں واسطے دریافت عورت مرد کے لکھا" الخ

اختتام:۔

"اور بطفیل احمدی علی نبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی
فضل وعنایت برلا۔ آمین یارب العالمین۔ آمین"

یہ کتاب شایع ہو گئی ہے اور قلمی نسخے بھی ہمدست
ہوتے ہیں۔ چنانچہ کتب خانہ سالارجنگ اور
ادارہ ادبیات اردو میں اس کے قلمی نسخے
موجود ہیں۔

(۳۱۷) مذہب عشق (قصہ تاج الملوک بکاؤلی)

نمبر کتاب (۱۰۱۳ جدید) سائز (۶ × ۱۰ ۱/۴) صفحہ
(۱۰۲) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔
مصنف۔ نہال چند لاہوری۔
تاریخ تصنیف ۱۲۱۸ھ تاریخ کتابت ۱۱ جمادی الاول ۱۲۴۱ھ
نہال چند کے اجداد دہلی میں رہا کرتے تھے۔ مگر بعد لاہور
چلے گئے۔ ان کے تفصیلی حالات ہمدست نہیں ہوئے۔
نوٹ۔ جن کے مترجمین میں یہ بھی شامل تھے۔ انکی کتاب مذہب عشق
جو گل بکاؤلی سے بھی موسوم ہے اردو کے نثری داستانوں
میں مشہور ہے۔

آغاز:۔

لی کر سخن میرے کو وہ پھول
کہ ہو مرا ایک نے دل کا وہ مقبول

"چمن وطن کے ہمیشہ بہار یا خیابان حقیقی کو ... ادا ہے"
نسخہ ... زبان فارسی ... ان میں قصہ
تاج الملوک ... بحسب فرمائش ... گلکرسٹ ...

بعد مارکوئس ولزلی گورنر جنرل ہندوستان زبان ریختہ میں
نہال چند لاہوری نے ترجمہ کر کے اس کا نام مذہب عشق تاریخی
رکھا جس سے ۱۲۱۸ تاریخ برآمد ہوتی ہے۔
(کہ ہے مذہب عشق تاریخ نام)

اختتام:۔

کرے مشرب جام کو اختیار
تو راز نہاں اس سے ہو آشکار

ترقیمہ:۔

بتاریخ یازدہم جمادی الاول بروز پنجشنبہ ۱۲۴۱ ہجری
از دست عاصی پرمعاصی خواجہ معین الدین حسن اختتام
یافت واللہ اعلم۔
یہ نسخہ نہایت کرم خوردہ ہے۔
یہ کتاب شایع ہو گئی اور اس کے قلمی نسخے بھی ہمدست
ہوئے ہیں چنانچہ کتب خانہ سالارجنگ اور کتب خانہ ادارہ
ادبیات اردو میں اس کے نسخے موجود ہیں۔

(۳۱۸) مذہب عشق (گل بکاؤلی) دوسرا نسخہ

نمبر کتاب (۳۲۱۸ جدید) سائز (۹ × ۴ ۱/۲ انچ)
صفحہ (۳۱۲) سطر (۱۰) خط نستعلیق۔
ناقص الاول و ناقص الآخر

آغاز:۔

حالات سے حیران تھا اور دل میں سوچا کہ دوبارہ
حوض میں غوطہ مارے" الخ

اختتام:۔

"مگر کبھی کبھی بڑھیا نے کہا بیٹا کیا مضائقہ اگرچہ
شاہ زادے نے"

(۳۱۹) قصۂ قاضی دہلی

نمبر کتاب (۳۵ جدید) سائز (۸ ۳/۴ × ۵ ۳/۴ انچ)
صفحہ (۲۴) سطر (۱۲) خط شکستہ
تاریخ کتابت ۱۳۰۶ھ
مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہ ہو سکے۔

آغاز :-

"راویان سلف سے اس طرح سماعت میں آیا ہے کہ حضرت ظل اللہ اکبر بادشاہ کے وقت میں دو قوال مصاحب حضور پر نور ایک کا نام لاڈو اور دوسرے کا نام کپور؛ دونوں شب و روز درگاہ معلیٰ میں حاضر رہتے تھے"

اس داستان میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ ایک قاضی صاحب کا مکان بلند و بالا تھا۔ وہ مکان کے نیچے کے حصہ میں مطالعہ کتب کیا کرتے اور رات کو بلند آواز سے وظائف پڑھا کرتے دونوں مسخرے قوالوں نے کہا کہ ایسے نیک آدمی آخر کچھ گل کھلاتے ہیں۔ چنانچہ ان کے خیال کے مطابق قاضی سے بدی ثابت ہوئی اور اپنی بلند حویلی کو ڈھا دیا۔

اختتام :-

"چوکی مولا سے اپنے راہ رکھے۔ قصہ قاضی دہلی۔

ترقیمہ :-

بحسب ضرورت بسراری تمام حسب الفرمائش
دانے صاحب بدل عنایت و کرم رائے سو معاارام
تاریخ پنجم شہر رجب ۱۳۰۶ھ وقت پہر روز برآمد
بخط غلام . برہمن لعل قوم کھتری باختتام رسید
تقصیر سہو تو لیں معاف۔

(۳۲۰) جنگ نامہ بھنگی و بھنگی

نمبر کتاب (۱۴۰۳ جدید) سائز (۱۰ ۱/۲ × ۶ ۱/۲ انچ)
صفحہ (۱۹) سطر (۱۲) خط نستعلیق

مصنف کا پتہ نہیں چلا۔

آغاز :-

"سخن تازہ با معنی ہوس با زندگانی وقتی کہ حقیقت گذاری شاعراں بیان کرتے ہیں۔ الخ"

یہ نشہ بازوں کے متعلق مذاقیہ قصہ ہے جس میں بھنگی چانڈو پوستی حالی کی آپسی گفتگو تحریر کی گئی ہے۔ جس میں ہر نشیلی شئے کو ایک امیری کا خطاب دیکر جنگ بازی بیان کی گئی ہے عبارت آرائی اور فقرات مقفا و مسجع ہیں۔ اس میں دکھن تمام اضلاع وغیرہ کے نام بھی ہیں مثلاً اورنگ آباد ۔ بیجا پور، گڑپہ ...... دو ۔ کرنول .... و تاندیڑ، بسمت واودنی و رایچور و او دگیر و دکھن پور و بھینسہ وغیرہ وغیرہ ۔ بہرحال ایک عجیب مذاقیہ قصہ ہے ۔

اختتام :-

" یہ جوتیاں میں نہ پاپوشیں ہیں ۔ ۔ ۔ تجیر و شما سلامت"

ترقیمہ :-

یہ قصہ بھنگی و پوستی بخیر تمام و بوئے یقین و خوش مزاج ہر شخص کہ نشہ میکند بچوں نور خیال اختلاط میکند ور و از یں تمرکشہ واحرام و ستة و مقصود باد

(۳۲۱) جنگ نامہ بھنگی و پوستی (دوسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۱۹۷ جدید) سائز (۹ ۱/۴ × ۷ انچ)
صفحہ (۲) سطور مختلف ۔ خط نستعلیق ۔
تاریخ کتابت ۲۳ ربیع الاول ۱۲ ھ

آغاز

"سخن تازہ با معنی و خوشی زندگانی فیض گذستہ شاعر بیان کرتے ہیں"

جو نسخہ (۱۴۰۳ جدید) ہے اس کا یہ خلاصہ معلوم ہوتا ہے جس میں بہت ساری عبارات و فقرے حذف کر دیئے

گئے ہیں اور اس کا نام بھی (قصہ عشق زنگی) رکھا ہے

اختتام:-

"فی الحال بہار کے باغ میں عیش و عشرت کرتے ہیں۔"

ترقیمہ:-

این جلد تحریر بتاریخ بست و سوم ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲۳۰ھ نبوی ختم شد۔

آخر میں۔ خطبۂ نکاح اور طلسم اور مسکین شاہ حبیب اللہ قادری کا شجرہ مریدی وغیرہ ہے جو ۱۲ صفحے پر مشتمل ہے۔

(۳۲۲) قصۂ دلچسپ

نمبر کتاب (۳۳۷۸ جدید) سائز (۹ ½ × ۶ انچ)
صفحہ (۱۶۰) سطر (۱۱) خط نستعلیق۔
مصنف۔ بری کشن - تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۵۰ھ
ناقص الآخر۔

واجد علی شاہ جان عالم کے دور میں مصنف موجود تھے ان کے حالات دستیاب نہیں ہوئے۔

آغاز:-

"عالم عالم ستایش اس باغبان حقیقی کو زیبا ہے کہ جس نے تمام گلہائے کواکب کو ------"

مولف نے گلفام اور گل اندام کے عشق کا قصہ واجد علی شاہ بادشاہ اودھ کے عہد میں حسب ارشاد پنڈت بدری ناتھ تالیف کیا اور اس کا نام "قصۂ دلچسپ" رکھا ہے۔

اس نسخہ کے حاشیہ پر "دستور الانشاء" مولفہ محمد خان بیگ فارسی زبان میں تحریر ہے۔

اختتام:-

جس طرح ان کا تنہیں بہم ملا ... سب ... شد!!

ترقیمہ:-

تمت تمام شد کار من نظام شد...... الحمد اللہ والمنۃ کہ قصۂ رنگین ...... (آخر کا صفحہ نہیں ہے)

(۳۲۳) نوطرز مرصع (قصۂ چہار درویش)

نمبر کتاب (۷۸۸ جدید) سائز (۹ × ۵ ¾ انچ)
صفحہ (۳۵۶) سطر (۱۱) خط نستعلیق۔
مصنف۔ میر محمد حسین عطا خان متخلص بہ تحسین المخاطب بہ مرصع رقم ابن میر باقر علی خان متخلص بہ شوق
تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۲۵ھ - تاریخ کتابت سنہ ۱۲۵۱ھ

تحسین نے اپنے حالات خود اس کتاب میں درج کئے ہیں۔ اس کا اقتباس پیش ہے۔ ان کے والد کا نام میر باقر خاں تھا۔ شوق تخلص رکھتے تھے۔

"والد کے انتقال کے بعد انہوں نے اعجاز رقم خاں جو مشہور خوشنویس نہایت نشاء پرداز شاعر تھے ان کی شاگردی اختیار کی چونکہ مولف تصنیف ہذا کی طبیعت قصہ ہائے رنگین و افسانہ ہائے شیریں کے لکھنے کی طرف مائل تھی۔ اتفاقاً جنرل اسمت بہادر صولت جنگ سالار افواج انگریزی کے ہمراہ بحری سفر کلکتہ کا اتفاق ہوا۔ دل بہلائی اور قطع منازل میں وقت گذاری کے لئے ایک دوست سے داستان سرائی کی جاری تھی۔ اگرچہ اس سے پیشتر فارسی میں انشاء تحسین و ضوابط انگریزی و تواریخ فارسی بقدر حوصلہ تصنیف کئے تھے لیکن اس داستان دلچسپ کو سن کر جنرل بہادر نے وقت روانگی ولایت اس احقر کو خدمات عمدہ صوبہ عظیم آباد سے امتیاز بخشا۔ اس لئے چند روز اس داستان کی تصنیف ملتوی رہی۔ اس کے بعد انقلاب روزگار کی وجہ سے سلطنت تیموریہ برباد ہو گئی۔ اس کے بعد نواب شجاع الدولہ بہادر صفدر جنگ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ان کے حسب الحکم اس داستان کو

از سر نو لکھنا شروع کیا۔ اس عرصہ میں نیرنگیٔ زمانے سے اون کا ارتحال ہو گیا۔ اس کے بعد نواب آصف الملک آصف الدولہ میر یحییٰ خاں بہادر جنگ کے خدمت میں اس داستان کو مکمل کر کے اس کا نام انشاء نوطرز مرصع رکھا اور ایک قصیدہ خاص اونکی مدح میں لکھ کر یہ داستان کے ساتھ پیش کیا قصیدہ ۳۹ اشعار کا تحریر ہے۔

آغاز:

"دیباچہ ثنای خداوند ذوالجلال
ایسا نہیں کہ لکھ سکے اوس کے کوئی کمال
اوپر دانشوراں شیریں بزم در آبیت ۔ ۔ ۔ الخ

اختتام

"یہ چہار درویش اور پانچواں بادشاہ آزاد بخت اپنی اپنی مراد کو پہنچے اسطرح سے ہر ایک کا مدعا اور مقصد بر آوے"

ترقیمہ:

بتاریخ دہم ماہ ربیع الثانی روز سہ شنبہ سنہ ۱۲۰۷ھ بوقت ایک پہر شہر ناگپور ۔ نوشتہ گردید خیر صاحب چند اشاہ و حامد میاں تحریر یافت۔

(۳۲۴) نوطرز مرصع (قصۂ چہار درویش)
(دوسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۳۲۹۳ جدید) سائز (۹½ × ۶½)
صفحہ (۲۹۶) سطر (۱۱) خط نستعلیق۔
ناقص الطرفین۔

آغاز

"پر پیچ کتیں ہنوز شبہ مصاحبت اوسکی کا ہیچ خیال کی ہی۔"

اس کا کامل نسخہ نمبر (۸۰۸ جدید) پہ ملاحظہ ہو تفصیلی حالات اوسمیں درج کئے گئے ہیں۔ یہ نسخہ اگرچہ ناقص الطرفین ہے۔ لیکن نسخہ اولیٰ سے قدیم ہے اور ہر درویش کے قصہ کو علیحدہ لوح رنگیں کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے۔ دیباچہ اور پہلے درویش کا قصہ ۴۹ صفحے ناقص ہے۔ دوسرے درویش اور تیسرے درویش کا قصہ مکمل ہے اور چوتھے درویش کے قصے کے صرف تین صفحات ہیں۔ باقی حصہ ناقص ہے۔ آخر کے چند اوراق کے حاشیے ضایع ہو گئے ہیں۔ آخر میں ایک ورق پہ قطعات تواریخ ہیں

اختتام:

"حق تیرا تجکو بے چنانچہ مبارک میں تعین اور روشنوا اسکا جب ہے"

(۳۲۵) قصۂ اگر گل

نمبر کتاب (۴۵۶ جدید) سائز (۱۱ × ۶¾ انچ)
صفحہ ۲۲۰ سطر ۱۱ خط نستعلیق۔
مصنف حاجی شیخ شمس الدین ۱۲۶۲ھ ۔ تاریخ کتابت سنہ ۱۲۹۰ھ
قصہ اگر گل کے مصنف کے حالات کسی نے قلمبند نہیں کئے ہیں۔

آغاز:

کیا کیجئے بیاں اسکے وجوب قدم کا
طاقت [illegible] [illegible] قلم کا

یہ قصہ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ [illegible]
[illegible] شہنشاہ اور وزیر شاہ زادہ تھا [illegible]
بادشاہ لاولد تھا [illegible] کی وجہ سے نہایت مغموم رہتا تھا۔
آخر بادشاہ [illegible] [illegible] کے
روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک صاحب کمال فقیر سے ملاقات
ہوئی [illegible] بادشاہ وزیر کو
ایک [illegible]
[illegible] دعا
[illegible]
کی برکت سے [illegible]

لڑکوں نے بڑی بڑی تکلیفیں اوٹھاکر اپنے مقاصد میں
کامیاب ہوئے۔ وغیرہ

اختتام:۔

"... کہیں خطا ہو تو معاف رکھنا اور صلاح سے دریغ
نہ رکھنا کیونکہ آدمی ہوں کچھ فرشتہ نہیں۔"

ترقیمہ:۔

تمام شد بہ سلخ رجب المرجب روز سہ شنبہ سہ پہر
روز گذشتہ با تمام سید از دست و اصلاحی
برائے امیر علی نوشتہ شد۔ سنہ ۱۲۹۰ھ

اس کا ایک قلمی نسخہ سالار جنگ کے کتب خانہ میں
موجود ہے۔

(۳۲۶) ہشت گشت
(ترجمہ۔ ہشت بہشت)

نمبر قصص (۱۰۱) سائز (۵×۸) صفحہ (۲۰۶)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔
مصنف۔ غلام احمد شاہ جہاں آبادی
تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۲۰ھ ۔ کتابت سنہ ۱۲۳۶ھ

مصنف شاہ جہاں آباد۔ یعنی دہلی کے متوطن تھے۔
فارسی کی اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے، تباہ حال ہو کر کلکتہ
پہونچے اور قسمت کی یاوری سے ولیم مارٹین کے پاس
پہونچے اور اس کے ملازم ہوئے۔ اس کی فرمائش سے
امیر خسرو کی مثنوی ہشت بہشت کا ترجمہ کیا۔

آغاز:۔

"حمد و ثنا خدائے لایزال اور صفت اس آفرینندہ
بے مثال کی کہ نقطہ کن کہتے ہی جس نے پیدا کی کائنات اور
اس کے ایک ایک اشارہ سے طرفۃ العین میں عدم سے
موجود ہوئی، موجودات کہ جہاں محرم راز، وسکے باہدف

اوسکے تقرب کے باعرفناک حق معرفتک ہران زبان پر لایا"

یہ داستان جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے امیر خسرو کی
ہشت بہشت کا ترجمہ ہے جسمیں بہرام گور کی داستان ہے۔

اختتام:۔

"ہر دم ہر قدم پر وہی تنگ و تاریک چاہ ہے۔ پھر
اسے بے خبر یہی ہے بہتر۔
چھوڑ کر کچھ اس جہاں میں یاد خلق جسے کرے بہ نیکی یاد"

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد بتاریخ ششم ذیحجہ سنہ ۱۲۳۶ھ

(۳۲۷) قصۂ دل

نمبر قصص (۳۶۳) سائز (۶×۱۰) صفحہ (۵۰)
سطر (۱۶) خط نستعلیق۔ مصنف۔ کمتر شاہ
تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۲۱ھ

کمتر شاہ نام اور کمتر تخلص۔ حیدرآباد کے ایک صوفی
بزرگ تھے۔ شاعری سے ذوق تھا۔ غزل، مرثیہ، مثنوی
موزوں کرنے میں شمالی ہند کے اہل زبان آپ کی فصیح
زبان دانی پر حیرت اور تعجب کرتے تھے۔ حافظہ غضب کا
تھا۔ اساتذہ سلف کے ہزاروں شعر یاد تھے۔ منکسر المزاج
متواضع بزرگ تھے۔ آپ کی خاکساری خوش اخلاقی
حیدرآباد میں مشہور تھی سنہ ۱۲۲۵ھ میں انتقال ہوا۔ تذکرہ
شعراء دکن (عبد الجبار) میں انکے حالات درج ہیں صفحہ ۹۴۵

آغاز

ابتداء میں دو شعر ہیں انکے بعد نثر شروع ہوتی ہے،
"نقطہ ہے کن کا اول کیا انتخاب تیرا
کرتے ہیں ذکر ہر جا اہل کتاب تیرا
بے شبہہ بے نمونے بے خوف بے چگونے
فرد جہاں میں دیکھا یوں تھا سمایا"

اے خالق لیل و نہار اور اے عاصیوں کے آمرزگار کیا جو صلہ اس مشتِ خاک گنہگار کا کہ محمد تجھ محمود کی مقدم پہنچاوے"

قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک بادشاہ تھا۔ اس کا نام دل تھا، ایک مرتبہ بیمار ہوگیا۔ اطبا نے اس کا علاج مچھلی کا دل تجویز کیا، ہر روز ماہی گیر سمندر پہ جاتے اور مچھلی پکڑ لاتے۔ ایک مچھلی بادشاہ کے مطبخ میں دیجاتی اور باقی فروخت کر دیتے۔ بادشاہ کی ایک لڑکی تھی اس کا نام دلربا تھا اور یہ سمندر کے کنارے ایک محل میں سکونت کرتی تھی۔ ایک مرتبہ ایک جہاز آیا۔ اس میں ایک سوداگر سوار تھا۔ سوداگر شہزادی کو دیکھ عاشق ہوگیا اپنا تمام مال و دولت چھوڑ کر ماہی گیر بن گیا اور شہزادی کے پاس جانے لگا۔ اس کے بعد کئی مصیبتوں کے بعد کامیابی ہوئی اور شہزادی سے شادی ہوگئی۔

اختتام :-

"بعد قطع مسافت کے بیچ شیراز کے پہنچے اور نزدیک دل طفل کے جاکر تمام حقیقت اپنے اور اس دل کی اول سے آخر تک بانجام پہنچائے۔"

ترقیمہ

الحمد اللہ و الا فضالہ کہ آغاز اس داستان بہارستان
کا بے باتمام پہنچا اور تاریخ اسکی ساتھ خوش اسلوبی
انجام کے اختتام پایا اس زبان کے روزمرہ سے
جو کوئی آگاہ ہے سن کے اس قصہ کو وہ جزاک اللہ کہے
بادہ کوثر سے بخشا ساقی کوثر نے جام
کیا مراد از بادہ کوثر سے دلخواں ہے
ساغر تاریخ میں بادہ کو بھر کر یوں کہا
قصہ حیرت فزا نادر بنا واللہ ہے

---

(۳۲۸) قصہ راؤ چمر و علاء الدین

نمبر قصص (۱۰۹) سائز (۱۲×۷) صفحہ (۱۲۸)
سطر (۱۲ تا ۱۴) خط نستعلیق۔
تاریخ کتابت ۱۲۹۰ھ
مصنف کا کوئی پتہ نہیں چلا۔

آغاز :-

"حمد و سپاس اوس خالق الناس کو کہ جس نے صورت اشخاص بیچارہ بیزار جناس سے پیدا کیا، و شکر نیاز بے نیاز کا اپنی سرفرازی سے آدمی مشت خاک کو یہ مرتبہ عالی ممتاز فرمایا۔ سبحان اللہ اپنی قدرت کاملہ ایوان نعمت سے یہ ضعیف المخلوق کے تئیں کیا کیا رنگ کی نعمتیں اس ... خوان روزگار میں رکھ چھوڑا۔"

یہ کتاب مارواری زبان سے اردو میں ترجمہ کی گئی ہے۔ داستان کا خلاصہ یہ ہے کہ سلطان علاؤ الدین جو دہلی کا بادشاہ تھا اور اپنی عدالت میں مشہور تھا۔ اس کا حکم تھا کہ رات کے وقت میں دکان کھلی رکھ کر دوکان دار سوجائیں۔ اور وہ خود رات کو خبرگیری کرنے شہر کی گشت کرتا تھا۔ چوری نہیں ہوتی تھی۔ امیر و غریب، مالدار اور مفلس سب شاد تھے۔ ایک مرتبہ بادشاہ شکار کو نکلا۔ جنگل میں طوفان آیا اور بارش ہونے لگی۔ شاہی حرم سرا کے پردے تار تار ہوگئے۔ شاہی حرم پر ایک نوجوان عاشق ہوگیا۔ بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی۔ بادشاہ نے اس جوان کو شہر بدر کردیا۔ وہ جوان راؤ چمر کے ملک کو چلا گیا۔ بادشاہ کو اسکی اطلاع ہوئی۔ فوراً راؤ چمر کو لکھا کہ اس جوان کو شہر سے نکال دیا جائے مگر راؤ نے بادشاہ سے جنگ کرنے کے لئے فوج تیار کی۔ اور دونوں میں جنگ ہوئی

بادشاہ کو فتح ہوئی لیکن فتح کے بعد دونوں میں بات چیت ہوئی۔ دنیا کی بے ثباتی کا ذکر ہوا۔ اس گفتگو کا نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ اور راؤ دونوں نے حکومت چھوڑ درویشی اختیار کرلی۔

کتاب میں حمد و نعت کے بعد سبب تالیف کے تذکرہ میں بتایا گیا ہے کہ اسکو مارواڑی زبان سے ترجمہ کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

"میں دنیا سے ہاتھ دھویا اور گوشہ نشینی قبول کیا اب تو ریاست پر سے میرا دل بالکل برداشتہ ہوا کہ باوصف تہی دولت کے جمع کرنے کیا فائدہ اٹھایا جو میں پاؤں گا۔

سپردم بتو مایۂ خویش را   تو دانی حساب کم و بیش را"

ترقیمہ:۔

تمام شد بخط بندہ ٹھاکر پرشاد قوم کایستھ سکنۂ بلدۂ دار السلطنت لکھنؤ محلہ علی گنج بمقام حیدرآباد بہ محلہ چار محل حسب ارشاد نواب محمد خاں بہادر دلاور نواز جنگ۔ تاریخ ہفتم ماہ شوال ۱۲۹۱ھ نوشتہ شد و صورت اختتام یافت۔

(۳۲۹) حکایات الجلیلہ
(ترجمہ الف لیلیٰ)

نمبر قصص (۴۴۱) سائز (۹×۷) صفحہ (۷۹۰) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

مترجم۔ منشی شمس الدین احمد

تاریخ ۱۲۵۲ھ / ۱۸۳۶ء — کتابت ۱۲۵۵ھ / ۱۸۳۹ء

شمس الدین احمد عربی اور انگریزی کے ماہر تھے۔ انگریزوں کو اردو کی تعلیم دیا کرتے تھے اس غرض سے انہوں نے الف لیلیٰ کو عربی سے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔

آغاز:۔

"ہزار ہا حمد و ثنا سزاوار ہے اس خالق لیل و نہار کو کہ جس نے بیک صدائے کن کے سبع سموات اپنی حکمت بالغہ سے بے طناب و ستون برپا کیا۔ والی السماء کیف رفعت اور وسعت روئے زمین کو اپنی قدرت نادرہ سے مسطح کر کے چمن و گلشن سے طراوت و نضارت عطا فرمایا۔"

جیسا کہ نام سے واضح ہے یہ الف لیلیٰ کا ترجمہ ہے شہریار کی داستان سے آغاز ہے۔ اس کو عربی سے لفظی ترجمہ نہیں کہا جا سکتا بلکہ تالیف کی صورت ہو گئی ہے۔

اختتام:۔

"وہ بولی کہ خدا نے چاہا تو صبح کی شب دوسرا ایک قصہ جو اس سے نہایت خوب اور دل پسند اور مرغوب ہے کہہ سناؤنگی اور سامع کے دل کو خوش کرونگی۔"

ترقیمہ:۔

بفضل حضرت کبریا اور بجناب خاتم رسل و انبیاء یہ دوسری جلد حکایات الجلیلہ جس میں ایک سو آٹھ کی نقلاں ہیں۔ سنہ ۱۲۵۵ھ ایک ہزار دو سو پچپن ہجری نبوی۔ مطابق سنہ ۱۸۳۹ء ایک ہزار آٹھ سے انچالیس عیسوی میں حسن اختتام پائی۔

اس جلد میں دو جلدیں۔ گورنر مدراس لفٹنٹ جنرل رائٹ آنریبل سر فریڈرک آڈم کی توجہ اور ایما سے مدراس کے مدارس کے لئے ترجمہ ہونے کا تذکرہ کیا گیا ہے یہ کتاب مدراس میں طبع ہوئی تھی اب نایاب ہے۔

(۳۳۰) ترجمہ سبعہ لیلی

نمبر قصص (۳۰۷) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۸۲)

سطر (۱۱) خط نستعلیق۔

مصنف ۔ عبد المولی خاں مشکور

تاریخ ترجمہ قریب ۱۲۵۰ھ ۔ کتابت ۱۲۷۲ھ

مترجم شمالی ہند کے باشندہ تھے۔ عربی کی اچھی قابلیت رکھتے تھے۔ تفصیلی حالات معلوم نہ ہو سکے۔

آغاز :۔

آغاز میں تو اشعار ہیں اس کے بعد نثر میں داستان شروع ہوتی ہے۔

"شاہد اصلی کی صورت عشق کی تصویر ہے
بندگی میں جس کے ہر دم خامہ تحریر ہے
مصحف صورت پہ ہر معشوق کے ہر امر ناز
عشق کے برزق کا . . . . تطہیر ہے

. . . .

ہزاروں سجود عجز آمود اوس واجب الوجود پہ جنہہ دلنود کو کہ ہر یک حرف وحدت کا جلوہ گر اوس کے شہود ذات کا . . . .

. . . .

یہ الف لیلیٰ کے طرز کی داستان ہے اس داستان کا آغاز ہندوستان کے ملک سے کیا گیا ہے کہ یعنی ہندوستان کے کسی ملک کا بادشاہ نوروز شاہ تھا اس کی عادت تھی کہ ہر روز ایک عورت سے شادی کرتا اور دوسرے دن اس کو رخصت کر دیتا۔ بادشاہ کی اس عادت کی وجہ دور دور کے ملکوں سے حسین لڑکیاں آتی تھیں۔ ایک مرتبہ ایک سوداگر نے ایک لڑکی لائی اس کا نام نیک دخت تھا اس لڑکی کے متعلق منجموں نے کہا تھا کہ ایک دن شاہی ملکہ بنے گی اور اس کی وجہ سے بادشاہ کے ملک کو چار چاند لگ جائینگے۔ سوداگر نے نوروز شاہ سے اس لڑکی کی شادی کر دی۔ نیک دخت نے اپنی دائی کو کہا تھا کہ روز نئی کہانی بیان کرے۔ چنانچہ جب بادشاہ ہم بستری کے لئے آتا دائی کہانی بیان کرتی۔ کہانی کا اختتام صبح کو ہوتا۔ اس طرح بادشاہ کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ اور اس طرح کئی کہانیاں بیان کی گئی ہیں نیک دخت نے بادشاہ کو مجبور کر کے تمام دوسری عورتوں کو امیروں سے شادی کرا دی خود ملکہ بن کر خوش و خرم رہنے لگی۔

اختتام :۔ بھی اشعار پر ہوا ہے۔

مجھے ثمرے تیرے باغ بدل سے فی الفور
کہ روز و شب ہے میرا حال جاں گدازی کا
نہیں ہے صبر کی طاقت مجھے کہ صبر کروں
کہ غم زمانے کا مجھ میں ہے بس درازی کا

ترقیمہ

ہذا کتاب سبعہ لیلیٰ بتاریخ سیزدہم محرم الحرام ۱۲۷۲ھ

(۳۳۱) قصہ وسواس

نمبر الحساب دستاویز (۵۶۳) سائز (۹×۵) صفحہ (۲۴)

سطر (۱۱) خط نستعلیق۔

مصنف ۔ کاظم علی جواں ۔ تاریخ تصنیف ۱۲۱۵ھ

کاظم علی نام جواں تخلص، فورٹ ولیم کالج کے مترجموں میں شامل تھے، لکھنو ان کا وطن تھا۔ ڈاکٹر گلکرسٹ کے ساتھ ہندی جس کو اس زمانے میں برج بھاشا کہتے تھے واقف تھے۔ مصنف ارباب نثر اردو نے کاظم علی کا تذکرہ کیا ہے لیکن اس افسانہ کا ذکر نہیں ہے۔ شکنتلا ناٹک کا اونہوں نے ترجمہ کیا تھا۔ بارہ ماسہ اور دیوان بھی ان کی یادگار ہیں ۔ ۱۲۱۵ھ میں کاظم علی کا انتقال ہوا ہے۔

آغاز:۔

"خدا کا نام لے پہلے زباں پر
لگا پھر دل کو اپنے داستاں پر

یہ قصہ فرخ سیر بادشاہ کے زمانہ میں تھا تیسر کی بھاکا سے برج کی بولی میں تھا۔ اب شاہ عالم بادشاہ کے عہد میں بارہ سو پندرہ ہجری مطابق اٹھارہ سو ایک عیسوی میں حسب فرمائش جناب مسٹر گلکرسٹ صاحب عالی شان کے امام علی شاعر نے جو تخلص جوان ہے۔ ہندی ریختی کی زبان میں بیاں کیا۔"

اس داستان میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص وسواس جنگل میں خدا کی عبادت کرتا تھا۔ اور رات دن اسی میں مشغول رہتا تھا۔ ریاضت کے باعث وہ دبلا پتلا ہو گیا۔ بالآخر اس کی ریاضت سے اس پر کشف ہونے لگا اور وہ عجیب عجیب طلسمات ظاہر کرنے لگا۔ کہیں ہوا میں اڑتا۔ کہیں معلق رہتا راجہ اندر نے اس کی آزمائش کرنا چاہا اور مختلف طرح سے آزمائش ہونے لگی۔ ایک خوبصورت عورت اس کے پاس بھیجی گئی اور وہ اپنے کرشمہ و عشوہ سے زاہد کو مائل کرنا چاہا۔ مگر زاہد ثابت قدم ثابت ہوا

اختتام:۔ (ناقص الآخر ہے)

آخر شش ڈھونڈتے ڈھونڈتے وہاں گذر ہوا جہاں راجہ جی کی جال باز فوجیں مل رہی تھیں۔"

---

(۳۳۲) مہک جہاں

نمبر کتاب (۷۹۰ جدید) سائز (۵×۸½) صفحہ (۲۱۲) سطر (۱۳) خط نستعلیق

مصنف ۔ امداد علی خاں

تاریخ تصنیف ۱۲۶۸ھ کتابت ۱۲۶۸ھ

امداد علی خاں کے والد کا نام عباس علی خاں تھا اور وہ چودھری کے لقب سے مشہور تھے۔ ان کا وطن کلیان تھا۔ مصنف نے اپنے بچے سے ایک ہندی داستان سنکر انہوں نے اس کتاب کو تالیف کیا۔

آغاز:۔

"حمد و ستائش اور سپاس و نیائش بے حد و غایت و نہایت اس حکیم مطلق اور صانع برحق کی حضرت بے پایاں کو سزاوار اور شایاں ہے کہ جس نے اپنی حکمت کاملہ اور صنعت فاضلہ سے فرش خاک کو سطح آب پر بچھایا۔"

ایک طویل دیباچہ ہے۔ اس کے بعد نفس مضمون شروع ہوتا ہے۔ اس کو چند مقالوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور کردار کی درستی کے لئے اخلاقی کہانیاں درج کی ہیں

اختتام:۔

"پس کریم مطلق و جود برحق اپنے محبوب کریم صلعو رحیم اور ان کی آل ذی التعظیم اور اصحاب باتکریم ذوی مستقیم سے اس عاصی پر معاصی کے گناہان عظیم کو بخشے اور اس تہی دست عبادات بلسان خیرات نجات نعیم نصیب کرے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔"

(۶) شہادت نامے۔ دہ مجلس اور مرثیے

---

(۳۳۳) روضۃ الشہداء

نمبر مثنوی (۳۳۳) سائز (۶×۱۰) صفحہ (۶۸) سطر (۱۵) خط شکستہ مصنف ۔ ولی ویلوری

تاریخ تصنیف ۱۱۳۳ھ ۔ کتابت [illegible]

میر ولی فیاض نام اور ولی تخلص ویلوری متوطن کا دو ۔ اولی جو یہ دو نو مثنوی ان کی تصنیف ہے ۔ ان کا تعلق بات کدھ والا قہ مدرس سے اور وجو ہ سے رہاست وساکر ہ پہ کرنول سد ھو ت کا عرصہ تک ملازم رہا ۔ آخر زمانہ میں بیدر چھوڑ کر مدرس میں جا کر مقیم ہو گیا ۔ کئی تصنیفات اس کی یاد گار ہیں ۔

دکن میں اردو ۔ اور مدراس میں اردو میں ان کے حالات درج ہیں ۔

آغاز

عجب یہ داستاں ہے غم کی مشکل
کہ بسم اللہ میں بسمل ہوا دل
بروایل آنکھوں سے کہ لہو جیگر کا
لکھوں [illegible] حوالی میں خبر البشر کا
محمد ہے در دریائے وحدت
محمد اختر برج نبوت

ولی نے حسین کاشفی کی روضۃ الشہداء کو اردو میں ترجمہ کیا ہے ۔ اس کو دس باب یا دس مجلس میں تقسیم کیا ہے ۔ اس لئے اسکو دہ مجلس سے موسوم کیا گیا ۔ مجلسوں کی تقسیم یہ ہے ۔

(۱) وفات آنحضرت صلعم (۲) وفات بی بی فاطمہ زہرہؓ (۳) شہادت حضرت علیؓ (۴) وفات امام حسنؓ (۵) ذکر امام حسینؓ شہادت مسلمؓ (۶) شہادت فرزندان مسلم (۷) امام حسینؓ کی روانگی کربلا (۸) احباب امام حسینؓ کی شہادت (۹) شہادت فرزندان امام حسینؓ اور شہادت امام علیہ السلام (۱۰) واقعات مابعد شہادت ۔

یہ نسخہ کامل ہے ۔ آغاز کے چند شعر نہیں ہیں ۔

اختتام :-

یہ روضہ درد کا میں نے کہا ہوں
شہادت خوب [illegible] اس پہ کیا ہوں
الٰہی واسطے حضرت نبی کے
وصی مصطفےٰ یعنے علی کے
بحق حضرت حسنینؑ دو ور
پذیرا ہو میری یہ عرض کمتر

ترقیمہ :- بفضلہ بتاریخ بست وہفتم شہر

صفر المظفر ۱۲۶۲ھ ہجری۔ کتاب روضۃ الشہداء
بہ ید فقیر سید احمد محمد القادری المقلب بہ لقب
حق نما ترتیب، تمام یافت۔

روضۃ الشہداء دو مرتبہ بمبئی میں یعنی ۱۸۷۵ء اور ۱۸۷۹ء میں طبع ہوئی ہے۔ ممکن ہے حیدرآباد میں بھی طبع ہوئی ہو۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ اس کیا جا سکتا ہے کہ اس کے قلمی نسخے بھی متعدد پائے جاتے ہیں چنانچہ کتب خانہ ہذا میں (۲۱) نسخے ہیں اور کتبخانہ سالار جنگ میں (۹) نسخے ہیں۔ اس کے علاوہ کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو اور یورپ میں بھی اس کے قلمی نسخے موجود ہیں۔

اس کتاب کی سن تصنیف کے متعلق کچھ شبہات ہیں لیکن یہاں تک میں نے تحقیق کی ہے سنہ ۱۱۳۰ھ میں ان کا مرتب ہونا ثابت ہوتا ہے۔

(۳۳۴) روضۃ الشہدا (دوسرا نسخہ)

نمبر مثنوی (۵۲۰) سائز (۹×۷) صفحہ (۲۶۳)
سطر (۱۲) خط نستعلیق

آغاز:-

کروں میں نامہ کو بسم اللہ سوں آغاز
اچھوں تا میں فصاحت سوں سرافراز
سر دل کیا [illegible] جیوں یک سخن میں
بندیا جیو دم کے رشتہ سوں بدن میں
حکیم ایسا کہ لا کر دست تدبیر
نکالیا [illegible] کا شکم چیر

نامکمل نسخہ ہے۔ کیونکہ حمد کے شعر موجود ہیں۔ باقی [illegible] اشعار نہیں ہیں۔

اختتام:-

یتیماں کوں دیکھو اپنی نظر کر
ہوں پہلی کیوں پریشاں حال مضطر
سگل اس ٹھار رو رو یوں پڑے
جو دھری کیوں نہ تڑلکتیں تلملائے

ترقیمہ:-

تمت تمام شد روضۃ الشہداء علیہ السلام
التاریخ سترویں ماہ رجب۔ کاتب الحروف
سید عبدالرحمان ولد محی الدین صاحب قوم برہانی۔

(۳۳۵) روضۃ الشہداء (تیسرا نسخہ)

نمبر تاریخ (۱۷۶۶) سائز (۸×۵) صفحہ (۲۲۱)
سطر (۱۳) خط شکستہ۔ کتابت ۱۲۶۹ھ
ناقص الاول

آغاز:-

یقیں سمجھو جسے یو غم نہ بچے گا
حقیقت میں نبی آدم نہ بچے گا
کروں میں مجلس اول میں تحریر
وفات سید عالم کی تقریر

آغاز کے کئی اشعار اس میں نہیں ہیں۔ اور اس کتاب کا نام "دہ مجلس" لکھا گیا ہے۔

اختتام

کیا ہوں ختم جب یو درد کا قال
اگیارہ سو پہ تھا سن تیسواں سال
زمانہ مہدئ آخر زماں کا
اتھا اس باعث امن و اماں کا
کہا ہاتف نے یو تاریخ مقبول
ولی کا بھی سخن حق پاس مقبول

ولی اب رکھ قلم ہور ختم کر بات
نبی اور آل اوپر بول صلوات

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد کار من نظام شد ۱۲۶۵ھ

(۳۳۶) روضتہ الشہدا (چوتھا نسخہ)

نمبر تاریخ (۲۲۲۳) سائز (۸×۵) صفحہ (۳۶۲)
سطر (۱۵) خط۔ ثلث۔ ناقص الاول یعنے
ابتدائی صفحے مٹ گئے ہیں۔

آغاز:۔

. . . . . . سوں آغاز
اچھوتا میں فصاحت سوں سرفراز
. . . . . . سخن سیں
ہندیا چھوڑ دم کے رشتے سوں . .

آغاز کی طرح اختتام پر بھی دوسرے کاغذ سے جوڑا گیا ہے۔

(۳۳۷) روضتہ الشہدا (پانچواں نسخہ)

نمبر تاریخ (۲۵۱۳) سائز (۸×۵) صفحہ (۳۰۶)
سطر (۱۵) خط شکستہ

آغاز:۔

کروں نامہ کوں بسم اللہ سوں آغاز
اچھوتا میں فصاحت سوں سرفراز

اختتام:۔

ولی اب رکھ قلم ہور ختم کر بات
نبی ہور آل اوپر بول صلوات

(۳۳۸) روضتہ الشہدا (چھٹا نسخہ)

نمبر تاریخ (۲۰۰۱) سائز (۶×۱۰) صفحہ (۳۲۰)
سطر (۱۳) خط شکستہ۔ کتابت ۱۲۳۲ھ؟

آغاز:۔

کروں نامے کوں بسم اللہ سوں آغاز
اچھوتا میں فصاحت میں سرفراز

اختتام

ولی رک قلم ہور ختم کر بات
نبی ہور آل اوپر بول صلوات

ترقیمہ

تمام شد روضتہ الشہدا وقت دوپہر بروز چہارشنبہ بتاریخ بست ویکم ربیع الثانی ۱۲۳۲ھ
کاتب الحروف محمد فہیم۔

(۳۳۹) روضتہ الشہدا (ساتواں نسخہ)

نمبر کتاب (۳۳۹ جدید) سائز (۱۰×۷ ۳/۴ انچ)
صفحہ (۲۰۵) سطر (۳۱) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

کروں نامہ کوں بسم اللہ سوں آغاز
اچھوتا میں فصاحت میں سرفراز

اختتام:۔

ولی اب رکھ قلم ہور ختم کر بات
نبی ہور آل اوپر بول صلوات

(۳۴۰) جنگ نامہ قاسم

(روضتہ الشہدا کا ایک حصہ)

نمبر مثنوی (۵۱۴) سائز (۸×۵) صفحہ (۲۲)
سطر (۱۶) خط شکستہ۔ مصنف ولی ویلوری
تاریخ تصنیف ۱۱۳۴ھ
ولی ویلوری کے حالات گذر چکے ہیں۔

آغاز

ولی اینچہ غم تو بہت نکو ثبات   انکے ماتم کرے یا کوں نہیں ابھی چھو شب

درصل یہ روضۃ الشہدا کا ایک حصہ ہے جس کو جنگ نامہ قاسم سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس میں امام قاسم کی شہادت کا حال درج ہے۔

اختتام :-

دلی اب رکھ قلم ہور ختم کر بات
نبی ہور آل پر نعت بول صلوات

خاتمہ کے شعر سے ظاہر ہے کہ اختتام روضۃ الشہدا ہی کا ہے۔

ترقیمہ :-

ابن ملک محمد صاحب .... ولد فیض

(۳۴۱) گنجینۂ شہداد

نمبر تاریخ (۱۶۹۴) سائز (۱۱×۶) صفحہ (۹۵۳)
سطر (۱۰) خط نستعلیق مصنف۔ امان اللہ
تاریخ تصنیف قبل ۱۱۵۵ھ

شاہ امان اللہ عرف شاہ وزیر صاحب سادات بخارا سے تھے۔ ان کو ان کے نانا سید محی الدین بن محمد طاہر سے بیعت اور خلافت حاصل تھی ۱۱۶۵ھ میں امان اللہ کا انتقال ہوا۔ بیرون شہر حیدرآباد متصل ... وطن آپ کا بخارا سے ہے۔ آپ کے اجداد گولکنڈہ میں رہا کرتے تھے۔ ... انتقال کے بعد شاہ امان اللہ حیدرآباد آکر مقیم ہوئے۔ شاعری سے آپ کو دلچسپی تھی۔

آغاز میں ایک عربی ... ہے۔ اس کے بعد سورہ ... نقل کیا گیا ہے۔ تیسرے صفحے سے نفس مضمون شروع ہوتا ہے۔

آغاز :-

... ... | حمد ثنا اللہ کی بولوں
... ... | نعت کہوں میں رسول اللہ کی

بعد ز نعت نبی .... صفت کروں میں آل اصحاب

اس کتاب میں اولاً ۲۹ صفحے تک تصوف کے مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد خدا کے ۹۹ ناموں کی صراحت اشعار میں کی گئی ہے۔ اس کے بعد اس مثنوی کو چند ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر باب کو گنجینہ سے موسوم کیا گیا ہے۔

پہلے گنجینہ میں خدا، جبرئیل، آنحضرت صلعم، خلفائے راشدین، امام حسن اور امام حسین، سید عبدالقادر جیلانی کے ناموں کی صراحت ہے۔ دوسرے باب یعنے گنجینہ میں عقاید اور فقہ کے چند مسائل درج ہیں۔ تیسرا گنجینہ آنحضرت صلعم کی ولادت کا تذکرہ ہے۔ چوتھے گنجینہ معجزات کا ذکر ہے۔ اس کے بعد کے گنجینہ میں تفضیلت خاتون الشہدین بی بی فاطمہ زہرہ امام حسن اور امام حسین اور سیدنا عبدالقادر جیلانی کی فضیلت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ پھر شجرہ خاندان قادریہ درج ہے اسکے بعد کے گنجینوں میں وفات آنحضرت صلعم، پھر وفات حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور امام حسن اور امام حسین کی شہادت کا حال لکھا گیا ہے۔

بعض اشعار کے درج کرنے کے بعد سرخی سے "دوہرہ" لکھا گیا ہے اور پھر عنوان دیکر ایک ایک شعر درج ہے اس کے بعد پھر دوہرا۔ دوہرا فقرہ شروع ہوتا ہے۔ بعض "دوہرہ" کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

نعمت اوس پر ہے سدا جو شریعت سیں دور
اوس کا مرشد ہے بتا شیطان سے دیکھو

شہادت میں شہادت کیسے جو درخت میں پھول
اول خاص رسول کی دائم بنت رسول

اول بسم اللہ پڑھوں پیچھے کروں کلام
نبی نبی کے آل پہ بھیج درود و سلام
ظالم کے اوپر رہا لعنت بیچ قرآں
حکم قرآں و حدیث کا . . . بیاں انساں

اختتام:

گنجینۂ شہدا پر تمام ہوئی
خاتمہ خیر پر ختم تمام ہوئی
قصص الخاص و قصاص ہے گنجینۂ شہدا
خاتمہ خیر پر ختم کر کہیں

اس کے بعد سنت جماعت کے چاروں اماموں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ کتاب ناقص الآخر ہے۔
جامعہ عثمانیہ میں اس کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔

(۳۴۲) روضۃ الاطہار

نمبر تاریخ (۱۱۹۱) سائز (۵×۹) صفحہ (۴۴۴)
سطر (۷،) خط نستعلیق۔
مصنف۔ سید نوازش علی شیدا۔
تاریخ تصنیف ۱۲۰۱ھ۔ کتابت ۱۲۰۸ھ

سید نوازش علی نام شیدا تخلص۔ حیدرآباد کے مشہور شاعر، آصف جاہ ثانی (نظام علی خاں) کے دور میں میر ساماں کی خدمت پر مامور تھا۔ اس کے ساتھ شاہی عاشور خانہ کی جنتمی بھی متعلق تھی۔
شیدا کی کئی ضخیم مثنویاں ہیں۔ جن میں سے ایک روضۃ الاطہار ہے۔ اور دوسری اعجاز احمد جو آنحضرت صلعم کی سیرت پر مشتمل ہے۔ تیسری مثنوی گلشن ایمان کے نام سے موسوم ہے
شیدا کے حالات مرقع سخن، اردو، دکن میں اردو وغیرہ کتابوں میں درج ہیں۔ انتقال کا صحیح سنہ معلوم نہیں ہوا البتہ ۱۲۱۲ھ تک بقید حیات رہنے کا ثبوت ملتا ہے۔

آغاز:

اول حمد خدا سوں ہو سرفراز
کروں میں روضۃ الاطہار آغاز
دو عالم نام ہے اس کے شیدا
شہادت کا کیا عالم وہ پیدا
حکم سیں اوس کی کیا اللہ اکبر
قبولا حلق اسمٰعیل خنجر

روضۃ الاطہار میں امام حسین کی شہادت کا تذکرہ بارہ مجلسوں میں کیا گیا ہے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔
(۱) پہلی مجلس وفات آنحضرت صلعم (۲) دوسری مجلس ولادت اور وفات بی بی فاطمہ زہرہ (۳) تیسری مجلس شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ (۴) چوتھی مجلس وفات امام حسن (۵) پانچویں مجلس امام حسین کی ولادت مدینہ سے مکہ کو روانگی اور حضرت مسلم کو کوفہ روانہ کرنا اور ان کی شہادت (۶) چھٹی مجلس شہادت فرزندان مسلم (۷) ساتویں مجلس امام حسین کا کوفہ کو روانہ ہونا (۸) آٹھویں مجلس امام حسین کے رفقاء اور احباب کا شہید ہونا (۹) نویں مجلس عباس اور قاسم کی شہادت (۱۰) دسویں مجلس علی اکبر علی اصغر اور امام حسین کی شہادت (۱۱) گیارھویں مجلس اہل بیت رسالت کا قیدی بن کر دمشق کو جانا (۱۲) بارھویں مجلس اہل بیت رسالت کا دمشق پہونچنا اور یزید سے گفتگو اسی پہ مثنوی ختم ہوتی ہے۔

اختتام:

تصدق سید آوں اپنے ساجی کے
غلاموں اوپر تھا آل نبی کے

ہزاراں سیں درود اور تحیت
نبی پر اونکے جو ہیں آل و عترت

ترقیمہ:-

ختم کتاب ہذا الکتاب بعون اللہ الملک الوہاب
بتاریخ احد عشر من شہر جمادی الاول ۱۲۵۶ھ

چونکہ تصنیف کے دو سال بعد کا نسخہ ہے اس لئے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ روضۃ الاطہار دکن میں بہت مقبول رہی ہے۔ اس کے متعدد قلمی نسخے دستیاب ہوئے ہیں۔ چنانچہ کتب خانہ ہذا میں سات نسخے ہیں۔ اور کتب خانہ سالار جنگ میں سات نسخے موجود ہیں۔ ادارۂ ادبیات اردو میں اور جامعہ عثمانیہ میں اس کے قلمی کئی نسخے ہیں۔

(۳۴۳) روضۃ الاطہار (دوسرا نسخہ)

نمبر تاریخ (۱۲۹۱) سائز (۹×۵) صفحہ (۳۶۶)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ کتابت ۱۲۳۳ھ

آغاز

اول حمد خدا سے ہو سرافراز
کروں میں روضۃ الاطہار آغاز

اختتام:-

ہزاراں سے درود اں اور تحیت
نبی پر اونکی جو ہیں آل عترت

ترقیمہ:-

کتاب روضۃ الاطہار من تصنیف مولوی ... علی
... بتاریخ ... شہر ... الاول ...
... ...
مہر ...

(۳۴۴) روضۃ الاطہار (تیسرا نسخہ)

نمبر دواوین (۵۱۰) سائز (۹×۶) صفحہ (۳۱۸)
سطر (۱۲) خط نستعلیق

اس نسخہ میں صرف چھ مجلسوں کا تذکرہ ہے۔ باقی چھ مجلس درج نہیں ہیں۔

آغاز:-

اول حمد خدا سیں ہو سرفراز
کروں میں روضۃ الاطہار آغاز

اختتام:-

نہیں وہ داغ مہر مغفرت ہے
کہ جس میں دو جہاں کی امنیت ہے

کتاب کے آخر پر ایک مہر اعتصام الملک ۱۲۶۱ ہجری ثبت ہے اور حسب ذیل عبارت درج ہے۔
تاریخ تولد میر کاظم علی خاں مرحوم ہفتم ذی حجہ ۱۲۵۶ھ
انتقال پانزدہم جمادی الثانی ۱۲۶۹ھ

(۳۴۵) روضۃ الاطہار (چوتھا نسخہ)

نمبر کتب ۲۸۳۱ ... سائز (۹½ × ۶½ انچ)
صفحہ (۲۶) سطر (۵) خط نستعلیق۔
یہ ناقص نسخہ صرف پہلی مجلس کا (جس میں حالات شہادت فرزندان مسلمؓ) درج ہیں۔

آغاز:-

محباں مجلس ششم کو سنا
کرو انجواں سیتی تم چشم کوں تر

اختتام:-

ارے شیدا میاں توں ...	محباں ہوئے گا تیا ...
نہیں وہ داغ مہر مغفرت ہے	کہ جس میں دو جہاں کی امنیت ہے

ترقیمہ ... ... فرزندان ...

(۳۴۶) روضۃ الاطہار (پانچواں نسخہ)

نمبر کتاب (۱۰۲ جدید) سائز (۸ ½ × ۵ ½ انچ)
صفحہ (۵۸۲) سطر (۱۱) خط نستعلیق
تاریخ کتابت ۲۳ رجب ۱۲۷۰ھ ناقص الاول۔

آغاز:-

میری اُمت اگرچہ ہے گنہگار
تو اون کو بخشیو اے میرے غفار

اختتام:-

ہزاراں سیں درود اں اور تحیت
نبی پر اون کے جو ہیں آل و عترت

ترقیمہ

بتاریخ بست وسیوم ماہ رجب ۱۲۷۰ ہجری باتمام رسید

(۳۴۷) روضۃ الاطہار (چھٹا نسخہ)

نمبر کتاب (۳۶۱۲ جدید) سائز (۸ ½ × ۵ ½ انچ)
صفحہ (۵۸۲) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

آغاز:-

اول حمد خدا سیں ہو سر افراز
کروں میں روضۃ الاطہار آغاز

اس نسخہ پر ملکیت کے تحریرات اور ایک مہر مہدی الدین علی ۱۲۵۳ھ کی ثبت ہے

اختتام:-

ہزاراں سیں درود اں اور تحیت
نبی پر اون کی جو ہیں آل و عترت

ترقیمہ:-

تمت الکتاب روضۃ الاطہار بعون خالق کردگار
بتاریخ نوزدہم شہر رجب المرجب ۱۲۳۱ ہجری قدسی
بشوق تمام برائے خواندن خود نوشتہ صحیح نمودہ شد

(۳۴۸) روضۃ الاطہار (ساتواں نسخہ)

نمبر کتاب (۳۲۷۷ جدید) سائز (۸ ¾ × ۵ ¾ انچ)
صفحہ (۲۲۱) سطر ۱۲-۱۵ و مختلف خط نستعلیق
تاریخ کتابت ۱۲۵۰ھ - ناقص الاول ہے

آغاز:-

خزاں میں تا جلا دی دل ہو بلبل
بہاروں میں نہ دیکھے صورت گل

یہ نسخہ نہایت کرم خوردہ ہو گیا ہے۔

نوٹ:- اور اس نسخہ کے اوراق کو جلد ساز نے غیر مرتب کر دیا ہے۔

اختتام:-

ہزاروں سے درود اں اور تحیت
نبی پر اون کے جو ہیں آل و عترت

ترقیمہ:-

ایں مجلس دوازدہ بتاریخ نہم ماہ رجب المرجب ۱۲۵۰ھ
با اشتیاق تمام ... کمترین سید علی ولد سید معروف
... نزدیک مسجد در توشہ خانہ اکبر جاہ ... بقلم آوردہ
(یہ ترقیمہ آخر سے دس بارہ ورق پہلے تحریر ہے)

(۳۴۹) زاد الآخرت

نمبر کتاب (۲۸۸۲، سائز ۷×۷، صفحہ (۲۸۲)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔
مصنف - ذوالقدر علی خاں - صفا
تاریخ تصنیف - ۱۲۳۲ھ
مصنف کے حالات صفحات گزشتہ میں درج ہو چکے ہیں

آغاز:-

وہی عالم ہے میری شرح غم کا
جو طرح انگیز ہے لوح و قلم کا

آغاز:-

باب پہلا بیان میں مسلم بن عقیل کے بیچ کوفہ کے اور خبردار ہونا یزید کا اور روانہ کرنا عبید اللہ بن زیاد کا واسطے مدد ... کوفہ کی اور ذکر شہادت حضرت مسلم بن عقیل کا اور بعض دوستوں سے۔

اس کتاب میں تیس باب ہیں جس میں امام حسین کی شہادت اور اوس کے مابعد کے واقعات تفصیل کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔

اختتام

"بعد اوس کے ... ہوا۔ اور نو سال کے بعد وہ بھی مرض موت میں گرفتار ہو کر دوزخ میں گیا۔ اور یہ تمام خورد و کلاں کے مخفی نہ رہے کہ خواندہ و نویسندہ کے نزدیک حق تعالیٰ ثواب عظیم میں داخل ہونے کے واسطے کو ذکر امام حسین ہے۔"

ترقیمہ

تمام شد بتاریخ ۲۱ ذیقعدہ ۱۲۹۰ھ

(۳۵۳) بستان شہادت

نمبر مناقب ۹۱ ... سائز ۹×۵ صفحہ ۲۱۱

سطر ... خط نستعلیق مصنف سید محمد

تاریخ تصنیف ۱۲۵۰ھ

مصنف کے والد کا نام سید درویش اور دادا سید نور اللہ نام تھے ... سید علی محمد قادری تھے مصنف ... کے متوطن ... کے شاگرد تھے۔

دیباچہ میں لکھا ہے کہ ... وقت ... واقعات ... اس لئے ... اس کتاب کو تصنیف کیا ہے۔

آغاز:- حمد و ثنا اس خالق بے ہمتا کو سزاوار ہے کہ جس کے قضا و قدر کے آگے انبیاء اپنے سروں کو تسلیم کرتے اور جس کی بندگی کے لئے تمامی موجودات سربسجود ہوگئیں ہیں

اس کتاب میں، ولا دیباچہ ہے جس میں اونھوں نے ان تمام کتابوں کا تذکرہ کیا ہے جس سے مدد لی گئی ہے۔

اصل کتاب کو جن ابواب میں تقسیم کی گئی ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) امام حسین کا نام پیدائش کا حال (۲) امام حسین کی شان میں حدیثیں (۳) صحابہ امام حسین کی بندگی اور تعظیم کرنے کا بیان (۴) امام حسین کا مدینہ سے مکہ کو آنا (۵) کوفیوں کا خطوط لکھنا (۶) امام حسین کا مکہ سے کوفہ کو روانہ ہونا (۷) شہادت امام حسین علیہ السلام۔

اس کے بعد پھر چند واقعات "فائدہ" کے عنوان کے تحت لکھے گئے ہیں۔

(۱) وہ امور جو شہادت امام حسین کے بعد جاری ہوئے

(۲) وہ واقعات جو امام حسین کی شہادت کے بعد ظہور میں آئے۔

(۳) خدا کا امام حسین کے قاتلوں سے بدلہ لینا۔

(۴) امام حسین کی اولاد (۵) مرثیہ لکھنے کا فائدہ اور غم کرنے کا بیان (۶) یزید پر لعنت کرنے کا حکم۔

اختتام:-

اس حدیث کے بعض سند اس سے ملایا جائے تو ایک نوع کا قوت اسکو پیدا ہوتا ہے اور انکار کرنا ابن تیمیہ کا اس حدیث سے فقط وہم ہے۔ واللہ اعلم وصلی اللہ علیہ وسلم۔

ترقیمہ:-

الحمد للہ تاریخ اتمام بستان الشہادت از سید خواجہ محی الدین صاحب سر چشم گفت بستان الشہادت

از سید محمد صاحب۔

(۳۵۴) بستانِ شہادت (دوسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۲۲۶۴ جدید) سائز (۷ ½ × ۵ انچ)
صفحہ (۱۷۴) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

"حمد و ثنا اس خالق بے پروا کو سزاوار ہے کہ جسکی قضاء وقدر کے آگے انبیاء اپنے سروں کو تسلیم کر دیئے۔ الخ"

اس رسالہ میں معتبر و مستند کتب (یعنی شرح ہمزیہ ابن حجر مکی و جواہر العقدین سمہوری اور امام احمد کی کتاب مناقب) سے مناقب اور شہادت امام حسین کے حالات تالیف کئے ہیں۔ خصوصاً شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے ایک رسالہ جو ۱۲۵۳ھ میں عربی میں تالیف فرمایا تھا اس کو زبان ہندی (اردو) میں ترجمہ کیا اور اس میں تاریخ کبیر ابن اثیر و تاریخ الخلفاء امام سیوطی اور مرات الجنان امام یافعی اور طبقات الشعرانی اور صواعق محرقہ ابن حجر مکی اور قرۃ العین فی شہادت الحسین مولفہ مولوی صبغۃ اللہ بالالو وغیرہ سے حالات شہادت اضافہ کرکے یہ کتاب تالیف کی گئی اور اس کا نام تاریخی بستان الشہادت رکھا۔
۱۲۵۴ھ

اختتام

"ابن قتادہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے عاشورے کے دن روزہ رکھا ہے۔"

(۳۵۵) ضیاء الابصار

نمبر تاریخ (۲۰۰۲) سائز (۱۳×۱۰) صفحہ (۸۷۶)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ بہ خط مصنف مجلد۔
مصنف۔ اکبر علی۔ تاریخ تصنیف ۱۲۳۳ھ

سید اکبر علی کے والد کا نام سید فضل علی تھا۔ عربی فارسی کی اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے۔ بچپن سے مجالس عزا کا

شوق تھا۔

اس کتاب کو مجتہد علامہ سید دلدار علی صاحب کے حسب ایماء مرتب کیا ہے۔

آغاز:۔

"الحمد للہ الذی جعل الدنیا الخ
بعد حمد و صلوات کے ایسا کہتا ہے بندۂ خاطی غریق محیط معاصی اکبر علی ابن سید فضل علی رضوی عفی اللہ عن جرمہما کہ سن تمیز سے طبیعت اثم کی راغب طرف حضوری مجلس عزا کی اور خوگر بسوی استماع مصائب حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی تھی۔"

اس ضخیم کتاب میں امام حسین کی شہادت کے متعلق تفصیل سے حالات لکھے گئے ہیں۔ اور مناقب جمع کئے ہیں۔ کتاب کو چودہ باب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ چودہ باب کی صراحت حسب ذیل ہے۔

(۱) ولادت حضرت امام حسین علیہ السلام (۲) فضائل و مناقب حضرت امام حسین (۳) مکارم اخلاق حضرت حسین (۴) معجزات امام حسین (۵) ثواب گریہ و بکا (۶) آیات قرآنی در فضائل امام حسین (۷) ثواب زیارت اور احادیث فضیلت آل محمد (۸) حضرت امام حسین کا مکہ معظمہ آنا (۹) مسلم ابن عقیل کو کوفہ روانہ کرنا (۱۰) شہادت حضرت حر اور دیگر اصحاب امام حسین کی شہادت (۱۱) شہادت [illegible] اور شہادت [illegible] حسین علیہ السلام (۱۲) واقعات بعد شہادت امام حسین (۱۳) واقعہ شہادت فرزندان مسلم و جواب ام سلمہ اور ابن عباس (۱۴) بعض قاتلان امام حسین جو دنیا میں بعد شہادت ہلاک ہوئے
کتاب کی طرز تحریر یہ ہے کہ اولاً عربی میں کوئی حدیث یا قول نقل کیا ہے۔ اس کے بعد اس کا ترجمہ کیا اور پھر

مزید صراحت کرتے گئے ہیں۔

اختتام:-

"جو مومن ان احادیث کی نقل کرے یا پڑھ کر رلائے یا خود روئے دعاء مغفرت سے اس ذلیل کو فراموش نکرے۔ وباﷲ العظیم"

(۳۵۶) ریاضِ حسین

نمبر مثنوی (۸۷) سائز (۹×۱۴) صفحہ (۳۶۵)

سطر (۲۱) فی کالم ۲۲ شعر

مصنف۔ غلام علی عشرت

تاریخ تصنیف ۱۲۳۹ھ کتابت [illegible]ھ

غلام علی عشرت کے حالات صفحات ماقبل میں گزر چکے ہیں۔

آغاز:-

سپاس و ثنا خدائے جہاں
کئے جنے پیدا زمین و زماں
بیک حرف کن سب کو پیدا کیا
خدائی کو یعنے ہویدا کیا

مثنوی عنوانات کے تحت لکھی گئی ہے جنکی صراحت درج ہے

(۱) [illegible] حضرت آدم کا حال (۲) آدم کا [illegible] کے [illegible] (۳) آدم اور حوا [illegible] (۴) [illegible] (۵) [illegible] (۶) [illegible] (۷) [illegible] (۸) [illegible] امام حسین کو [illegible] (۹) یوسف علیہ السلام [illegible] (۱۰) [illegible] زین العابدین [illegible] (۱۱) [illegible] (۱۲) معجزات [illegible] حسین [illegible] لکھا گیا ہے [illegible] امام حسین کی شہادت [illegible]

آنحضرت صلعم کے حالات درج کرنے کے بعد پھر بسم اللہ کے ساتھ جو صراحت ہوئی ہے وہ یہ ہے۔

(۱) آنحضرت صلعم کے معجزات (۲) وفات آنحضرت صلعم (۳) وفات بی بی فاطمہ زہرہ (۴) خلافت حضرت ابو بکر صدیق (۵) خلافت حضرت عمر (۶) خلافت حضرت عثمان (۷) خلافت حضرت علی (۸) امام حسن کی خلافت (۹) شہادت مسلم بن عقیل (۱۰) امام حسین کی شہادت (۱۱) شہادت کے بعد کے واقعات (۱۲) امام زین العابدین کے حالات اور دوسرے اماموں کا تذکرہ۔ ہر عنوان کو پھر ذیلی عنوانات میں تقسیم کیا گیا ہے۔

اختتام و تاریخ اتمام مثنوی

یا ابن علی روح رسول الثقلین
آرام دل فاطمہ یعنے حسین
اب عشرت غمگیں کی تمنا ہے یہی
روضہ پہ پڑوں جاکے ریاض حسین

ترقیمہ:-

تحریر فی التاریخ دوم در شہر رمضان المبارک ۱۲۴۱ھ
"تحفۂ ہند باد" سے بھی تاریخ تصنیف نکلتی ہے۔

(۳۵۷) نخل ماتم

نمبر مناقب (۴۴) سائز (۲ × ۷) صفحہ (۲۴۴)

سطر (۲۱) خط نستعلیق۔

مصنف۔ مرزا جعفر علی۔ فصیح۔

تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۳۰ھ کتابت ۱۲۳۵ھ

مرزا جعفر علی نام، فصیح تخلص، ناسخ کے شاگرد تھے، مرثیہ نگاری میں خصوصیت حاصل تھی۔ [illegible] ان کے حالات درج ہیں۔ میر گرمی بھی ان کا تذکروں کے حوالے سے ان کا حال لکھا ہے۔

آغاز :-

"روز وہم آغاز حکایت اے دوستان احمد مختار

اے محبان حیدر کرار تعزیہ داری غرۃ اظہار غم گساران

فرماں بردار السلام علیکم و رحمۃ اللہ برکاتہ خوشا حال

اون کا جن کا سینہ محبت اہل بیت سے لبریز ہے اور

آنکھیں بوجہ عزا ایں گہر ریز ہیں"

اس کتاب میں حضرت امام حسین کی شہادت کا حال

بصراحت لکھا گیا ہے۔ جا بجا نظم ہے۔ حضرت سکینہ کے

انتقال کے بیان پر کتاب ختم ہوئی ہے۔

اختتام :- نظم ہوا ہے۔

وہ ہیں ذاکر شہید کربلا کے

وہ ہیں مشفق بے غریب بے نوا کے

دعا کا خاتمہ ہے فاتحہ پر

کرو شکر خدا الحمد پڑھ کر

ترقیمہ

تمام ہوا یہ نسخہ مسمی نخل ماتم تصنیف حاجی مرزا

جعفر علی فصیح ہر کہ خواند دعا طمع دارم زانکہ بندہ

گنہگارم۔ کاتب الحروف ایں جاہد معظم

مظفر علی خاں۔ پسر مصطفیٰ علی نیزہ بردار

شاہ سوار جنگ بہادر۔ برادر طالب الدولہ مرحوم

در ۲ شعبان المعظم ۱۲۷۶ نبوی مقدس ۔

۱۳۳۰ فصلی زیب تحریر یافت۔

طالب الدولہ حیدرآباد کے کوتوال تھے

(۳۵۸۱) روایت شتر سوار

نمبر مثنوی (۲۳۳) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۰)

سطر (۲۰) خط شکستہ مصنف شاہ خیر الدین

تاریخ تصنیف قبل ۱۲۵۰ھ

شاہ خیرالدین کے حالات مجھے دستیاب نہیں ہوئے

آغاز :-

روایت ہے شتر سوار تھا ایک

مسافر و رسول و قاصد ایک

سو یوں تاریخ میں راوی لکھا ہے

مدینہ میں نزول اوس کا ہوا ہے

اس مثنوی میں یہ صراحت ہوئی ہے کہ مدینہ میں

ایک شتر سوار آیا اور بنی ہاشم کے محلہ میں ایک لڑکی

کو کھڑا پایا۔ اس لڑکی نے اپنا نام فاطمہ اصغر بتایا اور

امام حسین کے پاس ایک خط اوس قاصد کے ذریعے

روانہ کیا اس خط میں اپنے بیمار رہنے کا اور باپ کو جلد

واپس آنے کی تاکید کی تھی۔ شتر سوار کوفہ کو اس وقت

پہونچا جب اصحاب اور فرزندان امام حسین شہید ہو چکے

تھے۔ قاصد امام حسین کے پاس آیا اور خط دیا۔ آپ نے

خط پڑھا اور قاصد کو واپس کر دیا۔ اس کے بعد حضرت

امام حسین شہید ہو گئے۔ ایک کبوتر اپنے پروں کو خون

میں تر کر کے مدینہ میں فاطمہ اصغر کے مکان پر پہونچا۔

اونھوں نے کبوتر کو خون آلود دیکھ کر اپنی نانی ام سلمہ

کے پاس گئیں اور واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا میرے

پاس ایک شیشی میں سرخ مٹی ہے جو آنحضرت صلعم نے

دی تھی اور فرمایا تھا جب حسین شہید ہونگے یہ مٹی خون آلود

ہو جائے گی۔ اس شیشی کو نکالا گیا تو مٹی خون آلود ہو گئی تھی۔

مصنف کا نام

کرم سے اپنی اے جگ کے حامی

رکھو تم نے خیر الدین کی بانی

اختتام :-

بیان غم جو یہ نظم میں ہوا ہے | اوسی کی امر سے تلقین ہوا ہے

اس کتاب پر ایک مہر ثبت ہے اس میں ابو محسن لد
عبد الصمد سنہ ۱۲۵۵ھ درج ہے۔

(۳۵۹) حالات شہادت؟

نمبر تاریخ (۱۷۵۴) سائز (۱۳×۸) صفحہ (۲۶۶)
سطر (۱۳) خط شکستہ۔ مصنف ؟
تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۲۷۰ھ

مصنف کے متعلق معلومات نہیں ہوئے اور نہ کتاب کا
صحیح نام ظاہر ہوتا ہے

آغاز:۔

واجناب رسول خدا کو ہجرت سے دسواں سال تھا مکہ
سے مدینہ میں آئے اس وقت امر الٰہی پہونچا حضرت اس امر
کی ندا دئے حسب الحکم طوائف اعراب کا لشکر ستر ہزار
بلکہ زیادہ رکاب میں جمع ہوا۔ حضرت مع اہل بیت سوار
ہو کر مکہ کو گئے حج سے فراغت پاکر روانہ مدینہ ہوئے۔

اس کتاب جو نظم اور نثر میں ہے واقعات شہادت امام
حسین علیہ السلام کا حال تفصیل سے لکھا ہے۔ نثر کا حصہ
کم و نظم کا حصہ زیادہ ہے۔

اختتام:۔

یہ کہہ کر مرا روئیے جو ماتم کیسا آغاز
ابو ولدی ابو ولدی کی سنی آواز
زینب نے کہا دل نے کیا نجاد سر فرزند
یہ فاطمہ کی روح کے رونے کی ہے انداز

میں دیکھتی ہوں سب سے سوا روتی ہے زہرا
... مرا رونے پر فدا ہوتی ہے زہرا

(۳۶۰) دہ مجلس

نمبر کتاب (۲۰۱ ... جدید) سائز (۸ × ۵ ½ انچ)

صفحہ (۲۸) سطر (۱۴) خط نستعلیق مصنف موزوں

آغاز:۔

زباں کو منقبت سے آشنا کر   بیان مجلس سیوم سراسر
امیر المومنین شیر خدا ہیں   وصی حضرت خیر الورا ہیں

اس نسخہ میں صرف دو مجلس یعنی مجلس سوم و چہارم
ہیں باقی غیر موجود ہیں۔

مجلس سیوم میں حضرت امیر المومنین سیدنا علی کے
حالات ابتدا سے شہادت تک منظوم ہیں۔ اور مجلس
چہارم میں حضرت امام حسن کے حالات تا شہادت
درج ہیں۔

اختتام:۔

نصیحت یہ میری یاراں سنے جی
نبی کے آل کا ماتم کرے جی
پڑھیجے فاتحہ صلوات بے حد
کریجے نت غم آل محمد

ترقیمہ

تمت بالخیر۔ بیت ۲۴۸۔

(۳۶۱) شہادت نامہ

نمبر کتاب (۲۴۳، ۲ جدید) سائز (۹ ½ × ۶ ½ انچ)
صفحہ (۴۲) سطر (۱۸) خط نستعلیق۔
مصنف:۔ متخلص سہیل (لکھنوی)

آغاز:۔

میرے دل کو مرغوب حمد خدا
زباں کو ہے محبوب حمد خدا
خداوند بے مثل و فرد واحد
کبھی وصف خالق کی پائے نہ حد

حالات شہادت کو اردو میں نظم کیا ہے۔ ناظم نے

لکھا ہے کہ ایک انگریز روشن خیال کی تصنیف کے اردو ترجمہ کو انہوں نے نظم کیا ہے۔

آخر میں تواریخ وفات مشاہیر وغیرہ ہیں۔

اختتام:۔

عالم امکاں میں ان کے نام سے ہے روشنی

بس سہیل اب زیادہ کچھ نہ کہہ ہو جا خموش

(۳۶۲) مشہد الشہداء

نمبر کتاب (۳ ؎ جدید) سائز (۶×۵ ۳/۴ انچ)

صفحہ (۳۴۴) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

مصنف۔ محی الدین۔

آغاز:۔

ہوا جب حمد سے آغاز نامہ   جھکا یا سر ادب کے ساتھ خامہ

وہ کاغذ کے مصلے پر جھکا سر

کہا سب دیں جا اللہ اکبر

شہادت کربلا کے حالات کو تفصیل کے ساتھ نظم کیا ہے۔ ابتدائی صفحہ کے بعد سے ۱۱ صفحے غیر موجود ہیں، ورد ۱۲ صفحے سے آخر تک مکمل ہے۔ آخری ورق کا ایک حصہ دیمک خوردہ ہے۔

اختتام:۔

میری سب مشکلاں کو تو کر حل

بحق سید الابرار سہیل

ترقیمہ:۔

بتاریخ بست و دوم شہر ذوالقعدہ بمطالعہ حضرت بادشاہ . . . .

(۳۶۳) رسالہ شہادت

نمبر کتاب (۱۷۵۷ جدید) سائز (۷ ۳/۴ × ۵ ۱/۲ انچ)

صفحہ (۹۲) سطر (۱۷) خط نستعلیق۔

تاریخ تصنیف ۱۲۶۹ھ   تاریخ کتابت ۱۲۸۶ھ

آغاز:۔

"الحمد لمن اھرق دم المحبتین"

مطلب یہ کہ اے مسلمانو البتہ ہم تم کو آزمادینگے" ایک صفحہ عربی خطبہ کے بعد اردو عبارت شروع ہوئی ہے اس رسالہ میں حالات کربلا نثر میں بیان کئے گئے ہیں۔ مصنف کا نام نہیں ہے۔ البتہ آخر میں تاریخ تالیف پنجم محرم ۱۲۶۹ ہجری لکھا ہے۔ یہ رسالہ ورق ۳۴ پر ختم ہوجاتا ہے اس کے بعد تین قصائد "دستگیر" کے ہیں جو احوال حشر وفات حضرت سیدۃ النساء وغیرہ سے متعلق ہیں۔

اختتام (رسالہ شہادت)

ہست از ملال گرچہ بری ذات ذوالجلال

او در دل است ہیچ و لے نیست بے ملال

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بتاریخ پنجم محرم ۱۲۶۹ھ تالیف ختم شد۔

ترقیمہ:۔

این رسالہ شہادت بسبب کم فرصتی بجلدی تمام نقل نمود۔ کاتبہ عروف محمد عبد القادر بتاریخ ہنم ماہ جمادی الثانی ۱۲۸۶ھ ہجری روز پنجشنبہ برائے مطالعہ خود۔

خاتمہ قصائد:۔

جب صدق دل سے دوستو یہ داستاں سنو

آل نبی کے نام پر بس فاتحہ پڑھو

(۳۶۴) دو مجلس

نمبر کتاب (۱۰۷۸ جدید) سائز (۷ ۱/۲ × ۵ ۱/۲ انچ)

صفحہ (۵۲۲) سطر (۹) خط نستعلیق۔

صفحہ (۱۲) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔
مصنف۔ سید علی حسن بلگرامی۔
تاریخ کتابت ۲۶ رشعبان ۱۳۳۲ھ

آغاز:۔

لافتیٰ جس کی ثنا وہ شہ مرداں حیدر
انّما شان میں آیا ہے وہ سلطاں حیدر
ھل اتیٰ جس کے لئے اترا وہ ذیشاں حیدر
مقصد آیہ بلغ ہے مری جان حیدر
اور میں کیا کہوں ہم رتبۂ قرآن حیدر

اختتام:۔

بخشدے میرے جرم تم پئے قرآں حیدر

ترقیمہ:۔

الکتبۃ الحقیر۔ عباس حسین ۔غفرذنوبہ
من حیث الفرقان ... مرزا عباس حسین تلمیذ
مصنف ہذا۔ مرقوم فی تاریخ ... ۱۳۲۲ھ
ہجرۃ المقدسہ المطابق شہر یور ۱۳۲۳ فصلی

(۳۷۱) مرثیہ مشیر

نمبر کتاب (۳۸۴۳ جدید) سائز (۸½ × ۶½ انچ)
صفحہ (۲۴) سطر (۱۸) خط نستعلیق۔
مصنف متخلص مشیر۔
تاریخ کتابت ۱۵ رجمادی الاول ۱۳۱۴ھ

آغاز:۔

دم بھرتی ہیں مسیح ولائے حسین کا
جبریل خطبہ خواں ہے ثنائے حسین کا
رضواں دربان ہے سرائے حسین کا
شبہ ہے دو جہاں میں عطائے حسین کا

(۲۱) بند کا مرثیہ ناتمام حسین میں ہے

تخلص:۔

بس اے مشیر بس نہیں مجھ میں بکا کا زور
کرعرض شدہ ہے تو سلیماں ہے اور میں مور

اختتام:۔

ضایع نہ ہونے پائے امانت ہے آپ کی
میری بھی آبرو ہیں ضمانت ہے آپ کی

ترقیمہ:۔

المرقوم ۵ رشہر جمادی الاولیٰ ۱۳۱۴ ہجری

(۳۷۲) مرثیہ

نمبر کتاب (۹ ۷ ۲ ۳ جدید) سائز (۸½ × ۶½)
صفحہ (۲۲۱) سطر (۸-۱۲) خط

آغاز

کیوں آج زلزلے میں زمیں کربلا کی ہے
کیوں خاک زرد خوف سے دشت وغا کی ہے
کیوں صف الٹ پلٹ سپہ اشقیا کی ہے
ساری یہ دھاک سیف شہ لافتیٰ کی ہے
ایک غلغلہ ہے زیر فلک ہر مقام پر
نزدیک ہے کہ برق گرے فوج شام پر

یہ مرثیہ ناتمام ہے (۵۷) شعر پر مشتمل ہے۔ ناظم کا نام نہیں ہے۔

اختتام:۔

جب تک تو ڈھال سب اوسکو وار لیں
جی چھوڑ کر نبرد سے بھاگیں تو مار لیں

(۳۷۳) بیاض مراثی و نوحہ جات وسلام

نمبر کتاب (۶۱-۳۵ جدید) سائز (۱۰½ × ۵½ انچ)
صفحہ (۸۰) سطر مختلف۔ خط نستعلیق۔
تاریخ تقریباً ... ھ

آغاز:۔
سبط نبی مصطفےٰ ابن علی مرتضےٰ
زیب عرش کبریا خاک زمین کربلا
اس بیاض میں کچھ مرثیہ اور اکثر نوحہ جات اور
سلام ہیں۔ مرثیہ گو کا کچھ پتہ نہیں چلا۔
اختتام:۔
کرم کر تعزیہ داروں پہ یارب
شفا نازل ہو بیماروں پہ یارب

(۳۷۴) مجموعہ مراثی

نمبر کتاب (۲۰۲جدید) سائز (۱۱½ × ۷¼ انچ)
صفحہ (۴۷۱) سطر، حرف (۲۰)۔ خط نستعلیق
مصنف۔ ادراک۔ ادنس۔ انس۔ انیس۔ خلیق وغیرہ
تاریخ کتابت ۱۸۲۸ء تا ۱۸۲۹ء
آغاز:۔
منقول ہے یہ مسلم گنہگار سے بیاں
دارالعمارہ میں بنایا تھا ایک مکاں
ناگاہ ہوا بلند اک سمت سے فغاں
خادم سے پوچھا میں نے یہ کیا شور ہے یہاں
اس مجموعہ میں (۶۸) مراثی علیحدہ علیحدہ تحریر ہیں۔
مرثیہ گو کے تخلص حسب ذیل ہیں۔
(۱) ادراک ۲ مرثیہ (۲) ادنس ایک مرثیہ
(۳) انس ۲ مرثیہ (۴) انیس ۲ مرثیہ
(۵) حکیم قمر علی ایک مرثیہ (۶) حبیب ایک مرثیہ
(۷) خلیق ۳ مرثیہ (۸) نامعلوم الاسم ۱۳ مرثیہ
(۹) مرزا دبیر ۲ مرثیہ (۱۰) آغا ذہین ۱۰ مرثیہ
(۱۱) مشیر ۲ مرثیہ (۱۲) نفیس ایک مرثیہ
(۱۳) تیر ایک مرثیہ

اختتام:۔
بینائی کامل میری آنکھوں کو عطا کر
ان آنکھوں کو نور بصارت سے جلا کر
ترقیمہ:۔
بقلم سکندر علی ذاکر جناب سید الشہداء علیہ السلام
ساکن قصبہ نیداول ضلع فیض آباد شہر مورخہ ۲ دسمبر
۱۸۲۹ء وقت دوپہر تمام یافت۔ مطابق
ششم ذیقعدہ ۱۲۸۶ھ ف۔

(۳۷۵) مراثی در بیان شہدائے کربلا

نمبر کتاب (۲۰۸۶ جدید) سائز (۸½ × ۵¾ انچ)
صفحہ (۱۸۲) سطر (۱۸) حرف۔ خط نستعلیق
مصنف۔ متخلص نعمت۔ تاریخ تصنیف ۱۲۱۲ھ
آغاز:۔
جس گھڑی گھوڑے سے عباس زمین پر آئے
گھوڑا دوڑائے ہوئے سید پیمبر آئے
بھائی کے لاش پہ سر پیٹتے مضطر آئے
بولے عباس میرے مالک و سرور آئے
اختتام:۔
ہو گیا شاہ میں آ کے نجف میں مدفون
الفت شاہ ولایت میں وطن چھوڑ دیا
وہ بھی دن ہوئے کہ ہوں جا کے نجف میں مقیم
یہاں پر چرچا ہو کہ نعمت نے دکن چھوڑ دیا
ترقیمہ:۔
۱۴ صفر ۱۳۳۲ھ

(۳۷۶) بیاض نوحہ جات و مراثی

نمبر کتاب۔ ۲۵۰۶۰ جدید، سائز ۶ × ۴ انچ)
صفحہ (۲۰۴) سطر متفرق حرف۔ خط۔ نستعلیق

آغاز:-

عزیزو حشر ہے برپا مہینا ہے محرم کا
لحد سے نکلی ہے زہرا مہینا ہے محرم کا

اس بیاض میں نوحہ جات مراثی کے علاوہ دریا
میں تواریخ وفات و تولد متعلقین تحریر ہے۔ ابتدائیا
کسی صاحب نے یہ عبارت تحریر کی ہے لیکن بیاض میں
کہیں نام نہیں ملا۔

"بیاض جہتاب الدولہ المتخلص بہ درخشاں مصاحب جاں
واجد علی شاہ۔ غالباً بخط مولف"

اختتام:-

زجور گردوں خموش ہشتم زباں نہ فریاد واہ بستم
بدرد و رنج و الم دو چارم بیا محمد بیا محمد

(۳۷۷) مرثیہ

نمبر مجامع (۷۷) سائز (۱۴×۹) صفحہ (۵۸)
سطر (۲۳) خط نستعلیق مصنف سید محمد علی شاد
عظیم آبادی۔ تاریخ تصنیف سنہ ۱۳۰ھ
شاد کے حالات قبل ازیں لکھ دیئے گئے ہیں۔

آغاز

حیرت افزائے خیالات بشر دنیا ہے
کوئی مذہب ہے اس الجھاؤ کو سلجھاتا ہے

یہ مرثیہ خود مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

اس میں تین مطلع ہیں۔ دوسرا مطلع ہے:-
پھر قلم سلسلہ جنبان بیاں ہوتا ہے

تیسرا۔
مطلع مہر درخشاں حقیقت ہے حسین

اختتام:-

میرے سید میرے والی میرے مختار حسین

ترقیمہ

۱۷ فروری سنہ ۱۹۰۹ء

(۷) مکتوبات

(۳۷۸) مخزن اسرار سلطانی

نمبر انشار (۳۷۳) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۸۳)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ خوشخط
جامع محمد امتیاز علی خاں
تاریخ ترتیب ۱۳۱۹ھ

محمد امتیاز علی خاں نام نجیب تخلص مولوی محمد رستم علی خاں ادیب کے فرزند تھے۔ فرخ آباد وطن تھا۔ وطن سے خرید و فروخت کے لئے لکھنؤ آئے۔ یہاں ردّی کاغذات خریدے۔ ان میں ایسے خطوط بھی شامل تھے جو بیگمات اودھ کے تھے۔ جو جان عالم واجد علی شاہ کو لکھنؤ سے کلکتہ روانہ کئے گئے تھے۔ نجیب نے ان کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کر لیا۔

آغاز

"حمد خالق کونین عزوجل و نعت سید مرسلین نبی مرسل کس کی مجال ہے نقطۂ کتاب اور ذرۂ آفتاب سے حیطۂ تحریر و حیز تقریر میں لا سکے۔ ناچار خوشہ چیں ارباب معانی و کاسہ لیس صاحبان نکتہ داں ہیچمداں محمد امتیاز علی خاں متخلص بہ نجیب ابن اوسط جناب مولوی رستم علی خاں تخلص ادیب ساکن فرخ آباد محلہ گڑی گنٹہ۔ خدمت میں مربع نشینان چار بالش سخنوری متکیان اریکۂ بلاغت گستری کے عرض رسا ہے۔"

اس مجموعہ میں حسب ذیل بیگمات اودھ کے خطوط شامل ہیں جو واجد علی شاہ کے نام لکھنؤ سے کلکتہ بھیجے گئے تھے اور ایسے خطوط بھی ہیں جو واجد علی شاہ نے بیگمات کے نام کلکتہ سے جواب میں روانہ کئے ہیں۔ یہ خطوط ۱۲۷۳ھ میں لکھے گئے ہیں جن بیگمات کے خطوط شامل ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) حور بیگم (۲) رشیدا بیگم (۳) فاطمہ بیگم۔
(۴) دلپذیر بیگم (۵) مہدی بیگم (۶) منور بیگم
(۷) فرخندہ محل (۸) کنیز فاطمہ بیگم (۹) وزیر صاحبہ
(۱۰) مناجان (۱۱) ام محل (۱۲) فیروزی بیگم

ان میں زیادہ خطوط حور بیگم اور رشیدا بیگم کے ہیں۔ خطوط نثر و نظم دونوں پر مشتمل ہیں۔

واجد علی شاہ نے جن بیگمات کے نام خطوط لکھے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) رشیدا بیگم (۲) فرخندہ محل (۳) فاطمہ بیگم
(۴) منا جان۔ ان میں زیادہ خطوط رشیدا بیگم کے موسومہ ہیں۔

اختتام:

قطعہ تاریخ از نتیجۂ طبع شاہ جی برادر حقیقی جناب مولوی محمد حاجی صاحب مشیر

وہ بیگموں کے ہو گئے مکتوب مرتب
ترتیب دیا ہے انہیں یاقوت رقم نے

ہر خط ہے مشیر اک گل گلدستۂ الفت
تاریخ لکھی روضۂ شاداب قلم نے
۲۰ ۱۳ ھ

ترقیمہ:-
مخزن اسرار سلطان بر قعات بیگمات
۱۹ ۱۳ ھ

(۲۷۹) مجموعۂ خطوط

نمبر (۱۲۶۳ جدید) سائز (۱۵ × ۸) صفحہ (۱۰۸)
سطر مختلف - خط نستعلیق زشت
جامع تاریخ ۱۳۱۱ھ

اولاً چند فارسی خطوط ہیں۔ اسکے بعد اردو خطوط ہیں
یہ خطوط کسی حبیب علی اور حافظ محمد علی کلب حافظ وغیرہ کے ہیں۔

آغاز:-
"کرم فرمائے نیازمنداں نواب سید حشمت علیخان بہادر زاد عنایتہ و حشمتہ
بعد از ادعیہ فراواں واضح باد کہ احوالم بالطفیل حضور حافظ بخیر و عافیت است"۔

اختتام:-
"بخدمت شریف کرم فرمائے نیازمنداں میاں حاجی محمد برہان چشتی کو پہونچے۔ الداعی الراجی کلب حافظ غفر اللہ ذنوبہ و ستر عیوبہ"

ان خطوط میں سفر کے حالات، تصوف کی باتیں اور دیگر خانگی امور وغیرہ درج ہیں۔

(۸) ڈرامہ

(۳۸۰) فرزند آصف جاہ

نمبر جدید (۸۰۷) سائز (۸×۶½) صفحہ (۴۴) سطر (۱۹) خط نستعلیق۔ تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۳۰۰ھ

اس ڈرامہ کے مصنف کا کوئی پتہ نہیں ملا۔

آغاز:۔

"شام کا وقت ہے دو شخص ایک ساتھ بغل میں بستر لئے ہوئے بڑی تیزی سے چلے آرہے ہیں، دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ طالب علم ہیں اور اسکول سے فراغت پاکر اپنے اپنے مکان کو جارہے ہیں"

یہ دراصل ایک افسانہ ہے جس میں ایک نواب صاحب کے فرزند سوداگر سے ایک تصویر جو چین کی شہزادی کی ہے دیکھ کر عاشق ہوجاتے ہیں اور بڑی دشواریوں کے بعد شہزادی سے عقد ہوتا ہے۔ جس وقت سوداگر تصویر دیتا ہے، اسی وقت شہزادی کے شرائط عقد بیان کرتا ہے۔

پہلی شرط یہ ہے کہ وہ کونسی چیز ہے جو دنیا میں سب سے بری ہے۔

دوسری یہ کہ وہ کونسی چیز ہے جو دنیا میں سب سے اچھی ہے

تیسرے یہ کہ وہ کیا چیز ہے جو مشکل سے ملتی ہے۔

نواب زادہ غلام حیدر جو اصل ہیرو ہے چین کی شہزادی کو جواب دیتا ہے۔

وہ چیز جو دنیا میں سب سے بری ہے وہ زبان ہے۔

اور سب سے اچھی چیز بھی زبان ہے۔

تیسرے یہ کہ بہت مشکل سے دولت ملتی ہے۔

شہزادی عقد کے لئے راضی ہوجاتی ہے۔

غلام حیدر کا باپ طلسم میں گرفتار ہوجاتا ہے اور غلام حیدر اس طلسم کو ایک فقیر کی مدد سے توڑتا ہے۔ غرض یہ ایک داستان ہے مگر اس کو مکالمہ وغیرہ کے ساتھ ناول کی شکل دی گئی ہے۔

اثنائے داستان اشعار بھی ہیں۔ ایک جگہ حسب ذیل سرخی کے تحت نظم درج ہے۔

اشعار حالت دنیا از حکیم نواب مرزا شوق

ممکن ہے، اس ناول کے مصنف نواب مرزا ہی ہوں۔ اس میں کوئی ذکر یا تذکرہ فرزند آصف جاہ کا نہیں ہے اور نہ ناول میں کوئی ہیرو آصف جاہ یا فرزند آصف جاہ ہے۔ اس لئے نام صحیح نہیں معلوم ہوتا۔

اختتام:۔

گیت ان سب کی سلامتی کے گائے گئے۔

دوست آباد و شاد ہوئے

دشمن برباد و نامراد ہوئے

ناول کا اختتام ہوا۔ دونوں کی سلامتی و
شادی کا سرانجام ہوا۔
جملہ نوکر —— خدا آج کی شادی ہمارے

نواب کو مبارک کرے۔ آمین۔
ترقیمہ :-
تمام شد مملوکہ محمد عبدالجبار

(ب) تاریخ

(۱) سیرۃ النبی صلعم و معراج نامے

(۲) سوانح و مناقب

(۳) تاریخ

(۴) تذکرہ

(۵) جغرافیہ

(۶) سفرنامہ

(ب) تاریخ

(۱) سیرۃ النبیؐ و معراج نامہ

(۳۸۱) معراج نامہ

نمبر مجامع (۱۰۳) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۵)

سطر (۱۳) خط نستعلیق

مصنف سید بلاقی ۔ تاریخ تصنیف ۔۔۔

سید بلاقی نام اور بلاقی تخلص ۔ قطب شاہی دور کا شاعر ہے ۔ مگر شاہی دربار سے ان کوئی تعلق نہیں تھا اونہوں نے کوئی عشقیہ مثنوی اپنے زمانے کے دستور کے مطابق نہیں لکھی بلکہ معراج نامہ تصنیف کیا۔

آغاز:۔

اول نام اللہ سو بولوں اید

ثنا ہور صفت میں کروں بے عدد

ثنا ہور صفت اس سزاوار ہے

کہ ہنسار قدرت کا کرتار ہے

اگرچہ یہ ایک معراج نامہ ہے جو آنحضرتؐ کے معراج کے حالات پر مشتمل ہے ۔ مگر اس کو ایک داستان کے طرز پر لکھا ہے ۔ ایک یہودی کا واقعہ معراج سے انکار کرنا اور اس کا غائب ہوکر پھر واپس ہونا اور زمانۂ غیاب میں ایک دوسرے شہر میں پہونچکر عورت بن جانے کو بیان کیا گیا ہے۔

مصنف کے تخلص اور کتاب کے نام کی صراحت ۔

جو سید بلاقی نے پایا رتن

کیا سو رتن دل میں راکھو جتن

اگر کوئی معراج نامہ سنے

رہے گا ہمیشہ او جنت منے

اختتام:۔

نہ ظالم کریں اس اُپر کچھ ستم

ز برکت محمدؐ نبی الختم

جو سید بلاقی نبی کا غلام

قصہ یو کہا ہے لطف سوں تمام

اس معراج نامہ کے مخطوطات کتب خانہ سالار جنگ و کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو اور جامعہ عثمانیہ میں موجود ہیں۔

(۳۸۲) معراج نامہ (دوسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۲۲۸۷ جدید) سائز (۱۱½×۷½ انچ)

صفحہ (۴۲) سطر (۱۹) خط نستعلیق خوش خط

آغاز:۔

اول نام اللہ میں بولوں اید

ثنا ہور صفت میں کروں بے عدد

اختتام

کہ جس پاس معراج نامہ اچھے

بلا بھوت جن گن سوانا کسے

سو سید بلاقی نبی کا غلام قصہ یو کہا میں لطف سوں تمام

(۳۸۳) معراج نامہ

نمبر سیر (۳۳۰) سائز (۹×۵) صفحہ (۲۵۱)

سطر (۱۱) خط نستعلیق۔ مصنف۔ مختار۔

تاریخ تصنیف سنہ ۱۰۹۳ھ کتابت سنہ ۱۱۷۳ھ

مختار عادل شاہی دور کا شاعر ہے۔ شاہی دربار سے متعلق نہیں تھا۔ مختار کے مرشد عبدالصمد تھے جو حضرت سید محمد گیسو دراز کے اولاد میں تھے۔ شاہ عبدالصمد کا انتقال سنہ ۱۰۶۱ھ میں ہوا۔

آغاز:۔

کہوں حمد اول اوس راج کا
نبی کوں دیا ہے تاج معراج کا
خلایق ساری کیا ہے ظہور
ولے سب تے اول نبی کا ظہور

اس معراج نامہ میں اولاً حمد و نعت پھر سید عبدالقادر جیلانی کی مدح اور اپنے مرشد عبدالصمد کی ستائش کے بعد معراج کا حال قلمبند کیا ہے۔ معراج کے متعلق تفصیلی صراحت کی ہے۔ آسمانوں کی سیر کرنا۔ جنت و دوزخ دیکھنا اور خدا و پیغمبروں سے گفتگو کرنا بیان کیا ہے۔

مصنف کے تخلص کا شعر

محمدؐ پہ مختار کوں کر فدا تو ایمان اسکوں اچھیگا سدا

تاریخ تصنیف اور اختتام

یو معراج نامہ ہوا ہے تمام
سلام علی روح خیر الانام
سنہ تھا یو ہجرت کا اس دن قرار
تھے گذرے تو دو چار پر ایک ہزار

ترقیمہ:۔ تمت تمام شد کار من نظام شد

این کتاب معراج نامہ نوشتم بماہ رمضان سنہ ۱۱۷۳ھ تحریر فی التاریخ یکبیوں بروز سہ شنبہ بوقت ... کتب خانہ سالار جنگ اور آغا حیدر حسن صاحب کے پاس اس کے مخطوطات موجود ہیں۔

(۳۸۴) معراج نامہ (دوسرا نسخہ)

نمبر سیر (۴۶۷) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۵۷)

سطر (۱۱) خط شکستہ۔ ناقص الاول۔

آغاز:۔

ولے ذات کوں کچھ نہایت نہیں
وا داور ہے کہ غائب نہیں

اختتام:۔

مرتب ہوا یہ معراج نامہ تمام
بحق محمد علیہ السلام

کتاب کے اختتام کے بعد اور چند شعر کا اضافہ ہے جو کوئین میں لطف پر لطف رکھ

خدایا بحق رسولِ کبارؐ
مجھے بھول جاوینگے سب بعد مرگ
رہے گا میرا یہ سخن یادگار
اسے جو پڑھے مجکو یاد کرے
یہی عمازیوں سے ہے میرا قرار

ترقیمہ:۔

این کتاب معراج نامہ حسب خواہش علیخاں خلیل پسر رحمت خاں خلیل نوشتہ شد۔ در سنہ الف... ہجری نبوی صلی اللہ تحریر فی التاریخ بست چہارم محرم بروز یکشنبہ بوقت ایک پہر ایک ساعت

(۳۸۵) وفات نامہ

نمبر سیر (۳۱۶) سائز (۸×۵) صفحہ (۲۰۱)

سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف دریا۔
تاریخ تصنیف سنہ ۱۱۱۱ھ کتابت سنہ ۱۲۵۲ھ
دریا تخلص دکن کے شاعر اور ایک مذہبی شخص تھے
تفصیلی حالات گوشۂ گمنامی میں ہیں۔

آغاز:۔

پنا اول کروں حمد خدا میں
زباں اوپر الیس کے ابتدا میں
کیا قدرت سوں ظاہر اپنی قدرت
بنا کر جگ دکھایا اپنی حکمت

اس مثنوی میں آنحضرتؐ کے وفات کا حال قلمبند کیا ہے۔ آپ کی بیماری سے ابتداء کیا ہے اور دفن پر مثنوی کو ختم کیا ہے۔

اختتام اور تاریخ تصنیف۔

ہوئی برساں اگیارہ سو پو گیارہ
ہوا نسخہ یو ہجری بعد سارا
دیا توفیق اپنی فیض یا رب
کیا اس بیت پر آخر مرتب

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد رسالہ وفات نامہ حضرت رسالتؐ پناہ بتاریخ ششم شعبان سنہ ۱۲۵۲ھ روز جمعہ بنا بر خواندن عصمت اثر موتی بیگم نوشتہ شد

جامعہ عثمانیہ اور ادارۂ ادبیات اردو میں اس کے قلمی نسخے موجود ہیں۔ جامعہ عثمانیہ کے نسخے میں تاریخ تصنیف کا شعر اس طرح ہے۔

ہوا نسخہ یو ہجرت بعد سارا
ہوا یہ سال گیارہ سو پر گیارا

---

(۳۸۶) معراج نامہ

نمبر سیریل (۱۸۰) سائز (۵×۹) صفحہ (۱۴۲) سطر (۱۱) خط نستعلیق۔
مصنف۔ شاہ ابوالحسن قربی۔
تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۱۳۰ھ

شاہ ابوالحسن قربی کی ولادت سنہ ۱۱۰۰ھ میں بیجاپور میں ہوئی۔ چار سال کی عمر میں ویلور (ملاقہ مدراس) آئے۔ یہاں ہی تعلیم و تربیت ہوئی۔ علوم ظاہری کے ساتھ باطنی علوم کا بھی اکتساب کیا۔ رشد اور ہدایت کے ملجا و ماوا بنے۔ بیسیوں اصحاب آپ کے علم اور سلوک کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ مولانا باقر آگاہ آپ کے ہی شاگرد تھے۔ شاہ قربی کی ایک اور مثنوی دستیاب ہوئی ہے جو "نمک نامہ" سے موسوم ہے آپ کا انتقال سنہ ۱۱۸۲ھ میں ہوا۔

آغاز:۔

سرانا خدا کو سزاوار ہے
کہ ہر ذرہ اس کا نمودار ہے
ہر اک ذرہ رکھتا ہے اس کا اثر
اہے دال اسکی صفت ذات پر

اس مثنوی میں معراج کے حالات قلمبند کئے گئے صحیح احادیث سے اسکو مرتب کیا ہے۔

اختتام:۔

کیا ختم میں ذکر معراج کا
بنام محمدؐ نبی مصطفیٰ
کیا ختم میں لے محمد کا نام
علیہ الصلوٰۃ علیہ السلام

ترقیمہ:۔ این کتاب معراج نامہ مبتدی

تالیف حضرت شاہ ابوالحسن صاحب قبلہ قربی
قدس اللہ العزیز روز دوشنبہ بست و ہشتم
ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۲ھ حسن انصرام یافت۔

(۳۸۷) شمائل النبی

نمبر داخلہ (۸۰۳) سائز (۹×۶) صفحہ (۷)
سطر (۱۱) خط نستعلیق مصنف عبدالمحمد
ترین۔ تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۱۵۰ھ

عبدالمحمد نام اور ترین تخلص بعض مرتبہ پورا نام
بھی تخلص کیا ہے۔ دکن کا شاعر تھا۔ پشتو زبان سے بھی
واقف تھا۔ یہ مثنوی پشتو زبان سے دکھنی میں ترجمہ
کی گئی ہے۔

آغاز:۔

الٰہی سچا توں ہے پروردگار
دو تو جگ میں قدرت ترا آشکار

سچا توں ہے قادر سچا توں رحیم
سچا توں ہے صانع سچا توں حکیم

اس مثنوی میں آنحضرت کے شمائل کا ذکر کیا گیا
ہے اور سراپا کی صراحت ہے۔ اخلاق اور عادات کا
بھی ذکر ہے۔

اختتام:۔

بحق محمد دگر چار یار
مناجات میرا توں کر کام گار

ہزاروں درود اں ہزاراں سلام
زباں پر محمد علیہ السلام

مصنف کے نام کی صراحت۔

صفاتاں نبی کی سچ بہتریں
کیا نظم دکھنی عبدالمحمد ترین

اس مثنوی کے دو نسخے کتب خانہ سالار جنگ میں اور
ادارہ ادبیات اردو میں موجود ہیں۔

(۳۸۸) شمائل نبی (دوسرا نسخہ)

نمبر مجامع (۱۷۳) سائز (۹×۵) صفحہ (۷)
سطر (۱۳) خط شکستہ۔

آغاز:۔

الٰہی سچا توں ہے پروردگار
دو جگ میں قدرت ترا آشکار

سچا توں ہے صانع سچا توں رحیم
سچا توں ہے قادر سچا توں حکیم

اس نسخہ میں کتاب کا نام اور مصنف کے تخلص کی
صراحت اس طرح کی گئی ہے۔

شمائل نبی کا کہوں بولنے
کرے کرم کر زباں کھولنے

کیا قصد عبدالمحمد ترین
شمائل نبی کا کہوں بہترین

اختتام:۔

بحق محمد ہے ترا رسول
مناجات کر محمد بندے کا قبول

ہزاروں درود اں ہزاروں سلام
زباں پر محمد علیہ السلام

(۳۸۹) شمائل نبی (تیسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۲۶۰ جدید) سائز (۸×۵½ انچ)
صفحہ (۱۷) سطر (۹ و ۱۰) خط نسخ

آغاز:۔

الٰہی سچا توں ہے پروردگار
دو تو جگ میں قدرت تیرا آشکار

اختتام:-

عجائب شمائل او نادر ہے یو
پڑے گا اگر کوئی فاضل ہے یو
ہزاروں درود اں ہزاروں سلام
زباں پر محمد علیہ السلام

ترقیمہ:-

تمت تمام شد تحریر فی التاریخ ہجدہم شہر
شعبان المعظم روز یکشنبہ سنہ ۱۲۳۴ھ

(۳۹۰) شمائل نبی (چوتھا نسخہ)

نمبر کتاب (۳۴۴۱ جدید) سائز (۸¼×۵½)
صفحہ (۷) سطر (۱۴) خط نستعلیق۔
تاریخ کتابت سنہ ۱۲۶۴ھ

آغاز:-

الٰہی سچا پاک پروردگار
دوتوں جگ میں قدرت تیری آشکار

اختتام:-

بحق محمد ہے تیرا رسول
مناجات کر مجھ بندے کی قبول
ہزاروں درود اں ہزاروں سلام
زباں پر محمد علیہ السلام

ترقیمہ:-

تمت تمام شد کتاب شمائل نامہ حسب الدرخواست
سید کلیم از دست میر وزیر علی بروز دوشنبہ
بتاریخ چہارم ذیقعدہ سنہ ۱۲۶۱ھ اتمام رسید۔

(۳۹۱) شمائل نبی (پانچواں نسخہ)

نمبر کتاب (۳۴۰۳ جدید) سائز (۸×۵¾ انچ)
صفحہ (۱۱) سطر (۹) خط نستعلیق۔

آغاز:-

الٰہی سچا تو ہے پروردگار
دوتوں جگ میں قدرت تیرا آشکار

اختتام:-

ہزاروں درود اں ہزاروں سلام
زباں پر محمد علیہ السلام

اس کے ساتھ اور ایک قصہ منظوم منسلک ہے
جس میں ایک چرواہے اور حضرت موسیٰ کی تقریر درج ہے۔

(۳۹۲) مثنوی نور محمدی

نمبر شالات (۷۶) سائز (۱۰×۹) صفحہ (۲۰)
سطر (۱۱) خط شکستہ۔ مصنف۔ سیدی۔
تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۱۵۰ھ
مصنف کے متعلق کوئی حالات معلوم نہیں ہوئے۔

آغاز:-

الٰہی کرنہار کرتار توں
سنوارہ ہے قدرت کو سایہ سار توں
زمیں کوں تو اس ہیں خلافت دیا
..... کر تس کو گلشن کیا

اس مثنوی میں نور محمدی کا ذکر ہے
ناقص الآخر ہے۔
مصنف کے تخلص کے اشعار۔

سیدی لبوں کی بندشوں مقدس ہوا۔
دوجی بند میاں نے سو کعبہ ہوا
سیدی بازو کے بندشوں یو بحر یار
کہ میرے نبی کے اچھے یار غار
سیدی آنک سوں آئے دو بندل
کہ جبرئیل ہوا بھی وہ جا میکائیل

اختتام:-

کہے جبرئیل مجھے سنوارے رسول
خدا تم کیا دو جہاں میں مقبول
کہ جنت تے حوراں نکل بہار آئے

....

(۳۹۳) تولد نامہ

نمبر سیریز (۷۰) سائز (۵×۸) صفحہ (۳۰)
سطر ۲ خط نستعلیق
تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ
مصنف کو نام کتاب :- ظاہر نہیں ہوتا۔

آغاز:-

کیواں بیاں حمد ... معبود کا
منگو سو دیو ... مقصود کا
دیا نور ... محمد کوں تاج
کیا مرسلاں انبیا پر جو تاج

اس مثنوی میں آنحضرت صلعم کی ولادت کے مختصر حال لکھا ہے۔ ... اور کذب کا لحاظ نہیں کیا گیا ہے ولادت کے ... کو دیا نے کے حال تک کی صراحت ہے اس کے بعد کے ... نہیں ہیں۔ یعنی ناقص الآخر ہے۔

اختتام:-

سو ... نامدار
پڑھے تھے او توریت خوش نامدار
پوچھے یوں محمد کوں اے نامدار
لکھا آج کا روز تاریخ وار

اس کے بعد کے اشعار نہیں ہیں۔

(۳۹۴) مولود النبی

نمبر سیریز (۲۴) سائز (۹×۶) صفحہ (۸۸)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف کریم الدین سرمست۔ تاریخ تصنیف ۱۱۶۹ھ۔ کتابت ۱۳۱۲ھ

کریم الدین نام سرمست تخلص۔ دکن کے شعراء میں شامل ہیں مگر شہرت حاصل نہیں کی۔ مذہبی شخص تھے۔ کوئی عشقیہ مثنوی لکھنے کے بجائے مولود النبی اپنی یادگار چھوڑی ہے۔

آغاز:-

لکھوں ہے کلک بسم اللہ کوں اول
بنائے مطلع انوار افضل
پچھے دیباچہ حمد خداوند
کروں اس کا جسے ہیں مثل مانند

اس مثنوی میں آنحضرت صلعم کی ولادت کے حال کے علاوہ سیرت کا بھی مختصر تذکرہ کیا گیا ہے یعنی بعثت تک کے احوال مذکور ہیں۔

مثنوی کی تاریخ تصنیف کا تذکرہ

سٹیا تاریخ پر جب اس کی ہیں دست
کہا جلوہ کریم الدین سرمست
مصنف ہور قاری ہور سپہدار
کرم سے بخش ان تینوں کو غفار

اختتام:-

پڑے مولود کوں جو صاحب ہوش
کرو مت فاتحہ پڑنے فراموش
کیا نعت نبی میں ختم نامہ
رکھیا صلوات پڑ کر سوں نامہ

ترقیمہ:-

کاتب الحروف محمد غضنفر خاں بہادر و مرزا عبداللہ بیگ
در مقام حیدرآباد۔ تاریخ دوازدہم ماہ صفر ۱۳۱۲ھ

---

(۳۹۵) اعجاز احمد

نمبر سیریل (۳۲۷) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۲۸۲)
سطر دو کالم فی کالم (۲۱) خط نستعلیق
مصنف۔ نوازش علی خاں شیدا۔
تاریخ تصنیف ۱۱۸۶ھ۔ کتابت ۱۲۱۳ھ
نوازش علی خاں شیدا کا تذکرہ اوراق گذشتہ میں
شہادت ناموں کے سلسلہ میں درج کر دیا گیا ہے۔

آغاز:۔

اول حمد مولا میں کھولوں زباں
کہ تا ہوئے سرسبز میرا بیاں
وہ خالق وہ رازق وہ ستار ہے
وہ رحمان وہ وہاب وہ غفار ہے

اس مثنوی کے چار حصے ہیں۔ ان میں آنحضرت صلعم
کی سیرت مقدس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔
پہلے حصے میں نور محمدیؐ سے آغاز کر کے چالیس سال
کی عمر تک کے حالات درج ہیں۔ دوسرے حصے میں بعثت
سے لیکر ہجرت تک کا احوال لکھا گیا ہے تیسرے حصے میں ہجرت سے
وفات تک کے واقعات قلمبند ہوئے ہیں۔ چوتھے حصے میں
وفات کے بعد کے حالات معجزات وغیرہ کا اندراج ہے۔
اس نسخہ میں چوتھے حصے کو بسم اللہ کے ساتھ بطور علیحدہ
جلد کے لکھا گیا ہے۔ باقی ابتدائی حصے ایک ساتھ ہیں
ابتدائی تین حصوں میں اختتام۔

محباں کرو اول اچھو سے وضو
کہ جس سے ملے حشر میں آبرو
کروروں درود کروروں سلام
وہ روح مقدس پہ بھیجو مدام

ترقیمہ:۔ تمت تمام شد۔ کتاب اعجاز احمدی
بتاریخ غرۂ ربیع الاول ۱۲۱۳ھ کاتب الحروف
از ملازمان ملازم حضرت پیر و مرشد غلام نبی صاحب قبلہ
پیش امام مسجد غریب سید میر قمر علی۔

حصے چہارم کا آغاز:۔

الٰہی ترا نام ہیگا مجیب | محبت نبی کی میرے کر نصیب
وہ شمع نبوت کا پروانہ کر | جیوں بلبل مجھ اس گل کا دیوانہ کر

اختتام:۔

اس میں تاریخ تصنیف بھی درج ہے۔

کتاب یہ نبی پاس ہوئے قبول
تو تاریخ لکھ بس کی فیض رسول
کروروں درود اں کروروں سلام
بروح پیغمبر شفیع الانام

یہ مثنوی شایع نہیں ہوئی مگر اس کے قلمی نسخے حیدرآباد
کے کئی کتب خانوں میں موجود ہیں چنانچہ کتب خانہ سالار جنگ
اور ادارۂ ادبیات اردو اور جامعہ عثمانیہ میں موجود ہیں۔

(۳۹۶) اعجاز احمد (جلد دوم)

نمبر سیریل (۱۱۸) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۲۲۲)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

الٰہی میرے دل کو پر نور کر | محبت سے اپنے معمور کر
الہٰی عشق میں بر توں مفتون مجھے | یہ لیلیٰ کا کر رکھ تو مجنوں مجھے

جیسا کہ لکھا گیا ہے، جلد دوم نبوت سے ہجرت کے حالات
پر مشتمل ہے۔

اختتام:۔ (ناقص الآخر)

کہ جب تو جیتے ہوئے ہیں تمام | فلک کوں دینے میں ملک انتظام
جہاں تھا جہاں پر نسیم بہشت | معطر تھا جگ از شمیم بہشت

(۳۹۷) اعجاز احمدی (دوسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۲۲۷ جدید) سائز (۹×۷ انچ)
صفحہ (۲۳۶/۱۴۰ = ۳۷۶) سطر (۱۱ و ۱۳) خط نستعلیق

آغاز (جلد اول)

اول حمد مولا میں کھولوں زباں
کرتا ہوئے سر سبز میرا بیاں

آغاز (جلد دوم)

الٰہی میرے دل کو پُر نور کر
محبت سے اپنے معمور کر

اختتام (جلد اول)

اے شیدا کہاں تک کہا جائے گا
سمندر کو کوزے میں کیوں لائے گا
تو کر اختصار سخن سیر علی
طرف راہ بہشت کے بہتر ہے چلی

اختتام (جلد دوم)

بھلا ہے تو کر اس کے مطلب تمام
کڑوروں سے کہنا نبی پر سلام

(۳۹۸) اعجاز احمدی (جلد سوم و چہارم)

نمبر کتاب (۶۷۰ و ۶۷۱ جدید) سائز (۹×۷)
صفحہ (۸۰۴/۳۷۹) سطر (۱۳) خط نستعلیق

آغاز (جلد سوم)

ذکر رسیدن حضرت خیر البشر بمدینہ منورہ و استقبال
نمودن انصار نیکو سیر

الٰہی تو کر فضل کا فتح باب — مجھے میرے مطلب سے کر کامیاب

آغاز (جلد چہارم)

الٰہی تیرا نام ہے مجیب — محبت نبی کی مجھے کر نصیب

اختتام (جلد سوم)

کڑوروں درود اں کڑوروں سلام
وہ روح مقدس پہ بھیجو مدام

اختتام (جلد چہارم)

اے شیدا تو تاریخ لکھوا اسکی اب
کرے ختم کا سال دریافت سب
کتاب یہ نبی پاس ہووے قبول
تو تاریخ لکھ اس کی فیض رسول
۱۱۸۶ھ
کڑوروں درود اں کڑوروں سلام
بہ روح پیغمبر شفیع الانام

(۳۹۹) ہشت بہشت

نمبر سیر (۱۷۹) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۶۳۰)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔
مصنف۔ محمد باقر آگاہ۔
تاریخ تصنیف سنہ ۱۱۸۱ تا سنہ ۱۲۰۶۔ کتابت ۱۲۲۳ھ

محمد باقر نام آگاہ تخلص، ان کے اجداد بیجاپور میں امامت کرتے تھے۔ عادل شاہی حکومت کی تباہی کے بعد باقر آگاہ کے والد محمد مرتضیٰ ارکاٹ آئے۔ آگاہ کی ولادت یہاں ہی ہوئی۔ انہوں نے تعلیم و تربیت علمائے وقت سے حاصل کی۔ خصوصاً شاہ ابو الحسن قربی سے اکتساب علوم ظاہری اور باطنی کیا۔

شاعری میں نام آوری حاصل کی کئی مثنویاں قلمبند کی ہیں جن کے اشعار کی تعداد ایک لاکھ ہوتی ہے سنہ ۱۲۲۰ھ ہجری میں انتقال کیا۔ ان کے حالات مدراس میں اردو میں تفصیل سے درج کردیئے گئے ہیں۔

ہشت بہشت آٹھ حصوں پر مشتمل ہے اس لئے ہشت بہشت نام رکھا گیا ہے۔ ہر حصہ کا نام علیحدہ رکھا گیا ہے

چنانچہ ان حصوں کا نام اور ان کے اندراج کی صراحت درج کی جاتی ہے۔ یہ حصے سنہ ۱۲۰۸ھ سے سنہ ۱۲۱۲ھ تک قلمبند ہوئے ہیں۔

ان آٹھ حصوں کے نام اور ان کے موضوع کی صراحت حسب ذیل ہے۔

(۱) من دیپک :- اس میں نور محمدی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

(۲) من ہرن :- اس میں آنحضرتؐ کی رسالت کے متعلق جو بشارتیں ہوئیں انکو قلمبند کیا گیا ہے

(۳) من موہن :- اس میں پیدائش سے آٹھ سال کی عمر تک کے واقعات ہیں۔

(۴) جگ سوہن :- اس میں آٹھ سال کی عمر سے وفات تک کے حالات ہیں۔

(۵) آرام دل :- اس میں آنحضرت صلعم کے اخلاق اور شمائل کا بیان ہے۔

(۶) راحتِ جاں :- اس میں آنحضرتؐ کے خصائل اور سیرت کا تذکرہ ہے

(۷) من درپن :- اس میں معجزات کی تفصیل ہے

(۸) من جیون :- اس میں آنحضرت صلعم سے محبت رکھنے کا تذکرہ کیا گیا ہے

آگاہ کی تصنیف کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں جھوٹی روایات اور غلط احادیث سے اجتناب کرنے کے علاوہ جنگوں کے واقعات کو مختصر کر کے سیرتِ مقدس کے اصل حالات اور اخلاق حسنہ کی زیادہ تفصیل کی گئی ہے۔ یہ کتابیں تمام تر نظم میں یعنی مثنویات ہیں لیکن آغاز میں ایک دیباچہ نثر میں درج ہے۔

آغاز :- "حمد و سپاس حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کتیں سزاوار ہے کہ نعمتاں اسکی گنتی سے بہار ہیں اور درود و سلام اوپر جناب سید عالم کی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و بزرگیاں انکی بے شمار ہیں اور اوپر آل و اصحاب ان کے کہ سب اولیاء امت ہیں"

مثنوی کا آغاز :-

سُن تو دل کے کان سے اب یہ بیاں
مصطفیٰؐ کے عصر سے تا این زماں
گذرے ہیں جو اولیا اور عالماں
متفق اس بات پر ہیں بے گماں

یہ کتاب مکمل ہے یعنی اس میں آٹھوں حصے ایک ساتھ ہیں۔

اختتام :-

الٰہی بحق نبی الہدیٰ
مجھے عاقبت بیچ رکھ توں سدا
میرا خاتمہ کر تو ایمان پر
بحق محمد سراج البشر

ہشت بہشت کئی مرتبہ مدراس اور بمبئی میں شایع ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ اس کے قلمی نسخے متعدد کتب خانوں میں دستیاب ہوتے ہیں۔ چنانچہ کتب خانہ سالار جنگ اور ادارۂ ادبیات اردو جامعہ عثمانیہ وغیرہ میں اس کے نسخے ہیں۔ یورپ میں بھی اس کے کئی نسخے ہیں۔

(۴۰۰) ہشت بہشت (دوسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۱۲۱۷ جدید) سائز (۱۰ × ۶ ۳/۴ انچ)
صفحہ (۵۶۰) سطر (۱۷) خط نستعلیق۔ کتابت سنہ ۱۲۱۹ھ

آغاز :-

"حمد و سپاس حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کتیں سزاوار ہے۔۔۔۔"

سن تو دل کے کان سے اب یہ بیاں
مصطفٰے کے عصر سے تا ایں زماں

یہ کتاب دکھنی نظم میں ہے۔

اختتام :-

بحمد اللہ ہوا یہ نسخہ آخر   بحق مصطفٰے سالار فاخر

ترقیمہ :-

یہ ہفدہم جمادی اول یکشنبہ سنہ ۲۹ ہجری
از خط غلام احمد طاہر باتمام رسید۔

(۴۰۱) ہشت بہشت (تیسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۲۲۹۵ جدید) سائز (۱۲×۸ انچ)
صفحہ (۳۲۰) سطر (۱۷) خط نستعلیق۔

آغاز :-

پس از حمد خدا و نعت مختار[ؐ]
سن اس مضموں کوں گوش دل سے لے یا

اس نسخہ میں صرف چھ رسائل ہیں۔ آخری دو رسائل
من درپن و من جیون غیر موجود ہیں۔
اس نسخہ کو کاتب صاحب (یعنے سید شاہ عبدالقادر
قادری صبغتہ اللہی) نے رقیہ بی بی عرف کلثوم بی بی
کو سنہ ۱۲۵۳ھ صفر بروز جمعہ بخشش کر دیا تھا اور کہدیا تھا
کہ آیندہ اس پر کسی کا دعویٰ و تقاضا نہ ہوگا۔ گویا بی بی
مذکورہ کو وقف کر دیا تھا۔ اپنی تحریر کے نیچے اپنی مہر بھی
ثبت کر دی ہے۔ مہر میں سنہ ۱۲۴۹ھ درج ہے۔ درمیان
میں نعلین مبارک کی ایک تصویر بھی ہے

اختتام

راحت جاں یہاں ہوا پورا تمام
از طفیل مصطفٰے[ؐ] شاہ انام

ترقیمہ :- رسالہ راحت جاں ختم شد

ربیع الاول سنہ ۱۲۵۱ھ از دست حقیر فقیر
سید شاہ عبدالقادر قادری صبغتہ اللہی باتمام
رسید .... بیچ اس جلد کے
ہشت بہشت کے چھ رسالے ہیں ....
بتاریخ بستم صفر المظفر بروز جمعہ سنہ ۱۲۵۳ھ میں بخشش
کیا ہوں۔ ایک مہر سید شاہ عبدالقادر قادری سنہ ۱۲۴۹ھ

(۴۰۲) ہشت بہشت (چوتھا نسخہ)

نمبر کتاب (۵۳ سبر قدیم) سائز (۸½×۵ انچ)
صفحہ (۱۵۰) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

آغاز

حمد و سپاس حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ کے تئیں سزاوار ہے ....
سن تو دل کے کان سے اب یہ بیاں
مصطفٰے[ؐ] کی عصر سے تا ایں زماں

اس نسخہ میں صرف تین رسائل یعنے (۱) حسن و پیک
(۲) من موہن (۳) آرام دل ـ مجلد ہیں۔
باقی رسائل نہیں ہیں۔

اختتام :-

میرا خاتمہ کر تو ایمان پر
بحق محمد[ؐ] سراج البشر

(۴۰۳) ہشت بہشت (پانچواں نسخہ)

نمبر کتاب (۱۳۰۹ جدید) سائز (۱۱½×۷½ انچ)
صفحہ (۶۶۰) سطر (۷) خط نستعلیق۔
تاریخ کتابت سنہ ۱۲۶۲ھ پنجم ماہ محرم الحرام

آغاز :-

ثنا ہو حمد ہے حق کوں سزاوار   کہ ہے قدرت کا جس کے سب یو بستار

اختتام :-

دین بیچ کر اہتمام میرا   ایماں پہ کر اختتام میرا

ترقیمہ:-
کتاب ہشت بہشت معہ رسالہ عقاید و تحفۃ النساءُ
من تصنیف مولوی محمد باقر صاحب مرحوم بتاریخ
بست و نہم ماہ محرم الحرام ۱۲۹۷ھ ہجری بموجب
فرمایش مسماۃ قمر النساء بیگم برائے خواندن خود
در مقام بلدہ ارکاٹ از دست عاصی پُر معاصی
عبدالرحیم بن شیخ عبداﷲ وہاب مرحوم و مغفور
بروز پنجشنبہ وقت ظہر حسن انصرام و صورت
اختتام پذیرفت۔

(۴۰۴) ہشت بہشت (چھٹا نسخہ)

نمبر کتاب (۲۲۹۵ جدید) سائز (۱۲×۷ ۳/۴ انچ)
صفحہ (۳۲۰) سطر (۱۷) خط نستعلیق۔
تاریخ کتابت ۱۲۵۳ھ

آغاز:-
پس از حمد خدا و نعت مختار
سن اس مضموں کوں گوش دل سے اے یار

اس نسخہ میں صرف چھ مثنویات ہیں تین رسالے یعنے
من درپن و من جیون اور رسالہ عقاید و رسالہ تحفۃ النساءُ
موجود نہیں ہیں۔ ابتداء میں جو رسالہ تحریر کیا گیا ہے وہ
رسالہ من درپن کا حاشیہ ہے جو نسخہ اولے میں آخر میں
درج ہے۔ ابتدائی رسالہ من دیپک ۳۲ صفحے سے شروع
ہوتا ہے اس سے پہلے حاشیہ من درپن کے بعد دیباچہ
و فہرست رسائل درج ہے۔

اختتام:-
راحت جاں یہاں ہوا پورا تمام
از طفیل مصطفےٰ شاہِ انام

ترقیمہ:- رسالہ راحت جاں غرہ ربیع الاول

سنہ ۱۲۵۱ ہجری از دست فقیر حقیر سید شاہ عبدالقادر
قادری صبغۃ اللہی باتمام رسید بفضل و رسولہ۔
فقیر عبدالقادر قادری و شطاری صبغۃ اللہی۔
رقیہ بی بی عرف کلثوم بی بی کو بخشش دیا ہوں
آیندہ کسی کا تعلق تقاضا نہیں ہے، اگر کوئی دعوے
کرے تو باطل ہے اور گنہ گار شرع شریف کے ہیں
بتاریخ بستم صفر المظفر، روز جمعہ سنہ ۱۲۵۳ ہجری کیا
بخشش کیا ہوں۔
اس تحریر کے نیچے ایک مہر سید شاہ عبدالقادر
قادری کی ہے۔

(۴۰۵) ریاض السیر

نمبر سیر (۳۵) سائز (۸×۶) صفحہ (۱۲۸)
سطر (۱۴) خط نستعلیق۔ مصنف۔ ؟
تاریخ تصنیف قبل ۱۲۲۵ھ

اس کتاب کے مصنف کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ خیال
ہے کہ شاید باقر آگاہ ہی کی تصنیف ہو۔

آغاز
"تحمیدات بے نہایت اور تمجیدات بے غایت
ثابت ہے۔ اس ذات خدائے ہمتا بیچوں و بیچگونہ
بے شبہ بے نمو کو کہ مماثل سے پاک عیب و نقصان سے
مبرا، ظلم و تعدی سے منزہ، واحد احد صمد فرد یک
اکیلا ہے۔"
یہ آنحضرت صلعم کی سیرت ہے جو نثر میں لکھی گئی ہے
پیدائش سے وفات تک کے حالات مختصر طور پر لکھے گئے ہیں۔

اختتام کے اشعار:-
وحدت عشق اپنا اورا اپنے وصدت کا نے
الفت دو جہاں کی بھُلا دے

بیہوش کر اپنا رخ دکھا کے
صدقے سے بتول پارسا کے
دونوں جہاں میں امن چین
یارب بہ تصدق امامین
اس کتاب کے دو نام اور ہیں یعنی مولود شریف
اور حقیقت نور محمدیؐ۔

(۲۰۶) **ریاض السیر (مولود نامہ شریف) دوسرا نسخہ**
نمبر سیر (۴۸) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۲۶)
سطر (۱۳) خط شکستہ۔ کتابت ۱۲۵۵ھ

آغاز:۔
تحمیدات بے نہایت اور تمجیدات بے غایت ثابت
ہے۔ اس ذات پاک خدائے بے ہمتا،

اختتام:۔
دونوں جہاں میں امن وچین
یارب بہ تصدق امامین

ترقیمہ:۔
نسخہ مولود شریف واقع بست ہشتم ماہ
صیام المبارک ۱۲۵۵ھ بخط مذنب ازلی
سید نوروز علی غفراللہ ذنوبہ۔

(۲۰۷) **حقیقت نور محمدی (ریاض السیر تیسرا نسخہ)**
نمبر سیر (۲۶۸) سائز (۱۵×۹) صفحہ (۶۱)
سطر (۱۹) خط شکستہ۔

آغاز:
"تحمیدات بے نہایت اور تمجیدات بے غایت"
چونکہ اول نور محمدی کا ذکر ہے
بس لئے اس کو نور محمدی سے
موسوم کیا گیا ہے۔

اختتام چند شعر پر ہوا ہے۔
بے ہوش کر اپنا رخ دکھا دکھا کے
صدقے سے بتول پارسا کے
دے دو نو جہاں میں امن وچین
یارب بہ تصدق امامین

(۲۰۸) **سراج المنیر**
نمبر تاریخ (۱۸۵۰) سائز (۱۴×۸) صفحہ (۲۷۰)
سطر متن (۱۳) حاشیہ (۲۰) خط شکستہ
مصنف۔ غلام علی۔ تاریخ تصنیف ۱۲۱۱ھ

حیدرآباد کے ایک عالم سید شاہ غلام علی نام تھے
جو حضرت موسیٰ قادری کے فرزند تھے۔ مگر یہ کوئی دوسرے
صاحب ہیں جو امامیہ مذہب کے پیرو تھے۔ انکے متعلق
کوئی معلومات نہیں ہوسکیں مصنف نے بیان کیا ہے کہ
ان کو خواب میں بشارت ہوئی جس کی وجہ سے یہ
مثنوی لکھی گئی ہے۔

آغاز:۔
کروں ابتدا حمد رب العباد
کہ تا ہوے قدرت زباں کو زیاد
وہ ہر ایک صفت کا ہے صانع کریم
جسے بولتے ہیں غفور الرحیم

اس مثنوی میں آنحضرت صلعم اور اہل بیت
رسالت کے حالات وفضائل قلمبند کئے گئے ہیں۔

اختتام:۔
گنہ بخش یارب طفیل نبی
طفیل نبی اور آل نبی
کیا ختم کر شکر اس بات پر
ہزاروں درود اور صلوات پر

ترقیمہ:-

تمت تمام شد۔ کتاب سراج الزیتون ملک اودھ برائے خاص مرزا عباد اللہ بیگ صاحب حسن لطف نظر است

(۳۰۹) وفات نامہ

نمبر شمالات سیر (۹۶) سائز (۹×۵) صفحہ (۱۰۰)

سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

مصنف۔ غلام اعزاز الدین نامی۔

تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۲۲۱ھ کتابت سنہ ۱۲۹۶ھ

مصنف کے حالات اوراق قبل میں گذر چکے ہیں۔

آغاز

لائق حمد ہے اسی کی ذات

جس کے قبضہ میں سب کی موت و حیات

وہی بخشا ہے دو جہاں کو وجود

وہی کرتا ہے سب کے تئیں نابود

حمد و نعت منقبت اور اپنے استاد باقر آگاہ کی مدح کے بعد آنحضرت صلعم کے وفات کا تذکرہ تفصیل سے کیا ہے اور یہ بھی واضح کیا ہے کہ اس مثنوی کو مولانا شاہ عبد الحق کی کتاب "مدارج" سے اخذ کیا گیا ہے۔

اختتام:-

اور شفاعت دے اوسکی روز قیام

مجکو یا ذو الجلال و الاکرام

نامی اب تو وفات نامے کو

ختم کر دو مرثیوں پہ ہی

اس کے بعد دو مرثیے آنحضرت کے متعلق لکھے گئے ان کا آغاز اور اختتام درج ہے۔

آج ہے فخر ابرار کا وفات

آج ہے شاہ دو سرا کا وفات

اختتام:-

ختم کر جب وفات کا احوال

اوس کی تاریخ کا کیا میں خیال

سن کے ہاتف نے یہ کہا دو کر

صلوات خدا ہو نبی پر

ترقیمہ

وفات نامہ تصنیف نامی بتاریخ نوزدہم ذی حجہ ۱۲۹۶ھ روز دوشنبہ باتمام رسید۔

(۳۱۰) اسرار محمدی

نمبر سیر (۳۳۴) سائز (۸×۶) صفحہ (۲۹۶)

سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

مترجم ۔ محمد خان ۔ تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۲۵۰ھ

مترجم محمد خان کے اجداد قندھار سے آکر دکن میں بس گئے تھے سعادت اللہ خاں نے اس خاندان کے ایک فرد داؤد خاں کے نام پانچ روپئے یومیہ جاری کیا۔ دکن کی طوائف الملوکی کے زمانہ میں یہ خاندان پریشان رہا۔ بالآخر میسور آکر تجارت شروع کی۔ محمد خاں کی پیدائش چیناپٹن (مدراس) میں ہوئی۔ اونہوں نے تجارت ترک کرکے پیشہ مدرسی کو اختیار کیا۔ انگریزی فوج کے افسروں کو تعلیم دینے لگے شکارپور کے قلعہ دار کے پاس ایک فارسی کتاب مطلع الانوار نام کی تھی، اس کا مصنف عفیف بن نور کاشانی تھا۔ محمد خاں نے اس کتاب کو دیکھ کر اس کا ترجمہ کرنا چاہا۔ ایک سال کے عرصہ میں ترجمہ مکمل کر کے [illegible] نام اسرار احمدی رکھا۔ آغاز میں چند شعر ہیں اس کے بعد نثر میں پوری کتاب ہے۔

آغاز:-

تو بسم اللہ سے یعنوا سیکھ لے [illegible] مقام [illegible]

"بے نہایت حمد و شکر اس اللہ اکبر کے واسطے ہے خوشتر کہ جس کے کمالوں کی حقیقت کی کنہ کے وادی میں عقلائے زمانہ کارہ نہ پاسکائے"

حمد و نعت کے بعد دیباچہ میں مترجم نے اپنا مختصر حال بھی قلمبند کردیا ہے۔ نفس مضمون کو اکیس فصلوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ ابتدائی سترہ فصلوں میں آنحضرت صلعم کے حالات جنگوں کے واقعات۔ معجزات وغیرہ کی صراحت ہے۔ اس کے بعد خلفائے راشدین اور امیر معاویہ کا حال درج ہے۔ بیسویں فصل میں خانۂ کعبہ کی تعمیر کا تذکرہ اور ابرہا بادشاہ حبش کا حال درج ہے اکیسویں فصل میں آخرت، حشر و نشر، امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور کے واقعات لکھے گئے ہیں۔ اس طرح آنحضرت صلعم کے حالات کے علاوہ دوسرے حالات بھی ہیں۔

اختتام:

"شکر ہے تعالیٰ کا کہ فضل و عنایت سے اپنے اور طفیل سے اپنے نبی المختار و پنجتن و ایار و الا کے اصحاب الاطہار علیہم الصلوات و سلام کے اس کتاب کہتیں تکمیل کو پہنچایا۔"

(۲۱۱) معراج نامہ

نمبر سیریل (۵۴۰) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۱۱۰)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

مصنف۔ ضمیر لکھنوی ۔ تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۴۳ھ

میر مظفر حسین نام ضمیر تخلص۔ میر قادر علی کے فرزند تھے۔ شاعری میں مصحفی کی شاگردی کی سنہ ۱۲۷۱ھ میں انتقال ہوا۔ غزل کے ساتھ مثنوی اور مرثیہ گوئی میں امتیاز حاصل کیا۔ ضمیر کے مرثیوں کا مجموعہ شایع ہوگیا ہے۔ جس سے انکی نادر الکلامی کا ثبوت ملتا ہے۔ مشہور مرثیہ گو دبیر ان کے ہی شاگرد تھے۔

آغاز:۔

کروں حمد پروردگار قدیر
کریم و رحیم سمیع و بصیر
وہی خالق ظلمت و نور ہے
دلوں سے قریں چشم سے دور ہے

جیساکہ نام سے واضح ہے اس مثنوی میں معراج کے حالات درج ہیں۔ عنوانات کے تحت صراحت کی گئی ہے۔

اختتام:۔

یہ فرمائش صاحب تاج ہے
مسمی بہ ریحان معراج ہے
ہوا ختم معراج نامہ جہیں
ہوئی فکر تاریخ کی دل نشیں
ندا آئی ہاتف کی بے اشتباہ
کہو اس کی تاریخ فیضان شاہ

جیساکہ آخری اشعار سے واضح ہے اس مثنوی کو ریحان معراج سے ہی موسوم کیا گیا ہے۔

(۲۱۲) واقعات معراج

نمبر کتاب (۳۳۵ جدید) سائز (۸×۶)
صفحہ (۱۶۲) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

مصنف۔ رافت ۔ تاریخ تصنیف بعد سنہ ۱۲۵۰ھ

اگرچہ رافت تخلص کے چند شعرا کا تذکرہ ملتا ہے مگر تیقن کے ساتھ کسی خاص شاعر کو اس کتاب کا مصنف قرار دینا دشوار ہے۔ ایک رافت تخلص کے شاعر حیدرآباد میں بھی تھے۔ عبدالغنی ان کا نام تھا۔ اور داغ کے شاگرد تھے۔ ایک دوسرے رافت لکھنوی ہیں ان کا انتقال سنہ ۱۲۴۴ھ ہجری میں ہوا ہے

آغاز (ناقص الاوّل)

"دسما جمال چہرۂ خوبی کمال مرتبہ محبوبی۔ راحتِ خستہ دلاں۔ رحمت عاصیاں وجود مغفرت نمود"

اس کتاب میں تفصیل کے ساتھ معراج کا حال درج ہے۔ جنت و دوزخ، آسمانوں کی سیر وغیرہ، امور کی صراحت ہوئی ہے

حکمت کا عنوان دے کر معراج کے وجوہ بیان کئے ہیں۔

پھر تمثیلات دیکر حال لکھا گیا ہے۔ ہر آسمان کے حالات احوال آسمان اول، احوال آسمان دوم وغیرہ کے تحت واقعات لکھے ہیں۔ کئی حدیثیں درج ہیں جو معراج سے متعلق ہیں۔ درمیان میں اشعار بھی درج ہیں۔ مصنف کے تخلص کے چند اشعار درج کئے جاتے ہیں۔

خطاب خلع نعلین آیا موسیٰ کو یہاں رافت
پھرے پہنے ہوئے واں کفش بندہ ہے مولا کا

رافت یہ ہے راز فہم سے دور
ادراک سے پاک وہم سے دور

تو اس کا ہونے سے کر اپنا اتنی ہی ہوس ہے بس
تیرے رافت کو کچھ تجھ بن نہیں درکار یا اللہ

اختتام:۔

"خطاب ہوا کہ جو تو نے امت کو اختیار کیا تو میں نے بھی تیری شفاعت قبول کی امت کے حق میں اور برگزیدہ کیا اس کو سب امم پر اور والدین کو جو تو نے میرے حکم پر چھوڑا تو میں نے اون کو بخشایا"

آخر میں شعر بھی ہیں آخری شعر۔

پھر میرے والدین کو اور مومنوں کو سب
بخش اونکے واسطے سے شفاعت کے میرے رب

(۲۱۳) الشمامۃ العنبر (جلد اول)

نمبر سیر (۲۰۳) سائز (۱۵×۹) صفحہ (۴۲۶)

سطر (۲۲) خط شکستہ۔

مصنف۔ سید نبی عدنان

تاریخ تصنیف ۱۲۳۱ھ۔ کتابت ۱۲۳۳ھ

مصنف جنوبی ہند کے شاعر ہیں، عربی کی بڑی اچھی قابلیت تھی۔ کئی عربی کتابوں کا ترجمہ کیا ہے۔

آغاز:۔

"الحمد للہ الذی الخ اما بعد یہ غریق عصیاں امیدوار شفاعت سید نبی عدنان ترجمہ شفائی حقوق المصطفیٰ اور ترجمہ شرح الصدر فی الاحوال الموتی والقبور سے فارغ ہوا تو اس ناچیز نے اس خیال سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے"

یہ کتاب مواہب اللدنیہ مصنف احمد بن محمد بن ابی بکر خطیب البغدادی کا ترجمہ ہے جو سیر کی مشہور کتاب ہے۔

اختتام:۔

"اور یہ اللہ کا فضل ہے کہ وہ جسے چاہے عطا کرے اور اللہ بڑا فضل والا ہے"

ترقیمہ:۔

الحمد للہ ترجمہ ۱۷ ذی الحجہ ۱۲۳۳ھ یوم چہارشنبہ کو قریب نماز ظہر ختم ہوا۔ اور اصل مسودہ جس سے یہ منقول ہے ۲۲ رمضان ۱۲۳۱ھ کو ختم ہوا ہے

کاتب محمد اسمٰعیل۔

---

(۴۱۴) شمامة العنبر (جلد دوم)

نمبر سیر (۳۰۴) سائز (۱۵×۶) صفحہ (۴۵۸)

سطر (۲۶) خط شکستہ۔

مصنف سید نبی عدنان۔

تاریخ تصنیف ۱۲۳۱ھ۔ کتابت ۱۲۳۱ھ

آغاز:-

"مقصد پانچویں بیان کا اس امر پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فضائل معراج اور کلام اور شاہدات آیات عظمیٰ کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔"

مواہب اللدنیہ کی دوسری جلد کا ترجمہ ہے۔

اختتام

"واپسی حج کے بعد ماہ محرم ۱۱ھ میں شروع ہوا تھا۔ الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علیہ وسلم۔ آمین"

ترقیمہ:-

بندہ محمد اسماعیل بن حاجی محمد اسحاق کان اللہ لہٗ نے شب پنجشنبہ سوم ذی الحجہ ۱۲۳۳ھ کو تقریباً گیارہ بجے اس ترجمہ کا مسودہ پورا کیا اور آج یوم دوشنبہ محرم ۱۲۳۳ھ اور ترتیب حقانی سے پورا ہوا۔

(۴۱۵) احوال النبی

مد مجامع (۱۰۶) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۷) سطر (۱۵) خط نستعلیق مصنف محمد حیات حیاتؔ

تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ

مولوی محمد حیات، حیات تخلص میسور کے متوطن تھے عربی فارسی کی قابلیت رکھتے تھے، شاعر بھی تھے۔ انہوں نے کئی کتابیں نظم و نثر میں لکھی ہیں

آغاز:-

اللہ اللہ رحماں ہی ہے مدام ۔۔۔ اور کیا موجود ہم سب ہیں عدم

اللہ اللہ سچا تو ہے معبود ۔۔۔ اللہ اللہ سچا تو ہے موجود

اس مثنوی میں آنحضرت صلعم کی مختصر سیرت مبارک اور اخلاق و عادات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اختتام:-

پھر درود اں مصطفےٰ پر لائے حیات

پائے گا تو رحمت حق اور نجات

بھائی احوال نبی اب ہوئی تمام

مصطفےٰ پر ہو درود اں اور سلام

(۴۱۶) شمائل نامہ

نمبر کتاب (۲۵۶۱ جدید) سائز (۸½×۵½)

صفحہ (۳۴) سطر (۹) خط نسخ

مصنف۔ عبدالمجید ترین۔

آغاز:-

الٰہی سچا پاک پروردگار

دونوں جگ میں قدرت تیری آشکار

اس مثنوی کے کئی نسخوں کا تذکرہ قبل ازیں کر دیا گیا ہے۔ یہ ایک اور نسخہ دستیاب ہوا ہے۔

اختتام

الٰہی گنہ کو بڑے ہار کے ۔۔۔ بخشش تو گنہ گار کے

(۴۱۷) شمائل نامہ

نمبر کتاب (۲۳۷۷ جدید) سائز (۶½×۴½ انچ)

صفحہ (۲۸) سطر (۷) خط نسخ و نستعلیق

مصنف متخلص عثمان۔

عثمان دکن کا ایک غیر معروف شاعر تھا جس نے شہرت حاصل نہیں کی۔

آغاز:-

الٰہی گلشن دیدار میں توں ۔۔۔ نبی کے نور سوں کر دو جہاں کوں

محمد کے شمائل کو سراپا   کیا توں گلبن اسرار زیبا

اس مثنوی میں آنحضرت صلعم کے شمائل مبارک مختصر طور پر دکھنی زبان میں نظم کئے گئے ہیں اور شمائل پاک کو لکھ کر اپنے پاس رکھنے اور پڑھنے کے فضائل بھی بیان کئے گئے ہیں۔ آخر میں درود شریف تحریر ہے۔ اس شمائل نامہ میں ایک سو چالیس بیت ہیں۔

اختتام:۔

یو بتیاں سو پہ ہے چالیس سارے
درود صلٰوۃ رسول اللہ کے پیارے
لکھا عثمان عاشق ہو شمائل
ہمیشہ کر رکھو گلے میں حمائل
محبت ہے رسول اللہ کی مجکوں
ہور او نکے آل پاک باصفا سوں

محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

تمت مع الخیر شمائل نامہ

(۴۱۸) شمائل نامہ (دوسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۳۴۳۰ جدید) سائز (۸ × ۵ ۱/۲ انچ)
صفحہ (۶) سطر (۱۴) خط نستعلیق۔
ناقص نامکمل۔

آغاز:۔

الٰہی گلشن دیدار میں تو   نبی کے نور سو کر دو جہاں کو

اختتام:۔

سراپا ہے محمد کا شمائل
ہے اس عاشق کی گردن میں حمائل

(۴۱۹) شمائل نامہ (تیسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۲۵۶۱۱ جدید) سائز (۸ ۱/۲ × ۵ ۱/۲)
صفحہ (۶) سطر (۹) خط نسخ

آغاز:۔

الٰہی گلشن دیدار میں تو   نبی کے نور سوں کر دو جہاں کوں

اختتام:۔

سراپائے محمد کا شمائل
ہے اس عاشق کے گردن میں حمائل

(۴۲۰) نور نامہ

نمبر کتاب (۳۴۳۰ جدید) سائز (۹ × ۵ ۳/۴ انچ)
صفحہ (۳۰) سطر (۱۳) خط نستعلیق
مصنف   متخلص بہ عنایت شاہ قادری
تاریخ تصنیف ۱۱۱۱ھ ۔ تاریخ کتابت ۱۲۹۲ھ

عنایت شاہ دکن کے شاعر ہیں عنایت تخلص کرتے تھے۔ آصف جاہ اول کے زمانے میں دکن آئے ٹاٹ کا جبہ پہنا کرتے اسلئے ٹاٹ شاہ سے بھی مشہور ہوئے۔ شاہ وکیل اللہ مدنی کے مرید تھے۔ علایق دنیوی سے متنفر رہتے جو کچھ آمدنی ہوتی وہ مساکین اور غربا میں تقسیم کر دیتے ۱۱۸۲ھ میں آپ کا حیدرآباد میں انتقال ہوا (تذکرہ دیوان دکن عبدالجبار صفحہ ۵۹۲)

آغاز:۔

سو پیدا کیا توں یکیا یک منیر
کیا نور احمد محمد بشیر
اوسے نور سوں توں کیا جب جمال
تو اس سات پکڑیا محبت کمال

فارسی زبان کے نور نامہ کو دکھنی زبان میں نظم کیا ہے ابتدائی ایک ورق کم ہے جس میں خلقت نور محمدی … کے واقعات بیان کئے گئے ہیں۔

اختتام

تخلص میرا ہے عنایت شاہ   میرا جد ہے مجکو محمد پناہ

میرے پیر حضرت سودہ شاہ اپنے | محی الدین کا خاص اولاد ہے
مرتب کیا نور نامہ تمام | بحق محمد علیہ السلام
کہ ہجری تھی ہزار ایک صد | اگیارا اتھے سال ہوا ہے پیوند
ہزاراں درود واں ہزاراں سلام | زباں پر محمد علیہ السلام

ترقیمہ:-

تمام شد کتاب نور نامہ حسب الارشاد جناب خداوندی جہت خاطر صاحب زادی صاحبہ قبلہ دعمرہ - بتاریخ بست ونہم ذیحجہ سنہ ۱۲۰۱ھ از دست سید وزیر علی روز شنبہ با تمام رسید۔

اس مثنوی کا ایک نسخہ ادارہ ادبیات اردو میں موجود ہے۔

(۴۲۱) نور نامہ (دوسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۲۲۷۸ جدید) سائز (۸ ۱/۲ × ۵ ۱/۲ انچ)
صفحہ (۳۴) سطر (۹) خط نستعلیق۔
تاریخ کتابت ۱۲۵۸ھ

آغاز:-

الٰہی کرم ہار کرتار توں | سنوارا ہے قدرت سیں سیارا کوں

(اس نور نامہ کا ایک نسخہ شامل (۳۴۳۰) پر مذکور ہوا ہے جس کا ابتدائی ورق ناقص ہے) یہ نسخہ بدخط، ورا ابتدا میں ایک ورق کے بعد تقریباً دو ورق ناقص ہیں۔ اور نسخہ اول الذکر کے مقابلے سے معلوم ہوا ہے کہ اس میں اکثر ابیات کم ہیں اور تلفظ بھی مختلف ہے

اختتام:-

مرتب کیا مختصر نور کلام | کہ عاجز ہوں بندہ نبی کا غلام
ہزاروں درود ان ہزاروں سلام | درود بر محمد علیہ السلام

ترقیمہ:-

تمت تمام شد۔ مرقوم بست وچہارم شہر ذیقعدہ ۱۲۵۸ھ

کاتب الحروف خان محمد والد محمد میراں صاحب ساکن قصبہ اندول جوگی پیٹھ ..... معہ ارشاد عصر در موضع چیکٹ ماڑی در مکان سید علی وسید میر

(۴۲۲) معراج نامہ

نمبر کتاب (۲۶۷ جدید) سائز (۱۰ × ۶ ۱/۲ انچ)
صفحہ (۲۸) سطر (۱۱) خط نستعلیق خوش خط
لوح وجدول مطلاّ۔ مصنف ،، متخلص کمتر

کمتر تخلص کے دکن میں دو تین شاعر ہوئے ہیں۔ تیقن کے ساتھ اس مثنوی کو کسی کے ساتھ مختص نہیں کیا جا سکتا۔

آغاز:-

اول نام اللہ جو بولوں آید
صفت اور ثنا اوس کروں بے حد

معراج شریف آنحضرت صلعم کے واقعات کو دکھنی زبان میں نظم کیا گیا ہے۔ ایک شعر سے جو ذیل میں درج ہے کمتر تخلص کا شبہ ہوتا ہے۔

محمد جو صاحب کرینگی نگاہ
تو کمتر ہوئے دور ما را گناہ

اختتام:-

خدا کا پیارا محمد نبی
خدا کا اوتارا و روح الامین
بحق رسول کہ دستم بگیر
کہ در ماندگاں را توی دستگیر

(۴۲۳) مولود نامہ

نمبر کتاب (۲۸۰ جدید) سائز (۱۰ ۳/۴ × ۷ انچ)
صفحہ (۱۰۷) سطر (۱۹) خط نستعلیق
مصنف متخلص شاکر
تاریخ تصنیف قریب ۱۱۰۰ھ

شاکر قدیم دکن کے ایک شاعر ہیں مگر شہرت حاصل نہیں کی۔ اونہوں نے مرثیے بھی لکھے ہیں۔ ان کے تفصیلی حالات مصنف تذکرہ اردو مخطوطات کو بھی بدست نہیں ہوئے ہیں۔

آغاز:

کروں ابتدا میں بنام خدا
بکرا دے فہم و وہم سیتی جدا
ہرا صفت اس پاک کوں
جنے جیو دیا اس مٹی خاک کوں

اس مثنوی میں آنحضرت صلعم کے مولود مبارک سے معراج شریف تک کے حالات نظم کیا ہے۔ واضح کیا ہے کہ احباب نے تذکرہ کیا تھا کہ دکھنی میں مولود نامہ نہیں ہے تو اونہوں نے اس کو مرتب کیا۔

اختتام:

سو بارا برس لگ مدینے میں یوں
مبارک تن اوپر مرض آئی کیوں
جو امت نے معراج کی پا خبر
ہو شاکر شفاعت کی امید دھر

شاکر نے اس مولود نامہ کو فارسی سے ترجمہ کیا ہے

توں کر ترجمہ فارسی کا اے یار
ہوے گا ترے بات سوں یو نگار

مثنوی میں تخلص کی صراحت کئی جگہ ہوئی ہے مثلاً

توں شاکر ہوا اس نادوں پر فدا
حقیقت تولد کا کر ابتدا

بہر حال شاکر ہو اپنا بھلا
بروں کے نہ غم میں اپس کوں جلا
کو یاراں کہے اس پہ شاکر ہوا
مناجات منگنے کوں ذاکر ہوا

اس مثنوی کا ایک مخطوطہ ادارۂ ادبیات اردو میں موجود ہے۔ مگر بموجب صراحت ڈاکٹر زور صاحب وہ کسی قدر نامکمل اور ناقص ہے۔ (جلد پنجم تذکرہ اردو مخطوطات صـ۲۲)

نسخۂ ہذا مکمل ہے اس لئے یہ خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس کے چند اشعار پیش ہیں۔

آنحضرت صلعم کے پیدائش کے بیاں کے چند شعر ملاحظہ ہوں۔

تولد ہوے پانچویں پاس میں
اتھا سجدے میں سر سوا قصد منے
تولد ہوئے وقت پر کوئی نہ تھے
امنہ کے نزدیک حوراں اتھے
بہشتی تھے حوراں ہزاراں ہزار
بھرے آ کے حجرے منے بے شمار
تو جبرئیل جا بگ حق نے کہے
حبیب آج دنیا میں آیا اہے
پریاں ہے نہ محرم سو استہار پر
کرے آرا جات میں زود تر
لگے ۱ اشکم میں سنگین یک رتی
تولد ہوئے پیر و را تھے
تولد ہوئے اشرف الانبیاء
یو صلوات بحد خدا بھیجتا
عرش تے فرشتے اوتر آئے
نبی پر درود سب نے فرمائے
بہشتے یو حوراں سو ملکر تمام — طبق نور کے لائے ہر صبح و شام

انو کے سو گھر تے او ساتوں فلک
دو رستہ درود بھیجے سب ملک

دنیا میں جو بو پچھیا ہے او شہ نول
سو خطبہ کیا حق نبی ہے اول

(۲۲۴) عروس المجلس

نمبر کتاب (۲۸۷ جدید) سائز (۱۱ × ۷ انچ)

صفحہ (۲۹۴) سطر (۱۹) خط نستعلیق

مصنف متخلص بہ قاسم۔

تاریخ تصنیف ۱۲۰۹ھ بعہد ٹیپو سلطان

قاسم میسور کا ایک مشہور شاعر ہے جو ٹیپو سلطان کے عہد میں گزرا ہے۔ اس کی اور چند کتابیں بھی ملتی ہیں۔

آغاز:۔

شروع نامہ کروں نام خدا سوں
اچھوں ممتاز تا گنج ہدا سوں

سراؤں کیا اوسے جن ایک سخن سوں
کیا پیدا دو عالم امر کن سوں

اس کو مولف نے بارہ مجالس پر تقسیم کیا ہے۔ آنحضرت صلعم کی ولادت باسعادت سے لے کر وفات تک کے حالات کو دکھنی زبان میں نظم کیا گیا ہے۔ ہر مجلس کا عنوان متروک ہے۔ یہ مثنوی ٹیپو سلطان کے عہد میں تالیف ہوئی ہے۔ چنانچہ تاریخ تصنیف کے اشعار درج ذیل ہیں

سن ہجری تھے بارا سو او پر نو
اتھا سلطان عادل ٹیپو خسرو

مظفر شاہ غازی کا زمانہ
کہا جب یو عروس جاودانہ

اختتام:۔

نبی کے پاس ہی اس کا حرمت
سبھی حضرت کے یہاں حاصل رضا ہے

رہا او پر سخن پایا ہے تمام
محمد پر کہوں صلوات اکرام

کتاب کے نام کی صراحت

عروس المجلس اسکوں کر کے موسوم
کیا بارا مجالس پر تو مقسوم

بیاں ہر ایک مجلس کا جدا ہے
سبھی احوال سلطان الہدیٰ ہے

مصنف کے تخلص کا شعر وغیرہ

غرض قاسم کون تو اتنا چہ بس ہے
بجز اوس کی نہیں کچھ بھی ہوس ہے

ہوا اتمام لگ کامل تو یک ماہ
سن سوں تو کیا اول میں اوس کا

قصص کا ترجمہ سب یو کیا ہوں
نہیں کچھ بیش و کم پیر دل دیا ہوں

بہوت محکم ہیں سب اسکی حکایات
کئے ہیں معتبر راوی روایات

(۲۲۵) ریاض سیر (معجز خاتم انبیاء)

نمبر کتاب (۲۱۳۰ جدید) سائز (۱۰ × ۶ ½ انچ)

صفحہ (۵۲۱) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

مصنف حسرت تخلص۔

تاریخ تصنیف ۱۲۲۰ھ

حسرت تخلص کے شمال اور دکن میں کئی شاعر ہوئے ہیں یہ مثنوی دکن کے حسرت تخلص شاعر کی ہے جو آصفی دور میں گذرا ہے۔

آغاز:۔

خدایا سزا وار شاہی تجھے
تو صاحب ہے سب خاندان ہیں تیرے

دائم جان تیرے بندہ فرمان ہم
دل و جان سوں ہیں ہم ابھی تیرے تمام

سیرت النبی کی ایک فارسی منظوم کتاب موسوم معجز...

مصنف نے ذوقی کو ہندی زبان میں نظم کر کے اس کا نام ریاض سیر اور تاریخی نام معجز خاتم انبیا رکھا۔ یہ سیرت النبی کی ایک مبسوط کتاب ہے۔ ۱۲۴۷ھ

اس کتاب میں حمد و نعت کے بعد صحابہ کرام اور حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رض اور بعد ازاں اپنے مرشد شاہ ابو الحسن قادری کی مدح کی ہے۔ پھر اصل فارسی مصنف کے حالات لکھے ہیں۔ بعد ازاں نور محمدی صلعم کے واقعات اور ابتدائے ولادت باسعادت سے آخر تک حالات قلمبند کئے ہیں۔

اختتام:-

پذیرا ہو حسرت کی یہ التجا	بحق محمد شفیع الورا
بفضل خدا خالق ذوالمنن	ہوا جبکہ آراستہ یہ چمن
وہیں بلبل طبع تجویز کر	رکھی نام اس کا ریاض سیر
پھر آیا جو تاریخ کا کچھ خیال	کہے تا کوئی خوب سے حسب حال
یہی ہے وہ تاریخ لبس جانفزا	زہے معجز خاتم انبیا
	۱۲۴۷ھ

لے آ ساقیا ساغر غمگسار	کہ ہے ذوق کردن سے تجکو خمار
پیوں نام لے کر علی کا مدام	رہوں مست و مدہوش میں تا مدام

ترقیمہ:-

کتاب معجز مصنفہ از ختم ماہ جمادی ... ۱۲ھ
بروز چہار شنبہ بتاریخ ۷ ... بیگم

(۴۲۶) مجلس مولود النبی

نمبر کتاب (۳۵۱۴ جدید) سائز (۷ ۳/۴ × ۶ انچ)
صفحہ (۱۷) سطر (۱۲) خط نستعلیق۔

مصنف۔ برہان الدین۔

تاریخ تصنیف ابعد ۱۲۵۰ھ۔ کتابت ۱۲۷۸ھ

برہان الدین مصنف کے متعلق کوئی حالات بہم دست نہیں ہوئے۔

آغاز:-

"جمیع حمد و ثنا سزاوار ہے وہ ذات بے نیاز کتیں الخ"

اس مختصر رسالہ میں مجالس میلاد انعقاد کرنے کے فضائل و طریقے کتب معتبرہ و اقوال علمائے کرام سے بیان کئے گئے ہیں۔

اختتام:-

"حق سبحانہ و جل شانہٗ شکوک وارده درمیان سے امت مرحومہ کے دور کر کر سب کو یک دل مستقیم پر قائم و دائم رکھے۔"

ترقیمہ:-

ایں رسالہ نوشتہ شد از دست عاصی
خواجہ امین الدین درماہ جمادی الاول تاریخ ۱۲ر
روز چہار شنبہ وقت چاشت باتمام رسید
۱۲۷۸ ہجری نبوی صلعم

(۴۲۷) وفات نامہ

نمبر کتاب (۳۶۴۴ جدید) سائز (۸ ۱/۲ × ۵ ۱/۴)
صفحہ (۲۰) سطر (۹) خط نسخ۔
تاریخ تصنیف قریب ۱۲۰۰ھ

آغاز:-

بنا اول کروں حمد خدا ہیں
زباں اوپر اپس کی ابتدا ہیں
کیا قدرت سوں ظاہر اپنی قدرت
بنا کر جگ دکھایا اپنی قدرت

اس مثنوی میں آنحضرت صلعم کی وفات کا تذکرہ تفصیل سے کیا ہے۔

اختتام:-

بقائیں کر سمجھ یو عمر فانی　کیا ہے پورہے کر جاودانی
دیا توفیق اپنا یا دیا رب　کیا اس بیت پر آخر مرتب

(۲۲۸) انوار رحمت یعنی شمائل و سراپائے مبارک سید الانبیا صلعم

نمبر کتاب (۱۸۰۷۵ جدید) سائز (۸ × ۶ ½ انچ)
صفحہ (۵۳) سطر (۱۰) خط نستعلیق۔
مصنف۔ محمد عبد الغفار تخلص بہ بلیغ حیدرآبادی
تاریخ تصنیف ۱۳۳۶ھ

محمد عبد الغفار نام، بلیغ تخلص خاندان نوایط سے تعلق تھا۔ عربی فارسی کی اچھی قابلیت تھی۔ صدر محاسبی میں متعلم تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ اولاً نثری دیباچہ ہے اس کے بعد اصل مثنوی شروع ہوتی۔

آغاز:۔

اللہ جل شانہٗ و عم نوالہٗ کی بہترین حمد ہمارے لئے نماز ہے۔

خلوت خاص ہے اس ذات احد کی وحدت
درگہ عام ہے اُس شاہ صمد کی کثرت

اس مختصر سی نظم میں شمایل و سراپائے مبارک نبوی صلعم کو نظم کیا ہے۔ پہلے فہرست کتاب ۲ صفحوں پر اور دیباچہ علیحدہ ۷ صفحات پر مشتمل ہے جس میں وجہ تصنیف و ماخذات اور وجہ تسمیہ نام کتاب ہے بعد ازاں اصل نظم کا آغاز ہے۔ آخر میں اعلیحضرت حضور نظام کی مدح اور قیام جامعہ عثمانیہ وغیرہ نظم میں ہے

اختتام:۔

شاہزادے بھی رہیں خرم و شاداں یارب
التجا سب کی ہو مقبول بہ آل عترت

یہ کتاب شایع ہوگئی ہے۔

(۲) سوانح عمریاں و مناقب

(۴۲۹) اسرار عشق

نمبر سوانح (۲۵۰) سائز (۹×۶) صفحہ (۵۶۲)
سطر (۱۱) خط۔ نسق

مصنف میاں عبدالمومن تخلص مومن

تاریخ تصنیف ۱۰۹۳ھ

میاں عبدالمومن نام اور مومن تخلص تھا۔ پٹن وطن تھا مہدوی مذہب کے پیرو تھے۔ اپنے مذہبی پیشواؤں میں شمار ہوتے تھے۔ اپنے زمانہ کے مطابق کوئی عشقیہ مثنوی نہیں لکھی بلکہ اپنے مذہب کے بانی سید محمد جون پوری کے حالات میں ضخیم مثنوی قلمبند کی ہے۔ مثنوی میں اپنی ولادت کا سنہ بھی درج کیا ہے جو ۱۰۵۰ھ ہے اس لحاظ سے انہوں نے اس سوانح عمری کو اپنے (۴۳) سال کے سن میں قلمبند کیا ہے۔ مومن کے وفات کا سنہ معلوم نہیں ہوا۔

آغاز

لکھا تو حمد اس معشوق کا آج
کیا جی عاشقاں کی راتوں کا ج
ستوا و ہر روپ چھپ یک تازہ پرشاں
نظر بازی کی لیک آیا نظر آں
ا محبوب کا کر جشن عام اُن
بٹھایا عشق کا نازک پیام اُن

اس مثنوی میں سید محمد جونپوری بانی مذہب مہدوی کی سوانح عمری لکھی گئی ہے موصوف کے حالات کے علاوہ کرامات بھی درج ہیں۔ مثنوی تیئیس باب میں منقسم کی گئی ہے ہر باب کا عنوان فارسی میں لکھا گیا ہے۔

اختتام

یہی مطلب ہر اتی طبع میرا
تو جہ سوں دھر با دامن ہے تیرا
ارے مومن ازل سوں شاہ کا جام
کیا تیری طلب کا خوش سر انجام
اتا کر رقص اک تازہ بجانے
تن تا تن تنا نا تن تنا نا

مثنوی کے ختم پر اپنے فرزند عبدالعزیز کے تولد کا قطعہ تاریخ لکھا ہے، اور یہی تاریخ ولادت "الہی ریحان خجل" سے نکالی ہے۔ آغاز کتاب سے پہلے ایک فارسی تحریر درج ہے جو دیباچہ کتاب نہیں ہے بلکہ غیر متعلق ہے یعنی اس میں مہدوی مذہب کے عقائد وغیرہ درج ہیں۔ خاتمہ کتاب پر مثنوی کی تصنیف کا فارسی قطعہ تاریخ بھی درج ہے جس کا آخری شعر یہ ہے۔

ز تاریخ ختمش خرد مژدہ دا
کہ گنجینۂ پاک دو اسرار عشق
۱۰۹۳

ابتدا میں چار صفحے فارسی نثر نعوت سے درج ہیں۔

(۲۳۰) محی الدین نامہ

نمبر شامات (۷۲) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۴)
سطر (۱۵) خط شکستہ۔ مصنف۔ افضل۔
تاریخ تصنیف قبل ۱۰۹۰ھ

افضل قطب شاہی دور کا شاعر ہے۔ ایک صوفی شخص تھے میراں شاہ معروف سے بیعت حاصل تھی۔ میراں شاہ معروف حضرت شاہ سلطان کے خلیفہ تھے۔ افضل کے مرشد بھی سہروردی ہوئے ہیں۔ سلطان عبداللہ کی مدح میں آپ کا ایک زبردست قصیدہ موجود ہے۔ افضل کے حالات تذکرہ، اردو مخطوطات، دکن میں اردو میں درج ہیں۔

آغاز:۔

تمہیں قطب عالم محی الدین قدیر
دو جگ ہے تیرے ہات توں دستگیر
تمہیں چاند تج نور دو جگ منے
تو سلطان روشن ہے ربی کنے
محمد کی اولاد میں تو رتن
علی فاطمہ کے توں دل کا چمن

اس مثنوی میں حمد و نعت اور اپنے مرشد کی مدح و ستایش کے بعد سیدنا عبدالقادر جیلانی کے مختصر حالات مناقب اور کرامات قلمبند کئے گئے ہیں۔

اختتام:۔

کیا مختصر میں جمعرات جاں
درود بھیجو سلطان پر با ایماں
محمد کیا قادری یو ختم
درود بھیجو سلطان پر دوم بدم

اس مثنوی کے تین قلمی نسخے سالار جنگ کتب خانے میں میرا دادارہ ادبیات اردو میں کئی نسخے محفوظ ہیں۔ اس مثنوی کا نام "محی الدین نامہ" کے علاوہ "غوث نامہ" اور مناقب جیلانی بھی ہے۔

(۲۳۱) محی الدین نامہ (دوسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۱-۹ جدید) سائز (۷ × ۳/۴ ۷ انچ)
صفحہ (۱۹) سطر (۱۰ و ۱۱ و ۱۲) بدخط

آغاز:۔

تمہیں قطب عالم محی الدین قدیر
دو جگ ہے تیرے ہات توں دستگیر

اختتام

محمد کیا قادریاں پر ختم
بھیجو درود ال سلطان پہ دمبدم

(۲۳۲) محی الدین نامہ (تیسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۳۲۸۲ جدید) سائز (۸ ۱/۲ × ۶ انچ)
صفحہ (۲۳) سطر (۹) خط نستعلیق
مصنف۔ افضل تخلص۔

آغاز:۔

تمہیں قطب عالم محی الدین قدیر
دو جگ ہے تیری ہات توں دستگیر

تخلص کا شعر درج ہے جو نسخۂ سابقہ سے کچھ مختلف ہے اور خاتمہ کا شعر بھی جداگانہ ہے۔

تصدق کیا جیوں دونوں اوپر
کیا ختم افضل تمام سر بسر

اختتام:۔

کیا مختصر یو معجزات کوں
درود انچ ہی سب معجزات اولیا

ترقیمہ:۔

کتاب محی الدین نامہ برائے خواندن تمت بالخیر

بدست خواجہ عبد اللہ اتمام یافت۔

(۲۳۳) محی الدین نامہ (چوتھا نسخہ)

نمبر کتاب (۲۵۶۱ جدید) سائز (۸½×۵½)
صفحہ (۲۷) سطر (۹) خط نسق۔

آغاز:۔

تہیں قطب عالم محی الدین قدیر
دو جگ ہے تیرے ہاتھ تو ہے دستگیر

اختتام:۔

کہیں شعلہ ہو تہیں صفت ذوالجلال
ہے شعلہ ذکی لاک کروں پائمال

ناقص الآخر نسخہ ہے

(۲۳۴) محی الدین نامہ (پانچواں نسخہ)

نمبر کتاب (۳۲۳۴ جدید) سائز (۸¾×۵¾)
صفحہ (۱۱) سطر (۱۲) خط نستعلیق۔

تاریخ کتابت ۱۲۶۶ھ

آغاز:۔

تہیں قطب عالم محی الدین قدیر
دو جگ ہے تیری ہات تو ہے دستگیر

اختتام:۔

ہزاراں درودان ہزاراں سلام
درود پر محمد علیہ السلام

ترقیمہ:۔

بروز پنجشنبہ بتاریخ بست سوم شوال ۱۲۶۶ھ
بوقت دو پہر روز برآمدہ حسب الدرخواست
سعید بیگم صاحبہ باتمام رسید۔ کتبہ میر [illegible] علی۔

(۲۳۵) فیض عام قدس

نمبر سوانح (۲۲۸) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۹۱)
سطر (۱۲ تا ۱۶) خط نستعلیق۔
مصنف۔ سید شہاب الدین۔
تاریخ تصنیف قبل ۱۱۵۰ھ۔

سید شہاب الدین مہدوی مذہب کے پیرو تھے اپنے بانی مذہب سید محمد جون پوری کے پوتے میاں سید یوسف کی فارسی کتاب کو دکھنی میں ترجمہ کیا ہے۔

آغاز:۔

اوسی کو حمد ہے ساری سزاوار
دھریا گل حمد کے گل جس کا گلزار

ہو جس کی حمد میں محمود و حامد
دکھا دیں اپنی تیں اس کو جامد

اس مثنوی میں جو میاں سید یوسف کی کتاب مطلع الولایت کا دکھنی ترجمہ ہے سید محمد صاحب جونپوری کے حالات اور کرامات کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

شہ یعقوب کے صدقے سوں اب
یو فیض عام کو کہنا مرتب

مرا آخر طفیل نیک مرداں
الٰہی عاقبت محمود گرداں

ترقیمہ

دایں تحفہ تاریخ مولود فیض عام
از [illegible] . . . . .
بجب [illegible] میاں سید شہاب الدین
[illegible]

(۲۳۶) قادر نامہ

نمبر [illegible]
سطر (۱۳) خط شکستہ مصنف سید محمد [illegible]

تاریخ تصنیف ۱۱۵۰ھ ۔ کتابت ۱۲۲۴ھ
سید محمد عاشق نام وحشی تخلص، ان کے مرشد کا نام
نظام الدین تھا۔ وحشی صوفی بزرگ تھے اور قادریہ طریقہ
میں بیعت کی تھی۔

آغاز:۔

اللہ ہو ہے واحد نہ اوس کا شریک
جو لیاوے شریک او ہے کافر اد یک
کہیں ہے او بیچوں او باچوں کہیں
او ہے سب میں بھی سب سوں باہر نہیں

اس مثنوی میں حمد و نعت اور اپنے مرشد شاہ
نظام الدین کی ستایش کے بعد سیدنا عبد القادر جیلانی
کے مناقب اور کرامات کا تذکرہ کیا گیا ہے
اس مجلد میں اسی مصنف کی دو کتابیں جو تصوف میں ہیں
شامل ہیں۔
تاریخ تصنیف اور مثنوی کے نام کی صراحت

یو نامہ سو عاشق نے بولیا جدید
سنو غوث کے سب یو طالب مرید
کیا بعد جمعہ کے شعر ختم
محرم اور دن تیس کوں بہم
پچاس اتھا سو گیارا اوپر
کیا قادر نامہ کا آخر

اپنے مرشد کی مدح اس طرح کی ہے:۔

سنو دوستاں ہور عزیزاں تمام
نظام الدین ثانی کہتے جن کا نام
سو اس شاہ کی درگاہ میں ہوں سگ
کہ تو میری خواہش سو کرتا ہے جگ
غریب آشرق محبوب ہور شمال بھجے توں نہ کوئی پاوے اوسکے مثال

اختتام:۔

جان قادر محی الدین کا آوے نام
کہو قدس اللہ سنکر تمام
ہے برسٹ پدولی سو اس کا وطن
او بارہ میں مشہور ہے جو کہ حسن
تخلص ہے عاشق کا وحشی لگر
کرو ختم پر مرحبا بول کر

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد ماہ ذیحجہ ۱۲۲۴ھ

(۴۳۷) تحفۃ النساء

نمبر سیر (۱۷۹) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۳۸)
سطر (۵) خط نستعلیق۔
مصنف ۔ محمد باقر آگاہ۔
تاریخ تصنیف ۱۱۸۵ھ ۔ کتابت ۱۲۳۳ھ
مصنف کے حالات اوراق ماقبل میں درج ہو چکے ہیں۔

آغاز:۔

ہے حمد و ثنا اوسے سزاوار
بخشش کونین ہے جسکی کچھ بار
لطف و کرم اوس کا بے غرض ہے
دیتا ہے جو کچھ سو بے غرض ہے

اس مثنوی میں اولاً حمد و نعت اور منقبت ہے
اس کے بعد سیدنا عبد القادر جیلانی کی مدح ہے۔ اس کے
بعد نفس مضمون شروع ہوتا ہے جس میں ازواج مطہرات
اور صاحبزادیان رسالت مآب کے بعد چند دیگر عالی مرتبت
خواتین کے حالات درج کئے ہیں۔
سبب تالیف کے عنوان میں اس امر کا تذکرہ کیا ہے
کہ عورتوں کے پڑھنے کے لئے کوئی لٹریچر نہیں ہے

اس لئے انہوں نے یہ حالات قلمبند کئے ہیں۔

اختتام:۔

رکھ مجھکو ہمیشہ عافیت ساتھ

نت مجھکوں چلا تو راہ حسنات

دین ہیچ کر اب انجام میرا

ایمان پہ کر اختتام میرا

ترقیمہ

بتاریخ ہجدہم رجب المرجب بوقت بارہ ساعت

در سنہ ۱۲۳۳ھ از دست غلام الثقلین سید حسین

یہ مثنوی طبع ہوئی ہے۔ قلمی نسخے بھی کتب خانہ

سالار جنگ۔ کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو میں موجود ہیں

(۴۳۸) تحفۃ النساء (دوسرا نسخہ)

نمبر سیریشاملاٹ (۶۱) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۳۱)

سطر متن (۱۵) حاشیہ (۱۳) خط نستعلیق

آغاز:۔

ہے حمد و ثنا اوسے سزاوار

بخشش کو نہیں ہے جسے کچھ بار

اختتام کے چار شعر پہلے تاریخ تصنیف بھی درج ہے۔

گیارہ سو اوپر تھے پنج و ہشتاد

ہجرت سے بنا ہے تب یہ رکھ یاد

اختتام

دین ہیچ کر اب انجام میرا

ایمان پر کر اختتام میرا

(۴۳۹) ریاض الجنان

نمبر سیریل (۱۰۳) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۱۲۲)

سطر متن (۱۵) حاشیہ (۲۶) خط نستعلیق

مصنف محمد باقر آگاہ۔ تاریخ تصنیف ۱۲ شوال سنہ ۱۲۰۵ھ

مصنف کے حالات قبل ازیں درج ہو چکے ہیں۔

آغاز میں ایک مختصر نثر میں دیباچہ ہے اس کے بعد نفس

کتاب نظم میں ہے۔

"بعد حمد و نعت کے کہتا ہے محمد باقر آگاہ شافعی قادری

بیجاپوری ویلوری توفیق دیوے اوسے اللہ تعالیٰ کہ

مناقب اہل بیت کرام کے علیٰ جدہم وعلیہم الصلوٰۃ

والسلام بے شمار ہیں۔ اکثر علماء حدیث اور اثر اس

مناقب اطہر میں علیحدہ کتابیں تصنیف کئے اور داد

اپنے عقیدت دیئے۔"

اس کتاب میں دیباچہ نثر چہ صفحے کا ہے اس کے

بعد اہل بیت رسالت کے مناقب اور حالات نظم میں

لکھے گئے ہیں۔ ان کو بارہ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے

جس کی تفصیل حسب ذیل ہے باب کو روضے سے موسوم

کیا گیا ہے۔

پہلا روضہ۔ اہل بیت اکرام کی تعریف اور تمام۔

دوسرا روضہ۔ بی بی فاطمہ زہرہ اور حضرت علی کی

اولاد و نسل میں برکت کے لئے

آنحضرت کی دعا۔

تیسرا روضہ۔ آنحضرت صلعم کی وصیت اپنے عترت

کے متعلق اس باب کو پانچ حصوں میں

تقسیم کیا گیا ہے۔

چوتھا روضہ۔ اہل بیت کی فضیلت کشتی نوح کی

طرح ہے۔

پانچواں روضہ۔ آنحضرت کی قرابت اور اولاد علی و فاطمہ

چھٹواں روضہ۔ اہل بیت اطہار کا جنتی ہونا۔

ساتواں روضہ۔ اہل بیت اطہار سے محبت ضروری ہے

آٹھواں روضہ۔ اہل بیت کے ساتھ بغض حرام ہے

نواں وضہ۔ اہل بیت سے حسن سلوک و مراعات

دسواں وضہ۔ سادات پر کیا واجب ہے۔

گیارواں وضہ۔ مصائب اہل بیت۔

مصنف نے ان تمام کتابوں کا تذکرہ کر دیا ہے جنکی مدد سے اس نے مثنوی کو مرتب کیا ہے۔ جن میں عربی و فارسی کے معتبر کتابیں تاریخ و حدیث وغیرہ شامل ہیں۔

اختتام:۔

جو ہیں اخواں دوستاں میرے
بخش اون سب کو نعمتاں تیرے
اور جتنے ہیں زمرۂ اسلام
کر مدام اون پہ رحمت و انعام

ترقیمہ:۔

"الحمد اللہ باتمام رسید و باختتام انجام و پہ رسید ریاض الجناں بتاریخ دوازدہم ذوالحجہ سنہ ۱۲۵۱ھ از دست محمد بہاؤالدین جیروی عفی اللہ ذنوبہ جملہ ابیات ریاض الجناں معہ دیباچہ وغیرہ سرجمع (۳۳۱۰) بیت ہیں۔"

کتب خانہ سالار جنگ اور ادارہ ادبیات اردو میں اس مثنوی کے قلمی نسخے موجود ہیں۔ جامعہ عثمانیہ اور ہمارے خاندان میں بھی اس کے نسخے ہیں۔ یورپ میں بھی اس کے قلمی نسخے ہیں۔

(۲۲۰) ریاض الجناں (دوسرا نسخہ)

نمبر سیر (۵۲۸) سائز (۸×۵) صفحہ (۲۱۰)
سطر (۱۵) خط شکستہ

آغاز:۔

گرچہ تھی مقتدا السرورین
لیک بھرپور تھیں بکرب و محن

اختتام:۔

اور جتنے ہیں زمرۂ اسلام
کر مدام اون پر رحمت و انعام
صل یاربنا الرحیم علیہا

(۲۲۱) ریاض الجناں (تیسرا نسخہ)

نمبر سیر (۵۲۶) سائز (۱۲×۶) صفحہ (۱۹۷)
سطر (۱۷) خط شکستہ۔

آغاز:۔

"بعد حمد و نعت کے کہتا ہے محمد باقر آگاہ شافعی قادری بیجاپوری ویلوری۔"

اختتام:۔

اور جتنے ہیں زمرۂ اسلام
کر مدام اون پہ رحمت و انعام

ترقیمہ:۔

"کتاب ریاض الجناں تصنیف مولوی محمد باقر صاحب آگاہ بتاریخ گیارہ روز جمعہ بوقت نماز ظہر ساعت قمرہ رجب المرجب تحریر یافت۔ کاتب الحروف عبدالقاسم محمد قاسم رجب کی گیارہ تاریخ کو تمام ہوئی"

(۲۲۲) ریاض الجناں (چوتھا نسخہ)

نمبر کتاب (۲۳۰ جدید) سائز (۸×۶ انچ)
صفحہ (۱۹۶) سطر (۱۷) خط نستعلیق۔
تین ہزار ابیات — تاریخ کتابت ۱۲۸۵ھ

آغاز۔ دیباچہ نثر۔

"بعد حمد و نعت کی کہتا ہے محمد باقر آگاہ شافعی قادری... الخ"

نظم:۔

اے تیری بندگی میں کل وجود
کیا ملک کیا رسل ہیں سر بسجود

اس کے متعدد نسخے قبل ازیں تحریر میں آچکے ہیں تفصیلی کیفیت ان میں درج ہے۔ ختم کتاب کے بعد نعت آنحضرت صلعم میں ایک قصیدہ مولوی عبدالحی متخلص بہ احقر مرید حضرت شاہ محی الدین قادری کا مصنفہ ایک ورق میں شامل ہے

اختتام:۔

اور چھنتے ہیں زمرۂ اسلام
کر مدام اون پر رحمت و انعام
صل یاربنا الرحیم علی .... اقتدا آبادہ

ترقیمہ:۔

"بفضل رب متعال ..... بتاریخ پنجم ماہ مبارک شوال روز شنبہ ۱۲۰۸ھ ہجری نبویہ عاصی پر معاصی شایق ..... بجہت مطالعان شایق گذاشتہ شد کتاب منقول عنہ بسیار غلط تر بود ...... اگر دیگر کتاب تصحیح نمودہ باشد ...... بصحت تریں خواہند نمود"

(۲۲۳) ریاض الجنان (پانچواں نسخہ)

نمبر کتاب (۳۴۰۵ جدید) سائز (۸½ × ۶½ انچ)
صفحہ (۲۲۸) سطر (۱۳) خط۔ نسخ
تاریخ کتابت ۱۲۱۸ھ

آغاز:۔

اے تیری بندگی میں کل وجود
کیا ملک کیا رسل ہیں سر بسجود

یہ نسخہ نہایت کرم خوردہ ہے۔ لیکن مصنف کی زندگی کا لکھا ہوا ہے۔ اس لئے اہمیت رکھتا ہے۔

اختتام

جو ہیں اخوان و دوستاں میرے
بخش اون سب کو نعمتاں تیرے

اور چھنتے ہیں زمرۂ اسلام
کر مدام اون پر رحمت و انعام

ترقیمہ:۔

"تمت رسالہ ریاض الجنان بتاریخ دہم شہر شعبان المعظم سنہ ۱۲۱۸ھ ہجری در پرگنہ کملاپور تحریر یافت"

(۲۲۴) تحفۃ الاحباب

نمبر سیر شمالات (۶۱۱) سائز (۱۲ × ۸)
صفحہ (۳۸) سطر متن (۱۵) حاشیہ (۱۳)
خط نستعلیق۔ مصنف محمد باقر آگاہ۔
تاریخ تصنیف ۱۲۰۹ھ کتابت ۱۲۵۵ھ
مصنف کے حالات کا قبل ازیں تذکرہ ہو چکا ہے۔

آغاز:۔

(ابتدا میں دیباچہ نثر میں ہے اس کے بعد نفس مضمون نظم میں ہے)

"بعد حمد و نعت و منقبت کے کہتا ہے محمد باقر آگاہ شافعی قادری بیجاپوری ویلوری توفیق دے اسے اللہ تعالیٰ کہ حقوق اصحاب کرام کے تمام امت پر حد سے بہاد ہیں۔"

آغاز (نفس مضمون)۔

حمد ہے عدا اور ثنا اُسے بیکراں
ہے سزاوار خدا وند جہاں

س مثنوی میں خلفائے راشدین کے حالات اور مناقب۔ نیز بعض اصحاب کے مناقب و حالات نظم کئے گئے ہیں۔ کتاب ابواب اور فصل میں منقسم ہے پہلا باب صحابہ کی تعریف میں ہے دوسرا باب قرآن کی آیات جو صحابہ سے متعلق ہیں۔ تیسرا باب میں احادیث جو صحابہ کی شان میں ہیں۔ چوتھے باب میں حضرت ابوبکر صدیق۔ پانچواں

باب میں حضرت عمرؓ چھٹے باب میں حضرت عثمانؓ، ساتویں باب
میں حضرت علیؓ کے مناقب اور حالات درج ہیں۔ اس کے
بعد کے ابواب حضرت حمزہؓ، حضرت عباسؓ، حضرت زبیرؓ
حضرت سعد حضرت عبداللہ بن عوف، حضرت طلحہؓ،
حضرت ابوعبیدہ اور حضرت سعید کے حالات پر مشتمل ہیں
اس طرح پندرہ باب پر یہ مثنوی منقسم ہوئی ہے۔

اختتام:۔

بھیج اے قیوم صلوات و سلام
ہر زماں اپنے حبیب اوپر مدام
ہور بر آل و صحب اس اسلوب پر
اور اوس کے وارث و محبوب پر

اس مثنوی کے نسخے کتب خانہ سالار جنگ و
جامعہ عثمانیہ و ادارۂ ادبیات اردو کے علاوہ برٹش
میوزیم میں موجود ہیں۔

(۴۴۵) تحفۃ الاحباب (دوسرا نسخہ)

نمبر مناقب (۱۱۸) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۹۶)
سطر (۱۹) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

"بعد حمد و نعت و منقبت کے کہتا ہے محمد باقر آگاہ"

اختتام

ہور آل صحب اس اسلوب پر
اور اوس کے وارث محبوب پر

ترقیمہ:۔

"تمت الرسالہ تحفۃ احباب فی مناقب الاصحاب
تصنیف محمد باقر آگاہ شافعی قادری ویلوری۔
بتاریخ بست و نہم شہر جمادی الآخر سنہ ۱۲۸۵ ہجری
نبوی از دست فقیر حقیر سید برہان الدین حسینی غفراللہ"

(۴۴۶) تحفۃ الاحباب (تیسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۲۸۱ جدید) سائز (۹ ½ × ۶ ¾)
صفحہ (۲۷۸) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

"بعد حمد و نعت و منقبت کے کہتا ہے محمد باقر آگاہ۔۔"
۔۔ (دیباچہ نثر میں ہے۔ اصل نظم کا آغاز یہ ہے۔

حمد بے حد اور ثنائے بیکراں
ہے سزاوار خداوند جہاں

(یہ نسخہ غیر مجلد کرم خوردہ آخر سے ناقص ہے)

اختتام:۔

بہوت سے ایسے کیا ہے کام تو
لاکھوں سے ایسے دیا انعام تو

(۴۴۷) محبوب القلوب

نمبر سوانح (۵۱) سائز (۸ × ۵) صفحہ (۳۹۰)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔
مصنف۔ محمد باقر آگاہ۔ تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۰۵
اس مثنوی میں اولاً نثر میں دیباچہ ہے اس کے بعد
نفس مضمون مثنوی کی صورت میں لکھا گیا ہے۔

آغاز:۔

"بعد حمد و نعت کے محمد باقر آگاہ شافعی قادری ویلوری
توفیق دیوے اسے حق سبحانہ تعالیٰ کہتا ہے کہ مناقب حضرت
محبوب سبحانی کے علی جدہ و علیہ الصلوات و السلام بے حساب
ہیں۔ اور اس مناقب شریف کو علماء اور اولیاء چار قسم پر
لکھے ہیں

آغاز نفس مضمون

کرے کوئی حمد تیرا کیا الٰہی
کہ ہے قدرت تری مرتا بماہی

تو ہے خلاقیت میں ایسا قادر
کہ یک کن سے کیا عالم کو ظاہر

جیسا کہ آغاز کی عبارت سے واضح ہوگا اس میں سیدنا عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کے حالات، مناقب اور کرامات کا تذکرہ کیا گیا ہے اور آپ کی فضیلت، اخلاق اور عادات کا بھی ذکر ہے۔

اس مثنوی کو گیارہ باب میں تقسیم کیا گیا ہے باب کو "جلوہ" سے موسوم کیا گیا ہے۔ آخر پر حضرت جیلانی کی مدح میں ایک قصیدہ ہے اسی پر یہ کتاب ختم ہوتی ہے۔

قصیدہ کا مطلع یہ ہے۔

کیوں حسن کا دکھا دے ہے کر و فر آفتاب
نگہ دور کر نقاب کہ ہو شپر آفتاب

اختتام:-

جب تک خط کرن سے باوراق آسماں
تفسیر والضحیٰ کا لکھے دفتر آفتاب
آیات تیری نسخۂ آفاق میں رقم
یوں پا دیں جس کا ہو ورق اصغر آفتاب

مثنوی کے اختتام پر تاریخ تصنیف اور ابیات کی صراحت بھی کردی ہے۔

تھا ہفتم سال بارا سو اوپر جب
بحال خوش ہوا ہے یہ مرتب
تمام ابیات اس کے اے معاند
ہوئے چار الف ترسٹھ بے قصائد

اس مثنوی کے قلمی نسخے جامعہ عثمانیہ، ادارہ ادبیات اردو، کتب خانہ سالار جنگ اور برٹش میوزیم میں موجود ہیں اس کے علاوہ ہمارے خاندانی کتب خانوں میں بھی اس کے کئی نسخے ہیں۔

(۴۴۸) محبوب القلوب (دوسرا نسخہ)

نمبر سوانح (۲۳۸) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۲۲۴)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

آغاز:-

"بعد حمد و نعت کے محمد باقر آگاہ شافعی دیلوری...."

اختتام:-

آیات ترے نسخۂ آفاق میں رقم
یوں پا دیں جس کا ہو ورق اصغر آفتاب

(۴۴۹) محبوب القلوب (تیسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۲۰۸۳ جدید) سائز (۸×۵ انچ)
صفحہ (۳۶۶) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

آغاز:-

بعد حمد و نعت کے محمد باقر آگاہ شافعی قادری ویلوری توفیق دیوے اوسے حق سبحانہٗ تعالیٰ کہتا ہے کہ"....

کرے کوئی حمد تیرا کیا الٰہی
کہ ہے قدرت تیری مہ تا بماہی

اختتام:-

ہے یہ دوسرا قصیدہ شاعرانہ
ہے بانند ردیف اپنے یگانہ

ترقیمہ:-

"دو کتاب محبوب القلوب بتاریخ ہشتم ماہ ربیع الثانی ۱۲۳۳ھ از دست اضعف بندگان معبود غلام محمود بن غلام حسین بن محمد علی حنفی اللہ ذنوبہم زینت اختتام یافت"

اس کے بعد قصیدہ مفرح القلوب و مفرج الکروب در مناقب حضرت محبوب۔ اور ایک نظم بھی ہے جس کا خاتمہ یہ ہے۔

ہو ہزاروں سے تحیات وسلام
دم بدم نازل الی یوم القیام
وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ و
اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

(۴۵۰) محبوب القلوب (چوتھا نسخہ)

نمبر مناقب (۵۳۶) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۸۲)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

"بعد حمد و نعت کے محمد باقر آگاہ شافعی قادری"
یہ مثنوی ناقص الآخر ہے۔

اختتام:۔

تھا نیک خلق میں وہ احسن الخلق
تھا فقط دوستی میں امین خلق
تھا بے شبہ کرم میں اکرم الناس
بلاشک لطف میں تھا اکرم الناس

اس کے بعد کے اشعار نہیں ہیں۔

(۴۵۱) محبوب القلوب (پانچواں نسخہ)

نمبر مناقب (۹۶) سائز (۸×۳.۰) صفحہ (۲۰۴)
سطر (۱۸) خط نستعلیق۔ کتابت ۱۲۵۵ھ

آغاز:۔

"بعد حمد و نعت کے محمد باقر آگاہ ......"

اختتام:۔

آیات تیری نسخۂ آفاق میں رقم
یوں پاویں جس کا ہو ورق اصغر آفتاب

ترقیمہ:۔

"بتاریخ بست و دوم شہر ذیقعدہ ۱۲۵۵ھ
روز سہ شنبہ باتمام رسید۔

(۴۵۲) زین المجالس (یازدہ مجالس)

نمبر سوانح (۳۰۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۳۱۴)
سطر (۵) خط نسخ۔ مصنف۔ نوائی۔
تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۱۵ ہجری۔
ناقص الاول اور ناقص الآخر ہے۔
مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔
مصنف نے اپنے باپ، بھائی، استاد اور مرشد کی مدح کی ہے۔ اور مرشد کا نام ادریس عالم تھا۔ اپنے استاد کی بھی تعریف کی ہے مگر ان کا نام نہیں لکھا ہے۔ صرف وحید العصر شیخ معنوی لکھا ہے۔ اس مثنوی کو اپنے مرشد کی فرمایش سے لکھنے کی صراحت کی ہے۔

آغاز:۔

سب ہی پیغمبروں کی امتوں پر
کیا امت کا ان کے قدر برتر
رکھیا بعضوں کو ان سوں اصفیا کر
ہے بعضے اولیا اور اتقیا کر
خصوصاً حضرت سلطان جیلانی
امام الواصلین محبوب سبحانی

اس مثنوی کو حسب ذیل گیارہ مجلس میں تقسیم کیا گیا ہے۔
(۱) معراج آنحضرت صلعم (۲) ولادت سید عبدالقادر جیلانی (۳) اقوال اور حالات (۴) جانشینی وکمالات و معجزات (۵) مناقب و تعریف (۶) اسم و صفات (۷) قدم مبارک وافتخار (۸) فیض حضرت (۹) حصول مراد و بخشش (۱۰) وفات (۱۱) بعض فضائل بعد وفات۔

شاعر کے تخلص کی صراحت اور تاریخ تصنیف۔

ذاتی یہ مجلساں مرقوم کرنا
تھا حضرت کا بیاں معلوم کرنا
تھے بارا سو پہ پندرہ سال ہجرت
کہ پایا حق ستیں یہ تائید نصرت
کیا تب فکر تاریخ مناسب
کہا ہاتف نے رہ روضہ مناقب

اختتام:۔

مجھے نیکی سیتیں رکھ نیکو خدائی
گنہا ہوں پر نہ کر مائل میرا دل
گناہاں جو کیا ہوں میں نے سو اب
عفو کر بخش اس ہو فقر کوں دھو سب

اپنے بھائی اور مرشد کی صراحت اس طرح کی ہے۔

خصوصاً بھائی صاحب میرے ذی قدر
شرافت کہ ہدی پر تھے جوں بدر
ہیں میرے قبلہ گاہ اوصاف شاں
کہ ہیں یو گوہر دریائے ایماں
عطاء الدین ہیں یا شیخ محمد
لقب مرشد ہیں نیکی سوں مؤید
کئی ہیں مجھ سیتیں جو خوبی ہنایت
لکھا جاوے نہ اس سیتیں تک کتابت

....

لکھا یہ نظم میں نے با فراغت
نہ تھی کس چیز کی دل پر ملامت

(۲۵۳) وفات سیدۃ النساء

مجامع (۱۰۳) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۹) سطر (۱۳) خط شکستہ۔ مصنف۔ کینہ

تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۲۴ھ

مصنف کا نام عبداللہ تخلص کمینہ تھا۔ اس کے والد حافظ علی نام مطلبی سے موسوم تھے۔ کمینہ کی ایک مثنوی "دُرِ مجالس" بھی ہے جو سیف بن ظفر نو بہاری کی فارسی مثنوی کا دکنی ترجمہ ہے۔ اس کا ایک نسخہ انڈیا آفس میں ہے۔ یہ مثنوی ان کی دوسری تصنیف ہے۔ فرانسیسی محقق گارساں دی تاسی نے بھی در مجالس کا تذکرہ کیا ہے۔

آغاز:۔

کیا ابتدا میں بنام خدا — او ما ہے جلائے و پالے سدا
محمد نبی سید المرسلیں — حبیب خدا رحمت العالمیں

جیسا کہ نام سے واضح ہے اس مثنوی میں حضرت بی بی فاطمہ زہرہ کے وفات کا حال نظم کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

اس میں اشعار کی تعداد بھی لکھی گئی ہے۔

ہوئے ایک سو آٹھ بیتاں تمام
درود بر محمد علیہ السلام
غلاماں میں کمتر کمینہ غلام
شفاعت کرو تم ہمیشہ مدام
الٰہی سوں اول مناجات ہے
یو بر لانے سے بارا سو حاجات ہے

اس مثنوی کے قلمی نسخے ادارہ ادبیات اردو (تذکرہ مخطوطات جلد اول صفحہ ۱۷۵) اور جامعہ عثمانیہ میں موجود ہیں (سروری صفحہ ۵۹)

(۲۵۴) وفات سیدۃ النساء

(دوسرا نسخہ)

نمبر مثنوی (۲۳۴) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۱۳) سطر (۸) خط نستعلیق۔

آغاز

کہوں ابتدا میں بنام خدا
وہ مارے وہ پالے جلاوے سدا

اختتام:-

غلاماں میں کمتر کمینہ غلام
شفاعت کرو تم ہمیشہ مدام

ترقیمہ:-

مرقومہ چہاردہم شہر ذیحجہ روز یکشنبہ بوقت عصر ۱۲۸۵ھ۔

(۲۵۵) مولود شریف

مواعظ شامات (۱-۳۶) سائز (۵×۱۰) صفحہ (۵۸)
سطر (۱۵) خط۔ نستعلیق۔ تاریخ قریب ۱۲۵۰ھ
مصنف کے متعلق کوئی پتہ نہیں چلا۔

آغاز:-

یک شعر کے بعد اصل مضمون نثر میں ہے۔

"حمد ہے سب اُس خدائے پاک کو
جان و ایماں جس نے بخشا خاک کو

شایاں حمد و ثنا وہ مبدع کون و مکاں موجد زمین و زماں ہے جس نے اپنے نور سے لم و کیف سے نور صاحب لولاک باعث افلاک پیدا کیا۔"

اس کتاب میں سیدنا عبد القادر جیلانی کے حالات مناقب اور کرامات درج کئے گئے ہیں۔

اختتام:-

"جس دعا کے دو طرف سے درود شریف ہوتا ہے وہ قبول فرماتا ہے۔ وہ محبوبوں کے ذکر خیر میں اس نامہ سیاہ کو ان کے صدقے سے بخشدے۔"

---

(۲۵۶) ریاض غوثیہ

نمبر مناقب (۱۳۰) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۲۸)
سطر (۱۳ تا ۲۸) خط۔ نستعلیق۔
مصنف۔ غوثی ۔ تاریخ تصنیف ۱۱۹۱ھ

شاہ غوثی کو بیجاپور سے تعلق تھا ان کے والد انھیں بھی شاعر تھے۔ شاہ ہاشم علوی کے نواسے تھے۔

آغاز:-

حمد حق سوں ہونٹ اول کھولنا
بعد ازاں اس کے دل منگیا سو بولنا
او ہے قادر قدرت اسکی ہے عظیم
خالق و رازق و فتاح و علیم

اس مثنوی میں حمد و نعت۔ واقعہ معراج اور مدح حیدر کرار۔ مدح سیدنا عبد القادر جیلانی کے بعد سبب تالیف کا عنوان ہے۔ اس کے بعد نفس مضمون شروع کیا گیا ہے۔ یہ مثنوی کئی باب میں منقسم ہے۔ ہر باب کو چمن ہے اور فصل کو گلدستہ سے موسوم کیا گیا ہے۔ اور ان میں سید عبد القادر جیلانی کے حالات، مناقب، کرامات، اخلاق اور عادات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ آخر پر تصوف کے بعض مسائل بیان کئے گئے ہیں

مصنف کے تخلص کے بعض اشعار

الغرض غوثی کو جان اپنا غلام
کر کرم اس پر تو شاہا والسلام

غوثیا اب چل تو اللہ ہار ہے
فضل سوں اسکی توں دریا پار ہے

غوثیا لے کلک او ہم لگام منقبت کو ختم کر دے والسلام

اس مثنوی میں دکن کے کئی شعرا اور راوں کے تصانیف کا تذکرہ کیا ہے۔

نصرتی ہو بہسر بخشش میں ہنک
گو ہر مقصود لیا یا اپنے چنگ
افضلی ہو عندلیب خوش نوا
نو بہار اپنا کھلایا یک نوا
پھر غواصی قصہ سیف الملوک
کہہ گیا کر شعر کے فن سوں سلوک
دیر فراق وصل اب کا اشتیاق
وہ مرات الحشر بولیا لے فراق
ہاشمی بولیا زلیخا ذوق سوں
عشق میں جگ رد کھویا شوق سوں
سب وہ اپنے طبع کا جودت دکھیا
چھوڑ کے آخر سو یو قافی سرا

اختتام:۔

ہر جنا ور کے پچھانت پائے پھر
ان کے بولی کا سمجھ آئے پھر
بھید یو باطن کا بولیا میں تمام
ظاہری بات سو وہ ہے عام

ناقص الآخر ہے، اس کے بعد کے چند اشعار نہیں ہیں

(٢٥٧) مناقب غوث الثقلین

نمبر مناقب (٢٦) سائز (٨×٥) صفحہ (٢٧٨)
سطر (١٣ تا ١٨) خط شکستہ
مصنف۔ شاہ اسد اللہ ثانی
تاریخ تصنیف قبل ١٢٥٠ھ۔ کتابت ١٢٥٠ھ
شاہ اسد اللہ ثانی شاہ غلام علی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ شاہ غلام علی حضرت موسیٰ قادری کے فرزند تھے جن کا مزار پرانے پل کے قریب حیدرآباد میں زیارت گاہ عام و خاص ہے۔

شاہ اسد اللہ ثانی اپنے وقت کے عالم متبحر اور صاحب عرفان تھے۔

آغاز:۔

"الحمد منا لسان العبد اللہ الخ
ہماں نخل وہماں برگ وہماں گل
ہماں رنگ وہماں بوت وبلبل"

چند فارسی اشعار کے بعد اردو نثر میں نفس مضمون شروع ہوا ہے۔ اس میں سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے مناقب اور کرامات درج ہیں آپکی ریاضت مکاشفہ کا تذکرہ ہے (٩١) کرامات کا ذکر کیا گیا ہے۔ عنوانات سرخی سے لکھے گئے ہیں۔

اختتام:۔

"بعد از پدر بزرگوار کے حضرت عبدالوہاب مسند خلافت کو آراستہ کرے، اور بیٹھے اور فیض عالم کو ظاہر و باطن کا کیئے"

ترقیمہ:۔

"الحمد اللہ بفضال الٰہی سے شاہ اسد اللہ ثانی خلیفہ حضرت پیر و مرشد غلام علی قادری الموسوی کا شہر فرخندہ بنیاد حیدرآباد میں کہ رہنے والے یہاں کے ہندی ہیں اس واسطے کہ ہر ملک و ہر سخن و رواج علیحدہ ہے۔ زبان ہندی سے لکھا کہ ہر مرد و زن و طفل کو سمجھ میں آوے۔ ماہ ربیع الاول میں دیں تاریخ ظہر کا وقت تھا۔ تمت الکتاب ہوا بحرمت جناب رسالت و جناب ولایت و بحرمت جناب سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲۵۸) غوث نامہ

نمبر مناقب (۱۸۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۲۶)
سطر (۱۳) خط نستعلیق مصنف لعل شاہ۔
تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۴۶ھ کتابت سنہ ۱۳۰۱ھ
مصنف لعل شاہ حیدرآباد کے شاعر تھے۔ سکندرجاہ آصف جاہ ثالث کے عہد میں موجود تھے۔
اس مثنوی کو لعل شاہ نے فارسی کی نثری کتاب سے دکنی نظم میں منتقل کیا ہے۔

آغاز:۔

اول نام اللہ ذاتی قدیم
ہے باقی سب اسم صفاتی عظیم
ہے رحمان و رزاق اور مہرباں
رسانیدہ روزی بجملہ جہاں

اس مثنوی میں سیدنا عبدالقادر جیلانی کے کرامات، حالات، و مناقب درج کئے گئے ہیں حکایت کے عنوان کے تحت واقعات لکھے گئے ہیں۔

اختتام:۔

فضیلت کرامت ہدایت کے شاہ
مریداں کے تحقیق پشت و پناہ
ثنا صفت میراں محی الدین کی
کہاں لگ کرے کوئی بشر پیر کی
ہے عاجز بندہ لعل شاہ ہے غلام
کیا ختم یہ غوث نامہ تمام

ترقیمہ:۔

"تمت الکتاب غوث نامہ بتاریخ بست و دوم شہر ربیع الآخر سنہ ۱۳۰۱ھ در بلدہ تنجاور"
اس مثنوی کا ایک نسخہ کتب خانہ جامعہ عثمانیہ میں ہے

(سروری صفحہ ۱۰۹)

(۲۵۹) مناقب سیدۃ النساء

نمبر مناقب (۱۷۰) سائز (۹×۵) صفحہ (۵۲)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔ تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۵۰ھ
مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے
آغاز میں چند شعر ہیں اس کے بعد نفس مضمون نثر میں ہے۔

ہے حمد و ثنا سب اوسی کے لئے
زمیں آسماں جس نے پیدا کئے

گیارہ اشعار کے بعد
"جاننا چاہئے کہ حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں ہوئی تھیں"۔
جیساکہ نام سے واضح ہے اس میں سیدۃ النساء بی بی فاطمہ زہرہؓ کے مناقب وغیرہ لکھے گئے ہیں۔

اختتام:۔

جب زیارت بقیع کرتے تو آگے خیبہ حضرت عباس کے کھڑے ہوتے و حضرت فاطمہ زہرا کو سلام کرتے۔ اللھم صل علی رسولنا و شفیعنا محمد و آلہ اجمعین۔

(۲۶۰) مدح شمسیہ

نمبر تاریخ (۲۵۷۲) سائز (۴×۸) صفحہ (۳۹)
سطر (۱۷) خط نستعلیق۔
مصنف غلام امام خاں ہجر تخلص۔
تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۷۹ھ
مصنف کے حالات دوسری جگہ لکھے گئے ہیں۔

آغاز:۔

"قال اللہ تعالیٰ جل شانہ کل من علیھا فان نخ
جہان جہاں فانی ہے، نہ جائے جاودانی یہ کاروان سرا ہے

یہاں جو آتا ہے جاتا ہے۔

ناف کٹی ادھر اور لاشش گرتی ہے ادھر
جو کہ زچگی خانہ ہے ایک روز ماتم خانہ ہے"

اس کتاب میں نواب فخر الدین خاں شمس الامرا امیر پائیگاہ کے حالات اور ان کے بعض اقوال لکھے گئے ہیں۔ یہ گویا انکی سوانح عمری بھی ہے اور روزنامچہ بھی

شمس الامرا امیر کبیر امرائے پائیگاہ حیدرآباد سے تعلق رکھتے تھے آپ نہ صرف ایک امیر کبیر تھے بلکہ عالم بھی تھے۔ انگریزی اور فرانسیسی زبان سے ترجمہ کے لئے ایک دار ترجمہ قائم کیا تھا جس میں سے بعض کتابوں کا تذکرہ اس فہرست میں آئے گا۔ آپ نے مدرسہ فخریہ قائم کیا تھا اس میں علوم سائنس یعنے طبیعات، کیمیا، ہیئت اور ریاضی کی تعلیم اردو میں ہوتی تھی۔ یعنی جامعہ عثمانیہ میں جو کام ایک سو سال کے بعد ہوا وہ آپ ایک سو سال پہلے کر چکے تھے۔

اختتام:۔

"حسینی بیگم لاولد ہیں، لیکن محمد فیض الدین خاں بہادر ان کے آغوش میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو سلامت و باکرامت یک صد وسی سال قائم رکھے آمین، آمین!"

(۲۶۱) وقائع عمری

نمبر سوانح (۲۵۶) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۹۸)

سطر (۱۱) خط شکستہ۔ مصنف۔ محمد نظام الدین

تاریخ تصنیف سنہ ۱۳۰۳ھ کتابت سنہ ۱۳۰۳ھ

محمد نظام الدین کے والد محمد رکن الدین سرکار آصفیہ کے منصب دار تھے۔ محمد نظام الدین کو مختار الملک نے تحصیلداری کی خدمت پر مامور کیا تھا اور تعلقہ مدہول ضلع ناندیڑ میں متعین کئے گئے تھے۔ زمانۂ قدیم کے تحصیلدار بڑے اختیارات رکھتے تھے عدالت و مال اور دیگر امور ان سے متعلق ہوتے تھے گویا وہ تعلقہ کا افسر اعلیٰ ہوتا تھا۔

آغاز:۔

"حضرت فردوس آرام گاہ نواب میر تراب علی خاں بہادر سالار جنگ شجاع الدولہ مختار الملک جی۔سی۔ایس۔ آئی، ڈی۔سی۔ایل۔ وزیر دکن میر محمد علی خاں بہادر شجاع الدولہ کے صاحبزادے تھے اور ان کی نانی میر عالم مغفور موسوم سید ابو القاسم کی صاحبزادی تھیں۔"

یہ نواب مختار الملک کی سوانح عمری ہے چونکہ مصنف کو نواب مختار الملک سے خاص تعلق تھا اس لئے یہ سوانح عمری خاص اہمیت رکھتی ہے۔

اختتام:۔

"کیا افسوس ہے کہ جس زمانے کی تشہیری کے واسطے دلہن نے اس قدر کوشش کی تھی اس کو تخت پر بیٹھے ہوا نہ دیکھ سکے اس عمر میں جہاں سے گذرنے کے دن نہ تھے۔
حسرت ہمیں بھی ہے کہ مرنے کے دن نہ تھے"

ترقیمہ:۔

"یہ وقائع عمری مدار المہام سرکار عالی مرتبہ محمد نظام الدین ابن محمد رکن الدین خاں بہادر مرحوم محمد نظام الدین خاں مغفور منصب دار و تحصیلدار تعلقہ مدہول ضلع ناندیڑ تمام اختتام پایا نقطہ مرقوم ۲۹ محرم الحرام سنہ ۱۳۰۳ ہجری

(۲۶۲) سوانح عمری خواجہ معین الدین اجمیری

نمبر سوانح عمری (۲۳۹) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۰۲)

سطر (۲۰) خط نستعلیق مصنف عبد القدیر چشتی

تاریخ تصنیف سنہ ۱۳۰۳ھ۔ کتابت سنہ ۱۳۰۷ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز:۔ "حمد بیحد اس احکم الحاکمین و ارحم الراحمین کو

سزا ہے جس کی بادشاہی کے انتظام دیکھ کر انسان کی عقل دنگ ہے، وہ قادر مطلق و خدائے برحق جس کی ستائش میں کاملین ما عرفناک حق معرفتک کہہ اٹھے۔"

اس کتاب میں جیسا کہ نام سے واضح ہے خواجہ اجمیری کے حالات، کرامات، مکاشفات، ملفوظات درج کئے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ درگاہ، مسجد شاہجہاں کے حالات بھی درج کیا۔

اختتام:۔

"حالات تالاب بیلا۔ یہ تالاب قریب اسٹیشن ریلوے کے جانب سے سر، کھد کر اسٹیشن بنا ہے۔ اجمیر کے شرقی جانب راجہ بلدیو نے بنایا تھا اس کے گرد صدہا بت خانے تھے۔"

ترقیمہ:۔

"تمت بالخیر سوانح خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ
بتاریخ ۲۵ شعبان سنہ ۱۳۰۰ھ مولفہ عبداللہ بن چشتی

(۲۶۳) ترجمہ تذکرہ حضرت شاہ شرف الدین یحییٰ منیری

نمبر تذکرہ (۳۵۰۱) سائز (۸×۵) صفحہ (۲۲) سطر (۲۰ تا ۲۵) خط نستعلیق۔ مترجم سید محمد بلگرامی

تاریخ ترجمہ سنہ ۱۳۱۰ھ کتابت سنہ ۱۳۱۰ھ

مترجم نے شیخ اسمعیل گجراتی کے لکھے ہوئے اور تصحیح کئے ہوئے نسخہ سے ترجمہ کیا ہے۔ مترجم سادات بلگرام سے تعلق رکھتے تھے اور حیدرآباد آکر سلطنت آصفیہ کی ملازمت میں شامل ہوئے تھے۔

آغاز:۔

"برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
وز ہر چہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم
عابد ہو یا عابد، زاہد ہوں یا عارف اس خدائے جل شانہ کے سراپردہ اجلال تک جو اس پہنچا نہ کے ہزار جاسوس دوڑا دیں اور اس مسند نشین بارگاہ قدس کی ادراک میں لاکھ غور و فکر کے جاسوس یا قاصد چلا دیں سب کے اوسان خطا ہوں۔"

جیسا کہ نام سے واضح ہے اس میں مخدوم جہاں خواجہ شرف الدین یحییٰ منیری (بہاری) کے حالات ملفوظات اور کرامات کا تذکرہ کیا ہے۔ آپ کا زمانہ سلطان محمد تغلق کا زمانہ تھا۔

اختتام:۔

"خدایا بحق بزرگان دین کے اس بندہ تیرہ کار گنہ گار پہ رحم کر اور بحرمت راز و نیاز آں عاشقان جاں باز کے ایسی توفیق دے کہ اچھے کو اچھا اور برے کو برا سمجھیں۔"

ترقیمہ:۔

"ترجمہ فارسی ختم شد تذکرہ مع ملفوظات و سیاحت
و حالات بادیہ نوردی و کشف و کرامات حضرت
مخدوم جہاں و شیخ الاسلام حضرت شیخ شرف الدین
ابن شیخ یحییٰ منیری مضافات بہار شریف۔ مرقوم
بست و ہفتم ربیع دوم سنہ ۵۶ھ
ترجمہ از نسخہ فارسی بہ زبان اردو بتاریخ ۲ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۰ھ
ترجمہ کنندہ سید محمد بلگرامی"

(۲۶۴) خود نوشتہ حالات محمد ابراہیم

نمبر تاریخ (۲۷۳۸) سائز (۱۴×۸) صفحہ (۲۲)
سطر (۱۳ تا ۱۶) خط نستعلیق۔

مصنف محمد ابراہیم۔

تاریخ تصنیف سنہ ۱۳۱۵ھ کتابت سنہ ۱۳۱۵ھ

مصنف حیدرآباد کے ایک شریف گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ سنہ ۱۲۶۳ھ میں ملازمت کے لئے امیدوار بے فوج کی ملازمت

لی ۔اس کے بعد صفائی (بلدیہ) میں منتقل کئے گئے۔ مددگاری کی
خدمت انجام دیکر وظیفہ حاصل کیا۔ پہلے صاحب سیف تھے۔ اس کے
بعد صاحب قلم بنے اور اگرچہ دیسی ریاست میں جنگ و جدل
بند ہو گیا تھا مگر اس کے باوجود باغی زمیندار سے مقابلہ کیا،
اور اس کو حکومت کی مخالفت اور سرتابی کا مزا چکایا۔

آغاز:۔

"کمترین شروع سال ۱۲۹۳ھ میں مدار المہام وقت نواب
سراج الملک مرحوم جناب شاہ کی سرکار میں امیدوار ہوا جناب
دولت نے معروضہ کیا کہ دار الانشاء میں ایک جگہ خالی ہے
یہ شخص وہیں بھیجدیا جائے۔ نواب نے فرمایا اس سید کے
وضع و ترکیب قوی پیشہ مقتضی اس بات کے ہیں کہ اس سے
فوجی کام لیا جائے۔"

جیسا کہ صدر الذکر عبارت سے واضح ہے ان کو فوج میں
ملازمت دی گئی اور انہوں نے کولاس کے باغی زمیندار سے
مقابلہ کیا اعتقاد جنگ ضلع کے تعلقدار تھے مگر انکی فوج کو
کامیابی نہیں ہوئی اس کے بعد سید محمد ابراہیم کو فوج کا
افسر بنا کر روانہ کیا گیا اور انہوں نے فتح حاصل کی۔

اگرچہ یہ ایک سرکاری عہدہ دار کی خود نوشتہ سوانح عمری
ہے مگر اس سے تاریخ دکن اور خصوصاً نواب مختار الملک کے عہد کے
واقعات کا صحیح علم معلوم ہوتا ہے ۱۳۰۰ھ کے پہلے کس طرح
مالگذاری وصول کی جاتی تھی اور اس زمانے میں زمیندار
باغی ہو جاتے تھے۔

ترقیمہ:۔

"کمترین خود مجروح ہو گیا دولت ملک کی خیر خواہی میں
شباب کا خون بہایا۔ خود ستائی سمجھ کر ۔۔۔۔ بھی
کوئی ذکر اس سوانح عمری میں درج نہیں کیا۔ مرقوم
شوال ۱۳۱۶ھ سید ابراہیم مددگار صفائی۔"

(۴۶۵) تذکرہ خاندان رفعت الملک

نمبر سوانح عمری (۵۴۴) سائز (۱۲×۹) صفحہ (۲۷)
سطر (۱۲) خط نستعلیق۔
مصنف۔ حکیم سید شمس اللہ قادری
تاریخ تصنیف ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء کتابت ۱۳۵۵ھ

حکیم سید شمس اللہ قادری عہد حاضر کے ایک مشہور
مورخ تھے۔ عربی اور فارسی کی قابلیت رکھتے تھے۔ تاریخ
و ادب سے دلچسپی تھی۔ اردوئے قدیم آپ کی ایک مشہور
کتاب ہے۔ آثار قدیمہ کے بھی ماہر تھے۔ رسالہ تاریخ بھی جاری
کیا تھا جو موصوف کے تاریخی معلومات سے مزین ہوتا تھا
مورخ اور محقق کی حیثیت سے انہوں نے اچھا نام
پیدا کیا۔ پولیس ایکشن کے بعد انتقال ہوا۔

آغاز:۔

"امرائے حیدرآباد کے اعلیٰ خاندانوں میں جو شاہان آصفیہ
کے دربار سے وابستہ رہے ہیں نواب رفعت الملک کا
خاندان قدامت ثروت و اقتدار کے لحاظ سے نہ صرف غیر
معمولی وقعت بلکہ تاریخی اہمیت بھی رکھتا ہے۔"

جیسا کہ نام کتاب اور آغاز کی عبارت سے واضح ہے یہ
حیدرآباد کے ایک جاگیردار خاندان کا حال ہے جو نہایت
تحقیق اور تجسس کے بعد قلمبند کیا گیا ہے۔ اس خاندان کے
آخری مشہور فرد ہاشم علی خاں صاحب جج ہائی کورٹ
تھے۔ اب ان کے فرزند عالم علی خاں بوزھن ٹوگرفیکٹری کے
اعلیٰ عہدہ دار ہیں۔

اختتام:۔

"میر ہاشم علی خاں سررشتہ عدالت میں ملازم ہو۔
اس وقت عدالت مطالبات خفیفہ کی نظامت اعلیٰ پر
مامور و کارگزار ہیں۔"

ترقیمہ:-

۵ر جولائی ۱۹۳۰ء

(۲۶۶) محی الدین نامہ

نمبر کتاب (۶۶۵ جدید) سائز (۸ ۱/۴ × ۶ ۱/۴)

صفحہ (۱۱۲) سطر (۱۳-۱۴) خط نستعلیق۔

مصنف۔ سیف الدین مرید شاہ مسکین

تاریخ تصنیف ۱۱۷۰ھ تاریخ کتابت ۱۲۶۶ھ

آغاز:-

اول صفت کر ذات رب کا ثنا

دگر یو نبی کا صفت اور ثنا

بہی اول و اصحاب حضرت رسول

جنہوں نے کیں دین اول قبول

اس سے قبل ایک محی الدین نامہ مصنفۂ افضل کی تفصیل بیان کی جاچکی ہے۔ یہ محی الدین نامہ اس کے علاوہ ہے جس کے مصنف کا پتہ نہیں چلا۔ خاتمہ سے دو ورق پہلے اس شعر سے کچھ پتہ چلتا ہے مگر یقینی نہیں۔

شاہ مسکیں مرشد ہے ترا امام

سیف الدین ہو کر بتائے تمام

اس منظومہ کی تصنیف کے متعلق اشعار درج ذیل ہیں۔ کسی فارسی رسالہ کو دکھنی میں منظوم کیا ہے۔

اتھا فارسی نظم دکھنی کیا ہوی پیر دستگیر کی بعد دعا

گیارا سو کے بعد از ستر سال پر مکرتیں اگلی ستو سر بسر

اختتام:-

"محی الدین نامہ ہوگیا تمام محمد نبی پر درود ہور سلام

ترقیمہ:-

محی الدین نامہ بتاریخ بست و دوم ربیع الاول روز دوشنبہ ۱۲۶۶ھ تمام شد نزد شاہ زادی صاحب برقعہ پوش کرنا نقل نولیں نوشتہ جہت خواندن زینب بی بی نوشتہ دادہ شد۔ کاتب الحروف محمد عثمان ساکن شہر بیجاپور۔

(۲۶۷) عشق و دانش

نمبر کتاب (۸۸۷ جدید) سائز (۷ ۱/۴ × ۴ ۳/۴ انچ)

صفحہ (۵۲) سطر (۱۰) خط نستعلیق۔

مصنف غازی تخلص۔

تاریخ تصنیف ۱۲۰۰ھ

مصنف غیر معروف شاعر ہیں۔

آغاز:

کاشف اسرار و رازِ کبریا

واقف ہر کار و ہر رمزِ خدا

ذات سے گوہر فشاں ہیں وہ جناب

ذات سے ان کے جہاں ہے کامیاب

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی سوانح و کرامات و معجزات کو دکھنی زبان میں مولف نے نظم کیا ہے۔ حمد و نعت کے بعد آپ کے نسب و حسب اور تولد و شکل و شمائل و تحصیل علم و معجزات وغیرہ بیان کئے گئے ہیں۔ نام کتاب کا اس شعر سے پتہ چلتا ہے جو آخر میں تحریر ہے

عشق و دانش کا ہوا قصہ تمام

از طفیل پنجتن بارہ امام

اور تاریخ تصنیف کے یہ اشعار آخر میں درج ہیں۔

پوچھا میں تاریخ ہاتف سے کہا

بکائے سلیم الطبع وے مرد خدا

کر جدا اتن سے کر اغفر سے سر

بے حساب از پائے وز صدر و کر

۱۲ ۰ ۰

مصنف کا تخلص صفحۂ آخر سطر ۳ میں ہے۔

غازیا گر تو گناہ سے ہے بھرا
ایک نبی اور غوث تجھکو آسرا

اختتام:۔

اللہم اغفر کہوں گر صد ہزار
کیا عجب بخشے مجھے پروردگار

(۲۶۸) خرقۃ العادات مجموع الکرامات

نمبر کتاب (۵۵۷۰ جدید) سائز (۱۱ × ۷ ۱/۲ انچ)
صفحہ (۲۶۷) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔
مترجم کتاب۔ فیاض الدین
تاریخ تصنیف ۱۲۹۹ھ۔ کتابت ۱۲۹۹ھ
مصنف نے کتاب میں اپنے سلسلۂ نسب کی صراحت اس طرح کی ہے۔

فیاض الدین حسین ابن عبدالکریم ابن محی الدین ابن محمد ابن عبداللہ القریشی۔

آغاز:۔

"تمام تعریف ہے اوس خداوند تبارک و تعالیٰ کتیں جو کہ خالق ہے۔ ارض و سماوات اور رازق ہے کل مخلوقات کا"

اس کتاب میں حالات کرامات عجیبہ جناب سید ہاشم دستگیر کو (جو حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی پیران پیر کے خاص اولادوں سے تھے) دکھنی نثر میں بیان کیا گیا ہے۔ ایک منظوم کتاب کا ترجمہ ہے۔

مصنف نے وجہ تالیف کتاب میں بیان کیا ہے کہ ان کو کتابت کا اشتیاق تھا۔ اسی سلسلہ میں حضرات پیران پیر کے ملفوظات کے متعدد کتب نقل کئے۔ ان کتابوں میں ایک منظوم بے ترتیب کتاب جو جناب سید ہاشم دستگیر متوفی ۱۲۱۸ھ کے حالات و کرامات سے متعلق تھی معائنہ کیا اور اس کو اپنے فہم و ادراک کے موافق نثر میں مرتب کیا اور ان کا نام خرقۃ العادات مجموع الکرامات رکھا۔

ختم کتاب کے بعد تین صفحات پر پیر سید ہاشم کی مدح میں فارسی و اردو قصاید ہیں۔ اوس کے بعد ایک رسالہ چہار پیر اور چودہ خانوادوں سے متعلق ہے۔ اس کے تیرہ صفحات ہیں۔

اختتام:۔

"موافق فہم و ادراک اپنے حلۂ نثر پہنا کر مزین کیا اور بتاریخ غرہ شوال ۱۲۹۹ھ فارغ ہو کر اس دعائے خیر مغفرت پر ختم کیا۔۔۔۔ مناجات

ہیچکس در ملک او انبار لے
قول اور الحن سے آواز نے

(۲۶۹) وفات نامہ خاتون جنت

نمبر کتاب (۲۲۴ ۳۶۲ جدید) سائز (۸ ۱/۲ × ۵ ۱/۲)
صفحہ (۸) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔
مصنف۔ عاصی۔ تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ

آغاز:۔

کیا ابتدا میں بنام خدا	وہ مانے جلائے وہ پالے سدا
محمد نبی سید المرسلین	حبیب خدا رحمت العالمین

اس مثنوی میں بی بی فاطمہ زہرہ کے وفات کے حالات نظم کئے گئے ہیں۔

اختتام:۔

اپن توں دو دو کر ہور روشنی بخش
تیرا عاصی گدا ہوں اے غنی بخش

(۲۷۰) وفات نامہ بی بی فاطمہ

نمبر مجامع (۱۷۳) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۹)
سطر (۱۳) مصنف۔ کمتر۔

مصنف کے حالات قبل ازیں درج ہو چکے ہیں۔

آغاز:

کیا ابتدا میں بنام خدا — اوما ئے جلائے وپالے سدا
محمد نبی سید المرسلین — حبیب خدا رحمت العالمین

اس مثنوی میں حضرت بی بی فاطمہ زہرا کے وفات کے حالات وغیرہ درج ہیں۔

اختتام:

غلاماں میں کترا کمینہ غلام
شفاعت کرو تم ہمیشہ مدام

الہی سوں اول مناجات ہے
یو بر لانے بارا سو حاجات ہے

(۲۷۱) اعجاز شاہد (ترجمہ مناقب غوثیہ)

نمبر کتاب (۲۵۰ جدید) سائز (۹ ¾ × ۶ انچ)
صفحہ (۲۷۲) سطر (۱۶) خط نستعلیق۔
مصنف۔ شام لعل متخلص بہ عطا۔
تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۷۶ھ تاریخ کتابت سنہ ۱۲۸۷ھ

شام لعل نام عطا تخلص، کالیتھ قوم سے تعلق رکھتے تھے تصوف سے لگاؤ تھا۔ شاہد اللہ کے مرید ہوئے اور اپنے مختصر حالات اس مثنوی کے آخر میں لکھ دیا ہے۔

آغاز

حمد حق سے کھول تو اول زباں
شاہد معنیٰ سے ہو ہم داستاں
کیا کس طاقت کہ حمد اوس کا لکھے
بحر میں توحید کی ثابت رہے

یہ مثنوی خاص حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی رح کے حالات و کرامات پر مشتمل ہے۔

مولف نے اس مثنوی میں حمد و نعت اور مدح حضرت پیران پیر غوث الاعظم دستگیر رض کے بعد اپنے پیر جناب جو مشہور و معروف شاہد اللہ قدس سرہٗ کی مدح کی ہے۔ اور شجرۂ نسب بیان کیا ہے جو حضرت فرید گنج شکر تک پہنچتا ہے۔ حضرت ممدوح پاک پٹن سے بلدہ کرنول اور وہاں سے حیدرآباد محلہ قاضی پورہ میں تشریف لاکر مقیم ہوئے۔ جب آپ کی عمر ۷۰ سال کی ہوئی تھی اپنے وفات کی خبر دی اور حیدرآباد سے قصبہ نیکمال ضلع میدک میں منتقل ہوئے اور وہیں آپ کا وصال ہوا بتاریخ ۱۸ شعبان ۱۲۴۹ھ۔ وہیں آپ کا روضۂ پاک مرجع خاص و عام ہے۔ چونکہ مولف کتاب ہذا کو حضرت غوث الاعظم رض سے خاص عقیدت تھی اس لئے انہوں نے اس سلسلے میں حضرت شاہد اللہ رح سے بیعت حاصل کی۔ جن کے پاس مذہب اسلام و ہنود کا کوئی فراق نہ تھا اور مولف کے مقاصد میں کامیابی حاصل ہوئی۔

مولف نے آخر میں خاتمۂ کتاب کی نظم میں جوابیات پیر کے متعلق لکھے ہیں اوسکے بعض بیات درج ذیل ہیں۔

شکر اوس محبوب اکرم کا عطا
دمبدم کرور دپر صبح و مسا
مدح شاہد کو نہیں ہے انتہا
جو لکھے کوئی اوسکو سالم برملا
کر عطا اب مختصر یہ خوش کلام
بھیج کر صلوات بر خیر الانام
سال بارہ سو پہ چھے سٹ میں عطا
ترجمہ اعجاز شاہد کا کیا
شام لعل ہے گرچہ نام اصلی میرا
پیر سے پایا تخلص ہوں عطا

قوم کایستھ گرچہ ہوں میں سر بسر
کمتریں بندہ ہوں شاہد کا مگر
جو بڑے بھائی ہیں میرے نیک نام
وائے مشکو رام شاہد کے غلام
اور کئے ارشاد مجھکو بر ملا
لکھ تو اب کچھ مدح شاہد کا علا

اختتام:۔

ترجمہ کر خوشیہ کا اب تمام
میں رکھا اعجاز شاہد اس کا نام
شکر قُدر از طفیل شاہ دیں
نور حق محبوب رب العالمیں
اس دعا و پر ختم اس کو کیا
کر اجابت ای آمین کبریا

اس کے بعد مناجات ہے۔ آخری شعر یہ ہے۔

کرے میری اجابت اے امین ۔۔۔ از طفیل خالق دنیا و دیں

بعد ازاں التجا بفضلائے روزگار میں نظم فارسی ہے۔ اور خاتمہ کی نظم بھی فارسی میں تحریر ہے:۔

از طفیل شاہ شاہد نیک نام ۔۔۔ فضل مولا ختم شد خیر الکلام

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد۔۔۔۔ مناقب غوثیہ اعجاز شاہدی بخط بے ربط بندہ کمترین شاہ اللہ ہشام لعل عطا مصنف نظم ہذا در بلدہ حیدر آباد حسب فرمائش علاؤالدین صاحب بتاریخ بست و ششم ربیع الاول ۱۳۱۲ ہجری تحریر یافت ماشاء اللہ

(۲۷۲) تنزیہۃ القلوب

نمبر تصوف (۱۷۹) سائز (۹×۵) سطر (۹تا۱۱) خط شکستہ۔ مصنف مشیر۔ تاریخ تصنیف قریب ۱۲۲۰ھ۔

کتابت سنہ ۱۲۲۲ھ

مشیر غالباً مشہور شاعر نہیں تھے۔ اس لئے ان کا حال دستیاب نہیں ہوا۔

آغاز:۔

پس از حمد و صلوات ذات اقدس
کنم ایں مثنوی آغاز از بس
کہاں ہے چشم گریاں اشک ریزی
کہاں ہے دل تیری وہ خیزی
کہاں ہے جان مضطر اضطرابی
کہاں درد و غم آتش جوانی

اس مثنوی میں حضرت محمد غوث گوالیری رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات اور واقعہ شہادت موصوف اور کرامات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ مصنف غالباً آپکے سلسلہ کا مرید ہے۔

اختتام:۔

مریض پر الم کیجیو نہ زنہار
رہے چشم بصارت میرے بیدار
بس جتنے مومناں واہل ایماں
سبھوں کی کرو دعا مقبول ہر آں

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد مثنوی تنزیہۃ القلوب بتاریخ بستم ماہ شعبان سنہ ۱۲۴۴ھ یوم چہار شنبہ۔ کاتب الحروف احقر العباد خواجہ غلام حسین۔

اس کے بعد ایک قصیدہ گیارہ شعر کا حضرت شاہ محمد غوث کی مدح میں ہے (آغاز)

پیشوائے سالکاں حضرت محمد غوث شاہ
رہنمائے گمرہاں حضرت محمد غوث شاہ

(۴۷۳) روضۃ الاصفیا

نمبر مجامع (۸۳) سائز (۱۶×۹،) صفحہ (۱۵۸)
سطر (۲۲) خط شکستہ۔ مصنف محمد طاہر
تاریخ تصنیف ما بعد ۱۲۵۵ھ کتابت ۱۳۰۱ھ

مولوی محمد طاہر بمبئی کے متوطن تھے۔ عربی فارسی کی اچھی قابلیت رکھتے تھے، اہل بمبئی کی خواہش پر یہ کتاب مرتب فرمائی ہے۔

آغاز:۔

"شکر ہے اس خدا کو کہ جس نے انبیاء کو دنیا میں لوگوں کی ہدایت کے واسطے ارسال کیا اور شاد وس مولا کو جس نے پیغمبروں کی تلقین سے اپنے بندوں کو ایمان کی دولت سے مالامال کیا۔"

اس کتاب میں آنحضرت صلعم خلفائے راشدین اور بعض اماموں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ مختصر حالات لکھے گئے ہیں۔ آنحضرت صلعم کے حالات سے آغاز کر کے امام احمد حنبل پر اختتام کیا ہے۔

اختتام:۔

"امام احمد حنبل کے مذہب کے لوگ کم تھے لیکن انکے ۔۔۔ وزہد کے احوال مشہور ہیں اور کیمیائے سعادت اور احیاء العلوم ان کی خوبی اور کمال سے بھرے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان لوگوں کی پیروی کی توفیق دیوے۔ آمین۔"

(۴۷۴) بڑی سوانح عمری خواجہ

نمبر مجامع (۸۳۱) سائز (۱۶×۹) صفحہ (۴۹)
سطر (۲۲) خط شکستہ۔ مصنف محمد حافظ اللہ
تاریخ تصنیف ۱۳۰۲ھ کتابت ۱۳۱۲ھ

مصنف کے والد کا نام محمد حفیظ اللہ اور دادا احمد شاہ تھا۔ چشتیہ صابریہ طریقہ میں بیعت حاصل تھی مصنف شاعر بھی تھے اور نثر نگار بھی۔ شاعری میں تسنیم فیروز آبادی سے شرف تلمذ حاصل تھا۔

آغاز:۔

"الحمد للہ الخ اما بعد ہیچمداں قدرے بے مقدار ننگ روزگار عصیاں پناہ عقیدت دستگاہ اضعف العباد اللہ خاکسار سراپا انکسار فقیر حقیر محمد حافظ اللہ چشتی صابری قادری عرض کرتا ہے۔"

اس کتاب میں جیسا کہ نام سے ظاہر ہے حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کے حالات، کرامات درج ہیں۔ مگر روایت اور درایت کا لحاظ نہیں ہے۔ اس لئے رطب و یابس سب کچھ شامل ہے۔ آخر میں بعض شعراء کا کلام بھی ہے۔

اختتام

ہوئی فکر تاریخ حامد تو اس دم
پکارا یہ ہاتف کہ کر فکر اور غم
تو بس با سرار تو لے ورد کو
یہ لکھدے کہ ہے غرائب فوائد

(۴۷۵) شجرۃ المحمود

نمبر مجامع (۸۳) سائز (۶×۹) صفحہ (۱۰۳)
سطر (۲۲) خط شکستہ۔
مصنف۔ محمد نیر الدین چشتی محمودی
تاریخ تصنیف ۱۳۰۰ھ کتابت ۱۳۱۱ھ

محمد نیر الدین نام نیر تخلص۔ حیدرآباد کے متوطن صوفی تھے اور شاعر بھی۔ شیخ محمود میاں گجراتی کے مرید اور خلیفہ تھے۔

آغاز:۔

"الحمد للہ الخ اما بعد خاک پائے ارباب یقین

محمد منیر الدین نظامی الچشتی المحمودی الفاروقی۔ غلام محی الدین محمد اکبر مرحوم عرض کرتا ہے کہ خوارق عادات و بوارق کرامات، بزرگان دین، پیشوایان مبین مندرجہ شجرہ چشتیہ کے باامید نجات اخروی لکھا ہے۔"

جیسا کہ کتاب کے نام اور آغاز کی عبارت سے واضح ہے اس میں سلسلۂ چشتیہ کے بزرگان دین کے کرامات اور حالات درج ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے ابتدا کی گئی ہے اور اپنے مرشد شیخ محمود میاں کے والد کے حالات پر اسکو ختم کیا ہے۔

اختتام:-

"شاعر نازک خیال جناب حافظ محمد منیر الدین چشتی المحمودی حیدر آبادی متخلص بہ منیر خلیفہ حضرت قبلۂ عالم و عالمیان رہنمائے طریق عرفان جناب فیض مآب شیخ محمود میاں صاحب قبلہ چشتی مدظلہ العالی متوطن احمد آباد ضلع گجرات بہ تصحیح جناب سید کاظم حسین صاحب حمیدیہ مطبع گلزار دین واقع بلدہ حیدر آباد بہ اہتمام قادر علی خاں مالک مطبع بتاریخ ۱۴ شوال سنہ ۱۳۰۲ھ طبع ہوئی۔"

یہ نسخہ مطبوعہ نسخہ سے نقل کیا گیا ہے۔

(۴۷۶) سوانح امیر ابو العلا

نمبر جامع (۸۳) سائز (۶ × ۹) صفحہ (۴۸)

سطر (۲۲) خط شکستہ

تاریخ تصنیف سنہ ۱۳۰۲ھ کتابت سنہ ۱۳۱۱ھ

اس کتاب کے مصنف کا نام معلوم نہیں ہوا۔

آغاز

"ایک ہمدرد قوم[1] نے سچ کہا ہے کہ وہ قوم نہایت ہی بدنصیب ہے جو اپنے بزرگوں کے ان کارناموں کو جو یاد رکھنے کے قابل ہیں بھلا دے۔ یا ان کو نہ جانے اسی خیال سے تھوڑا ہی زمانہ گذرا کہ ہمارے نامی گرامی مصنفین نے بھی اہل یورپ کی طرح اپنی قوم کے مشہور اور نامور آدمیوں کے تذکرے اور حالات لکھنے شروع کئے ہیں۔"

اس مخطوطہ میں ابو العلا صاحب چشتی اکبر آبادی کی سوانح حیات درج ہے۔ کتاب بارہ باب پر تقسیم کی گئی ہے حضرت ابو العلا صاحب کے حالات زندگی۔ تاریخ ولادت، تربیت، بیعت، خلافت، کرامات کے ساتھ اخلاق و عادات۔ موصوف کے مکمل سوانح۔ آپکے اوقات، وفات، اولاد وغیرہ کا تذکرہ ہے۔

اختتام:-

"کتاب ختم ہو گئی اور افسوس ابو العلا نے جو دنیا کا آفتاب اور غروب ہونے کے قابل نہ تھا غروب ہو گیا۔ ہمارا دل ہمارا قلم اوس گل گلزار خوبی معدن جود و سخا منبع فیض و کرم قطب فلک و زماں کی نوجہ قوالی کے بعد آپ کی تعریف و صفت لکھنے کے لئے ویسا جوش و خروش نہیں ہے جیسا کہ آپ کے حالات لکھنے کے قابل تھا۔"

(۴۷۷) اعجاز غوثیہ

نمبر جامع (۸۲) سائز (۶ × ۹)، صفحہ (۱۵)

سطر (۲۲) خط شکستہ

تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۳۰۱ھ کتابت سنہ ۱۳۱۳ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات دستیاب نہیں ہوئے۔

آغاز:-

"شادابی نخل خامہ کی نگارش سے ہے اور پیاس اوس

---

[1] یہ قول سر سید احمد کا ہے جو آپ نے اماموں کے مقدمہ میں درج کیا ہے۔ مگر چونکہ اس زمانہ میں سر سید کے لوگ مخالف تھے اسلئے مولف نے ان کے نام کے بجائے ایک ہمدرد قوم لکھا ہے۔

گلشن آرائی گلستاں جہاں کی ہے جس نے اپنی قدرت کاملہ
درصنعت بالغہ سے چمنستان گیتی کو سرو دعنایاں خیابان
نبوت اور رشد، قاملیاں جونہار ولایت سے زینت
دی اور رونق سرمدی بخشی۔"

اس رسالہ میں سیدنا عبدالقادر جیلانی کے حالات
مناقب اور کرامات درج ہیں۔ اختتام پر ایک قصیدہ
درج ہے۔ قصیدہ فارسی ہے۔

(۲۷۸) سوانح خالد بن ولید

نمبر مجامع (۸۳) سائز (۱۲×۹) صفحہ (۳۹۱)
سطر (۲۲) خط شکستہ۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۳۰۰ھ
مصنف کا پتہ نہیں چلا۔

آغاز:-

"تاریخ اسلام کے ملاحظہ کرنے والوں پر بخوبی ظاہر ہے کہ
حضرت عمر فاروق کے عہد باشوکت میں دنیائے اسلام کو
کیا کچھ عظمت و برکت حاصل تھی۔ کیسے کیسے ملک آباد ہوئے
نامی نامی . . . . بلاد کی بنیادیں پڑیں۔"

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس میں حضرت خالد بن ولید
سیف اللہ کے حالات درج ہیں اور آپ کے فتوحات کا
حال قلمبند کیا گیا ہے۔

اختتام:-

"نقل ہے کہ ایک دن جناب فاروق اعظم نے خالد کی
والدہ کو دیکھا کہ اپنے قرۃ العین کی تعریف میں اشعار پڑھ
رہی ہیں اور آنکھوں سے اشک کے دریا بہا رہی ہیں۔ دریافت
فرمایا کہ یہ عورت کون ہے اور کس کے لئے روتی ہے۔ لوگوں
نے کہا کہ یہ خالد بن ولید کی والدہ ہے جو اپنے فرزند ارجمند
کے غم میں گریاں ہے تو آپ نے فرمایا آہ میں نے کسی عورت
کو نہیں دیکھا کہ خالد کے مانند کسی بہادر فرزند کو جنا ہو۔"

(۲۷۹) اقدام المحبوب

نمبر مجامع (۸۳) سائز (۱۲×۹) صفحہ (۷)۔
سطر (۲۲) خط شکستہ۔ مصنف۔ جمال الحق
قادری۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۳۰۰ھ

آغاز:-

"امابعد فقیر حقیر سگ کوئی روشن ضمیر صاحب دل بنظیر حضرت قبلہ سید شاہ
مولانا عارف الحق قادری نور اللہ مرقدہ و غفرلہ یعنی خاکسار ذلیل بندگان
ایزد جبار جمال الحق قادری متخلص بہ فنا۔"

اس رسالہ میں سید عبدالقادر جیلانی کے حالات
اور مناقب درج ہیں۔

اختتام:-

"یک بیک فرشتے نے ہر ولی اللہ کو قبور میں جگایا
اور قول غوث پاک سنایا بمجرد استماع ارواح اہل
قبور نے ازرہ تسلیم اپنی گردنیں جھکا دیں۔ الٰہی بطفیل
حبیب و محبوب پاک قدم محبوب بلکہ نعلین پاک بجائے
سر و چشم بلکہ علی مردمک چشم کے نصیب فرمائے
آمین یا رب العالمین۔"

ترقیمہ:-

ناز سے سر پر اٹھا لیکر چلوں میں اے فنا
مجھکو مل جائے اگر نعلین پاک غوث پاک

تمت ۱۳۱۱ ہجری

(۲۸۰) ترجمہ قصص العلماء

نمبر کتاب (۸-۳ جدید) سائز (۱۲½×۸ انچ)
صفحہ (۳۸۶) سطر (۲۲) خط نستعلیق
نام مصنف۔ حکیم میر نادر علی متخلص بہ رعد
تاریخ تصنیف ۱۳۲۰ھ تاریخ کتابت ۱۳۲۰ھ

مصنف کا حال قبل ازیں تحریر کیا گیا ہے۔

آغاز:۔

"الحمد للّٰہ العلی القادر المتعالی۔ حمد و نعت و منقبت کے بعد حکیم میر نادر علی رعد ابن حضرت میر کاظم علی ابن امیر الشعراء حضرت میر احمد علی خاں صاحب شہید مومنین کی خدمت میں عرض پرداز ہے۔

واضح ہو کہ انبیاء و ائمہ معصومین کے حالات میں"

کتاب قصص العلماء شیعہ فارسی مصنفہ آغا میرزا محمد تنکابنی کو حسب فرمائش نادر بہبود علی مرزا صاحب متخلص بہ رعد نے اردو میں ترجمہ کیا۔ جو (۳۲۱) صفحات پر مشتمل ہے آخر میں بطور ضمیمہ مجالس المومنین مصنفہ قاضی نور اللہ شوشتری کے انتخاب کا ترجمہ منسلک ہے جو (۵۵) صفحات پر مشتمل ہے۔

اس کتاب میں علماء شیعہ کی سوانح تصانیف وغیرہ کا ذکر ہے۔ اصل کتاب فارسی ایران میں طبع ہو چکی ہے۔

مترجم نے اس ترجمہ کے چار نام تاریخی قرار دیئے ہیں۔

(۱) عرلیعہ نادر سنہ ۱۳۲۰ ہجری

(۲) مقصد طاہر سنہ ۱۳۲۰ ہجری

(۳) ذکاوت الاصفیا سنہ ۱۳۲۰ ہجری

(۴) ارمغان اولیاء سنہ ۱۳۲۰ ہجری

یہ نسخہ مسودہ مترجم معلوم ہوتا ہے۔ آخر میں مترجم کی دستخط موجود ہے۔

اختتام:۔

خوش ترجمہ قصص الانبیاء کردی اے رعد
از گفتہ نادر شہ بہبود علی میرزا
بہر تاریخش مصرع نیکو لمعہ نوشت
مطبوع ہمہ ایں ترجمہ قصص الانبیاء

اختتام دوم ــــ سید علی طباطبائی کربلائی سنہ ۱۳۲۳ھ

.... ناقص الآخر۔

(۲۸۱) احسن السیر

نمبر کتاب (۲۲ ۲۷ جدید) سائز (۸×۵ ½ انچ)

صفحہ (۶۶) سطر (۹) خط نستعلیق۔

مصنف ۔ تقیھہ ۔ ناقص الاول و آخر

آغاز:۔

"زباں اس طرح شیریں کر سناؤں
جہاں میں شہد کا دریا بہاؤں
بکھیروں یوں لقاء و برات معنوں
جو ہویں دیکھ سب عشاق مفتوں"

اس مختصر مثنوی میں حمد باری تعالیٰ و نعت حضرت خاتم انبیاءؐ و مدح صحابۂ کرامؓ کے بعد معراج شریف کا ذکر ہے۔ بعد ازاں ایک قصہ نظم کیا گیا ہے۔ ناظم نے تفسیر الدر و معارج النبوۃ و تواریخ الصفا وغیرہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ بعثت آنحضرت صلعم سے ایک ہزار پچاس سال پہلے ملک عدن میں یک بادشاہ تھا جلیل القدر جس کا نام ملک تبع تھا اور اوس کے چار سو وزیر عالم و دانشمند تھے۔ جب یہ بادشاہ مع اپنے وزراء و افواج کے ممالک کو فتح کرتا ہوا مکہ معظمہ کے قریب پہونچا تو وہاں کے ساکنین اوس کے استقبال کو آئے اور نہ اوسکی کوئی قدر و منزلت کئے اس لئے اوس کو بہت بُرا معلوم ہوا اور ندیموں سے دریافت کیا کہ یہ کونسا شہر ہے۔ یہاں کے لوگ بہت مغرور ہیں۔ لہذا میں اسکو تباہ کروں گا۔ وزیروں نے کہا کہ یہ کعبۃ اللہ خدا کا گھر ہے یہاں اوس کے مجاور رہتے ہیں۔ یہاں شاہ و گدا کا ایک ہی مرتبہ ہے۔ بادشاہ نے اس کا کچھ خیال نہ کیا اور شہر و کعبہ کو برباد کرنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ وہ ایسے مرض میں مبتلا

ہوا کہ تمام حکماء و طبیب اوسکے علاج سے عاجز آ گئے بہ آخر میں اُنھوں نے رائے دی کہ توبہ کرو اور خدا سے التجا کرو تو یہ مرض دفع ہوگا۔ چنانچہ توبہ کیا اور نہایت عجز و الحاح سے درگاہ مجیب الدعوات میں رجوع ہوا۔ مختصر یہ کہ اس سے ویں کو صحت حاصل ہوئی۔ وہاں سے نکل کر صحرائے مدینہ منورہ میں پہونچکر ایک نامہ آنحضرت صلعم کے نام پر لکھکر قبل از قبل معہ اپنے تمام ہمراہیوں کے حضرت کی نبوت پر ایمان لایا اور اپنے جانشینوں کو ہدایت کردی کہ یہ نامہ نسلاً بعد نسلاً احتیاط سے رکھکر حضرت کی بعثت کے بعد اون کی خدمت میں پہنچا دینا وغیرہ۔

یہ نسخہ اول و آخر سے قدرے ناقص ہے جس سے نام کتاب کا پتہ نہیں چلا۔ کسی نے ابتدائی صفحہ پہ "احسن السیر" نام لکھدیا ہے۔ لہٰذا اسی نام سے درج فہرست کیا گیا۔

تخلص کا شعر

فقیرہ عاجز کے نوآموز اشعار
سنو ٹک غور سے احباب و حضار

اختتام

دیکھو پروردگار جملہ عالم
حبیب اپنے کے خاطر خاص محرم
ہزار یکسال .... (ناقص الآخر)

(۳) تاریخ

(۲۸۲) علی نامہ

نمبر کتاب (۱۲۵جدید) سائز (۸ × ۵ ۳/۴ انچ)
صفحہ (۲۵۲) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔
مصنف۔ محمد نصرت متخلص نصرتی ملک الشعرا
دربار علی عادل شاہ ثانی۔ تاریخ تصنیف ۱۰۷۶ھ
نصرتی دور عادل شاہی کا مشہور شاعر تھا۔ اس کے حالات
منظوم افسانہ گلشن عشق میں درج ہو چکے ہیں۔

آغاز:۔

حمد اول ہے خدا کا کہ جنے روز ازل
دیا ہے ہمت مرداں کوں جو توفیق سوں بل
رکھا اس نامہ نامی کا علی نامہ ناؤں
تا جنم جگ یو زمانی کی کلی ہوئی منگل
سرا ناسری اوس سکت دار کوں
کہ آدھار ہے آل تراد ھار کوں
سکندر کوں دارا پہ جن حس دیا
ادک کج تے سشرد کی ہمت کس دیا

اس مثنوی میں علی عادل شاہ کے حالات وکارنامے
دکھنی میں نظم کئے گئے ہیں۔ قصائد بھی شامل ہیں۔ آخر سے
یہ مثنوی ناقص ہے۔ یہ مثنوی سالار جنگ مرحوم کی قائم کردہ
کمیٹی کے ذریعہ طبع ہو چکی ہے۔

اختتام:۔

جماعت تو دہر ناج تھا کام گار
کہ تھی اختیار اوس سنوں کئی جیوکی بار
اینک دھار کاریاں ہیں تھا پیش دست
سلح پوش یک فوج تس مست ہست

(ناقص الآخر)

علی نامہ کے قلمی نسخے کتب خانہ سالار جنگ اور کتب خانہ
سنٹرل ریکارڈ آفس میں موجود ہیں۔ یورپ میں بھی اس کے
نسخے ہیں۔

(۲۸۳) جنگ عالم علیخاں و نظام الملک

نمبر مثنوی شاملات (۸۵) سائز (۱۲ × ۶
صفحہ (۳۱) سطر (۱۳) خط شکستہ
مصنف۔ غضنفر حسین غضنفر۔
تاریخ تصنیف ۱۱۳۲ھ

غضنفر حسین نام اور غضنفر تخلص اورنگ آباد کا شاعر
تھا۔ عالم علی خاں کے متوسلوں میں شامل تھا۔ عالم علیخاں
کے جنگ میں مارے جانے کے بعد یہ مثنوی لکھی اور اپنے
چشم دید حالات۔ اس میں نظم کئے ہیں۔ شاعر کی اخلاقی
جرأت کی تعریف کرنی چاہئے کہ اس نے نظام الملک
آصف جاہ اول کے زمانہ حکومت میں عالم علیخاں کی تعریف
کی ہے۔ افسوس ہے شاعر کے حالات کہیں دستیاب نہیں ہوئے ہے

آغاز

اول حمد حق کر بدل ابتدا
بخواں بعد نعت رسولِ خدا
کرم گستر لطف ہے کارساز
خداوند عالم ہے دانائے راز
گلستاں کیا آگ کوں بر خلیل
جہاں آفریں بر حق ہے رب الجلیل

اس مثنوی میں جنگ عالم علی خاں اور نظام الملک آصف جاہ کے حالات چشم دید لکھے گئے ہیں جو بمقام شکر کھیرہ ہوئی اور نظام الملک فتح یاب ہو کر دکن پر قبضہ کیا تھا اور حکومت آصفیہ کی بنیاد رکھی۔

اختتام:۔

خبردار اچھو تیں تو کملائے گا
حیاتی کی دم سوں نکل جائے گا
زخدا کوں بجز راحت نہ خاطر کوں چین
کہا ہے یو قصہ غضنفر حسین

اس مثنوی کے بعد اس میں ایک طویل مخمس "منعم" تخلص شاعر کا ہے۔ جس میں ناصر جنگ کی شہادت کا حال لکھا گیا ہے۔ ایک اور نظم میں ٹیپو سلطان کی مدح کی گئی ہے/ نظام علی خاں آصف جاہ ثانی کی مذمت ہے۔ اس کا مصنف احمد ہے۔ مخمس نظم کا ایک بند درج ہے۔

گردش دوراں میں عالم ہیچو تاباں ہو گیا۔
کیا قیامت کا مگر اس روز ساماں ہو گیا
چو طرف میں غل اٹھا ملک ویراں ہو گیا
حیف یار دیک بیک کیسا یو طوفاں ہو گیا
کربلا لشکر دو پر چیچی کا میداں ہو گیا

ایک اور مرثیہ امام حسین کے متعلق ہے۔

پہلے صفحے پر کچھ کلام درج ہے۔ ایک شعر یہ ہے۔

ستر عورت کھول پھرتے ہیں فقیراں دربدر
صبر و قناعت ہور توکل ۔۔۔۔ ریاضت بھول کر

(۲۸۴) ترجمہ شاہ نامہ

نمبر تاریخ (۱۴۰۶) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۴۰۰)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ خوشخط
مصنف ۔ لالہ پیم چند
تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۰۰ھ کتابت سنہ ۱۲۱۲ھ

پیم چند کے حالات کسی تذکرہ میں درج نہیں ہیں۔ مثنوی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ برہان شاہ والی (اقتدار) دیوگڈھ کا متوسل تھا۔ اس مثنوی کو ناگ پور میں ختم کیا ہے۔ برہان شاہ کے اجداد اکبری دور سے دیوگڈھ کے حکراں تھے۔ پیم چند نے اپنا کوئی تخلص نہیں لکھا ہے مثنوی میں ایک آدھ جگہ "پیم چند" استعمال کیا ہے۔ اس مثنوی کو پانچ سال میں ختم کرنے کا ذکر کیا ہے

آغاز

خدا تجکو شاہی سزاوار ہے
صفت کو تیری کچھ نہ آکار ہے
ترا نام روشن زباں پر دھرے
تو باھر و بہتر اجلا کرے
جو صادق تیرے نام پر ہے مدام
تو ہے اس کنے رات دن صبح شام

جیسا کہ نام سے واضح ہے کہ یہ کتاب شاہنامہ کا اردو ترجمہ ہے۔ پورا ترجمہ نہیں ہے بلکہ اختصار کو کام میں لایا گیا ہے۔ مثنوی میں پہلے حمد و نعت ہے اس کے بعد التماس بہ فضلائے روزگار" کا عنوان ہے۔ پھر راجہ برہان کا عنوان ہے اس میں وہ اپنے نکمہ دار کی شجاعت سخاوت

عدل اور انصاف کی تعریف کرتا ہے۔ اس کے بعد نفس مضمون کا آغاز ہوا ہے۔

برہان کی مدح کے چند شعر یہ ہیں۔

ہے دیوگڑھ ملک ہند میں آشکار
وہاں کا جو والی ہے اسلام یار
عدل خسرو ہیں بخت بلند
شکل ہیچ ہے چاند سلطاں پسند
سمجھ کر کے برتر بزرگی و جاہ
اسم خفی بخشا ہے برہان شاہ
شجاع شیر افگن ہے عالم پناہ
ہے توش وقت جیسے رعیت سپاہ
عبادت سخاوت شجاعت شکار
جمع ہیں اسی شاہ میں آشکار
علم عاربی فارسی ہندوی
ہے ازبر جیسے دینی و دنیوی
شہ آمد ہے ... پڑھتا ہے راج
ہے صاحب قراں اس زمانے میں آج
جو تھا جانبا شاہ با فر و جاہ
کیا اس کو اکبر نے دیوگڑھ کا شاہ
خود ہی آن کر یہاں توجہ کیا
مراتب سبھی سلطنت کی دیا
رہا شاہ نے آن کر جس مکاں
سو دیوگرہ میں ہے سنگ اکبر نشاں

اپنے نام کی صراحت

کیا جو فردوسی طوس نے — اسی عہد لگ شاہ نام مٹے
کیا اسکو ہندی زباں ہیم چند — ہے امید جو ہوئے عالم پسند

نفس مضمون کے چند شعر ملاحظہ ہوں فریدوں کا حال

فریدوں نے پاتخت ایران پے جائے
کیا ملک ایران کو دولت سرائے
عدل سے کیا جا بجا انتظام
امن پا کے عالم ہوا شادکام
وہ بیت المقدس کا گنجینہ دار
گیا بھاگ ضحاک کے پاس خوار
کہا اس نے اے شاہ عالی مقام
ترا لُٹ گیا تخت و دولت تمام
کسی ملک کا نوجواں تاجور
بہم فوج آیا ہے ایران پر
اول آں بیت المقدس کنار
ہوئی دھوم سینے کیا کارزار
ترے پہلواں دیو انساں مار
قتل کر دیا خاک پر دال خوار
کیانی جو تھا تخت او گنج زر
گیا لے کے ایران کو بے خطر
خبر سن کے ضحاک بد روزگار
چلا طرف ایران کے ہو کر تیار

اختتام۔ اس میں تاریخ تصنیف بھی شامل ہے

مجھے کچھ نہ لینا ہے کس کے کنے
گر نام باقی رہے دور مٹے
ہجری کی تھی بارا سے اور سات
بنا پائے داستاں تھی کہن ؟
برس پانچ کر کے مشقت تمام
شہر ناگ پور میں کیا اختتام

ترقیمہ:-
"کتاب ترجمہ شاہ نامہ تصنیف اللہ ہم چند کایستھ
کاتب الحروف خود بتاریخ نوزدہم ماہ ربیع الثانی
سنہ ۱۲۱۱ھ زینت سطر یافت۔"

اس صراحت سے واضح ہے کہ یہ خود مصنف کا
قلمی نسخہ ہے اس سے کتاب کی اہمیت زیادہ
ہو جاتی ہے۔

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ میں شاہ نامہ کا ایک ترجمہ ہے
جو مول چند کا کیا ہوا ہے۔ اس مول چند کے ترجمہ کا نسخہ
کتب خانہ سالار جنگ میں بھی موجود ہے۔

(۲۸۵) مثنوی چہار باغ

نمبر کتاب (۳۳۷۱ جدید) سائز (۸ ۳/۴ × ۵ ۱/۲)
صفحہ (۱۵) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۱۳ھ

آغاز:-
"این مثنوی چہار باغ۔ باغ اول در بیان عنایت شدن
پالکی از حضور پرنور بہ محمد مکارم خاں

بعون الٰہی قلم کو ترشش — لکھا تا مضمون سخن کر تلاش
خدا جسکو حیات کرے سرفراز — تو نوبت یہ نوبت کرے کار ساز

یہ مثنوی چار حصوں پر مشتمل ہے جو چہار باغ (تاریخی
نام ۱۲۱۳ھ) سے موسوم ہے۔ نواب محمد مکارم خاں کی مدح
میں ہے۔

باغ اول۔ در بیان عنایت شدن پالکی از حضور
پرنور بہ محمد مکارم خاں۔

باغ دوم۔ در بہاریہ و تعریف ممدوح (یعنی
محمد مکارم خاں)

باغ سوم۔ در بیان سخاوت ممدوح و تعریف اسپ

باغ چہارم۔ در بیان شجاعت ممدوح و ختم مثنوی۔

مصنف کا تخلص آخر میں تھا مگر افسوس کہ آخری
ورق نہیں ہے۔

اختتام:-

کہا میں نے سن اے حقیقت مآب
ہو خضر کے لب سے میں کامیاب
تخلص ہے ....

(۲۸۶) تاریخ سری رنگ پٹن

نمبر تاریخ (۲۵۰۰) سائز (۹ × ۷) صفحہ (۱۵۶)
سطر (۱۳) خط شکستہ۔

تاریخ تصنیف قبل ۱۲۱۶ھ کتابت ۱۲۱۶ھ

مصنف کا کوئی پتہ نہیں چلا۔ البتہ یہ واضح ہوتا ہے کہ
وہ انگریزوں کے متوسل تھے۔

آغاز:-
"بعد از حمد کردگار کارساز ... کہ خالق ہے جملہ
مخلوقات جہاں کا اور رازق ہے۔ روزی دینے وال
تمام روزی خواروں کیتی۔ اور روشن کیا زمین کتیں۔
آفتاب اور آفتاب سوں اور رنگا رنگ اوراق سپہر
گرداں کئے۔ ستاروں سے آب و زینت دیا۔ اور
نعت احمد مختار سید الابرار شفاعت کرنے والے روز
شمار کے۔"

اس تاریخ میں اولاً کشن راج راجہ میسور کی حکومت کا
حال لکھا ہے۔ اس کے بعد حیدر علی اور ٹیپو سلطان کا
ذکر ہے۔ ٹیپو سلطان کی شہادت پر کتاب ختم ہوتی ہے
حیدر نامہ اور بہادر نامہ نام سے دو اور میسور کی
تاریخیں لکھی گئی ہیں۔ ان دونوں سے یہ جدا گانہ ہے۔

اختتام:۔

"عدل و انصاف انگریز کے بہوت لوگ آرام سے بے فکر اپنی اپنی جگہ پر گذران کرتے ہیں۔ درمیان اس کتاب کے کیفیت راجہ تخت سری رنگ پٹن کبھی اور کیفیت نواب حیدر علی خاں بہادر اور کیفیت حضرت سلطان شہید کے لکھے گئے ہیں۔"

ترقیمہ

"تمام شد کمترین خاکسار حیدر آغا ذریل نایک کے ہاتھ سے واسطے راموصاحب کے سنہ ۱۲۱۶ ہجری بتاریخ رجب المرجب سنہ تمام کیا ہوں معلوم ہوئے۔"

(۲۸۷) کیفیت اسمائے راجایاں بادشاہان دہلی

نمبر تاریخ (۲۷۳۷) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۸۹)

سطر (۱۱ تا ۱۳) خط نستعلیق۔

تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۱۰ھ کتابت سنہ ۱۲۱۲ھ

اس کتاب کے مصنف کا نام معلوم ہوا اور نہ انکے حالات

آغاز:۔

"کیفیت پادشاہان ہند

اسم نویسی پادشاہان اندرپست عرف دلی بعد از پانڈو ہا یکہ مسلط شدند۔

بعد پانڈو ہائے تومیک تخت کے بیٹھے قوم تومر تھا تعداد اونہوں کی سلطنت تین سو چھبیس برس چھ مہینے اٹھارہ دن مدت میں سولہ آدمی ہوگئے تھے۔"

جیسا کہ نام سے واضح ہے اس کتاب میں راجگان ہند اور مسلمان سلاطین ہند کے نام درج ہیں۔ تومر کے بعد چوہان پھر غوری اور مغل بادشاہوں کے اسماء کی صراحت کی گئی ہے۔ اکبر شاہ ثانی پر اس کو ختم کیا گیا ہے۔ اس کے بعد شاہ جہاں آباد (دہلی) کے بنانے کی صراحت کی گئی ہے۔ پھر صوبہ جات ہند کا مختصر تذکرہ مع آمدنی کے بتایا گیا ہے۔ بعض مقامات کے فاصلے اور بعض مقام کے نرخ اجناس بھی درج کیے ہے

اختتام:۔

پارچہ

۱۶ اشرفی	دو رسرفی	۱۲ ستر	۱۶ اگرہ
سیر پکا	ایک پہر	ایک گز	یک درعہ

ترقیمہ:۔

"پانزدہم شہر صفر المظفر سنہ ۱۲۱۶ھ بروز شنبہ بوقت سہ پہر باتمام رسید۔ بدست میر ہاشم علی الحسینی"

(۲۸۸) حسن و اختلاط (واقعات خرابی مرشد آباد)

نمبر تاریخ (۲۸۵۵) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۵۲)

سطر (۱۰) خط نستعلیق۔

مصنف۔ سید ابو القاسم سبزواری

تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۱۸ھ کتابت سنہ ۱۲۳۰ھ

مصنف کے متعلق تفصیلی حالات دستیاب نہیں ہوئے صرف اس قدر واضح ہوتا ہے کہ ان کا خاندان ایران سے آکر ہندوستان میں بس گیا۔ اور مصنف کلکتہ میں مقیم تھا۔ ملازمت کی خاطر یہ کتاب لکھی ہے۔

آغاز:۔

"کبھو بھی تم نے بھی اوس کی حمد پر کمر باندھی ہے کہ جس کی کنہ ذات کی دریافت میں پیغمبر عاجز ہیں۔ خدا کے واسطے ذرا ادھر تو دیکھو کہ ادراک محمد بھی یہاں کسقدر قاصر ہے کہ وہ فرماتے ہیں ما عرفناک حق معرفتک یعنے میں نہ سمجھا وہ کہ حق ہے سمجھنے کا"

یہ مرشد آباد کی تباہی کی "مختصر تاریخ" ہے اور اس کے تباہی کا حال قلمبند کیا ہے۔ اپنے چشم دید حالات کو بطور افسانہ لکھا ہے۔

کتاب کے آخر میں گورنر جنرل لارڈ مارنگ ٹن سے جو استدعا کی ہے اس کا مختصر اقتباس یہ ہے

"اب تو اس توقع پر ٹکٹکی لگائے ہوئے ہیں کہ
خلیفہ وقت امیر بیدار بخت لائق تاج و قابل
تخت جود و کرم کا دریا شجاعت و مروت میں
یکتا بے نظیر خصلتوں میں بادشاہ تدبیروں میں
وزیر نواب معلی القاب فلک جناب ظفر رکاب
مارکوس ولزلی گورنر جنرل لارڈ مارنگ ٹن بہادر
کی اگر ایک نظر کیمیا اثر ہم بے پر و خاک بسروں
کے اوپر پڑ جائے اور اس کی دریا دلی کی
توجہ میں ہم سب کا بیڑا پار ہو جاوے"

اختتام:-

"اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں صبح و شام یہی عرض کرتے ہیں کہ اپنے اس امیر کو مثل آفتاب کے منور و مظفر رکھ خدایا، دعا میری تو کر قبول بحق محمد و آل رسول مارکوس ولزلی بہادر گورنر جنرل کے عہد میں یہ کہانی موسوم "حسن و اختلاط" اٹھارہ سو تین سال انگریزی چوتھی مئی کے دن چشم بد دور کلکتہ میں حسن انجام کو پہونچی
الخیر فی ما وقع کتبہ سید ناصر علی عفی اللہ عنہ"

اس کتاب کی تاریخ کتابت سے واضح ہے کہ اسی سال لکھی گئی ہے جس سال کے کتاب کی تصنیف ہوئی ہے اس لئے اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔

اس کتاب کا ایک مخطوطہ نواب سالار جنگ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

(۲۸۹) آرائش محفل
(تاریخ راجگان ہند)

نمبر تاریخ (۵۰۴) سائز (۸×۵) صفحہ (۹۵)
سطر (۱۵) خط شکستہ

مصنف۔ میر شیر علی افسوس
تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۲۰ھ کتابت سنہ ۱۲۵۱ھ

مصنف کے حالات اوراق گذشتہ میں درج کر دیئے گئے ہیں۔

آغاز:-

"ہندی میں تاریخوں کی کتابوں سے خصوصاً مہابھارت سے کہ بڑی تاریخ اور بہت معتبر ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت ہندوستان کی آغاز آفرینش پانڈوں اور کوروں کے خاندان میں ہوتی آئی ہے۔ ملک سے آبا و اجداد نے لئے ہیں اور جا بجا عمل کئے ہیں۔"

جیسا کہ نام سے واضح ہے یہ ہندوستان کے راجوں کی تاریخ ہے جو مسلمانوں کے آنے سے پہلے ہندوستان میں حکمران تھے۔

در اصل یہ منشی سبحان رائے کی فارسی تاریخ موسومہ "خلاصۃ التواریخ" کا اردو ترجمہ ہے جسکو افسوس نے آرائش محفل کے نام سے ترجمہ کیا ہے۔

اختتام:-

"ہر عاقل کو لازم ہے کہ مال و دولت کو اپنا نہ جانے اور حیات مستعار پر نہ بھولے اور دولت ناپائدار پہ نہ پھولے"۔ اس کے بعد ایک نظم ہے پہلا اور آخر شعر درج کیا جاتا ہے

پاؤں جس نے تخت شاہی پر دھرا
آخرش تختے پہ وہ ساکن ہوا

آخری شعر

رقم زد سال تاریخش برائے یادگار سلم
بحمد اللہ بہ تکمیل آمدہ آرائش اولی

اشعار کے بعد حسب ذیل عبارت درج ہے

"ہندوستانی چھاپہ خانہ شہر کلکتہ سنہ ۱۲۲۳ ہجری مطابق سن اٹھارہ سو اسی عیسوی میں نقل کتاب درگاہ پرشاد المتخلص بہ ...."

مطابق نقل کتاب لکھنے میں آیا سو یہ ہے نقل کتاب میجر ناکر صاحب بہادر۔ مرقوم چہارم ربیع الثانی روز شنبہ سنہ ۱۲۵۰ھ" کاتب نے ہجری سنہ اور عیسوی سنہ کی جو صراحت کی ہے وہ صحیح نہیں ہے بلکہ سنہ ۱۲۲۳ھ میں سنہ ۱۸۰۸ء ہونا چاہیے۔

آرائش محفل کلکتہ سے سنہ ۱۸۰۸ء میں شائع ہوئی ہے۔ اسکے بعد لکھنؤ اور لاہور سے بھی زمانہ مابعد میں شایع ہوئی۔ کتبخانہ کے اس مخطوطہ پر "علی جواد خان" کی ایک مہر ابتداء میں اور ایک مہر آخر پر ثبت ہے

(۴۹۰) ترجمہ تاریخ فیروز شاہی

نمبر تاریخ (۷۱۷) سائز (۸×۱۲) صفحہ (۸۳)

سطر متن (۱۳) حاشیہ (۳۱)

مصنف ۔ وارث علی شاہ

تاریخ ترجمہ مابعد سنہ ۱۲۲۰ھ

وارث علی شاہ شاہ جہان آباد (دہلی) کے باشندہ تھے۔ عربی فارسی کی اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے۔ تاریخ سے شغف تھا۔ اس شغف کے مدنظر انہوں نے فارسی کی مشہور تاریخ فیروز شاہی کا ترجمہ کیا ہے۔

آغاز:۔

"حمد مجید و سپاس لا تعد باغبانے را کہ این بوستان ہمیشہ بہار را گلہائے بوقلموں و نونہالان گوناگوں بہ بہاری قدرت کاملہ خوش و سرسبز نمودہ ...."

مختصر فارسی حمد کے بعد اردو عبارت شروع ہوئی ہے جو یہ ہے۔

"مصنف اس تواریخ کا شمس سراج عفیف اور ضیاء الدین برنی کہ ہمعصر سلطان فیروز تھے اور نظام الدین بخشی گجراتی صاحب طبقات اکبری معروف تاریخ نظامی اور محمد قاسم المعروف بہ فرشتہ جو غیر عصر فیروز تھے انہوں نے یوں لکھا ہے"

تاریخ فیروز شاہی جو سلطان فیروز تغلق کے عہد کی مشہور و معروف اور معتبر تاریخ ہند قرار دی گئی ہے اور خود سلطان فیروز کے عہد میں لکھی گئی ہے اس کا یہ اردو ترجمہ ہے جو فارسی سے کیا گیا ہے۔

کتاب کا دیباچہ مترجم نے فارسی میں لکھا ہے اور نفس مضمون کو اردو میں ترجمہ کیا ہے۔

دیباچہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ کسی انگریز افسر سر منری کپتان لوئیس کے حکم سے یہ ترجمہ کیا گیا ہے چنانچہ اس خصوص میں مترجم نے جو صراحت کی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

"و از نسیم انفاس عنبر آمیزش مشام گیتی عطر آگیں فروغ خاندان عالی شان چراغ دودمان سنجرت نشان انگلستان سر منری کپتان لوئیس صاحب بہادر دام اقبالہ زبان فیض بنیان ارشاد والا رفت کہ تاریخ فیروز شاہی من تصنیف شمس سراج عفیف وغیرہ کہ بزبان فارسی اند۔ خلاصہ آں بزبان اردو علم قلم ترتیب دادہ آید"

اختتام:۔ "المشہور بہ سلطان فیروز شاہ روز شنبہ ..."

حضرت سپہ سالار مسعود غازی رحمتہ اللہ اور نصیحت علماء اور فضلا وغیرہ کے سوائے حکم شرع شریف کے اور کوئی آئین جاری نہ کیا" آخر پر ایک فارسی رباعی درج ہے

زانکو نہ بگیرد عدل محکم کزمرغ نماید بار پر کم
کافر بہابت شہ نگاہ نگرفتہ گہے بملک شہ راہ

(۲۹۱) عمدۃ التواریخ

نمبر تاریخ (۱۱۳۳) سائز (۸×۱۳) صفحہ (۳۰۶)
سطر (۱۹) خط شکستہ۔ مصنف۔ رتن لال
تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۶۸ھ کتابت سنہ ۱۲۷۰ھ

رتن لال نام اور مست تخلص تھا۔ کالیستھ قوم کے فرد تھے۔ ان کا خاندان شمالی ہند میں "بہارا" کا متوطن تھا رتن لال کے دادا تیج رائے جنوبی ہند میں آرکاٹ آکر والاجاہ رئیس ارکاٹ کے ملازم ہوئے اور یہاں ہی ان کا انتقال ہوا۔ تیج رائے کے فرزند چنالال تھے جو اپنے باپ کے انتقال کے وقت صرف چودہ سال کے کمسن لڑکے تھے۔ نظام اور حیدر علی (میسور) کی لڑائیوں کے بعد وہ حیدر آباد آکر بس گئے۔ اولاً راجہ تیج ونت بہادر کے ملازم ہوئے اور ان کے توسط سے دربار آصفیہ میں پیش ہوئے۔ رائے کا خطاب ملا۔ منصب سے سرفراز ہوئے۔

تیج ونت کے رزم و بزم میں چنالال شریک رہا کرتا کچھ عرصہ کے بعد راجہ تیج ونت پر ارسطو جاہ مدار المہام دولت آصفیہ کا عتاب ہوا۔ اور ان کے متعلقہ سررشتے دوسروں کو دیدیئے گئے۔ اب چنالال راجہ چندو لال کی سرکار سے متوسل ہوگئے اور چودہ پندرہ سال تک ان کے متوسل بنے رہے۔ جب مہاراجہ چندو لال کا انتقال ہوگیا۔ چنالال کی جاگیر بھی ضبط ہوگئی۔ صرف منصب باقی رہا اس منصب سے رتن لال اور ان کے بھائی پرورش پاتے رہے۔

رتن لال کو شروع سے علم کا شوق و رغبت تھی، اس زمانے کے مشہور صاحب علم صوفی و شاعر حضرت شمس الدین فیض سے رتن لال نے استفادہ کیا اور شاعری میں بھی فیض سے مستفید ہوئے فیض کو شمس الامراء امیر پائیگاہ سے تعلق تھا۔ رتن لال بھی اب امیر پائیگاہ شمس الامراء کی سرکار کے ملازم ہوگئے اور کچھ عرصہ کے بعد فرید الدین آفاق کے توسط سے شمس الامراء کے دربار میں پیش ہوئے۔ چونکہ شمس الامراء جوہر قابل کے قدرداں تھے۔ رتن لال پر عنایت امیرانہ مبذول ہوگئے۔ اور شمس الامراء کے حکم سے آپ کے فرزند عمدۃ الملک کی کتاب "رفیع البصر" کو صاف کیا اور پھر شمس الامراء کے دار الترجمہ میں مترجم کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔ عمدۃ الملک کی کتاب رفیع البصیر جو فارسی میں تھی اس کا خلاصہ اردو میں کرکے اس کا نام "منتخب البصر" رکھا اور زیر بحث تاریخ مرتب کی۔

سنہ ۱۲۶۸ھ میں جبکہ یہ تاریخ مرتب ہوئی ہے اس وقت رتن لال کا سن (۴۶) سال کا تھا اس لیئے ان کی پیدائش سنہ ۱۲۲۲ھ میں قرار دی جانی چاہئے افسوس ہے مرنے کا صحیح سنہ معلوم نہ ہوسکا۔

آغاز "قابل حمد وہ خالق ہے کہ جس نے تمام کائنات کو مطمورہ عام سے جلوہ خانہ ہستی میں لایا اور سطح افلاک کو ثوابت اور سیار لاانحصار سے کس خوبی سے آرائش دی اسکی صنعت بالغہ کی دریافت کو عقل محیط نہیں ہوسکتی"

اس تاریخ کو رتن لال نے اپنے مربی اور محسن عمدۃ الملک کے خطاب کے لحاظ سے "عمدۃ التواریخ"

حضرت سپہ سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ اور نصیحت علماء اور فضلا وغیرہ کے سوائے حکم شرع شریف کے اور کوئی آئین جاری نہ کیا" آخر پر ایک فارسی رباعی درج ہے

زانکو نہ بگیر و عدل محکم کز فرع نماید بار پر کم
کافر زمہابت شہ نگاہ نگرفتہ گہے بملک شہ راہ

(۴۹۱) عمدۃ التواریخ

نمبر تاریخ (۱۱۳۳) سائز (۸×۱۳) صفحہ (۳۰۶)
سطر (۱۹) خط شکستہ۔ مصنف۔ رتن لال
تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۶۸ھ کتابت سنہ ۱۲۷۰ھ

رتن لال نام اور مست تخلص تھا۔ کالستھ قوم کے فرد تھے۔ ان کا خاندان شمالی ہند میں "بہار" کا متوطن تھا رتن لال کے دادا تیج رائے جنوبی ہند میں آرکاٹ آکر والاجاہ رئیس ارکاٹ کے ملازم ہوئے اور یہاں ہی ان کا انتقال ہوا۔ تیج رائے کے فرزند چنالال تھے جو اپنے باپ کے انتقال کے وقت صرف چودہ سال کے کمسن لڑکے تھے۔ نظام اور حیدر علی (میسور) کی لڑائی ہو نے کے بعد وہ حیدرآباد آکر بس گئے۔ اولاً راجہ تیج ونت بہادر کے ملازم ہوئے اور ان کے توسط سے دربار آصفجاہی میں پیش ہوئے۔ رائے کا خطاب ملا۔ منصب سے سرفراز ہوئے۔

تیج ونت کے رزم و بزم میں چنالال شریک رہا کرتا کچھ عرصہ کے بعد راجہ تیج ونت پر ارسطو جاہ مدار المہام دولت آصفیہ کا عتاب ہوا۔ اور ان کے متعلقہ سررشتے دوسروں کو دیدئیے گئے۔ اب چنالال راجہ چندو لال کی سرکار سے متوسل ہوگئے اور چودہ پندرہ سال تک ان کے متوسل بنے رہے۔ جب مہاراجہ چندو لال کا انتقال ہوگیا۔ چنالال کی جاگیر بھی ضبط ہوگئی۔ صرف منصب باقی رہا اس منصب سے رتن لال اور ان کے بھائی پرورش پاتے رہے۔

رتن لال کو شروع سے علم کا شوق و رغبت تھی، اس زمانے کے مشہور صاحب علم صوفی، شاعر حضرت شمس الدین فیض سے رتن لال نے استفادہ کیا اور شاعری میں بھی فیض سے مستفید ہوئے فیض کو شمس الامرا امیر پائیگاہ سے تعلق تھا۔ رتن لال بھی اب امیر پائیگاہ شمس الامراء کی سرکار کے ملازم ہوگئے اور کچھ عرصہ کے بعد فرید الدین آفاق کے توسط سے شمس الامراء کے دربار میں پیش ہوئے۔ چونکہ شمس الامراء جوہر قابل کے قدرداں تھے۔ رتن لال پر عنایت امیرانہ مبذول ہوگئے۔ اور شمس الامراء کے حکم سے آپ کے فرزند عمدۃ الملک کی کتاب "رفیع البصر" کو صاف کیا اور پھر شمس الامراء کے دارالترجمہ میں مترجم کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔ عمدۃ الملک کی کتاب رفیع البصر جو فارسی میں تھی اس کا خلاصہ اردو میں کرکے اس کا نام "منتخب البصر" رکھا اور زیر بحث تاریخ مرتب کی۔

سنہ ۱۲۶۸ھ میں جبکہ یہ تاریخ مرتب ہوئی ہے اس وقت رتن لال کا سن (۴۶) سال کا تھا اس لئے ان کی پیدائش سنہ ۱۲۲۲ھ میں قرار دی جانی چاہئے افسوس ہے مرنے کا صحیح سنہ معلوم نہ ہوسکا۔

آغاز قابل حمد وہ خالق ہے کہ جس نے تمام کائنات کو مطمورہ عام سے جلوہ خانہ ہستی میں لایا اور سطح افلاک کو ثوابت اور سیارلاحصار سے کس خوبی سے آرائش دی اس کی صنعت بالغہ کی دریافت کو عقل محیط نہیں ہوسکتی"

اس تاریخ کو رتن لال نے اپنے مربی اور محسن عمدۃ الملک کے خطاب کے لحاظ سے عمدۃ التواریخ"

حضرت سپہ سالار مسعود غازی رحمتہ اللہ اور نصیحت علماء اور فضلا وغیرہ کے سوائے حکم شرع شریف کا اور کوئی آئین جاری نہ کیا" آخر پر ایک فارسی رباعی درج ہے

زانکو نہ بگیرد عدل محکم — کز مرغ نشاید بار پر کم
کافر مہابت شہنشاہ — نگرفتہ کجے بملک شہ راہ

(۴۹۱) عمدۃ التواریخ

نمبر تاریخ (۱۱۳۳) سائز (۱۳×۸) صفحہ (۳۰۲)

سطر (۱۹) خط شکستہ۔ مصنف۔ رتن لال

تاریخ تصنیف ۱۲۶۸ھ کتابت ۱۲۷۰ھ

رتن لال نام اور مست تخلص تھا۔ کائستھ قوم کے فرد تھے۔ ان کا خاندان شمالی ہند میں "بہار" کا متوطن تھا رتن لال کے دادا تیج رائے جنوبی ہند میں آرکاٹ آکر والاجاہ رئیس ارکاٹ کے ملازم ہوئے اور یہاں ہی ان کا انتقال ہوا۔ تیج رائے کے فرزند چنا لال تھے جو اپنے باپ کے انتقال کے وقت صرف چودہ سال کے کمسن لڑکے تھے۔ نظام اور حیدر علی (میسور) کی لڑائی ہونے کے بعد وہ حیدرآباد آکر بس گئے۔ اولاً راجہ تیج ونت بہادر کے ملازم ہوئے اور ان کے توسط سے دربار آصفجاہی میں پیش ہوئے۔ رائے کا خطاب ملا۔ منصب سے سرفراز ہوئے۔

تیج ونت کے رزم و بزم میں چنا لال شریک رہا کرتا کچھ عرصہ کے بعد راجہ تیج ونت پر ارسطو جاہ مدار المہام دولت آصفیہ کا عتاب ہوا۔ اور ان کے متعلقہ سررشتے دوسروں کو دیدیئے گئے۔ اب چنا لال راجہ چندو لال کی سرکار سے متوسل ہو گئے اور چودہ پندرہ سال تک ان کے متوسل بنے رہے۔ جب مہاراجہ چندو لال کا انتقال ہو گیا۔ چنا لال کی جاگیر بھی ضبط ہو گئی۔ صرف منصب باقی رہا اس منصب سے رتن لال اور ان کے بھائی پرورش پاتے رہے۔

رتن لال کو شروع سے علم کا شوق و رغبت تھی، اس زمانے کے مشہور صاحب علم صوفی، شاعر حضرت شمس الدین فیض سے رتن لال نے استفادہ کیا اور شاعری میں بھی فیض سے مستفید ہوئے فیض کو شمس الامرا امیر پائیگاہ سے تعلق تھا۔ رتن لال بھی اب امیر پائیگاہ شمس الامراء کی سرکار کے ملازم ہو گئے اور کچھ عرصہ کے بعد فریدالدین آفاق کے توسط سے شمس الامراء کے دربار میں پیش ہوئے۔ چونکہ شمس الامراء جوہر قابل کے قدرداں تھے۔ رتن لال پر عنایت امیرانہ مبذول ہو گئے۔ اور شمس الامراء کے حکم سے آپ کے فرزند عمدۃ الملک کی کتاب "رفیع البصر" کو صاف کیا اور پھر شمس الامراء کے دارالترجمہ میں مترجم کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔ عمدۃ الملک کی کتاب رفیع البصر جو فارسی میں تھی اس کا خلاصہ اردو میں کر کے اس کا نام "منتخب البصر" رکھا اور زیر بحث تاریخ مرتب کی۔

۱۲۶۸ھ میں جبکہ یہ تاریخ مرتب ہوئی ہے اس وقت رتن لال کا سن (۴۶) سال کا تھا اس لیے ان کی پیدائش ۱۲۲۲ھ میں قرار دی جانی چاہیئے افسوس ہے مرنے کا صحیح سنہ معلوم نہ ہو سکا۔

آغاز: قابل حمد وہ خالق ہے کہ جس نے تمام کائنات کو مطمورہ عام سے جلوہ خانۂ ہستی میں لایا اور سطح افلاک کو ثوابت اور سیار لا انحصار سے کس خوبی سے آرائش دی اسکی صنعت بالغہ کی دریافت کو عقل محیط نہیں ہو سکتی"

اس تاریخ کو رتن لال نے اپنے مربی اور محسن عمدۃ الملک کے خطاب کے لحاظ سے "عمدۃ التواریخ"

سے موسوم کیا ہے یہ ہندوستان اور دکن کی مختصر تاریخ ہے
جس میں اولاً راجگان ہند کا حال اور اس کے بعد سلاطین
سلاطین ہند کا تذکرہ ہے۔ اس کو مولف نے فارسی
اور انگریزی تاریخوں سے مدد لے کر مرتب کیا ہے جن کتابوں
سے مولف نے مدد لی ہے ان کے نام بھی درج کر دیئے ہیں
جس سے اس تاریخ کی اہمیت میں اضافہ ہو جاتا ہے تاریخ
کو چند ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے۔ آغاز تو راجگان ہند
سے ہوا ہے اور اختتام لارڈ ڈلہوزی کے حال پر کیا ہے۔
آخر پر ایک تختہ بھی شامل ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ
انگریز کس سنہ میں کس ملک پر قابض ہوئے۔

کتاب میں ہندوستان کے مشہور الماس (ہیروں)
کا ذکر ہے خصوصیت سے "کوہ نور" کا حال صراحت سے
لکھا ہے۔

اختتام:-

"اور ایک تیسرا الماس بھی اس دارالریاست حیدرآباد
دکن میں راجہ چندو لال مہاراجہ پیشکار سرکار کے عہد
میں ہاتھ آیا جس کا وزن ہندی (۳۲۰) رتی اور قیمت
اس کی اب (۹۰) لاکھ روپے تشخیص ہوئی ہے مگر یہ تراشیدہ
ناتراشیدہ ہے جس کی کیفیت اور احوال خاندان آصفیہ میں
لکھے گئے۔"

ترقیمہ:-

"بموجب فرمائش مہاراجہ رتن لال جیو اور استصواب
سے گل مرزا صاحب۔ کے یہ غلام سرور چند جز کتاب
عمدۃ التواریخ کے موافق حوصلہ ناقص ساتھ خط خام کے
از راہ اجوری کے لکھے ہیں باتمام کو پہونچے۔
اللہ تعالیٰ اسے ...... مدد ..... صرف غریب پرور
کہ از مرصاحبان فطرتوں کا ہے۔ اس سبب سے
عنایات و توجہ فرما کے لکھوائے اللہ تعالیٰ اپنے
کرم و فیض سے تندرست رکھے اور مقصد
اون کے دل کے بر لاوے آمین یارب العالمین۔
بتاریخ بست و دوم ماہ رجب ۱۲۷۰ھ

یہ تاریخ طبع ہو چکی ہے۔ مگر اب نایاب ہے مطبوعہ
نسخے کتب خانہ سالار جنگ وغیرہ میں موجود ہیں۔

(۲۹۲) عمدۃ التواریخ (دوسرا نسخہ)

نمبر تاریخ (۲۲۳۷) سائز (۱۲×۷) صفحہ (۲۶۲)
سطر (۱۷) خط نستعلیق

آغاز:-

"قابل حمد وہ خالق ہے کہ جس نے تمام کائنات مسعود
عدم سے جلوہ گاہ ہستی میں لایا۔"

اختتام:-

"یہ رسالہ کا انجام اس رئیس نامدار پر ختم پایا اللہ
اس رئیس کو ...... کرے کس واسطے کہ بہت
نیک باطن اور پرورش فرماتے۔ حیات اور زمانی تھا۔"

(۲۹۳) ترجمہ سکندر نامہ

نمبر کتاب (۲۲-۱ جدید) سائز (۱۲½×۸½)
صفحہ (۲۲۸) سطر (۲۲) خط نستعلیق۔
مترجم کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہوئے۔

آغاز:-

خدایا جہاں بادشاہی ترا — ترجمہ — زما خدمت آید خدائی ترا
اے صاحب جہاں کی بادشاہت تیری — ترجمہ — ہمارے سو بندگی وے خدائی ہے تیری

سکندر نامہ فارسی مصنفہ حضرت نظامی گنجوی کا کسی نے
اردو میں بین السطور ترجمہ کیا ہے۔ یعنی اصل فارسی سطر کے
نیچے نثر میں لفظی ترجمہ ہے۔ لیکن مترجم کا نام نہیں ہے۔
سر لوح پر کسی نے یہ تحریر کیا ہے:-

سے موسوم کیا ہے یہ ہندوستان اور دکن کی مختصر تاریخ ہے
جس میں اولاً راجگان ہند کا حال اور اس کے بعد مسلمان
سلاطین ہند کا تذکرہ ہے۔ اس کو مولف نے فارسی
اور انگریزی تاریخوں سے مدد لے کر مرتب کیا ہے جن کتابوں
سے مولف نے مدد لی ہے ان کے نام بھی درج کر دیئے ہیں
جس سے اس تاریخ کی اہمیت میں اضافہ ہو جاتا ہے تاریخ
کو چند ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے۔ آغاز تو راجگان ہند
سے ہوا ہے اور اختتام لارڈ ڈلہوزی کے حال پر کیا ہے۔
آخر پر ایک تختہ بھی شامل ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ
انگریز کس سنہ میں کس ملک پر قابض ہوئے۔
کتاب میں ہندوستان کے مشہور الماس (ہیرو‌ں)
کا ذکر ہے خصوصیت سے "کوہ نور" کا حال صراحت سے
لکھا ہے۔

اختتام:۔

"اور ایک تیسرا الماس بھی اس دارالریاست حیدرآباد
دکن میں راجہ چندو لال مہاراجہ پیشکار سرکار کے عہد
میں ہاتھ آیا جس کا وزن ہندی (۳۲۰) رتی اور قیمت
اس کی اب (۹۰) لاکھ روپیئے تشخیص ہوئی ہے مگر یہ تراشیدہ
ناتراشیدہ ہے جسکی کیفیت اور احوال خاندان آصفیہ میں کیا
لکھے گئے۔"

ترقیمہ:۔

"بموجب فرمائش مہاراجہ رتن لال جیو اور باستصواب
سے گل مرزا صاحب کے یہ غلام سرور چند جز کتاب
عمدۃ التواریخ کے موافق حوصلہ ناقص ساتھ خط خام
ازراہ اجوری کے لکھے ہیں با تمام کو پہونچے۔
اللہ تعالیٰ اسے ... مدد ... صرف قریب پردہ
کہ لازم صاحبان نظر توں کا ہے اس سبب سے
عنایات و توجہ فرما کے لکھوائے اللہ تعالیٰ اپنے
کرم و فیض سے تندرست رکھ اور مقصد
اون کے دل کے برلا۔ آمین یا رب العالمین۔
بتاریخ بست و دوم ماہ رجب ۱۲۷۰ھ

یہ تاریخ طبع ہو چکی ہے۔ مگر اب نایاب ہے مطبوعہ
نسخے کتب خانہ سالار جنگ وغیرہ میں موجود ہیں۔

(۲۹۲) عمدۃ التواریخ (دوسرا نسخہ)

نمبر تاریخ (۲۲۳۷) سائز (۱۲×۷) صفحہ (۲۶۲)
سطر (۱۷) خط نستعلیق

آغاز:۔

"قابل حمد وہ خالق ہے کہ جس نے تمام کائنات مسطورہ
عدم سے جلوہ گاہ ہستی میں لایا۔"

اختتام:۔

"یہ رسالہ کا انجام اس رئیس نامدار پر ختم پایا اللہ
اس رئیس کو .... کرے کس واسطے کہ بہت
نیک باطن اور پرورش فرماتے۔ حیات او زماں تھا۔"

(۲۹۳) ترجمہ سکندر نامہ

نمبر کتاب (۲۴-۱ جلید) سائز (۱۳½×۸½ انچ)
صفحہ (۲۲۸) سطر (۲۲) خط نستعلیق۔
مترجم کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

خدایا جہاں پادشاہی تراست ز ما خدمت آید خدائی تراست
اے صاحب جہاں کی بادشاہت تیری ہے ہمارے سے بندگی ہوئے خداجی تیری ہے
سکندر نامہ فارسی مصنفہ حضرت نظامی گنجوی کا کسی نے
اردو میں بین السطور ترجمہ کیا ہے۔ یعنے اصل فارسی شعر کے
نیچے نثر میں لفظی ترجمہ ہے۔ لیکن مترجم کا نام نہیں ہے۔
سرلوح پر کسی نے یہ تحریر کیا ہے:۔

"کتاب حسب فرمایش میر بیدار علیخاں خلف مسیح الدولہ مرحوم است۔ سکندر نامہ مع ترجمہ ہندی"۔

اختتام:۔

"بمجلس کی جاں پرور ہوش باد — ترجمہ — مرا شربت شاہ را نوش باد
ساقہ محفل میں کہ جاں پرور ہوش ہووے — مجکو شربت بادشاہ کو نوش ہووے

ترقیمہ: ایں نسخہ حسب فرمایش میر بیدار علیخاں مانند تحفۃ العراقین کہ عرق ریزی او در عراق است و ایں سکندر بے نظیرش اختتام در شہر رمضان شریف بتاریخ بست و سوم شہر مذکور سنہ ۱۲۹۲ھ بفضل اللہ تعالیٰ یافتہ چہرۂ ظہور افروخت"۔ اس کے نیچے کاتب کی دستخط طغرائی شکل میں ہے۔ نام پڑھا نہیں جاتا۔

آغاز صفحہ پر یہ عبارت ہے۔
"سکندر نامہ بحری میر بیدار علی خاں برائے ترجمہ کنانند بود — بندۂ ہاشم"

(۲۹۴) ترجمہ سکندر نامہ

نمبر کتاب (۲۳-۱۰ جدید) سائز (۱۱½ × ۷½) انچ
صفحہ (۱۷۸) سطر (۳۰) خط نستعلیق۔

تاریخ کتابت سنہ ۱۲۹۵ھ

آغاز

خرد ہر کجا گنجے آرد پدید — ترجمہ — بنام خدا سازد آنرا کلید
عقل جو چاہیے کہ خزانہ یک ظاہر لاوے — خدا کے نام سے اسکو کنجی بناوے

سکندر نامہ بحری مصنفہ حضرت نظامی گنجوی کا کسی نے اردو میں بین السطور ترجمہ کیا ہے۔ اصل فارسی شعر لکھ کر اس کے نیچے لفظی اردو ترجمہ کیا ہے۔ میر بیدار علیخاں کی فرمایش پر ترجمہ ہوا ہے۔ مترجم کا نام وغیرہ کہیں نہیں لکھا ہے۔

اختتام:۔

نماند ایچو کوشش گرانمایہ دار — بدو دادہ دل را امیدوار
فلک کو کوشش سے گرانبار رکھ — ترجمہ — وہ اور داد اس کو دے سر امید رکھ

ترقیمہ:۔
"کتاب سکندر نامہ بحری میر بیدار علیخاں بہادر دام اقبالہ بتاریخ ۲ محرم الحرام سنہ ۱۲۹۶ھ بروز ہفتہ بوقت سہ پہر برابر غروب شدن آفتاب تمام شد"
"حسب فرمایش میر بیدار علی خاں صاحب دام اقبالہ کتاب سکندر نامہ ثانی بقلم شیخ نظام الدین شاہ قادری از زیب تحریر مزین گشت۔"

(۲۹۵) گل دستۂ ہند

نمبر تاریخ (۵۵۷) سائز (۸×۶) صفحہ (۱۳۲)
سطر (۸ تا ۱۵) خط نستعلیق۔
مصنف۔ سید تاج الدین۔
تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۲۶۵ھ کتابت سنہ ۱۲۸۵ھ

سید تاج الدین مدراس کے متوطن تھے۔ عربی، فارسی کے ساتھ انگریزی سے بھی واقف تھے، انگریزوں کو اردو تعلیم دیا کرتے۔ مدراس کے جامع الاخبار سے تعلق تھا۔

آغاز:۔

"حمد بیحد اس شہنشاہ حقیقی کو سزاوار ہے کہ جس نے اپنے قدرت کاملہ سے عرصۂ زمین پر انواع و اقسام کے خلقت پیدا کر کے واسطے نظم و نسق دنیا کے اور انتظام اور خلایق کے بادشاہان اولوالعزم کو کارخانہ عدم سے ساحت ہستی میں لاکر مخلوقات کو ان کا تابع کیا۔"

یہ ہندوستان کی مختصر تاریخ ہے جس کو مولف نے موسو ڈلبہ کی اعانت سے بعض انگریزی اور فارسی تاریخوں سے مرتب کیا ہے۔ اس تاریخ میں چار فصل ہیں سامانی خاندان سے ابتدا کی گئی ہے۔ سلطان محمود کے حال تک

اس میں مختصراً تذکرہ ہے۔ دوسری فصل میں سلطان مسعود فرزند محمود سے لے کر سلاطین دہلی خاندان غلامان تک شامل ہیں۔ تیسری فصل میں دہلی کے پٹھان بادشاہوں کا حال لکھا ہے اور چوتھی فصل میں مغل بادشاہوں کا حال ہے۔ اس میں انگریزی حکومت کا حال بھی آگیا ہے لارڈ لیک کے بیان پر تاریخ کا اختتام ہوا ہے۔

اختتام:۔

"جب شاہ عالم اپنی خوشی اور رضامندی سے اپنی دولت کو انگریزی سرکار کے سپرد کیا اور لارڈ لیک صاحب بہادر کپتین اپنی خوشی سے شمشیر الملک کا خطاب دیا اور جب سے اب تک عالم شاہ کی آل اولاد احفاد وغیرہ چین و آرام سے کھاپی کر بے فکر ہیں اور سرکار انگریزی کے حق میں دوام دولت چاہتے ہیں"

ترقیمہ:۔

"یہ کتاب بموجب فرمانے جناب پیر و مرشد قبلہ برحق حاجی الحرمین شریفین البغدادی حضرت سید شاہ مرتضی قادری خلد جاگیردار تمن ملٹی سجادہ نشین درگاہ قصبہ ہنماگر بتاریخ پچیسویں ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۵ ہجری نبوی۔ فدوی میر اصغر علی قاضی تعلقہ گنگاوتی نے لکھا، روز پنجشنبہ کے فضل الٰہی سے تمت تمام ہوئی بخیر و عافیت"

اس کتاب کا ایک دیباچہ بھی ہے اس میں اس امر کی صراحت ہے کہ سنہ ۱۲۶۹ ہجری میں منشی غلام دستگیر نے مدراس کے مطبع جامع الاخبار میں اسکو طبع کیا تھا چنانچہ مختصر اقتباس درج ہے۔

"پانچویں پلٹن کے لفٹنٹ مولسورتھ صاحب بہادر نے منشی تاج الدین صاحب کی اعانت سے بمقام گتی میں متفرق تاریخ انگریزی و فارسی سے بادشاہان ہند کا حال اس ملک کے ساکنوں کو صاف معلوم ہونے کے لئے کرناٹکی محاوروں میں ترجمہ کرکے نام اسکا گلدستۂ ہند رکھے اور مدراس کو آتے وقت منشی غلام دستگیر صاحب ولد ملک حسین خاں صاحب دکھنی بارہ ہزاراں کے اصلاح سے یہاں کے خاص و عام کو میسر ہونے کے واسطے مطبع جامع الاخبار میں چھپوائے امید یہ ہے کہ اہل جوہر کے نظر سے خطا و سہو پڑے تو دست اصلاح سے آراستگی دیویں"

سنہ ۱۲۴۲ھ مطابق سنہ ۱۸۲۶ء

(۲۹۶) تاریخ رشید الدین خانی

نمبر تاریخ (۱۳۰۶/ک) سائز (۱۵×۹) صفحہ (۶۱۴)
سطر (۱۸) خط نستعلیق۔
مصنف۔ غلام امام خاں۔ ہجر تخلص
تاریخ تصنیف آغاز سنہ ۱۲۶۹ھ

غلام امام خاں کا حال صفحات گزشتہ میں لکھدیا گیا ہے۔ یہ ان کی مشہور تالیف ہے۔ اسکو سنہ ۱۲۶۹ھ میں آغاز کیا اور سنہ ۱۲۳۰ھ میں مکمل ہوئی ہے کتاب میں اولاً فہرست مضامین ہے۔

اس کتاب کا دیباچہ شمالی ہند کے ایک بزرگ سید محمد حسین اغلب موہانی نے قلمبند کیا ہے اور اسی سے کتاب آغاز ہوتی ہے۔

آغاز:۔

یہ کتاب مسمی رشید الدین خانی۔ ایک بسیط اور مکمل اور نہایت مستند و معتبر تاریخ شاہان ہند اور دکن ہے جس کو مولوی غلام امام خاں ہجر تخلص نے مورخانہ اور عامانہ تحقیقات سے تالیف و

اس میں مختصراً تذکرہ ہے۔ دوسری فصل میں سلطان مسعود فرزند محمود سے لے کر سلاطین دہلی خاندان غلاماں تک شامل ہیں۔ تیسری فصل میں دہلی کے پٹھان بادشاہوں کا حال لکھا ہے اور چوتھی فصل میں مغل بادشاہوں کا حال ہے۔ اس میں انگریز حکومت کا حال بھی آگیا ہے لارڈ لیک کے بیان پر تاریخ کا اختتام ہوا ہے۔

اختتام:۔

"جب شاہ عالم اپنی خوشی اور رضامندی سے اپنی دولت کو انگریزی سرکار کے سپرد کیا اور لارڈ لیک صاحب بہادر کپتین اپنی خوشی سے شمشیر الملک کا خطاب دیا اور جب سے اب تک عالم شاہ کی آل اولاد احفاد وغیرہ چین و آرام سے کھاپی کر بے فکر ہیں اور سرکار انگریزی کے حق میں دوام دولت چاہتے ہیں۔"

ترقیمہ:۔

"یہ کتاب بموجب فرمانے جناب پیر و مرشد قبلہ برحق حاجی الحرمین شریفین و البغدادی حضرت سید شاہ مرتضیٰ قادری ظلہ جاگیردار زمین ہٹی سجادہ نشین درگاہ قصبہ ہنساگر بتاریخ پچیسویں ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۵ ہجری نبوی۔ فدوی میر اصغر علی قاضی تعلقہ گنگاوتی نے لکھا۔ روز پنجشنبہ کے فضل الٰہی سے تمت تمام ہوئی بخیر و عافیت۔"

اس کتاب کا ایک دیباچہ بھی ہے اس میں اس امر کی صراحت ہے کہ سنہ ۱۲۴۲ ہجری میں منشی غلام دستگیر نے مدراس کے مطبع جامع الاخبار میں اسکو طبع کیا تھا۔ چنانچہ مختصر اقتباس درج ہے۔

"پانچویں پلٹن کے لفٹنٹ مولسورتھ صاحب بہادر نے منشی تاج الدین صاحب کی اعانت سے بمقام گتی میں مستغرق تاریخ انگریزی و فارسی سے بادشاہان ہند کا حال اس ملک کے ساکنوں کو صاف معلوم ہونے کے لیے کرناٹکی محاوروں میں ترجمہ کرکے نام اس کا گلدستۂ ہند رکھے اور مدراس کو آتے وقت منشی غلام دستگیر صاحب ولد ملک حسین خاں صاحب دکھنی بارہ ہزاراں کے اصلاح سے یہاں کے خاص و عام کو میسر ہونے کے واسطے مطبع جامع الاخبار میں چھپوائے امید یہ ہے کہ اہل جوہر کے نظر سے خطا و سہو پڑے تو دست اصلاح سے آراستگی دیویں سنہ ۱۲۴۲ھ مطابق سنہ ۱۸۲۶ء"

(۲۹۶) تاریخ رشید الدین خانی

نمبر تاریخ (۱۳۰۶) سائز (۹×۱۵) صفحہ (۶۱۴)

سطر (۱۸) خط نستعلیق۔

مصنف۔ غلام امام خاں۔ ہجر تخلص

تاریخ تصنیف آغاز سنہ ۱۲۶۹ھ

غلام امام خاں کا حال صفحات گزشتہ میں لکھدیا گیا ہے۔ یہ ان کی مشہور تالیف ہے۔ اسکو سنہ ۱۲۶۹ھ میں آغاز کیا اور سنہ ۱۲۷۳ھ میں مکمل ہوئی ہے کتاب میں اولاً فہرست مضامین ہے۔

اس کتاب کا دیباچہ شمالی ہند کے ایک بزرگ سید محمد حسین اغلب مولائی نے قلمبند کیا ہے اور اسی سے کتاب آغاز ہوتی ہے۔

آغاز:۔

یہ کتاب مسمیٰ رشید الدین خانی۔ ایک بسیط اور مکمل اور نہایت مستند اور معتبر تاریخ شاہان ہند اور دکن ہے جس کو مولوی غلام امام خاں ہجر تخلص نے مورخانہ اور عالمانہ تحقیقات سے تالیف و

اس میں مختصراً تذکرہ ہے۔ دوسری فصل میں سلطان مسعود فرزند محمود سے لے کر سلاطین دہلی خاندان غلامان تک شامل ہیں۔ تیسری فصل میں دہلی کے پٹھان بادشاہوں کا حال لکھا ہے اور چوتھی فصل میں مغل بادشاہوں کا حال ہے۔ اس میں انگریز حکومت کا حال بھی آگیا ہے۔ لارڈ لیک کے بیان پر تاریخ کا اختتام ہوا ہے۔

اختتام:۔

"جب شاہ عالم اپنی خوشی اور رضامندی سے اپنی دولت کو انگریزی سرکار کے سپرد کیا اور لارڈ لیک صاحب بہادر کتیں اپنی خوشی سے شمشیر الملک کا خطاب دیا اور جب سے اب تک عالم شاہ کی آل اولاد احفاد وغیرہ چین و آرام سے کھاپی کر بے فکر ہیں اور سرکار انگریزی کے حق میں دوام دولت چہتے ہیں"

ترقیمہ:۔

"یہ کتاب بموجب فرمانے جناب پیر و مرشد قبلہ برحق حاجی الحرمین شریفین البغدادی حضرت سید شاہ مرتضیٰ قادری ظلہ جاگیردار بن ریٹی سجادہ نشین درگاہ قصبہ ہنسا گر بتاریخ بچیسویں ذیقعدہ ۱۲۸۵ھ ہجری ہوی۔ فدوی میر اصغر علی قاضی تعلقہ گنگاوتی نے لکھا۔ روز پنجشنبہ کے فضل الہی سے تمت تمام ہوئی بخیر و عافیت"

اس کتاب کا ایک دیباچہ بھی ہے اس میں اس امر کی صراحت ہے کہ ۱۲۶۰ھ ہجری میں منشی غلام دستگیر نے مدارس کے مطبع جامع الاخبار میں اسکو طبع کیا تھا چنانچہ مختصراً اقتباس درج ہے۔

"پانچویں پلٹن کے لفٹنٹ مولسورتھ صاحب بہادر نے منشی تاج الدین صاحب کی اعانت سے بمقام گتی میں متفرق تاریخ انگریزی و فارسی سے بادشاہان ہند کا حال اس ملک کے ساکنوں کو صاف معلوم ہونے کے لئے کنانکی محاوروں میں ترجمہ کرکے نام اس کا گلدستۂ ہند رکھے اور مدراس کو آتے وقت منشی غلام دستگیر صاحب ولد ملک حسین خاں صاحب دکھنی بارہ ہزاراں کے اصلاح سے یہاں کے خاص و عام کو میسر ہونے کے واسطے مطبع جامع الاخبار میں چھپوائے امید یہ ہے کہ اہل علم کے نظر سے خطا و سہو پڑے تو دست اصلاح سے آراستگی دیویں" ۱۲۶۰ھ مطابق ۱۸۴۴ء

(۲۹۶) تاریخ رشید الدین خانی

نمبر تاریخ (۱۳۰۶/۱) سائز (۱۵×۹) صفحہ (۶۱۴) سطر (۱۸) خط نستعلیق۔

مصنف۔ غلام امام خاں۔ ہجر تخلص

تاریخ تصنیف آغاز ۱۲۶۹ھ

غلام امام خاں کا حال صفحات گزشتہ میں لکھدیا گیا ہے۔ یہ ان کی مشہور تالیف ہے۔ اسکو ۱۲۶۹ھ میں آغاز کیا اور ۱۲۷۰ھ میں مکمل ہوئی ہے کتاب میں اولاً فہرست مضامین ہے۔

اس کتاب کا دیباچہ شمالی ہند کے ایک بزرگ سید محمد حسین اغلب موہانی نے قلمبند کیا ہے اور اسی سے کتاب آغاز ہوتی ہے۔

آغاز:۔

یہ کتاب مسمی رشید الدین خانی۔ ایک بسیط اور مکمل اور نہایت مستند اور معتبر تاریخ شاہان ہند اور دکن ہے جس کو مولوی غلام امام خاں ہجر تخلص نے مورخانہ اور عالمانہ تحقیقات سے تالیف و

تصنیف کیا تھا۔"

غلام امام خاں کا آغاز

"حمد و سپاس خدائے برحق کو زیبا ہے جس نے انتظام و اہتمام مملکت حقیقی کا حکام دین مبین اور انبیا مرسلین اور اولیا و راشدین کو مرحمت کیا اور نظم و نسق دنیا کا بادشاہ کیا۔"

تاریخ رشیدالدین خانی کو عام طور سے تاریخ دکن میں شمار کرتے ہیں مگر دراصل یہ ہندوستان کی تاریخ ہے یہ تاریخ کئی فصل میں تقسیم کی گئی ہے اور پھر ہر فصل چند شعبوں میں منقسم ہے۔ پہلی فصل میں بارہ شعبے ہیں۔ ان میں قدیم ہندو راجاؤں کا حال لکھا گیا ہے۔ دوسری فصل میں پندرہ باب ہیں ان میں بھی راجگان ہند کا حال ہے جو زمانہ مابعد میں ہوئے ہیں۔ تیسری فصل دس باب میں منقسم ہے۔ مسلمان سلاطین ہند کا حال ہے۔ خاندان غزنوی سے لے کر مغلیہ خاندان تک اس میں آگیا ہے۔ بہادر شاہ ظفر کے حال پر باب ختم ہوتا ہے۔ چوتھی فصل میں آٹھ شعبے یا آٹھ باب ہیں۔ اس فصل کو دکن کی تاریخ پر مختص کر دیا گیا ہے۔ بہمنی خاندان سے آغاز ہے پھر عادل شاہی۔ قطب شاہی۔ بریدشاہی۔ عمادشاہی نظام شاہی کے بعد خاندان آصفیہ کا تذکرہ ہے آصفجاہ اول سے آصف جاہ رابع ناصرالدولہ کے انتقال تک اس میں حال درج ہے۔ اس کے بعد کی فصلوں میں دکن کے بعض مشہور قلعوں، مشہور مقامات آثار قدیمہ اس کے بعد مشہور ہستیوں کا حال درج ہے۔ اس کے بعد بعض شہروں کا حال ہے اور اسی پر کتاب ختم ہوتی ہے۔ لیکن اصل کتاب کے اختتام کے بعد ٹیپو سلطان اور انگریزوں کے حالات اور ان کی جنگوں کی صراحت کی گئی ہے۔

اس طرح یہ تاریخ ہمہ گیر ہے جس میں ہندوستان اور دکن کے نہ صرف حکومتوں بلکہ دوسری باتوں کا بھی تذکرہ آگیا ہے۔

تاریخ رشیدالدین خانی کو غلام امام خاں نے لکھ کر شمالی ہند کی اردو کے مطابق کرنے کے لیئے اغلب مولانی سے مدد لی ہے۔ چنانچہ یہ نسخہ اغلب مولانی کا لکھا ہے اس لئے اہمیت رکھتا ہے۔

اختتام :-

"تاریخ وفات غرہ تیراہ الہی سنہ ۱۲۶۶ فصلی مطابق بائیس رمضان سنہ ۱۲۷۳ھ اور مکان رحلت دارالریاست حیدرآباد مرقد مکہ مسجد بائیں طرف غفراں مآب کے۔ اور لقب بعد وفات غفراں منزل ہوا۔"

واضح ہو کہ خاندان آصفیہ کے فرماں رواؤں کو انتقال کے بعد ایک خاص لقب دیا جاتا تھا۔ جس سے وہ عام طور سے سرکاری اور غیر سرکاری کاغذات میں مخاطب کئے جاتے تھے۔

تاریخ رشیدالدین خانی طبع ہوگئی ہے اور اس کے قلمی نسخے بھی بعض کتب خانوں میں موجود ہیں چنانچہ کتب خانہ سالار جنگ میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے

(۴۹۷) جلد دوم تاریخ رشیدالدین خانی

نمبر تاریخ ($\frac{۱۳۸۶}{۲}$) سائز (۱۵+۹) صفحہ (۷۷۲) سطر (۱۷) خط نستعلیق۔

آغاز :-

"سال اول جلوس میمنت مانوس۔ سنہ ۱۲۷۳ ہجری کے ۱۰ رمضان المبارک میں شب

بست دوم مطابق ہفت وہم مئی سنہ ۱۸۵۸ء شب
یکشنبہ کو پہر رات گئے۔ جبکہ آپ (زمانۂ ولی عہدی)
حسب دستور پرانی حویلی میں مثل اباو اکرم اور بزرگان
عظام جلوہ افروز تھے۔"

یہ رشید الدین خانی کی دوسری جلد ہے جس میں
افضل الدولہ کا حال قلمبند کیا گیا ہے۔

اختتام :-

"اور اب کہ آغاز سنہ ۱۲[illegible]ھ اور شروع سنہ ۱۸[illegible]ء ہے
پس اس سال میں قریب مدت ٹھیکہ کی تمام ہونے
والی ہے۔ چنانچہ صدر میں تحریر عہدنامہ جدید کی
ہو رہی ہے۔ سوا اس کے بہت سی حکومتیں نئی ہوئی
ہیں اور راقم کتاب ہذا بھی اسی سال کتاب کو
ختم کر دیا ہے۔"

(۴۹۸) تاریخ رشید الدین خانی

دوسرا نسخہ۔ جلد اول

نمبر تاریخ (۲۳۷۱) سائز (۹×۷) صفحہ (۴۲۱)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ ناقص الاول
فہرست تو موجود ہے۔ مگر آغاز عبارت کا صفحہ
ناقص ہے۔

آغاز :-

"...... ولا عوام کمال دہر ہوا ....
کمال دہر ہوا ختم نوع انسان پر ہے" اس ایں ذات
محمد کی سب سے افضل تر ....
کیا جو فکر تو معلوم یوں ہوئے بجز
سوائے خالق اکبر وہ سب سے ہے اکبر"

اگرچہ تاریخ رشید الدین خانی ایک ہی کتاب ہے
مگر اس مجلد میں اس کے دو حصے کر کے ان کو علیحدہ
علیحدہ مجلد کیا گیا ہے۔ اس مجلد میں
خاندان بہمنی کے اختتام تک شامل ہے۔ عبارت

اختتام :-

"مدت سلطنت اوس کی مجہول اور وہ حساب
سے خارج بر تقدیر (۱۷) آدمی مرقوم الصدر خاندان
حسن بہمنی کے جملہ (۱۸۲) برس تک مملکت دکن
میں سلطنت کی۔"

ترقیمہ :-

"بخط محمد تقی بتاریخ ہیجدہم شہر جمادی الاول
سنہ ۱۲۶۹ھ اتمام یافت۔"

اس نسخہ میں بہمنی حکومت تک کا حال درج ہے۔

(۴۹۹) تاریخ رشید الدین خانی

(دوسری جلد)

نمبر تاریخ (۲۳۷۲) سائز (۹×۵) صفحہ (۵۲۲)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

یہ دوسری جلد ہے جو خاندان نظام شاہی احمد نگر
کے حالات سے شروع ہوتی ہے۔

آغاز

"دوسرا تذکرہ نظام شاہوں کا بیان۔
احمد نظام شاہ بحری کا بیان۔ احمد نظام شاہ
بحری بیٹا ملک نائب نظام الملک ہے اور ملک نائب
اولاد میں دبیجانگر کے برہمنوں سے تھا نام اصل
اس کا تیماپٹ تھا۔

یہ دوسری جلد یعنی علیحدہ مجلد ہے

اختتام :-

صوبہ بیجاپور	صوبہ فرخندہ بنیاد ..
۱۸ سرکار	۲۳ محال سرکار

قرار دی گئی ہے۔

اس میں غازی الدین حیدر شاہ اودھ کے آغاز سنہ ۱۸۱۴ء سے سنہ ۱۸۲۳ء تک کے حالات درج ہیں۔ کچھ حالات تو اپنے بزرگوں سے سنے ہوئے اور اس کے بعد کے حالات اپنے چشم دید درج کئے ہیں۔ اس لحاظ سے اس تاریخ کی خاص اہمیت ہے۔

آغاز:۔

"الحمد للہ رب العالمین الخ اما بعد حمد و ثنائے رب العلام و درود و نعت خیر الانام و اہل بیت کرام مخفی نہ رہے کہ وہ خالق وحدہٗ لاشریک ہے کہ جس نے ایک کن میں زمین و آسمان پیدا کیا۔"

جیسا کہ تذکرہ کیا گیا ہے کہ یہ ملک اودھ کی مکمل تاریخ ہے بہت سارے ایسے واقعات لکھے گئے ہیں جن تک کسی اور کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ بیگمات اودھ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ مغلیہ سلاطین میں سے فرخ سیر سے لے کر شاہ عالم تک کا حال موجود ہے احمد شاہ ابدالی کے حملہ کے واقعات بھی لکھے ہیں۔ واجد علی شاہ کا حال تفصیل سے ہے۔ سو کار کمپنی کے عہد ناموں کو بھی جو سلطنت اودھ سے کئے گئے تھے درج کئے ہیں اس طرح یہ اودھ کی جامع تاریخ ہے۔

اختتام:۔

"اور یہ تاریخ جلوس رفعت الدولہ رفیع الملک مرزا غازی الدین حیدر خاں بہادر شہامت جنگ من تصنیف شیخ ناسخ صاحب کی ہے قطعہ تاریخ۔

پے سال تاریخ جشن جلوسش۔
خرد گفت جشن وزارت مبارک

ذکر سلطنت آں والا جاہ یعنی مرزا غازی الدین حیدر بادشاہ۔ راوی کہتا ہے۔"

تاریخ اقتداریہ کی یہ پہلی جلد ہے جو اس عبارت پر ختم ہو گئی ہے

دوسری جلد میں اس کے بعد کی عبارت سے آغاز ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ در اصل ایک جلد کو دو جلدوں کی صورت میں مجلد کیا گیا ہے۔

یہ نسخہ مصنف کا اصلی نسخہ ہے کیونکہ پہلی جلد کے آغاز اور دوسری جلد کے اختتام پر مولف کی مہر ثبت ہے۔

پہلے صفحہ پر حسب ذیل عبارت درج ہے۔

"ہو المالک"

ہو اللہ المنان و من عواری الزماں عبد عبدہ المذنب العاصی المحتاج الی الرحمۃ والغفران مہدی علی خاں المتخلص بہ حسن المخاطب بہ اقتدار الدولہ محتشم الملک ضیغم جنگ ابن نواب امام الدین حیدر خاں بہادر ابن نواب حسین علی خاں بہادر کلاں ابن نواب شجاع الدولہ بہادر عرش منزل طاب ..... بتاریخ ہفتدہم ربیع الاول سنہ ۱۲۳۹ھ موافق سنہ ۱۲۳۱ عہد ی مطابق ۳ ماہ ستمبر سنہ ۱۸۲۳ء۔"

(۵۰۳) تاریخ اقتداریہ (جلد دوم)

نمبر (۶۹ جدید) سائز (۹×۱۵) صفحہ ۸۱۶
سطر (۱۷) خط۔ نستعلیق۔

آغاز:۔

"کہ جناب مرزا غازی الدین حیدر خاں بہادر رئیس اور صورت میں کبھی کسی چشم نے نہ دیکھا ہوگا۔

قرار دی گئی ہے۔

اس میں غازی الدین حیدر شاہ اودھ کے آغاز ۱۸۱۴ء سے ۱۸۲۳ء تک کے حالات درج ہیں۔ کچھ حالات تو اپنے بزرگوں سے سنے ہوئے اور اس کے بعد کے حالات اپنے چشم دید درج کئے ہیں۔ اس لحاظ سے اس تاریخ کی خاص اہمیت ہے۔

آغاز:-

"الحمد للہ رب العالمین الخ۔ اما بعد حمد و ثنائے رب العلام و درود و نعت خیر الانام و اہل بیت کرام مخفی نہ رہے کہ وہ خالق وحدہٗ لاشریک ہے کہ جس نے ایک کن میں زمین و آسمان پیدا کیا۔"

جیسا کہ تذکرہ کیا گیا ہے کہ یہ ملک اودھ کی مکمل تاریخ ہے بہت سارے ایسے واقعات لکھے گئے ہیں جن تک کسی اور کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ بیگمات اودھ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ مغلیہ سلاطین میں سے فرخ سیر سے لے کر شاہ عالم تک کا حال موجود ہے۔ احمد شاہ ابدالی کے حملے کے واقعات بھی لکھے ہیں۔ واجد علی شاہ کا حال تفصیل سے ہے۔ بس کار کمپنی کے عہد ناموں کو بھی جو سلطنت اودھ سے کئے گئے تھے درج کئے ہیں۔ اس طرح یہ اودھ کی جامع تاریخ ہے۔

اختتام:-

"اور یہ تاریخ جلوس رفعت الدولہ رفیع الملک مرزا غازی الدین حیدر خاں بہادر شہامت جنگ من تصنیف شیخ ناسخ صاحب کی ہے قطعہ تاریخ۔

پے سال تاریخ جشن جلوسش۔
خرد گفت جشن وزارت مبارک
ذکر سلطنت آں والا جاہ یعنی مرزا غازی الدین حیدر

بادشاہ۔ راوی کہتا ہے۔"

تاریخ اقتدار کی یہ پہلی جلد ہے جو اس عبارت پر ختم ہو گئی ہے

دوسری جلد میں اس کے بعد کی عبارت سے آغاز ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ دراصل ایک جلد کو دو جلدوں کی صورت میں مجلد کیا گیا ہے۔

یہ نسخہ مصنف کا اصلی نسخہ ہے کیونکہ پہلی جلد کے آغاز اور دوسری جلد کے اختتام پر مؤلف کی مہر ثبت ہے۔

پہلے صفحہ پر حسب ذیل عبارت درج ہے۔

"ہو المالک

ہو اللہ المنان ومن حواری الزمان عبد عبدہ المذنب العاصی المحتاج الی الرحمۃ والغفران مہدی علی خاں المتخلص بہ حسن المخاطب بہ اقتدار الدولہ محتشم الملک ضیغم جنگ ابن نواب امام الدین حیدر خاں بہادر ابن نواب حسین علی خان بہادر کلاں ابن نواب شجاع الدولہ بہادر عرش منزل طاب ...... بتاریخ ہفتدہم ربیع الاول سنہ ۱۲۸۰ھ موافق سنہ ۱۲۷۲ فصلی مطابق ۳ ماہ ستمبر سنہ ۱۸۶۳ء۔"

(۵۰۳) تاریخ اقتداریہ (جلد دوم)

نمبر (۶۹ جدید) سائز (۹×۱۵) صفحہ ۳۰۶ سطر (۱۷) خط نستعلیق۔

آغاز:-

"کہ جناب مرزا غازی الدین حیدر خاں بہادر رئیس اور صورت میں کبھی کسی چشم نے نہ دیکھا ہوگا۔

اور سیرت میں ہی سبحان اللہ نوشیروان عادل
فریادرس بیچارگان دستگیر افتادگان رحیم بیکساں
حاتم دوراں"

اختتام :-

"اور نام اس کا تواریخ اقتداریہ رکھا اور قطعہ
تاریخ راقم الحروف نے کہا۔ قطعہ تاریخ

شاہان اودھ کی جب
کہ لکھی نواب نے محل پر مسل تواریخ
تاریخ شمار کر کے پارسش
ہاتف بولا ہے بے بدل تواریخ
۱۲۶۲ھ

ترقیمہ

"این تاریخ اقتداریہ من تصنیف نواب صاحب
والاجناب خورشید رکاب جم قدر فریدوں فر
نواب اقتدار الدولہ بہادر دام اقبالہ بتاریخ
دوم شہر صفر ۱۲۶۲ھ بخط خادم احقر
شیخ غلام حیدر اثنا عشر تحریر یافت"
اس پر اقتدار الدولہ کی مہر ثبت ہے۔

(۵۰۴) داستان نواب نظام علی خاں

نمبر تاریخ (۲۷۱) سائز (۱۰×۵) صفحہ (۸۰)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔
مصنف ۔ کمتر۔ تاریخ تصنیف ۱۲۲۱ھ
کتابت ۔ ۱۲۲۱ھ

کمتر تخلص ایک دکن کے شاعر تھے عہد آصفی میں
اپنی شاعری کے باعث شہرت حاصل کی تاریخ سے
دلچسپی تھی تذکرہ شعراء دکن عبدالجبار خاں میں ان کا
ذکر ہے ۱۲۲۱ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

آغاز :-

خدا کو سزاوار حمد و ثناء
دیا کن سے دونو جہاں کو بنا
عجب تیری قدرت ہے اے بیچگوں
کیا ہے کھڑا آسماں بے ستوں
وہ صانع کہ دیکھو یہ صنعت گری
کہ نطفہ کو صورت دیا جیوں پری

یہ عہد آصف جاہ ثانی نظام علی خاں کے دور
کی منظوم تاریخ دکن ہے۔ اس میں حمد و نعت
مناجات کے بعد نفس مضمون کا آغاز ہوا ہے۔ عنوانات
کے تحت تاریخی واقعات کا ذکر ہے۔ عنوانات فارسی میں
لکھے گئے ہیں۔ چند عنوانات یہ ہیں۔

(۱) رفتن ناصر جنگ برائے عزم ---- و باز گشتن
(۲) در بیان ریاست کردن ہدایت محی الدین خاں
و باز گشتہ شدن۔
(۳) بہ ریاست نشستن صلابت جنگ و ملک تقسیم
نمودن بہ برادران خود۔
(۴) کشتہ شدن حیدر جنگ و ملاقات نمودن راجہ
چندرسین و ابراہیم خاں۔
(۵) تعریف باغ و بوستاں۔
(۶) رفتن برائے سیر و شکار از سواری جلوس۔
(۷) سال گرہ نواب نظام علی خاں
(۸) ذکر نوروز
(۹) ظاہر شدن کرشمہ کساں عقیمہ را فرزند تولد شد۔
(۱۰) کرامات نواب نظام علی خاں
(۱۱) ظاہر نمودن احوال ارسطو جاہ از جلبہ بوتہ

اسی عنوان میں نظام علی خاں کی وفات اور دفن
اور صندل کا حال قلمبند کر کے مثنوی کو ختم کیا ہے۔
اس مثنوی سے واضح ہوتا ہے کہ مصنف کو نظام علیخاں
سے بڑی عقیدت تھی۔ حتیٰ کہ وہ ان کے کشف و کرامات
کا قائل تھا۔

چونکہ یہ ایک نایاب مثنوی ہے اور مصنف نواب
نظام علیخاں کے دور کا شاعر ہے۔ اس لئے چند شعر پیش
کئے جاتے ہیں۔ حیدر جنگ کے قتل کے واقعات میں
صراحت کیا ہے۔

سنو اس حکایت کیتیں کان دھر
جو کچھ ماجرا گذرا ہے سر بسر
یہ سُنکر نظام علی نیک نام
حیدر جنگ کو بول بھیجے پیام
مجھے آج ہے کام تم سے ضرور
کہوں کس سے کوئی نہیں باشعور
زبانی میں تم سے بولوں گا یہاں
ہے مشکل گرہ تم سے کھولوں گا یہاں
میری بات سُن لے کے دربار جاؤ
اول تم میرے پاس جلدی سے آؤ
وہ دربار جانے کو تیار تھا
کہ چوبدار جا کر یہ اون کو کہا
سو موقوف دربار جانا کیا
کہاں ان کے ہی پاس جاؤں بھلا
کہ وہ بھی ہیں نواب صاحب شعور
بلاتے ہیں مجھکو ہے جانا ضرور
سو آیا ہے ہو کر سواراں کے ہاں
اجل نے لے آئی ہے اسکو کہاں

. . . .

. . . .

اوسی وقت دو تو دلاور جواں
لئے مار اوسکو وہ دو پہلواں

چونکہ مصنف اسی عہد کا شاعر ہے اور ممکن ہے حالات
قریب سے بچشم خود دیکھے ہوں۔ مگر چوں کہ وہ
نظام علی خاں کے کشف و کرامات کی صراحت بھی
کرتا ہے۔ اس لئے تاریخ کو تاریخی حیثیت سے دیکھنا
شاید صحیح نہ ہوگا۔
اختتام میں تاریخ تصنیف کی بھی صراحت کر دی ہے۔

اختتام :-

یہ قصہ بنا ہے بخونِ جگر
بہت سا دلا یہ کمتر کو زر
جو گذرے جہاں سے وہ نیکو سیر
بہتر برس کی تھی اون کی عمر
یہ قصہ ہوا جب کہ تیار بن
تو بارہ سو اکیس تھے سال و دن

چونکہ مصنف نے اسکو تاریخ کہنے کے بجائے
قصہ " داستان " کا نام دیا ہے۔ اس لئے صدق و
کذب کا مجموعہ ہونا غلط نہیں ہوسکتا۔

ترقیمہ :-

"تمت تمام شد بعون اللہ تعالیٰ داستان نواب
نظام علی خاں مرحوم رحمۃ اللہ برمرقدہٗ بتاریخ
شانزدہم شہر ذی الحجہ سنہ ۱۲۳۱ھ ترقیمہ یاز محمد
باتمام رسانید۔ یہ نسخہ اس لئے اہمیت رکھتا ہے

اسی عنوان میں نظام علی خاں کی وفات اور دفن
اور صندل کا حال قلمبند کرکے مثنوی کو ختم کیا ہے۔

اس مثنوی سے واضح ہوتا ہے کہ مصنف کو نظام علیخاں
سے بڑی عقیدت تھی۔ حتیٰ کہ وہ ان کے کشف و کرامات
کا قائل تھا۔

چونکہ یہ ایک نایاب مثنوی ہے اور مصنف نواب
نظام علیخاں کے دور کا شاعر ہے۔ اس لئے چند شعر پیش
کئے جاتے ہیں۔ حیدر جنگ کے قتل کے واقعات میں
صراحت کیا ہے۔

سنو اس حکایت کیتیں کان دھر
جو کچھ ماجرا گذرا ہے سر بسر
یہ سنکر نظام علی نیک نام
حیدر جنگ کو بول بھیجے پیام
مجھے آج ہے کام تم سے ضرور
کہوں کس سے کوئی نہیں باشعور
زبانی میں تم سے بولوں گا یہاں
ہے مشکل گرہ تم سے کھولوں گا یہاں
میری بات سن لے کے دربار جاؤ
اول تم میرے پاس جلدی سے آؤ
وہ دربار جانے کو تیار تھا
کہ چوبدار جا کر یہ اون کو کہا
سو موقوف دربار جانا کیا
کہاں ان کے ہی پاس جاؤں بھلا
کہ وہ بھی ہیں نواب صاحب شعور
بلاتے ہیں مجکو ہے جانا ضرور
سو آیا ہے ہو کر سواراں کے ہاں
اجل نے لے آئی ہے اسکو کشاں

. . . .

. . . .

اوسی وقت دو تو دلاور جواں
لئے مار اوسکو وہ دو پہلواں

چونکہ مصنف اسی عہد کا شاعر ہے اور ممکن ہے حالات
قریب سے بچشم خود دیکھے ہوں۔ مگر چونکہ وہ
نظام علی خاں کے کشف و کرامات کی صراحت بھی
کرتا ہے۔ اس لئے تاریخ کو تاریخی حیثیت سے دیکھنا
شاید صحیح نہ ہوگا۔

اختتام میں تاریخ تصنیف کی بھی صراحت کردی ہے۔

اختتام:۔

یہ قصہ بنا ہے بجون جسگر
بہت سا ولا یہ کستر کو زر
جو گذرے جہاں سے وہ نیکو سیر
بہتر برس کی تھی اون کی عمر
یہ قصہ ہوا جب کہ تیار دن
تو بارہ سو اکیس تھے سال و دن

چونکہ مصنف نے اسکو تاریخ کہنے کے بجائے
قصہ" داستان" کا نام دیا ہے۔ اس لئے صدق و
کذب کا مجموعہ ہونا غلط نہیں ہو سکتا۔

ترقیمہ:۔

"تمت تمام شد بعون اللہ تعالیٰ داستان جناب
نظام علی خاں مرحوم رحمۃ اللہ برمرقدہٗ بتاریخ
شانزدہم شہر ذیحجہ ۱۲۲۱ھ ترقیمہ نیاز محمد
باتمام رسانید۔" یہ نسخہ اس لئے اہمیت رکھتا ہے

کہ تصنیف کے سال ہی میں لکھا گیا ہے۔

(۵۰۵) تاریخ جنگ صفین و نہروان

نمبر کتاب (۲۷۹۰ جدید) سائز (۷ ۳/۴ × ۶ انچ)
صفحہ (۲۸۲) سطر (۱۰ و ۱۲) خط نستعلیق
تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۳۰۰ھ۔ ناقص الآخر۔
اس تاریخ کے مصنف کا نام معلوم نہیں ہوا۔

آغاز:۔

"راویان معتبر اور محدثان مستند یوں روایت کرتے ہیں کہ جب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ جنگ جمل سے فارغ ہوئے تو ایک خطبہ فصیح و بلیغ ادا فرمایا اور مسلمانوں کو نہایت عمدہ نصیحتیں ارشاد فرمائیں۔"

جنگ صفین و نہروان کے تاریخی حالات بیان کئے گئے ہیں۔ کتاب آخر سے ناقص ہے۔

اختتام:۔

"اس حالت میں بڑے کر و فر کے ساتھ عبداللہ بن زہب الرسبی نے انتہائے شقاوت و خباثت کے سبب سے شاہنشاہ ولایت کو اپنے ساتھ جنگ کرنے کے لئے طلب کیا۔ چنانچہ اس جناب نے ایک ہی ضرب ذوالفقار سے اسکو جہنم میں بھیجدیا۔"

(۵۰۶) کیفیت دکن (دکن رپورٹ)

نمبر تاریخ (۲۷۸۶) سائز (۱۲ × ۸) صفحہ (۱۲۶)
سطر (۱۲ تا ۱۶) خط شکستہ۔
تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۳۰۰ھ
مصنف کا نام درج نہیں ہے۔ قلمرو آصفی کے نظم و نسق کی رپورٹ ہے۔ مصنف کا نام ظاہر نہیں ہوتا ہے ممکن ہے نواب محسن الملک اس کے مصنف ہوں

آغاز — "جزیرہ نمائے ہندوستان کا اس اندرونی قطعہ وسیع میں جسے ممالک نظام دکن حیدرآباد (نظامس دکن) کہتے ہیں۔ بہت سے انقلاب ہوئے ہیں جن کا ذکر عام تاریخوں میں موجود ہے اور بالفعل جو اسکی وسعت ہے یہ سنہ ۱۸۵۳ء اور سنہ ۱۸۶۱ء کے معاہدوں کی رو سے قرار پائی ہے۔"

یہ کتاب نو باب میں منقسم ہے اور آخری باب (۲۱۴) فقرات پر تقسیم کیا گیا ہے۔ ابواب کی تقسیم یہ ہے
(۱) حدود ملک، علم ارض، تجارت، انتظام جاگیرات وغیرہ۔
(۲) مال، آمدنی، مصارف قرضہ جات، بقایا وغیرہ (۳) فوج (۴) مالگذاری اراضی۔
(۵) انتظام ملک (۶) کوتوالی (۷) عدالت۔
(۸) ترقیات منتقسمہ (۹) مختلف کیفیتیں۔

اختتام:۔

"جہاں تک تعمیرات کے واسطے لکڑی خرید و فروخت بکثرت ہوتی ہے چپیر کی لکڑی دکن کے جنگلوں میں سے نہیں آتی بلکہ ان جنگلوں سے آتی ہے جو ممالک متوسط میں گوداوری کی دوسری طرف واقع ہیں۔"

(۵۰۷) تاریخ خورشید جاہی

نمبر تاریخ (۵۰۰) سائز (۹×۵) صفحہ (۲۹۱)
سطر (۱۲) خط نستعلیق۔
مصنف۔ غلام امام خاں
تاریخ تصنیف سنہ ۱۳۰۲ھ کتابت سنہ ۱۳۰۴ھ
غلام امام خاں کے حالات صفحات گزشتہ میں قلمبند کر دیئے گئے ہیں۔ یہ کتاب ناقص الاول ہے۔

آغاز:۔

"نظام الملک آصف جاہ بہادر نے دکن میں تخت دول اجلال

فرمایا ۱۱۳۶ھ میں شکر کھیڑی کے قریب جنگ ہوئی مبازر خاں کشتہ ہوئے۔ ور نواب کامیاب"۔

یہ بھی سلطنت آصفیہ کی تاریخ ہے۔ اس کے مقدمہ میں علم تاریخ کے فوائد بیان کئے گئے ہیں اس کے بعد ہندوستان کے سولہ صوبوں کا حال لکھا ہے۔ تاریخی جغرافی حالات درج ہیں۔ دوسرے باب میں دکن کے چھ صوبوں کا تذکرہ ہے۔ یعنی بیدر۔ حیدرآباد برار۔ بیجاپور۔ خاندیس۔ اورنگ آباد۔

صوبوں کا محاصل اضلاع کی تعداد، مشہور شہر، تاریخی حالات وغیرہ کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے دکن کے صوبوں کی آمد و خرچ یعنی مداخل و مخارج بھی درج ہیں۔ آخری باب میں صوفیاء اکرام کے حالات درج ہیں۔ دکن کے صوفیا کو صوبوں کے لحاظ سے تقسیم کیا ہے۔

آخر پر جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کا تذکرہ تفصیل سے کیا گیا ہے۔

اختتام:-

"آخر کار اس مقام کو ولی داد خاں نام ایک شخص قرابتی شاہ دہلی کا تھا اس کا قبضہ ہو گیا اور یہ صاحب لوگ سب میرٹھ کو چلے گئے"۔

ترقیمہ:-

"بتاریخ ہفدہم روز چہارشنبہ بعد نماز اشراق ماہ جمادی الاول ۱۲۸۰ھ از افضال الٰہی تعالیٰ شانہٗ از تسوید تبییض و نظر ثانی و ثالث و تصحیح فہرست و سرخی بہمہ وجوہ فرغ حاصل شد جل جلالہٗ مقبول قلوب انام گرداناد"۔

اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مصنف کا اصل نسخہ ہے۔

یہ کتاب طبع ہو گئی ہے۔ بعض کتب خانوں میں قلمی نسخے بھی دستیاب ہوتے ہیں۔

(۵۰۸) دوازدہ گلزار (مختصر تاریخ ہندوستان)

نمبر تاریخ (۱۰۶۸) سائز (۵×۸) صفحہ (۶۰۴) سطر (۹) خط نستعلیق۔

مصنف۔ غلام قاسم صدیقی و غلام محی الدین

تاریخ تصنیف ۱۲۸۰ھ کتابت ۱۲۸۰ھ

غلام قاسم نام مخمور تخلص۔ باپ کا نام غلام قادر و دادا غلام محمد تھے۔ ان کے اجداد شمالی ہند سے آکر دکن میں بس گئے تھے اور اورنگ آباد کو وطن بنا لیا تھا۔

غلام محی الدین ملک تخلص غالباً ان کے عزیز تھے۔

آغاز:-

"حمد و شکر اس کو لائق اور سزاوار ہے کہ جس نے ایک بہانہ سے باتفاق نطفہ و حیض کے ماں کے پیٹ میں خزانہ قدرت سے ہے اس کو نو مہینے رکھ کر آب و آتش خاک و باد ان چہار عناصروں کو پانچویں نور سے پر نور کر کر ایک ناک۔ کان، منہ، ہاتھ، پاؤں خون گوشت چمڑا، ہڈیاں رگاں وغیرہ سے یہ نسخ وجود کو زیب دیکر بر قعہ محمدی سے آراستہ و پیراستہ کر کر آدمی کے پیٹ سے آدمی کو پیدا کیا"۔

اس تاریخ کو بارہ باب میں تقسیم کیا گیا اور ہر باب میں کئی ایک فصل ہیں۔ ابواب کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) حضرت آدم سے عیسیٰ علیہ السلام تک۔
(۲) آنحضرت صلعم
(۳) مختلف اولیاء۔

(۴) چودہ پیر اور چودہ خاندان۔
(۵) چار امام۔ غوث، قطب، ابدال۔ اوتاد وغیرہ (۶) سلطنت ایران اور جنگ رستم۔
(۷) سلطنت بنی امیہ، بنی عباس اور سامانی عہد
(۸) سلطنت امیر تیمور اور اس کا خاندان۔
(۹) راجگان ہند (۱۰) انگریز اور پرتگیز
(۱۱) کیفیت گولکنڈہ (۱۲) تاریخ مختلفہ۔
اس تفصیل سے واضح ہے کہ کتاب مختلف واقعات پر حاوی ہے۔

اختتام

"تاریخ غلام محمد عرف امدو میاں من تصنیف غلام قاسم شمع روشن شد۔ بگفت ہاتف غیبی۔
"کہ شمع روشن شد"

ترقیمہ:۔

واقف الکتاب دوازدہ گلزار بید احقر العباد غلام قاسم ولد غلام قادر شیخ صدیقی المتخلص بہ مخمور۔ بتاریخ بست ویکم شہر جمادی الثانی ۱۲۹۸ھ روز یکشنبہ وقت ما بین ظہر و عصر با تمام انصرام رسید۔" خاتمہ کے بعد قطعۂ تاریخ سجادہ گلبرگہ کی بھی ہے۔ حسین شاہ ولی جانشین صدر دکھن سے نکالی ہے۔

اس صراحت سے ظاہر ہے کہ خود مولف کا اصلی نسخہ ہے۔

(۵۰۹) تاریخ جاپان

نمبر تاریخ (۲۷۷۶) سائز (۱۳×۸) صفحہ (۲۶۷) سطر (۱۵) خط۔ نستعلیق۔ مصنف۔ نامعلوم
تاریخ تصنیف ۱۳۰۴ھ

یہ ایک انگریزی کتاب کا ترجمہ ہے۔ یہ انگریز پہلی مرتبہ جاپان میں انجیرنگ کالج کا پرنسپل مقرر کیا گیا تھا دس سال تک اس نے یہ خدمت جاپان میں انجام دی ہے ۱۸۸۳ء میں وہ جاپان روانہ ہوا ہے۔ نہ تو اس کتاب کے مصنف کا نام ظاہر ہوا ہے اور نہ مترجم کا نام معلوم ہو سکا۔

آغاز:۔

"میں دیباچہ (دیباچہ اس میں شامل نہیں) میں اصل کتاب کے مختصر بیان کر چکا ہوں مگر اس کتاب کے مطالعہ کرنے والے میرے مقصد اور خیالات کے پہلو کو جو اس کتاب کے صفحوں میں درج ہیں سمجھنے کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مکرر تھوڑے ابتدائی بیانات ان کے تائید کے لئے یہاں لکھے جائیں۔"

یہ کتاب کئی باب میں تقسیم کی گئی ہے اس کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) جاپان میں انجیرنگ کالج کا قیام (۲) ملک جاپان میں قومی تنخواہ جاگیر (۳) جاپانیوں کا قلب (۴) تبدیلی انتظام ملک جاپان (۵) تعلیم ملک جاپان۔
(۶) ...... (۷) ذرائع آمد و رفت۔ ٹیلیگراف و ٹیلیفون (۸) ملک جاپان میں صنعت و حرفت کی ترقی۔ ابواب (۹ و ۱۰) غیر موجود (۱۱) ملک جاپان میں غذا کی سربراہی (۱۲ و ۱۳) یہ باب شامل نہیں ہیں۔
(۱۴) انتظام ملک جاپان (۱۵) قیاس (۱۶) اہل جاپان کا اقوام یورپ اور امریکہ کے ساتھ بین الاقوامی سیاسی تعلقات حاصل کرنا اور معاہدات کی نظر ثانی کا کامیاب ہونا۔

اس تفصیل سے واضح ہے کہ اس کتاب میں جاپان کے

متعلق تفصیلی معلومات جمع کئے گئے ہیں۔ مگر چونکہ چند ابواب نہیں ہیں اس لئے نامکمل کہنا چاہئیے۔

اختتام:-

"اس انیسویں صدی میں بنظر ان لوگوں کے ان واقعات پر مختصر در معطوف ہے جن پر قوم کی قسمت کا فیصلہ منحصر ہے۔ قومی حفاظت کے لئے انکی مصلحت عمل جاری ہونا چاہئیے۔"

(۵۱۰) انوار رحمان

نمبر تاریخ (۱۱۷) سائز (۱۰×۹) صفحہ (۲۳۶)

سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

مصنف۔ سید محمد عبدالرحمان سقاف

تاریخ تصنیف ۱۲۹۰ھ کتابت ۱۲۹۰ھ

محمد عبدالرحمان نام اسقاف تخلص تھا۔ ان کے والد کا نام میراں سید حسین تھا۔ مدراس کے رہنے والے تھے۔ ایک اردو اخبار "صبح صادق" جو ہفتہ وار تھا۔ شایع کرتے تھے۔ اس اخبار کا تذکرہ گارساں دتاسی نے کیا ہے۔ سقاف صاحب زمانہ مابعد حیدرآباد آگئے تھے۔

آغاز:-

"الحمد للہ رب العالمین الخ اما بعد یہ ہیچمدان طلباں معاف میراں سید محمد عبدالرحمان سقاف قادری عرف حضرت میراں مدراسی ابن میراں سید حسین قادری ابن میراں سید محمد اکبر سقاف تعظیم ترک قادری خدمت میں شائقین آثار اور سامعین اخبار سید المرسلین اور خلفائے راشدین اور آئمہ معصومین اور شاہان اسلام کے عرض کرتا ہے۔"

اس کتاب کے انیس باب ہیں اس میں آنحضرت صلعم خلفائے راشدین، آئمہ معصومین، خلفائے عباسیہ اور سلاطین ترک عثمانیہ کا حال قلبند کیا ہے۔

مصنف نے اس امر کی بھی صراحت کی ہے کہ اسکو حیدرآباد میں مرتب کیا ہے اور پانچ سال کے عرصہ میں یہ کتاب اختتام کو پہونچی ہے۔ سلطان عبدالحمید خان کے حال پر کتاب ختم ہوتی ہے۔ مگر افسوس کہ یہ کتاب انوار رحمانی کی صرف ایک جلد ہے جو صرف آنحضرت صلعم اور ابوبکر صدیق کے حال تک ہے۔

اختتام:-

"بعض روافض ان اشعار کو حضرت صدیق کے طرف نسبت کئے ہیں دراصل یہ غلط محض ہے۔"

اگرچہ اس بیان پر یہ مخطوطہ ختم ہوگیا ہے مگر دراصل اس کو ناقص کہنا چاہئیے۔

کتاب کے آخر پر ایک فہرست درج ہے جس سے کتاب کے اندراجات کی تفصیل واضح ہوتی ہے۔ یہ فہرست آٹھ صفحوں پر مشتمل ہے۔

دیباچہ میں جو فہرست دی ہے اس سے واضح ہوتا ہے اصل کتاب (۲۳۵۶) صفحات سے زیادہ پر مشتمل تھی۔ نہیں معلوم اس کتاب کا اصل مکمل نسخہ کہاں ہے۔ کتاب پر مصنف کی مہر ثبت ہے۔

(۵۱۱) حال علوم اہل اسلام در ہندستان

نمبر تاریخ شالاٹ (۸) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۳۶)

سطر (۱۰ تا ۱۴) خط نستعلیق

مصنف۔ ابوالفضل عباسی شروانی

تاریخ تصنیف ۱۲۹۰ھ کتابت ۱۲۹۰ھ

ابوالفضل عباسی شروانی ریاست بھوپال کے متوسل تھے۔ کئی ایک کتابوں کے مصنف ہیں جن میں سے

ایک محبوب سیر بھی ہے۔ اس کا تذکرہ آگے آئے گا
سنہ ۱۲۶۲ھ میں مصنف حیدرآباد آئے اور یہاں ایک
مختصر تاریخ دکن فارسی میں لکھی، اپنے حالات "کتاب
نوردیدہ" میں لکھے تھے۔ دکن کی فارسی تاریخ کا نام
"باغ چار چمن" تھا۔ لکھنؤ میں طبع ہوئی۔ اس کے بعد
محمد عبدالمجید صاحب دہلوی مالک مطبع انصاری نے
اس کو اردو میں ترجمہ کرنے کی خواہش کی لیکن بجائے
ترجمہ مزید امور کا اضافہ کیا اس طرح یہ عبدالمجید صاحب
کے ترجمہ سے بڑھ کر تالیف ہو گئی ہے

آغاز:۔

"حال علوم اہل اسلام کا ہندوستان میں
میں تھوڑا حال علوم اہل اسلام کا لکھتا ہوں
بعض علوم وہ ہیں کہ جن میں مسلمانوں نے خوب ترقی
دی اور بعض وہ ہیں کہ جن میں جہالت نے بہت
راہ پائی۔ پہلے نام اون علوم کا لکھتا ہوں جس میں
ترقی کما حقہ ہوئی"

جیسا کہ عنوان بالا سے واضح ہے کہ اس میں مسلمانوں
کے بعض علوم کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جن علوم میں مسلمانوں
نے ترقی کی ان میں حدیث، فقہ، اصول فقہ، عقائد،
صرف و نحو، تاریخ و سیر کا تذکرہ ہے۔ اس کے بعد
فارسی کا عنوان قرار دیکر فارسی کی مختصر تاریخیں لکھی
گئی ہیں۔ اس کے بعد فلسفہ، منطق، تصوف وغیرہ
کی صراحت ہے۔

اختتام:۔

"شعر حافظ کے کس گنتی میں ہیں۔ صاحبان ولایت
جو واقعی ولی تھے اونھوں نے نہ مرید کئے نہ شاگرد
ہمیشہ گوشہ گیر یاد خدا میں رہے"

ترقیمہ:۔

"کتبہ مرزا ابوالفضل ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹ء"
یہ کتاب مصنف کا اصل نسخہ ہے۔

(۵۱۲) ام التواریخ

نمبر تاریخ (۱۲۲۰) سائز (۸×۱۳) صفحہ (۷۰۰)
سطر (۲۰ تا ۲۶) خط۔ شکستہ

مصنف۔ سید ظہور الدین حسن گلاؤٹی۔
تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۹۷ھ کتابت سنہ ۱۲۹۷ھ
مصنف گلاؤٹی ضلع بلند شہر کے متوطن تھے۔ تاریخ
سے خاص دلچسپی تھی۔ اسی شوق اور دلچسپی کے باعث
یہ ضخیم تاریخ قلمبند کی ہے۔ شاعری سے شغف تھا۔
انگریزی سے بھی واقف تھے۔

آغاز

"یہ گلستان بے خزاں شامل ہے اوپر تو شجروں
اور دو شعبوں اور ثمروں اور مقدمہ و خاتمہ کی
و ہو الموافق بالابتدا و الانتہا و ابیات

اگر میرے گلستاں میں گذر تیرا ہو جوں بلبل
کسی جا خار اگر آوے نظر اور جا بجا ہوں گل
مناسب ہے کہ تو اوس خار سے جی میں نہ کمھلاوے"
نہ گھبراوے چمن سے اور نہ دل میں بیکلی لاوے"

نفس مضمون کا آغاز یہ ہے۔

"قدیم نام تو اسی شہر کا اندرپرست ہے کثرت استعمال
سے اندرپت رہ گیا۔ چنانچہ اب تک پرانے قلعہ
کے پاس موضع اندرپت موجود ہے"

یہ ہندوستان کی مکمل و مفصل تاریخ ہے اس کے
مقدمہ کے بعد ناصر الدین سبکتگین سے لے کر عالمگیر کے
انتقال تک کا حال لکھا ہے۔ عالمگیر کے اولاد کے

بیان پر یہ تاریخ ختم ہوتی ہے

اصل کتاب کا اختتام

"پنجم نواب مہرالنساء بیگم زوجہ سلطان ایزد بخش پسر مراد بخش برادر عالمگیر بادشاہ سوم صفر ۱۱۱۶ھ کو روانہ سرائے آخرت ہوئیں"

آخر میں نفس مضمون کی فہرست (۲) صفحوں میں ہے اور تالیف کے متعلق چند تاریخی قطعے بھی ہیں۔ چنانچہ ایک قطعہ تاریخ کے دو شعر یہ ہیں۔

ہزاروں وہ سچی باتیں کہ اصلیت نہیں جن کی
کہاں وہ اور یہ فرق زمین و آسمان دیکھا
کہا ہاتف نے تاریخ عجوبہ نام و سال اس کا
دوم نام اس کا تاریخ یگانہ دو جہاں دیکھا
۱۲۹۰ھ

یہ مصنف کا اصل مسودہ معلوم ہوتا ہے

اس کتاب میں چودہ تصاویر موجود ہیں جو کئی جگہ کے لئے گئے ہیں

(۵۱۲) نوعیت ملک اراضی و طریقہ بندوبست سلاطین مغلیہ۔

نمبر تاریخ (۱۰۹۵) سائز (۱۴×۸) صفحہ (۱۱۴)
سطر (۱۵) خط نستعلیق مصنف۔ نامعلوم
تاریخ تصنیف قبل ۱۳۰۰ھ

یہ کسی کتاب کا چوتھا باب ہے جس کا عنوان "موجودہ نظام مالگزاری" لکھا گیا ہے اور اس کے تحت بندوبست استمراری کا عنوان قائم کیا ہے۔

آغاز:۔

"ہندوستان کے مطالب کے حق میں محاصل اراضی کے ایک عمدہ انتظام کی بہ نسبت اور کوئی بات زیادہ ضروری نہیں ہوسکتی۔ جب ہم اس بات پر غور کرتے ہیں کہ باشندگان ملک کا صرف ایک بڑا حصہ ہے خاص کاروبار زراعت میں مصروف نہیں ہے بلکہ بہت سے آدمیوں کا روزگار اور اسی وجہ سے ان کی بالکل توجہ صرف ایک مقصد یعنی ضروریات زندگانی کے بہم پہنچانے کی جانب محدود رہتی ہے"

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اس مقالہ میں عہد مغلیہ کے بندوبست اور مالگذاری کا بیان اس میں درج ہے اور پھر سرکار کمپنی کی اصلاحات اور طریقہ مالگذاری درج ہے

اختتام:۔

"تاہم میں دل سے امید کرتا ہوں کہ یہ معاملہ نظر انداز نہیں کیا جائے گا اور جو فیاضانہ نیت گورنمنٹ بنگال کی ہے اس سے دونوں ملکوں کے حق میں پورا پورا فائدہ اٹھانے کے واسطے بہت جلد تدابیر عمل میں لائی جاویگی"

(۵۱۴) نوعیت حقیقتوں کی

نمبر تاریخ (۱۰۹۶) سائز (۴×۸) صفحہ (۶۷)
سطر (۱۵) خط نستعلیق مصنف۔ نامعلوم
تاریخ تصنیف قبل ۱۳۰۰ھ

آغاز:۔

"نوعیت حقیقتوں کی ہندوستان کے قانون کے بموجب مسلمانوں کے عہد میں۔

میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے اس بات کو کہ جس زمانہ میں سلطنت ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت کو سب پر فوقیت حاصل ہوا اس وقت قوانین و آئین محمدی سلطنت مذکور کے قوانین و آئین مسلمہ تھے۔ اس طرح پر

ثابت کر دیا ہے کہ اب اس کی نسبت کسی طرح پر حجت و
بحث نہیں ہو سکتی۔"

صفحہ بالا میں جس کتاب کا تذکرہ کیا گیا ہے یہ اس کا
ایک اور باب ہے۔ اس سے واضح ہے جب انگریزوں
نے جدید آئین بنایا تو سابقہ آئین جو مغلیہ دور میں رائج
تھا اور اسلامی قانون پر مبنی تھا اس کو تبدیل کرنا
چاہا اس کے متعلق اولاً قدیم عہد کے قوانین اور ان کا
سقم واضح کیا تاکہ نئے دستور کی خوبیاں واضح کی جائیں
یہ اس سلسلہ کا ایک باب ہے۔ اس کے پہلے جس کتاب کا
تذکرہ ہے وہ بھی ایک باب تھا۔

اختتام :-

"جنکی رو سے خاص بادشاہ بھی مجاز اس بات کا
نہیں ہے کہ وہ اراضی افتادہ یا اور کسی قسم کی زمین کا
ایک انچ بھی بغیر معاوضہ کے دیدے۔"

(۵۱۵) تاریخ بھرت پور

نمبر تاریخ (۱۳۷۸) سائز (۹×۶) صفحہ (۷۲)

سطر (۱۲ و ۱۳) خط شکستہ

مصنف - راؤ ہاروتی چوبہ سکرٹری

تاریخ تصنیف سنہ ۱۳۱۲ھ کتابت سنہ ۱۳۱۲ھ

مصنف ریاست بھرت پور کے ایک ذمہ دار عہدہ دار
تھے یہ اپنی ملازمت کے دوران میں حسب الطلب پرنسپل
میو کالج یہ تالیف کی ہے۔

آغاز

"بکرم سمت (۱۹۵۲) میں جبکہ حکم گورنمنٹ ہند
راؤ صاحب رگھناتھ سنگھ میو کالج اجمیر میں
پڑھنے کے لئے گئے تو وہاں کے ہیڈ ماسٹر صاحب
ہربرٹ شیرنگ نے حالات بھرت پور طلب کئے۔
اون کے جمع کرنے کے لئے اس کتاب کی بنا پڑی
اور جا بجا سے حالات اکٹھے کئے گئے۔"

جیسا کہ کتاب کے نام سے واضح ہے کہ بھرت پور کی
تاریخ ہے مگر مختصر تاریخ ہے۔ اس کو تیرہ ابواب میں تقسیم
کیا گیا ہے۔ آخری باب مہاراجہ رام سنگھ کے حالات
پر مشتمل ہے اس تاریخ میں ۱۸۹۵ء ۱۳۰۲ھ تک کے حالات
شامل ہیں۔

اختتام :-

"شکر گزار ہے کو ڈبلیو پلولاک صاحب پولیٹیکل
ایجنٹ کو ہے کہ جنہوں نے دیوان جی کی تجویزوں کو
منظور کیا اور پھر عمل میں لائیں۔"

اختتام سے پہلے یہ عبارت ہے

"ریاست کے انتظام کے لئے گورنمنٹ نے ۲۹ مارچ
۱۸۹۵ء ایک لائق دیوان مقرر کر کے بھیجا۔"

اس پر حالات کا اختتام ہے۔

(۵۱۶) محبوب السیر

نمبر تاریخ (۲۲۱۰) سائز (۶×۱۰) صفحہ (۱۸۱)

سطر غیر معین۔ خط شکستہ

مصنف۔ ابوالفضل محمد عباس شروانی

تاریخ تصنیف سنہ ۱۳۱۲ھ کتابت سنہ ۱۳۱۲ھ

ابوالفضل محمد عباس شروانی کے حالات اوراق
ماقبل میں درج ہو چکے ہیں۔

آغاز :-

"یوں نام خدا سے سر نامہ ہے روشن
جیسے ہو جبیں ٹیکے سے البر کے مزین
اور نعت محمد سے ہے دیباچہ معطر
جیسا کہ کھلا باغ میں ہو نسریں و سوسن

"بعد ازیں مخفی نہ رہے کہ اول ۱۲۶۲ھ بارہ سو باسٹھ ہجری میں خاکسار نامہ نگار امیدوار فضل یزدانی ابوالفضل محمد عباس شروانی فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن میں وارد ہوا، حال شہر و شہریار کتاب نور دیدۂ ما جو میری تالیفات سے ہے۔ چشم دیدہ بگوش شنیدہ رقم کیا۔"

یہ کتاب بھی چار باب میں تقسیم کی گئی ہے۔

(۱) قطب شاہیوں کا حال ہے۔ دوسرا باب چار فصلوں پر مشتمل ہے۔

(۱) فصل مغلیہ صوبہ دار (۲) آصف جاہ اول
(۳) امارت آصف جاہ (۴) اولاد آصف جاہ

تیسرا باب شہر حیدرآباد کا حال۔ چوتھا باب صوبہ جات حیدرآباد اس میں گلبرگہ، بیدر، احمد نگر برہان پور کا حال درج ہے۔ مولف نے واضح کیا ہے کہ انھوں نے تاریخ دکن نصر اللہ خاں۔ تاریخ رشید الدین خانی تاریخ خورشید جاہی و تاریخ گلگشت دکن و تاریخ گلزار آصفیہ سے مدد لینے کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے اولاً باغ چار چمن کے نام سے تاریخ دکن فارسی میں لکھی تھی جو لکھنؤ میں چھپ گئی۔ اس کے بعد محمد عبد المجید صاحب مالک مطبع انصاری کے حسب خواہش اس کا ترجمہ کیا ہے۔

اختتام

"الحمد للہ کہ نیر اقبال محبوب شاہی تاباں اور فضل الٰہی سے ہر طرح قلمرو میں امن و اماں ہے۔"

ترقیمہ:۔

"بتاریخ ۵ ماہ ربیع الاول ۱۳۰۲ھ باغ روح افزا واقع جلو خانہ شرکت محل موتی محل قدسیہ محل از ..... بھوپال میں مولف ابو الفضل عباسی نے تالیف اور تحریر سے فراغت پایا۔"

یہ مصنف کا اصل مسودہ معلوم ہوتا ہے۔ اسی نام سے نواب عزیز جنگ نے ایک تاریخ شایع کی ہے جو فارسی زبان میں ہے اور ۱۳۲۳ھ میں شایع ہوئی ہے

(۵۱۷) ہفت خوان حیدری

نمبر تاریخ (۱۷۵۲) سائز (۸×۶) صفحے (۳۶۸) سطر (۱۱ تا ۱۴) خط شکستہ۔

مصنف عبد المجید۔ تاریخ تصنیف ۱۳۱۵ھ ۱۸۹۷ء

مصنف عبد المجید ابن عبد الحمید سری رنگ پٹن کے باشندے تھے اور ریاست میسور کے مدرسہ سلطانیہ کے میر مدرس (پرنسپل) تھے۔ عربی، فارسی کے ساتھ انگریزی سے بھی واقف تھے۔

خان بہادر محمد علی خاں ڈپٹی کمشنر میسور کے فرمائش پر یہ کتاب مرتب کی ہے مصنف خاندان ٹیپو سلطان سے تعلق رکھتے تھے۔

آغاز:۔

"صانع قدرت نے اپنے بیچوں و بیچگونہ و بے مثل نمونہ ہستی کے آثار کا جلوہ دکھانے اور اپنے حبیب پاک لولاک سید المرسلین رحمت اللعالمین کی شان و عظمت کو تصدیق و تسلیم کرنے کے لئے ہزارہا مخلوقات کو پردہ ہستی سے وجود میں لایا۔"

یہ میسور کی تاریخ ہے اس میں حیدر علی اور ٹیپو سلطان کے حالات درج ہیں۔ مصنف نے بیان کیا ہے کہ انھوں نے انگریزی، فارسی تاریخوں اور خود اپنے چشم دید حالات کو اس کتاب میں درج کئے ہیں۔ اس سے

واضح ہے کہ میسور کی معتبر تاریخوں میں اس کو شامل
کرنا چاہیے۔

اختتام:۔

"کسی افسر کا..... جب پختہ ہو جاتا ہے تو
اس کے زہریلی ہوا کا اثر ملک پر بلکہ فرماں روا
پر سخت مہلک ثابت ہوتا ہے۔"

اس کتاب کے آغاز پر مولانا عبداللہ عمادی
کا حسب ذیل نوٹ بطور تعارف شامل ہے مگر
افسوس نامکمل ہے۔

سررشتۂ تالیف و ترجمہ
جامعہ عثمانیہ سرکار عالی

یادداشت
تاریخ ہفت خوان حیدری

اس نام کی قلمی کتاب مجھے سید ابراہیم صاحب
یداللّٰہی نے دکھائی اور میں نے جستہ جستہ
مطالعہ کیا اس میں حیدر علی (سلطان میسور) کی
زندگی اور عہد حکومت کے حالات اردو میں
تحریر کئے گئے ہیں اور مولف اور ان کے والد
خود اس سرکار کے وابستہ دولت رہے اور
بہت سی باتیں بچشم خود معائنہ کر چکے ہیں کتاب
کے مفید........"

اس کے بعد عبارت پر کاغذ چسپاں ہے

(۵۱۸) تاریخ عینی یعنے مختصر تاریخ دکن

نمبر کتاب (۱۱۳۱ جدید) سائز (۱۰×۶½) انچ
صفحے (۱۵۷) سطر (۱۷) خط نستعلیق
مصنف۔ سید خواجہ محی الدین عینی
تاریخ تصنیف ۱۳۳۳ھ کتابت ۱۳۳۳ھ
۱۳۲۲ف

سید محی الدین نام اور عرف خواجہ پیر قادری
باپ کا نام نصیر الدین تھا۔ خواجہ محی الدین
صاحب مدرسۂ دار العلوم میں مدرس تھے۔
شاعر بھی تھے عینی تخلص تھا۔ ابتدائی جماعتوں
کو اردو، فارسی، دینیات پڑھاتے تھے راقم الحروف
بھی آپ سے تعلیم پائی ہے۔ پانچویں جماعت
کی فارسی تعلیم آپ سے متعلق تھی

آغاز:۔

"الحمد...... والصلوٰۃ علی نبیا والہ وصحبہ،
اما بعد بندہ نے تخمیناً ۱۲ سال دار العلوم میں
تعلیم پائی۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ مدرسہ پنجاب
یونیورسٹی سے متعلق تھا۔ اور میں نے وہیں سے
ڈگریاں حاصل کیں۔ یہ دکن کی مختصر تاریخ ہے
یہ مشہور کتب تاریخی مثل خافی خاں، تحفۂ سلاطین
ماثر برہان واحکام البلاد بساطین السلاطین۔
تاریخ قطب شاہی، تاریخ خورشید جاہی۔ بساتین
آصفیہ، یادگار مکھن لال وغیرہ وغیرہ اس کتاب
کے ماخذ ہیں۔"

ابتداء دکن کا اجمالی حال اور دکن کی قدیم
ہندو ریاستوں کے حالات ہیں بعد ازاں دکن
کی قدیم اسلامی حکومت شاہان بہمنی اور شاہان
نظام شاہی و عادل شاہی و قطب شاہی و
شاہان آصفیہ کے مختصر حالات درج ہیں یعنی
سنہ ۱۳۳۳ھ تک کے حالات اس میں مندرج ہیں
آخر میں فہرست حکومت مرہٹہ تحریر ہے۔

اختتام:۔

"انگریزوں نے ۱۳۳۳ھ میں آٹھ لاکھ وظیفہ

کر کے قلعہ بھورمیں نظر بند کیا اور تمام سلطنت مرہٹہ انگریزی حکومت میں شامل ہو گئی۔

ترقیمہ :-

گذرانیدہ سید خواجہ محی الدین قادری عرف خواجہ پیر خلف سید شاہ نصیر الدین قادری مدرس مدرسہ دار العلوم بلدہ مولف تاریخ ہذا۔ ۱۱ رمضان ۱۳۳۲ھ مطابق شہریور ۱۳۲۳ف

(۵۱۹) تاریخ طغیانی موسیٰ ندی

نمبر کتاب (۲۲۷۷ جدید) سائز (۱۵½ × ۹ انچ)
صفحہ (۱۴) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔
مصنف سید کاظم حسین شیفتہ
تاریخ تصنیف ۱۳۲۶ھ

آغاز کتاب

"موسیٰ ندی کی ابتدائی طغیانی سلطان عبد اللہ قطب شاہ کے عہد میں ۱۰۴۱ھ میں ہوئی۔ دوسری طغیانی بعہد مغفرت منزل ناصر الدولہ نظام الملک آصف جاہ بہادر کو دو سو سال کے بعد ۱۲۳۰ھ میں ہوئی۔"

اس کتاب میں پہلے نثر میں رود موسیٰ کی طغیانیوں کی تاریخ ہے۔ یعنی ندی کے جغرافیائی حالات اور تاریخ طغیانی سابقہ کی تفصیل ہے۔ آخری طغیانی ۱۳۲۶ھ غرہ رمضان م ۲۳ آبان ۱۳۱۸ف م ۲۸ ستمبر ۱۹۰۸ء جس میں شہر حیدر آباد کی زبردست تباہی ہوئی اس کے ہولناک مناظر کو نظم اردو میں بیان کیا گیا ہے۔

نظم کا آغاز

زندہ کا ہر اک شئی کی ہے پانی پہ مدار
عنصر آبی سے قائم ہے بنائے روزگار
جان کملیوں کی ہے پیدائش کی گویا روح ہے
ملتی ہیں اس کے بدولت ہم کو حسن بے شمار

اختتام :-

یا الٰہی حیدر آباد دکن قائم رہے
قائم و محکم رہے جب تک بنائے روزگار

طبعزاد سید کاظم حسین شیفتہ کنتوری مقیم حیدر آباد دکن بخیر۔ تمت بالخیر۔

(۵۲۰) مساوی الاعداد

موسوم بہ گنجینۂ تواریخ

نمبر کتاب (۳۱۱ جدید) سائز (۱۳ × ۸½ انچ)
صفحہ (۱۷۲) سطر (۲۱) خط نستعلیق۔
مصنف۔ حکیم میرزا در علی متخلص بہ رعد
تاریخ تصنیف ۱۲۵۵ھ

اوراق ماقبل مصنف کے حالات درج ہو چکے ہیں۔

آغاز :-

ابجد ا ہوز ا حطی ا کلمن ا ... الخ

اس میں الفاظ کے اعداد ا سے ۱۹۰۰ تک جمع کئے گئے ہیں۔ جس سے قطعات تاریخی، اسماء وغیرہ کے تواریخ لکھنے میں مدد ملتی ہے۔ نام کتاب تاریخی "گنجینۂ تواریخ" ہے جس سے ۱۲۵۵ھ سنہ برآمد ہوتا ہے۔ اصل کتاب کے خاتمہ کے بعد (۳۶) صفحات پر مختلف قطعات تاریخی ہیں۔

اختتام :-

اخبار جنگ یورپ آشوب برق مصداق
احوال ملک و مذہب روزانہ صحیفہ
ہر جمعہ از رعد ہر سال بہ نداکر
ذی الحجہ ... ۱۲۶۰ھ ... سالانہ صحیفہ

(۵۲۱) گزیٹیر ضلع کپل

نمبر کتاب (۱۰۷۰ جدید) سائز (۸ ½ × ۶ انچ)

صفحہ (۷۰) سطر (۱۱) خط نستعلیق - خوشخط

مصنف - میر احمد علی رضوی۔

تاریخ تصنیف ۱۳۳۶ف

میر احمد علی صاحب رضوی نواب سالار جنگ کے اسٹیٹ میں ضلع کپل کے تعلقدار تھے۔ علم و فن سے دلچسپی تھی۔ تاریخ سے شغف تھا۔ اپنی تعلقداری کے زمانہ میں کپل کے متعلق کئی معلومات آفریں مقالے لکھے تھے۔

آغاز:-

"گزیٹیر مرتبہ محکمۂ تعلقداری ضلع کپل جاگیر عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر بابتہ ۱۳۳۶ف

حالات طبعی ضلع کپل

کپل کنڑی لفظ ہے جو ماخذ ہے کوپو کے لغوی معنی نوآباد قریہ یا درختوں کا جھنڈ ہے۔"

اس میں نواب سالار جنگ بہادر کی جاگیر ضلع کپل کے تاریخی و جغرافیائی حالات درج کئے گئے ہیں اس میں پہلے لفظ کپل کی وجہ تسمیہ کی تحقیق کی گئی ہے و تاریخی حالات کا مختصر بیان ہے اور حدود اربعہ - اور ندی نالہ وغیرہ - پہاڑ، تالاب قلعہ اور توپ اور قدیم عمارات اور جنگلات، معدن و صنعت و حرفت و کارخانہ جات آبپاشی - مسافر خانہ جات - شفاخانہ جات - ریلوے تعلیمات - طبابت - آب و ہوا - پیداوار - برآمد درآمد تقسیم - تعداد مواضعات - تعداد قصبات و مواضعات بنجرائی - بازارات - مقطعہ - جاگیرات - اراضیات انعام دیہات رسوم زراعت، مالگذاری - لوکلفنڈ - انتظام عدالت، آمدنی، اخراجات - عمارات سرکاری وغیرہ وغیرہ کا بیان ہے۔

اختتام:-

"بارگاہ الٰہی سے یہ دعا ہے کہ ہر گھڑی سرکار مالک اسٹیٹ کے اقبال و دولت وغیرہ میں ترقی ہوتی رہے۔ آمین - آمین - آمین۔"

(۵۲۲) گزیٹیر تعلقہ کوسگی

نمبر کتاب (۱۱۶۹ جدید) سائز (۹ ½ × ۱۲ ½ انچ)

صفحہ (۳۶) سطر (۱۱) خط نستعلیق خوشخط

مصنف - سید احمد محی الدین

تاریخ تصنیف ۱۳۳۲ف

سید احمد محی الدین صاحب علاقہ سالار جنگ کے تحصیلدار تھے۔ عرصہ تک کوسگی پر متعین رہے۔

آغاز:-

"گزیٹیر مرتبہ محکمۂ تحصیل تعلقہ کوسگی ضلع رندگل جاگیر نواب سالار جنگ بہادر۔ واقع ۲۷ آذر ۱۳۳۲ف

ہمارا جغرافیہ نظری ہمیں بتاتا ہے کہ حیدرآباد دارالسلطنت دکن کوسگی کے مشرق میں واقع ہوگا۔ اور اس مشرقی خط مستقیم پر تعلقہ پرگی اور مکتھل کی سرحدیں مشرق سے لے کر وسط شمال و جنوبی سرحدات کوسگی سے جا ملتی ہیں"۔ اس کتاب میں نواب سالار جنگ بہادر کی جاگیر کا ایک تعلقہ کوسگی کے جغرافیائی تاریخی حالات کو تحصیلدار وقت سید احمد محی الدین نے مرتب کیا ہے۔ اس میں اس تعلقہ کی کامل تفصیل محلہ جات و درختان و جانوران صحرائی اور ندیاں اور محلہ جات اور آبادی و معاشداران اور اقوام ساکنین اور دکانیں، مدارس، دفاتر، دیول وغیرہ کی تفصیلی کیفیت درج ہے۔

اختتام:۔

"انشاء اللہ تعالیٰ سال آیندہ تک باقبال سرکار مدرسہ کی شکایت بھی رفع ہو جائے گی"

(۵۲۳) دکن کے کتب خانے

نمبر انشاء (۷۵۱) سائز (۵×۹) صفحہ (۷۲)

سطر غیر معین ۔ خط۔ شکستہ۔

مصنف ۔ شیخ محمد

تاریخ تصنیف ۱۳۶۱ھ کتابت ۱۳۶۱ھ

شیخ محمد صاحب جامعہ عثمانیہ کے گریجویٹ تھے۔ ختم تعلیم کے بعد کتب خانہ آصفیہ میں ملازم ہوئے۔ اس کے بعد نشر گاہ حیدرآباد منتقل ہوئے۔ آپ دہلی کی نشر گاہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

تاریخ سے خاص دلچسپی تھی۔ کتب خانہ آصفیہ سے ایک انعامی اعلان ہوا تھا۔ اس اعلان کے سلسلہ میں یہ مضمون پیش کیا گیا تھا۔

آغاز:۔

الحمد اللہ کہ مضمون ختم ہوا اور مدت معینہ سے پہلے ختم ہوا۔ بظاہر یہ کام مجھ جیسے کم علم و ناتجربہ کار کیلئے قطعی ناموزوں تھا۔ لیکن جب خدا کسی انسان سے کام کو کروانا چاہتا ہے تو اس کے اسباب بھی مہیا کراتا ہے۔"

یہ مقالہ جیسا کہ نام سے واضح ہے دکن کے کتب خانوں سے متعلق ہے۔ اس مقالہ کو چند ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے جن کی صراحت درج کی جاتی ہے۔

(۱) دکن کے قدیم کتب خانے۔
(۲) دکن کے قدیم کتب خانوں کی تباہی
(۳) حیدرآباد کے کتب خانوں کی تباہی اور منتقلی
(۴) حیدرآباد کے کتب فروشوں کے کتب خانے۔
(۵) السنہ ملکی کے کتب خانے۔
(۶) مساجد اور درگاہوں کے کتب خانے۔
(۷) مختلف اداروں کے کتب خانے۔
(۸) پبلک کتب خانے جن کو سرکار سے امداد ملتی ہے۔
(۹) خانگی پبلک کے کتب خانے۔
(۱۰) جامعات اور کالجوں کے کتب خانے۔
(۱۱) دفاتر کے کتب خانے۔
(۱۲) امراء کے کتب خانے۔
(۱۳) اہل علم کے کتب خانے۔
(۱۴) ضمیمہ۔

اس مقالہ میں جملہ اہم کتب خانوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جن میں دو لاکھ پچاس ہزار کتابوں کے ذخیرہ کا حوالہ دیا گیا ہے۔

اختتام:۔

"۱۳۲۲ھ میں مولوی عبدالقادر صاحب کا انتقال ہوا اس وقت تک موصوف کی یہ عادت تھی کہ ہر روز کوئی کام شروع کرنے سے قبل کچھ نہ کچھ احادیث نقل کر لیا کرتے تھے۔ چنانچہ ان کے لکھے ہوئے احادیث کے کئی نسخے اس ذخیرہ میں موجود ہیں۔"

خاتمہ کتاب میں کمیاب اور نادر قلمی نسخوں کی تعداد وغیرہ کی فہرستیں بھی شامل کی گئی ہیں۔

یہ مقالہ شائع نہیں ہوا ہے مگر انعام اسکو ملا تھا۔

(۵۲۴) دکن کے کتب خانے

نمبر انشاء (۵۲۴) سائز (۱۵×۵) صفحہ (۵۰۶)

سطر (۱۶) خط نستعلیق

مصنف ۔ حبیب حفیظ اللہ۔

تاریخ تصنیف ۱۳۶۱ھ کتابت ۱۳۶۱ھ

عبدالحفیظ خاں صاحب منشی فاضل کامیاب تھے اور کسی مدرسہ سے تعلق تھا۔ اعلان کے لحاظ سے یہ مقالہ مرتب کیا ہے۔

آغاز :-

" کسی ملک کی تاریخ میں وہ زمانہ بدترین ہوتا ہے جب کہ قوم کی بے توجہی کی وجہ مدارس برباد ہوجاتے ہیں اور کتب خانے اجڑ جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قوم کے قوائے ذہنی اور دماغی شل ہونے شروع ہوتے ہیں"

اس مقالہ میں حیدرآباد کے (۲۸) کتب خانوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان میں سے قابل تذکرہ صرف پانچ ہیں۔ یعنی

(۱) کتب خانہ سر امین جنگ۔
(۲) کتب خانہ دفتر دیوانی ومال
(۳) کتب خانہ سعیدیہ۔
(۴) کتب خانہ دائرۃ المعارف
(۵) کتب خانہ دفتر آثار قدیمہ۔

ان کتب خانوں کے بعض نوادرات کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے

اختتام :-

" انجمن اسلامیہ کے دارالمطالعہ وکتب خانے بجز دو تین کے سرکاری کتب خانے۔ دارالمطالعہ مدارس کے کتب خانے رجحانات کے کتب خانے نہ ہونے کے برابر ہیں"

یہ مقالہ شائع نہیں ہوا۔ اور اس کو انعام کا مستحق بھی قرار نہیں دیا گیا تھا

(۵۲۵) دکن کے کتب خانے

نمبر اشاد (۵۲۳) سائز (۹x۱۵) صفحہ ۵۵

سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

مصنف۔ رحیم الدین۔

تاریخ تصنیف ۱۳۶۱ھ کتابت ۱۳۶۱ھ

رحیم الدین صاحب ظہیرآباد کے انعام داروں میں شامل تھے۔ جامعہ عثمانیہ سے یم اے کی ڈگری حاصل کی اور اس کے بعد ملازمت میں شامل ہوئے تحصیلدار ہوئے اور پھر یورپ کو تعلیم کے لئے گئے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی اور اس وقت سررشتہ مالگزاری میں گزیٹیڈ خدمت پر مامور ہیں۔ شاعری سے بھی دلچسپی ہے کمال تخلص ہے۔ حیدرآباد کی علمی سوسائٹی میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ اس مقالہ کو آپ نے جامعہ عثمانیہ کی تعلیم کے دوران میں قلمبند کیا تھا۔

آغاز :-

" موجودہ ترقی یافتہ دور میں کتب خانوں پر خاص اہمیت دیجاتی ہے۔ ہر متمدن ملک کی یہ کوشش ہے کہ نایاب مفید مطلب کتابوں کے ذخائر جمع کرنے میں دوسروں پر سبقت لے جائیں "

بربناء اعلان کتب خانہ آصفیہ جو مقالے قلمبند ہوئے ہیں ان میں سے یہ بھی ایک ہے۔ اس میں صرف گیارہ کتب خانوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جن میں اکثر مدارس سے تعلق رکھتے ہیں۔

اختتام :-

" مدارس کے ابتدائی مطبوعات کا بہت اچھا ذخیرہ یہاں موجود ہے۔ واضح ہو کہ مدارس کے قدیم مطبوعات اپنی صفائی ونفاست طباعت کی وجہ سے بہت قابل قدر ہیں"

یہ مقالہ شائع نہیں ہوا۔

(۵۲۶) دکن کے کتب خانے

نمبر انشا (۵۴-۷) سائز (۸×۷) صفحہ (۱۳۳)
سطر (۹) خط نستعلیق۔
مصنف۔ سیدہ احمد النساء ثریا
تاریخ تصنیف ۱۳۶۱ھ کتابت ۱۳۶۱ھ

سیدہ احمد النساء بیگم دائرۃ المعارف کے مہتمم مولوی سید ظہور الحق صاحب کی دختر جامعہ عثمانیہ سے بی اے اور ایم۔ ایڈ کی ڈگریاں حاصل کیں۔ زمانہ تعلیم میں اس مقالہ کو قلمبند کیا۔ ختم تعلیم کے بعد سررشتہ تعلیمات میں ملازم ہوئی اور ہائی اسکول کی صدر معلمہ تھیں مگر پولیس ایکشن کے بعد خدمت ترک کرکے پاکستان چلی گئیں وہاں نسوانی ڈگری کالج میں پرنسپل ہیں۔ شاعری سے بھی شغف ہے۔ ثریا تخلص کرتی ہیں۔

آغاز :۔

"کسی ملک کا صحیح مذاق وہاں کے کتب خانوں سے ہوتا ہے۔ حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں جہاں تمدن و معاشرت کی ہر شاخ بار آور ہے سب سے زیادہ شعبۂ تعلیم ثمرور دکھائی دیتی ہے۔"

اس مقالہ میں حیدرآباد کے چند کتب خانوں کا تعارف کرایا گیا ہے۔ کتب خانہ آصفیہ، دائرۃ المعارف، گشتی کتب خانہ اور بعض مدارس کے کتب خانوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اختتام :۔

"خدا کرے حیدرآباد کی علمی سرگرمیوں اور اس کے ذوق میں میرا مضمون تازیانہ کا کام دے۔ آمین۔

کتنے بیتاب ہیں جوہر مرے آئینے میں
کس قدر جلوے تڑپتے ہیں مرے سینے میں

ہیچمداں "ثریا"

یہ مضمون بھی شائع نہیں ہوا ہے۔

(۵۲۷) مجموعہ معاہدات مابین سرکار انگریزی و ریاست ہائے ہندوستان۔ کابل وغیرہ۔

نمبر (۱۲۰۳ جدید) سائز (۸½×۵½ انچ)
صفحہ (۳۲۴) سطر (۱۲) خط نستعلیق۔
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ ناقص الاول
جامع کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہوئے۔

آغاز :۔

'پاکر اور کمال بے رحم ظلم اور زیادتی کا متحمل ہوکر اپنے دشمنوں کے غضب سے پہاڑوں کی گھاٹیوں اور بہتوں میں پناہ پذیر ہوا اور ملانیہ اس مدہت میں ہونا اختیار جرم ہوگیا۔'

اس میں ہندوستان کے راجاؤں اور رئیسوں سے اور کابل وغیرہ سے جو معاہدات انگریزوں نے کئے ہیں وہ جمع کئے گئے ہیں۔

اختتام

پرگنہ فرید کوٹ	پرگنہ دیپ سنگھ والہ
یک	یک
جاگیرداران دخراج [illegible]	[illegible] پرگنہ فرید کوٹ

تمام شد

(۵۲۸) روزنامچہ طامس میڈلے

نمبر کتاب (۲۰۰۵ جدید) سائز (۱۱½×۷½ انچ)
صفحہ (۳۰۰) سطر (۱۵-۲۵ مختلف) خط نستعلیق
مصنف۔ طامس میڈلے
تاریخ تصنیف ۱۸۰۲ء

ہیڈلے خاندان انگلستان سے آیا تھا۔ اور ہندوستان میں بس کر انگلو انڈین بن گئے۔ اس خاندان کا ایک شخص الگزنڈر ہیڈلے شاعر تھا آزاد اس کا تخلص تھا جو زین العابدین خاں عارف کا شاگرد تھا اس کا قلمی دیوان اس کتب خانے میں موجود ہے۔

طامس ہیڈلے کے متعلق کوئی حالات معلوم نہیں ہوئے صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ وہ اس خاندان کا فرد تھا اور طامس کے بعد شہرت حاصل کی ہندوستان میں سررشتۂ عدالت سے اسکو تعلق تھا۔

آغاز:-

"مہربان من طامس ہیڈلے صاحب سلمہ۔
مبلغ پنجاہ (۵۰) روپیہ مشاہرہ ذات الیشاں
از تحریر تاریخ شعبۂ ہذا مقرر کردہ داده شد"

طامس ہیڈلے صاحب کا یہ روزنامچہ ہے اس میں پہلے کچھ واقعات بزبان فارسی و اردو ہیں بعد ازاں انکے سفر و ورود ہندوستان کے روزانہ حالات ۱۸۲۱ء سے ۱۸۳۰ء تک درج ہیں جس میں راجایان ہندوستان و امرا وغیرہ سے ملاقات وغیرہ کے حالات اور عرضداشت وغیرہ درج ہیں آخر میں ایک عرضداشت بنام مہاراجہ سوامی منگل سنگھ بہادر والی الور کے نام ہے جو راجہ کے فرزند وارث تاج کے تولد کی تہنیت میں پیش کی گئی ہے۔

اختتام:-

"عرضداشت عقیدت مند خفی و جلی ٹامس ہیڈلی
مورخہ ۲۳- جون ۱۸۳۲ء

قطعۂ تاریخ

خدایا والی الور عطا کرد | پی تاریخ آں ماہ دل افروز
زہے فرزند نور چشم رفعت | رقم کن اخراج ریاست

۱۸۸۲ء

(۵۲۹) سوال و جواب مختصر تاریخ اہل ہند

(حصہ دوم)

نمبر کتاب (۲۸۰۱ جدید) سائز ($4\frac{1}{4} \times 6$ انچ)
صفحہ (۱۲۸) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔
تاریخ تصنیف مابعد ۱۳۰۰ھ
مصنف کا نام معلوم نہیں ہوا۔

آغاز:-

"مسلمانوں کے حملے ۱۰۰۱ء لغایت ۱۵۲۶ء

(۱) مسلمانوں کے حملوں سے ہندو مذہب پر کیا اثر ہوا۔
مسلمانوں کے حملوں سے جو ۱۰۰۱ء سے شروع ہوئے۔ اگرچہ ہندو مذہب کو کسی قدر زوال ہوا لیکن وہ ہندوستان سے جاتا نہ رہا۔ چنانچہ ہندوستان کا جنوبی حصہ بالکل ہندو مذہب ہے۔"

اس رسالہ میں تاریخ ہند کے واقعات کو بطور سوال و جواب مختصر بیان کیا گیا ہے تاکہ تاریخ ہند کے طالب علموں کو حالات تاریخی یاد کرنے میں سہولت ہو۔ یہ حصہ دوم ہے جس میں ہند کے واقعات سلطان محمود غزنوی سے لے کر انگریزوں کے تسلط تک درج ہیں۔ مولف کا نام نہیں ہے۔ آخر میں ایک جدول ہے جس میں ہندوستان کے گورنر جنرل کی فہرست ہے۔

اختتام:-

۱۲- لارڈ ڈفرن ۱۸۸۴ء
تیسری جنگ برما۔

(۴) تذکرے

(۵۳۰) تحفۃ الشعرا

نمبر تذکرہ فارسی (۱۲۲) سائز (۱۲×۷) صفحہ (۱۷۱)
سطر (۱۵) خط نستعلیق۔
مصنف۔ افضل بیگ خاں۔ قاقشال
تاریخ تصنیف ۱۱۶۵ھ

افضل بیگ خاں قاقشال اورنگ آباد کے متوطن تھے۔ فارسی کے انشا پرداز تھے اور شاعر بھی۔ اپنے معاصر شعرا جن سے ان کے مراسم تھے۔ ان کا تذکرہ اس مجموعہ میں قلمبند کیا ہے۔ اگرچہ دراصل یہ فارسی شعرا کا تذکرہ ہے مگر ان میں بعض ایسے شعرا بھی ہیں جو اردو کلام بھی موزوں کرتے تھے۔ اس لئے یہاں اسی لحاظ سے اس تذکرہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

آغاز:-

اے ذکر تو بازار گل فروش سخن
رنگین ز تو برگ برگ گلزار سخن
اوصاف تو مجموعہ دیباچہ نطق
توحید تو مشاطہ رخسار سخن

زیبائی جامہ سرو مثال ات حمد گلشن آرائی کہ چمن پرواز صحیفہ گلستاں رقم کشیدہ ...

جیسا کہ تذکرہ کیا گیا ہے یہ فارسی گو شعرا کا تذکرہ ہے مگر اس میں کئی ایسے فارسی گو شاعر ہیں جو اردو میں بھی طبع آزمائی کرتے تھے۔

تذکرہ نثر فارسی میں ہے اور نمونہ کلام بھی پیش کیا گیا ہے۔

اختتام:-

چمکتے دانت دیکھے یار کے مسی لگانے میں
جڑے ہیں قطبیاں الماس کے نیلم کے خانے میں

دہرتی سپارہ گل آج آکے عندلیبوں کے
چمن کے صبح کو تا ہوئی ہیں تیرے شہیدوں کے

یہ تذکرہ طبع ہو گیا ہے۔ قلمی نسخے بھی بعض جگہ پائے جاتے ہیں۔

(۵۳۱) تذکرہ شعرا

نمبر تذکرہ فارسی (۹۹) سائز (۹×۵) صفحہ (۱۲۱۳)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔
مصنف۔ سید فصیح علی گردیزی۔
تاریخ تصنیف ۱۱۶۶ھ

سید فصیح علی حسینی الرضوی سادات گردیز (ایران) سے تھے ان کے والد سید عوض خاں۔ محمد شاہ کے

عہد میں لشکر شاہی کے بخشی تھے۔ مگر سید فتح علی مشائخین اور صوفیوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔

انجمن ترقی اردو کی جانب سے ان کا یہ تذکرہ شایع ہو گیا ہے۔ اس کے مقدمے میں سید فتح علی کے حالات مفصل درج ہیں۔

آغاز:۔

"ابتدائے سخن بحمد سخن آفرینی سزاست کہ سرلوح نسخۂ کائنات را بتو محمدی مذہب نمود"

اس تذکرہ میں فتح علی نے اپنے ہمعصر شعرا کا حال مع ان کے کلام کے درج کیا ہے۔ مولانا عبد الحق صاحب نے اس امر کی صراحت فرمائی ہے کہ ۱۱۶۵ھ کا لکھا ہوا نسخہ موصوف کے پیش نظر تھا۔ کتب خانہ آصفیہ میں ایک نسخہ ۱۱۶۳ھ کا لکھا ہوا موجود ہے۔ جسکی صراحت آگے آتی ہے۔

یہ تذکرہ اگرچہ فارسی میں لکھا گیا ہے مگر در اصل اردو گو شعرا سے متعلق ہے۔ شعرا کے تخلص کے لحاظ سے ردیف وار ان کو درج کیا گیا ہے۔ اس طرح سراج الدین علی خاں آرزو کا حال سب سے پہلے ہے

اختتام:۔

یکرو عبد الوہاب یکرو شاگرد آبرو است۔ فکرش برجستہ است و شعرش شستہ۔

دل پہ میرے ہیں داغ تیرے ہجر کے کئی
گننے میں جن کے عمر یہی سب گذر گئی

تذکرہ کے اختتام کے بعد ضمیمہ کے طور پر کچھ شعرا کا کلام درج ہوا ہے جو (۱۶) صفحوں پر مشتمل ہے۔

(۵۳۲) تذکرہ شعرائے گردیزی (دوسرا نسخہ)

نمبر تذکرہ (۲۱۹) سائز (۹×۵) صفحہ (۹۵) سطر (۱۵) خط۔ نستعلیق۔ کتابت ۱۱۶۳ھ

آغاز:۔

"ابتدائے سخن بحمد سخن آفرینی سزاست"۔

اختتام

دل پہ مرے ہیں داغ ترے ہجر کے کئی
گننے میں جن کے عمر یہی سب گذر گئی

ترقیمہ

"الحمد للہ الموفور المختتم الامور کہ این تالیف روح افزا۔۔۔۔ اتمام گرفت و زینت اختتام پذیرفت۔

حسب الارشاد خواجہ غلام رازی خاں چو سلمہ الرحمان در حیدرآباد فرخندہ بنیاد در ماہ ذیحجہ ۱۱۶۳ ہجری مقدس۔

(۵۳۳) چمنستان شعرا

نمبر تذکرہ اردو (۷۷) سائز (۹×۵) صفحہ (۳۴۴) سطر (۱۷) خط۔ شکستہ۔

مصنف۔ لالہ لچھمی نارائن شفیق۔

تاریخ تصنیف۔ ۱۱۷۵ھ

لچھمی نارائن نام، شفیق تخلص۔ کھتری قوم کے چشم و چراغ تھے۔ ان کے بزرگ لاہور سے آکر اورنگ آباد میں بس گئے۔ شفیق کے دادا بھوانی داس عالمگیری عہد میں اورنگ آباد آئے تھے۔ ان کے فرزند لالہ منسارام اپنے وقت کے عربی اور فارسی کے قابل ترین منشیوں میں شمار ہوتے تھے۔ آصف جاہ اول نے ان کے قابلیت کا اندازہ کر کے بخشیگری دکن کی خدمت پر مامور فرمایا۔ اس لحاظ سے نہ صرف یہ سرکاری ذمہ دار عہدہ دار تھے

بلکہ صاحب تصنیف بھی تھے۔ آپ کے کئی کتابیں مشہور
ہیں خصوصاً تاریخ میں آپ کو بڑی اچھی دست گاہ
حاصل تھی۔

شفیق کی ولادت ۱۱۵۸ھ میں اورنگ آباد میں ہوئی
مولانا غلام علی آزاد بلگرامی سے اکتساب علم کیا شاعری
میں بھی آزاد سے تلمذ حاصل کیا۔

چمنستان شعرا اردو گو شاعروں اور گل رعنا فارسی گو
شعرا کا تذکرہ مرتب کرنے کے علاوہ کئی اور کتابوں
کے مصنف ہیں ۱۲۲۳ ہجری میں شفیق کا انتقال ہوا۔

آغاز

"ستایش لا نہایت و نیایش بے غایت صانع
راسزد کہ شاہ روح را با مشیر دانش ساختہ برا ایک
اجسام جلوس داد و سکہ اشرف المخلوقات رائج ساختہ"

یہ اردو گو شعراء کا تذکرہ ہے اس میں شمالی ہند اور
دکن کے شعرا کا مختصر حال اور کلام درج کیا گیا ہے۔

اختتام

کیا پوچھتے ہو لوگو گنگا بھائی کی
نینوں سے میری پوچھو جمنا بھائی کس کی

کیا ہوا ہے کس طرح کا ابر ہے
جس کو دل چاہے نہ ہو کیا چیز ہے

اس تذکرہ کو انجمن ترقی اردو نے شائع کر دیا ہے
انجمن کے کتب خانہ میں قلمی نسخے موجود ہیں۔

(۵۴۴) گل عجائب

نمبر تذکرہ اردو (۳۱) سائز (۸x۱۳) صفحہ (۱۴۴)
سطر (۱۹) خط شکستہ
مصنف۔ اسد علی خاں تمنا۔

تاریخ تصنیف ۱۱۹۲ھ کتابت ۱۱۹۵ھ

اسد علی خاں نام، تمنا تخلص اورنگ آباد وطن پھر
حیدر آباد آکر بس گیا۔ ارسطو جاہ مدار المہام دولت
آصفیہ کے مصاحبوں میں شامل تھا۔ شاعری میں بڑی
اچھی دست گاہ پیدا کی تھی۔ شاگردوں کا دائرہ وسیع
تھا۔ ارسطو جاہ اور آصف جاہ ثانی کی مدح میں
قصائد بھی لکھے۔ کلیات مرتب ہوا ہے۔ اس کے
قلمی نسخے بھی کتب خانوں میں موجود ہیں۔ ۱۲۱۴ھ میں
جوانی میں انتقال کیا۔ آپکی شریک زندگی لطف النساء
امتیاز اردو کی پہلی صاحب دیوان شاعرہ تسلیم کی گئی ہیں۔

آغاز

"باب الف آرزو بزم آرائے گفتگو سراج الدین علیخاں
آرزو تو ہمال بود و شعورش چوں بہ سیری چاردہ سالگی
رسید داخل خیابان جرگہ طلبہ گردید بعدش کہ غنچہ
موزونیت گل کردن بود بگفتن اشعار میل نمود"

تمنا نے اپنے اس تذکرہ میں اپنے ہمعصر شمالی ہند
اور دکن کے شعراء کا حال اور نمونہ کلام ردیف وار
درج کیا ہے۔

اختتام:۔

تذکرہ شاعراں شد چو تمام ایں زماں
شد دل و جان حزیں با جہتم بشادماں
داشت تمنا دلم فکر بتاریخ او
آمدہ آواز غیب شکر خدائے جہاں

ہزار شکر جناب مولی کہ تذکرہ بست اکنوں
درود بر ختم مرسلیں رسول و آل بیت ادہم
برائے تاریخ ختمش چو بود در دل مرا تمنا
گل عجائب شگفتہ [illegible] گفتہ طبع

یہ تذکرہ شایع ہو گیا ہے۔ اس کے قلمی نسخے نایاب ہیں۔ اب تک صرف اسی نسخہ کا پتہ چلا ہے۔ انجمن ترقی اردو نے اسی سے نقل لے کر شایع کیا ہے۔

پہلے صفحہ پر آغاز کا قطعہ اس طرح ہے۔

چو ایں تذکرہ را نمودم شروع
ز حق است امید اتمام او
تمنا بتاریخ سالش زمن
خرد گفت آغاز صفحہ بگو
۱۱۹۲ھ

(۵۳۵) طبقات الشعرا

نمبر تذکرہ فارسی (۳۰) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۵۸۸)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔
مصنف۔ محمد قدرت اللہ شوق
تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۰۱ھ کتابت سنہ ۱۲۱۰ھ

محمد قدرت اللہ نام، شوق تخلص، رام پور وطن۔ صاحب دیوان شاعر تھے۔ ضخیم دیوان مرتب کیا۔ شعراء اردو کا تذکرہ بھی بڑی محنت سے لکھا۔ یہ تذکرہ سنہ ۱۲۰۱ھ میں مرتب ہوا۔ بقول بعض شوق نے یک لاکھ شعر موزوں کئے تھے۔

آغاز

زباں کو حمد سے تیری جو بہرہ مند کیا
ہیں مسند میں سخن پہلے یہ پسند کیا

عزیز ترین کلامی کہ آرایش سرنامہ سخن و پیرایش دیباچہ ہر تو وکہن تواند شد حمد لیست بے حد و ستایش است لا تعداد "

یہ اردو گو شعرا کا تذکرہ ہے مگر فارسی میں لکھا گیا ہے اور نمونہ کلام اردو ہے۔ امیر خسرو سے ابتدا کی گئی ہے اور اپنے حالات پر ختم کیا ہے۔

اختتام :۔

"طبقات الشعرا ز باعانت ایزدی بخیر بہبول شوق کہ را بہر جمیع مقاصد است بحسب فرمایش بعض اعزہ کہ فن شعر ریختہ را با وجود بیجان عزیز از جان میداشت باتمام رسید و صورت اختتام یافت "

ترقیمہ

تمت تمام شد بعون ملک الوہاب نسخہ طبقات الشعرا بموجب فرمائش خان مہربان دوست محمد خان خلف الصدق خان صاحب نصرت خاں حاکم بخط بندہ احقر عبادی فیض علی بتاریخ شہر رجب بروز پنجشنبہ وقت سہ پہر سنہ ۱۲۰۱ھ

اس کے بعد تمام شعراء کی فہرست درج ہے جن کا حال اس تذکرہ میں درج ہوا ہے۔

(۵) جغرافیہ

(۵۳۶) جہاں نما

نمبر جغرافیہ (۲۳۷) سائز (۶×۱۰) صفحہ (۱۱۳) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مصنف۔ محمد مہدی قبول
تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۵۰ھ

مصنف لکھنؤ کے باشندے تھے۔ سبب تالیف میں بیان کیا گیا ہے ایک دن صبح ولی عہد سلطنت جہاں نما میں متمکن تھے۔ دنیا کی عجائبات کا ذکر ہو رہا تھا۔ مصنوعات مخلوقات وغیرہ کا تذکرہ تھا۔ مولف نے عرض کیا حکم ہو تو دنیا کے عجائبات اور طلسمات کا تذکرہ قلمبند کیا جائے۔ چنانچہ حسب ایما یہ کتاب لکھی گئی۔

آغاز:۔

"حمد و ثنا لاتعداد و لاتحصی ایسے پروردگار عالم کو سزاوار و لایق ہے کہ جس نے تمام آسمان و زمین کو ایک اشارہ کن میں اظہار کیا اور بالائے سطح زمین مخلوقات بری و بحری اس قدر خلق کئے کہ جس کا شمار بغیر اس خالق ذوالاقتدار کے کوئی نہیں کر سکتا۔"

کتاب تین باب میں تقسیم ہے۔ پہلے باب میں ہفت اقلیم کی پیمائش کا ذکر ہے۔ دوسرے باب میں ہفت پہاڑ، سمندر کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ تیسرے باب میں عجائبات بری اور بحری کا ذکر ہے۔ کتاب دور از عقل باتوں پر مشتمل ہے۔ خصوصاً تیسرے باب میں جو حکایات بیان کی گئی ہیں وہ خلاف قیاس اور دور از عقل کہی جا سکتی ہیں۔

ان کے بیان میں اکثر جگہ تزک جہانگیری کا حوالہ دیا گیا ہے جو غور طلب ہے۔

اختتام:۔

"اور امید خدا سے یہ ہے کہ آئندہ بھی اس اپنے بادشاہ کی محفل فیض منزل میں باریاب ہو کر حسب دلخواہ انواع و اقسام کے تماشے اور طلسمات دیکھا کرے اور ان کو بطور یادگار تحریر کر کے بہ دعائے ازدیاد عمر و سلطنت مشغول اور مصروف رہا کرے۔"

(۵۳۷) آئینہ دکن

نمبر تاریخ (۲۲۱۲) سائز (۸×۱۳) صفحہ (۲۲۳) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔
مصنف۔ میر قمر علی تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۳۰۰ھ

میر قمر علی حیدر آباد کے باشندے تھے۔ تاریخ سے دلچسپی تھی مگر شہرت حاصل نہ کر سکے۔

آغاز:۔

"بعد حمد و نعت کے واضح ہو کہ جغرافیہ ایک ایسا

علم ہے کہ جس سے ملک کی خشکی و تری کا حال، عموماً ملکی اور غیر ملکی سب لوگوں کو بخوبی معلوم ہوتا ہے اور سیاست مدنیہ میں کافی مدد اور سیاست میں پوری اعانت اور تجارت میں کافی بصیرت حاصل ہوتی ہے۔"

اس کتاب میں قلمرو آصفی کا جغرافیہ درج ہے۔ قلمرو آصفی کی تقسیم خالصہ، جاگیرات، صرف خاص وغیرہ کی صراحت اور دوسرے جغرافیہ کے امور کی صراحت کی گئی ہے۔ چونکہ ابتدائی کوشش ہے اس لئے اس کو مکمل جغرافیہ نہیں کہا جا سکتا۔

اختتام:۔

"چکلڈا یہ مقام اُمراوتی سے (۵۰) میل فاصلہ پر اور ایلچپور کے گوشۂ شمال و مغرب میں (۲۰) میل کے فاصلہ پر اور لشکر سے دو میل کے فاصلہ پر ہے۔"

یہ مولف کا اصلی نسخہ ہے۔ مسودہ میں کمی اور اضافہ قلمزدگی وغیرہ موجود ہے۔

(۶) سفرنامے

(۵۲۸) سفرنامہ کربلا معلّٰی

نمبر جدید (۳۸۴۲) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۲۸)
سطر غیر معین۔ خط نستعلیق۔
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲؟ھ ناقص الآخر
اس سفرنامے کے مصنف کا کوئی پتہ نہیں چلا۔

آغاز:۔

شکر الطاف خالق علام نعت خیر الانام وال کرام
جو علی سا ہمیں امام دیا رہنمائی کا اس کو کام دیا
مقتدئ خلق مقتدائے علی بخدا رحمت خدا ہے علی

یہ ایک حیدر آبادی کا سفرنامہ کربلا ہے جس کو اُنھوں نے نظم میں قلمبند کیا ہے کربلا کے علاوہ نجف و کوفہ کی سیاحت بھی شامل ہے۔

اختتام:۔

کرم بے نیاز اس میں ہے حکم قصر نماز اس میں ہے
یہ سفر ہے حلال بیشک بے خطر ہے حلال ہے بیشک
کرے دنیا کے واسطے جو سفر . . . .
اس مسافر پہ ہے سفر جو حرام ذات ارشاد جتنی ہیں تمام

(۵۲۹) مصباح الزائرین

الموسومہ نور روضۂ اولیا

نمبر جدید (۲۱۹۵) سائز (۸×۱۲) صفحہ (۹۸)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔
مصنف۔ سخاوت حسین۔
تاریخ تصنیف ۱۳۱۵ھ

سخاوت حسین ابن سید منور حسین اورنگ آباد کے تحصیلدار تھے۔ اپنے زمانۂ تحصیلداری میں اورنگ آباد خلد آباد وغیرہ کے اولیاء کے حالات اس میں قلمبند کئے ہیں۔ مصنف شاعر بھی تھے نحیف تخلص تھا۔

آغاز:۔

"حمد و ثنا کامل اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں جو تمام مخلوقات کا خالق اور پالنے والا ہے"
اس کتاب میں دراصل اورنگ آباد اور خلد آباد کے اولیاء کا حال درج ہے جو نظم و نثر میں قلمبند کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

درحالت جدائی حال نحیف داعی
شرحش چوں نیز ممکن مجمل گفتہ مجمل
باصادر از احسان عرضم رسا یا نشان
رحمے بلطف شان برایں نحیف بیدل

---

(۵۴۰) ترجمہ سفرنامہ ابن بطوطہ

نمبر جدید (۴۴۹) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۲۰۲)
سطر (۱۴) خط نستعلیق۔ (ناقص الآخر)
مترجم۔ محمد حیات الحسن رضوی۔
تاریخ ترجمہ ۱۳۱۲ھ

ویباچہ کا آغاز:۔
"مخفی نہ رہے کہ مدار شرافت انسانی کا کہ جسکی وجہ سے انسان اشرف المخلوقات کہلاتا ہے"

آغاز نفس مضمون:۔
"شیخ فقیہ، عالم ثقہ ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد ابراہیم"

یہ ابن بطوطہ کا سفرنامہ ہے جو حیدرآباد کے مدار المہام اقبال الدولہ کے عہد میں عربی سے اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے۔
مترجم نے دس صفحے کا دیباچہ لکھا ہے اس کے بعد نفس مضمون شروع ہوتا ہے۔ جلد اول کا یہ ترجمہ ہے

اختتام
"کبیر الاصل کے ہیں یہ امر مجھے بستکیم پیش آیا"
اس کے بعد کے اوراق نہیں ہیں۔
یہ ترجمہ شایع ہوگیا ہے۔ اور سفرنامہ ابن بطوطہ جلد اول سے موسوم کیا گیا ہے۔

سائنس (ج)

(۱) طبعیات

(۵۰۲۱) منتخب البصر

نمبر یاصفی (۲۰۵) سائز (۹×۵) صفحہ (۲۰۴)

سطر (۱۱) خط نستعلیق۔

مترجم ۔ رتن لال

تاریخ ترجمہ ۱۲۵۳ھ کتابت ۱۲۸۱ھ

رتن لال نام نواب شمس الامراء کی سرکار سے متوسل تھے، شاعر بھی تھے مست تخلص تھا، تاریخ کے سلسلہ میں ان کا حال درج ہوا ہے۔

آغاز :۔

"بعد حمد اس صانع کے کہ جس نے اشکال گوناگوں سطح ہستی پر منقش کیا اور نعت اس کے حبیب کی کہ جس نے آب و رنگ شریعت سے اجسام جہاں کو جلوہ دیا۔ درود اوپر اس کے اور اوپر آل و اصحاب اس کے۔ اہل بصیرت پر پوشیدہ نہ رہے یہ رسالہ موسوم منتخب البصر بیچ علم دورنما کے کہ اسے علم انظار بھی کہتے ہیں۔"

اس کتاب میں علم دورنما یعنی انظار کے مسائل لکھے گئے ہیں۔ دراصل یہ فارسی کتاب رفیع البصر ہے جو امیر بیگاہ رفیع الدین خاں کی تالیف تھی اور فارسی میں لکھی گئی تھی اس کا ترجمہ جو شمس الامراء کے دارالترجمہ میں کیا گیا ہے بطور سوال و جواب مرتب کیا گیا ہے اس قدر اقتباس ملاحظہ ہو۔

"تیسری گفتگو اعمال ہندسہ کے بیان میں۔

سوال۔ اگر ایک خط مستقیم مفروضہ کے طرف پر عمود اتارنا منظور ہے تو کیا عمل کرنا۔

جواب۔ دیکھو یہ جو بیچ شکل کو اب ایک خط مفروضہ ہے اور ا کے نقطے سے اس خط پر عمود اٹھایا یا رکھنا چاہتے ہیں اس واسطے "س" ایک لفظ ا کے سامنے ایسا فرض کیا کہ اگر اس نقطے کو مرکز پرکار کر کے س ا کی تفاوت سے قوس کھینچیں تو اس خط مفروضہ کو قطع کرے جیسا کہ بیان "د" میں قطع کیا ہے۔"

اختتام :۔

"ج ۔ بہت مبارک اور اللہ حافظ ہے جاؤ۔ چھٹا مقالہ عکس اجسام کے بیان میں یہ رسالہ تمام ہوا بعون اللہ تعالیٰ اور حسن توفیق اس کے اور اس کی تاریخ کا مادہ اس قطعہ میں موزوں ہے۔

مرتب جب ہوا یہ سب رسالہ
بحق سید ابرار نامی
بجس کی جو ہیں نے اسکی تاریخ
کہی کل عقل نے انظار نامی
۱۲۵۳ھ

ترقیمہ:-

"بحسب فرمایش نواب نعیم الدین خاں بہادر خلف الصدق نواب نعمت یار جنگ بہادر بخط عاصی پُرمعاصی سید احمد اللہ عفی عنہ بتاریخ بستم ماہ ربیع الثانی ۱۲۸۱ھ باتمام رسید"

یہ کتاب شایع ہو چکی ہے۔ خود نواب شمس الامرا کے سنگی چھاپے خانے میں طبع ہوئی ہے۔ مطبوعہ نسخے بعض کتب خانوں میں موجود ہیں اس کے قلمی نسخے نایاب ہیں۔

(۵۴۲) ستہ شمسیہ

نمبر (۱۳۲۰ جدید) سائز (۸×۵½) صفحہ ۱۸۴
سطر (۱۱) خط نسخ۔

مترجم۔ دارالترجمہ شمس الامراء

تاریخ ترجمہ ۱۲۵۳ھ

نواب شمس الامراء امیر پائیگاہ حیدرآباد کے دارالترجمہ کا تذکرہ اوراق گزشتہ میں آچکا ہے آپ کے دارالترجمہ میں کئی صاحب موجود تھے جو انگریزی اور فرانسیسی زبان کی کتابوں کا ترجمہ اردو میں کرتے اور یہ کتابیں نواب صاحب کے پریس جو سنگی چھاپے خانہ سے موسوم تھا شایع ہوتیں، اور ان کی تعلیم نواب صاحب موصوف کے کالج یعنی مدرسہ فخریہ میں ہوتی تھی۔

آغاز:-

"لایق حمد کے وہ حکیم مطلق ہے کہ جس کی قدرت کاملہ نے خلقت موجودات کو عناصر سے ایسا مرکب کیا کہ اس کے دریافت میں عقل دوربین عاجز اور قاصر ہے"

یہ رسالہ علم طبعیات کے چھ شعبوں پر مشتمل ہے جو حسب ذیل ہیں

(۱) علم جر ثقیل۔
(۲) علم ہئیت۔
(۳) علم آب یعنی مائیات۔
(۴) علم ہوا۔
(۵) علم مناظر۔ انعکاس نور اور نور کے اجزا کا بیان۔
(۶) علم برق اور مقناطیس۔

لیکن یہ نسخہ ناقص الآخر ہے۔ چند شعبوں کا بیان نہیں ہے۔

ان رسالوں کو ریونڈ چارلس کے ایک انگریزی کتاب سے ترجمہ کیا گیا ہے جو لندن میں ۱۸۳۸ء میں طبع ہوئی تھی۔

شمس الدین فیض نے شمس الامراء کے دارالترجمہ کے اس ترجمہ کی تاریخ تالیف نواب شمس الامراء سے ۱۲۵۳ھ نکالی ہے۔

اس کتاب کو سوال و جواب کے طور پر لکھا گیا ہے۔ نقشے اور سوالات اور فہرست مضامین اور غلط نامہ بھی شامل ہے۔

اختتام

"استاد ہر علم کی تعلیم کے بعد اس کتاب سے شاگردوں سے سوال کر کے جوابات پوچھے تا دوسری کتاب سے سوالات کی احتیاج نہ ہو"

ستہ شمسیہ حیدرآباد، مدراس اور دہلی میں چار مرتبہ طبع ہوئی ہے۔ پہلی مرتبہ ۱۲۵۶ ہجری میں خود نواب شمس الامرا کے پریس میں جو سنگی چھاپے خانہ سے موسوم تھا طبع ہوئی۔ دوسری مرتبہ بھی اسی پریس میں ۱۲۶۶ھ میں طبع ہوئی تیسری مرتبہ

سنہ ۱۲۷۳ھ میں مدراس میں طبع ہو کر شایع ہوئی اور چوتھی مرتبہ دھلی سے ۱۸۸۸ء میں شایع ہوئی ہے۔
اس کتاب کے مطبوعہ اور قلمی نسخے کئی کتب خانوں میں موجود ہیں۔ چنانچہ مطبوعہ نسخہ اسی کتب خانہ میں موجود ہے۔ قلمی نسخے کتب خانہ سالار جنگ اور کتب خانہ ادارۂ ادبیات اردو میں موجود ہیں۔

(٢) ریاضی

(۵۴۳) رسالہ حساب

نمبر ریاضی (۱۳۱) سائز (۴ × ۹) صفحہ (۵۲)

سطر متن (۱۳) حاشیہ (۲۴) خط نستعلیق

تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۵۰ھ

اس رسالہ کے مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز

"حمد بے عدد واحد بے مثل کو سزاوار ہے اور درود بے شمار رسولوں پر تا ابد ہے۔ بعد اس کے حساب کا بیان ہے۔ مراد حساب وہ علم ہے جس سے مجہول عدد کے نکالنے اور حاصل کرنے کا حال عدد معلوم حاصل سے بآسانی جاننا چاہیئے۔"

جیسا کہ نام سے واضح ہے اس رسالہ میں علم ریاضی کے چند مسائل کا ذکر ہے۔

اختتام

"مثلاً اگر پوچھا جائے کہ ان کسروں ٩١٨ / ١٩٩٨ کا اختصار کہاں تک ہو سکتا ہے عمل یہ ہے۔"

ناقص الآخر کتاب ہے۔

(۵۴۴) رسالہ ریاضی

نمبر ریاضیات (۱۲۰۹) سائز ۱۰ × ۱۸ صفحہ ۵

سطر (۱۱) خط شکستہ تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۵۰ھ

آغاز:-

"تھوڑے قاعدے ہندسہ کے مبتدیوں کے واسطے علم ہندسہ علوم ریاضی سے ہے۔ اس کا کام طول عرض عمق مقادیر شمار کرنے کا ہے اور اس میں بحث نقاط اور خطوط اور سطوح سے ہے۔"

اس رسالہ میں علم ریاضی کے چند مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ خط، زاویہ، سطح، مثلث۔ مساحت اجسام، مساحت، مکعب، جر ثقیل وغیرہ کا بیان ہے۔ چند نقشے بھی شامل ہیں۔

اختتام:-

"۔۔ جتنے آلہ کلید جر ثقیل کے ہیں انوں کی ترکیب سے ہزاروں قسم کے آلات نکالے ہیں۔ چنانچہ نجاری اور آہنگ گری اور گھڑیاں سازی وغیرہ۔"

(۵۴۵) انوار بدریہ

نمبر ریاضی (۳۱) سائز ۸ × ۱۳ صفحہ (۴۳)

سطر (۱۰) خط نستعلیق۔

مصنف۔ سید شاہ علی

تاریخ تصنیف ۱۱۵۵ھ کتابت سنہ ۱۲۰۰ھ

مصنف کے حالات قبل ازیں درج ہو چکے ہیں۔

آغاز:۔

"جاننا چاہیے کہ وے نسبتیں جو اقلیدس میں مذکور ہیں۔ اگرچہ کثرۃ فوائد میں بہتر از شکل عروس ہیں لیکن معانی میں باوجود نزاکت ایسے قلیل الالفاظ جن کا سمجھنا مبتدیوں کو بغایت دشوار بلکہ منتہیوں کو بھی۔ اس لئے ان کو اس ذرہ بے مقدار شاہ علی ساکن قلعہ ادھونی نے زبان ہندی میں بہ عبارت سلیس مع امثلہ عددی ترجمہ کیا۔"

اس کتاب میں علم ریاضی کی نسبتوں کا بیان ہے یعنی مقادیر، نسبتوں کے اقسام، عکس نسبت، ابدال نسبت، ترکیب نسبت۔ تفصیل نسبت وغیرہ ان سب کو مثالوں کے ذریعہ سمجھایا گیا ہے۔

اختتام:۔

"عدد تام وہ عدد ہے کہ مساوی پر مجموعہ اجزا سے اپنی مثلاً چھ کہ مجموعہ اجزا و ثلث ہے۔ اس کا جو تین دو ایک بیٹھے چھ ہے اور علی ہذا اٹھائیس کہ مجموعہ اجزا خمسہ ہے۔ اس کا نصف و ربع و سبع اور چودھواں اور اٹھائیسواں۔ واللہ اعلم بالصواب"

ترقیمہ:۔

بتاریخ بست و یکم ربیع الاول ۱۲۸۰ھ اتمام یافت

کتب خانہ سالار جنگ میں اس کا ایک مخطوطہ موجود ہے

(۵۴۶) انوار بدریہ (دوسرا نسخہ)

میر ریاضی ۱۴۷ | سائز ۱۰×۶ | صفحہ (۲۱)

سطر (۱۵) خط ثلث۔ کتابت ۱۲۶۰ھ

آغاز:۔

"جاننا چاہیے کہ وے نسبتیں جو اقلیدس میں مذکور ہیں۔ اگرچہ کثرۃ فوائد میں بہتر از شکل عروسی ہیں۔"

اختتام:۔

"جو نصف و ربع و سبع اور چودھواں اور اٹھائیسواں ہے۔"

ترقیمہ:۔

بتاریخ دوم ماہ ذیقعدہ ۱۲۶۱ھ اتمام یافت

(۵۴۷) انوار بدریہ (تیسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۲۶۶۷ جدید) سائز (۸½×۵½ انچ)

صفحہ (۳۴) سطر (۱۱) خط نستعلیق۔

کتابت ۱۲۶۶ھ

آغاز:۔

"بعد حمد پروردگار و نعت مختار صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین کے معلوم رہے کہ"

اختتام:۔

"اور چودواں اور اٹھائیسواں ہے اٹھائیس ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔"

ترقیمہ:۔

تمت بالخیر ۱۰ ماہ رمضان المبارک ۱۲۶۶ ہجری

جاننا چاہیے کہ یہ رسالہ ۱۲۵۰ ہجری میں بنایا گیا ہے۔ مورخہ بستم شعبان المعظم ۱۲۶۰ ہجری باتمام رسید

(۵۴۸) تذکرہ رشیدیہ

نمبر ریاضی (۳۲۵) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۰۷)

سطر (۱۷) خط ثلث

مصنف۔ شاہ علی

تاریخ تصنیف بعد ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۵۰ھ

مصنف کے حالات قبل ازیں درج ہو چکے ہیں

آغاز

"تذکرہ ایک روز جناب اقتدار مآب اقتدار الملک

اقتدار الدولہ محمد رشید الدین خاں بہادر ابن نواب
مستطاب امیر کبیر شمس الامرا محمد فخر الدین خاں بہادر
ایسا فرمایا کہ علم ہندسہ میں کوئی نسخہ ایسا نہیں ہے کہ
جسکی تعلیم سے مبتدیوں کو فی الجملہ بصیرت حاصل ہو اور
پائے شوق دراز اگر کوئی لکھے تو کیا بہتر ہے۔"

اس رسالہ میں اقلیدس کے اشکال کا حل ہے اولاً
تعریفات بیان کئے گئے ہیں اس کے بعد یکے بعد دیگر
اڑتالیس اشکال حل کئے گئے ہیں۔

اختتام:-

"پس اضلاع مثلثین ا ج ب، ا ج
بنظایر مساوی ہونگے۔ اس زاویہ ج ا ب مساوی
ہوگا زاویہ قائمہ ج ا د کو مساوی القائمہ المراد۔"

ترقیمہ:-

باتمام رسید بتاریخ چہارم ماہ محرم ۱۲۵۰ھ ہجری
کتب خانہ سالار جنگ میں ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔
یہ کتاب شایع ہوگئی تھی مگر اب نایاب ہے۔

(۵۴۹) تذکرہ رشیدیہ (دوسرا نسخہ)

نمبر ریاضی (۳۲) سائز (۸×۱۲) صفحہ (۶۴) سطر
(۱۷) خط شکستہ۔ کتابت ۱۲۸۱ھ

آغاز:-

"تذکرہ ایک روز جناب اقتدار مآب اقتدار الملک اقتدار الدولہ
محمد رشید الدین خاں"

اختتام:-

"زاویہ قائمہ ج ا د کہ وہ مساوی ہوگا زاویہ
قائمہ ج ا د کہ وہ مساوی القائمہ مراد۔"

ترقیمہ:-

تحریر فی التاریخ بست و نہم محرم سنہ ۱۲

(۵۵۰) تذکرہ رشیدیہ (تیسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۳۶۶۶ جدید) سائز (۸½×۵½ انچ)
صفحہ (۱۰۰) سطر (۱۶) خط نستعلیق۔

آغاز:-

"تذکرہ ایک روز جناب اقتدار مآب اقتدار الملک
اقتدار الدولہ محمد رشید الدین خاں بہادر ابن نواب
مستطاب امیر کبیر شمس الامرا محمد فخر الدین خاں بہادر نے
ایسا فرمایا کہ"

اختتام:-

"ج ا د کو مساوی القائمہ قائمہ وہو المراد باللہ
التوفیق والرشاد۔"

(۵۵۱) کسور اعشاریہ

نمبر ریاضی (۴۳) سائز (۱۰×۵) صفحہ (۵۹)
سطر (۱۱) خط نستعلیق۔

تاریخ تصنیف ۱۲۵۳ھ کتابت ۱۲۵۳ھ

یہ رسالہ نواب شمس الامراء کے دار الترجمہ میں ترجمہ
ہوا ہے۔ مترجم کا نام معلوم نہیں ہوتا۔ نواب صاحب کے
دار الترجمہ میں چند مترجم مامور تھے جن میں غلام محی الدین،
مسٹر جونس، موسیو ٹنڈرسی، میر شجاعت علی، رتن لال،
مسٹر جوزف وغیرہ شامل تھے۔
اس لئے کسی خاص شخص سے اس رسالہ کی تالیف کو
منسوب کرنا دشوار ہے۔

آغاز:-

"بعد حمد محاسب حقیقی اور نعت رسول صلی اللہ

علیہ وسلم کے عالمان علم حساب پر پوشیدہ نہ رہے کہ یہ رسالہ مختصر اردو زبان میں بطریق سوال وجواب تلمذ او استاد کے اصول علم، کسورات عشریں کہ ان کو کسور عاشریہ بھی کہتے ہیں اور یہ مشتمل ہے اوپر چار گفتگو کے پہلی گفتگو کسورات عشر کی تعریف اور جمع کسور اور تفریق کسور کے بیان میں۔"

جیساکہ آغاز کی عبارت سے واضح ہے کہ یہ رسالہ علم ریاضی کی ایک شاخ سے متعلق ہے۔اس کو چار فصل میں منقسم کیا گیا ہے۔

(۱) کسورات عشر کی تعریف اور جمع کسور اور تفریق کسور۔
(۲) ضرب کسور۔ (۳) تقسیم کسور۔
(۴) جذر و مکعب وغیرہ۔

ان سب کو مثالوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے

اختتام:۔

"اور سب طرح سے بندہ مرہون وممنون ہے۔ اب رخصت ہوتا ہے آداب بجالاتا ہے۔

استاد بہت مبارک ہے اللہ تعالیٰ تم کو اس سے زیادہ ہدایت دے۔"

ترقیمہ:۔

تمت بالخیر ۲ صفر ۱۲۵۴ھ

اس سے ایک سال کے بعد ۱۲۵۵ھ میں یہ کتاب نواب شمس الامراء کے سنگی چھاپے خانے میں طبع ہوئی ہے، ادارۂ ادبیات اردو کے کتب خانہ میں ایک نسخہ ہے

(۵۵۲) شرح خلاصہ حساب

نمبر شمالات (۱۲۰۸) سائز (۵×۸) صفحے (۵۸)
سطر (۲۵) خط شکستہ۔
مصنف۔ خواجہ نورالدین خاں۔

تاریخ تصنیف ۱۲۶۳ھ۔ کتابت ۱۲۸۱ھ

مصنف خواجہ نورالدین خاں خطاب قطب یار جنگ آصفی خاندان سے تعلق رکھتے تھے انکے والد کا خطاب جسارت الدولہ تھا۔ خواجہ نورالدین کو علم ریاضی سے خاص دلچسپی تھی اس رسالہ کو انہوں نے اپنے خواجہ رحیم الدین عرف خواجہ عبدالقادر کی تعلیم کی غرض سے تالیف کیا۔

آغاز:۔

"حمد اوس واحد حقیقی کو سزاوار ہے کہ ترکیب تمام افراد بشر کی اوس کی ذات سے ہے اور مجموعہ تمام اجزائے کائنات کے مانند عدد تام کے راجع طرف اوس کے اور ہزاروں درود اوس، محمد بلا میم پر تصنیف کرۂ قمر کی ادنیٰ معجزہ سے اوس کے ہے۔"

اس رسالہ میں جمع، تفریق، ضرب، تقسیم، مکعب وغیرہ علم حساب کا بیان ہے۔ کتاب چند ابواب پر تقسیم ہے۔ ہر باب میں چند فصل ہیں۔ پہلے باب میں اعمال صحاح کا بیان ہے۔ اس کو دو فصلوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلی فصل میں عمل جمع اور تضعیف کا بیان ہے، اور دوسری میں تنصیف کا بیان ہے اس طرح دیگر ابواب کی تقسیم ہے۔ جن میں تفریق، ضرب، تقسیم وغیرہ کا بیان ہے۔

کتاب کے آخر میں چند تاریخی [illegible] بھی شامل ہیں اس کتاب کو عظمت الحساب سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔

اختتام:۔ گفت اور حسن ہمہ رس کنف [illegible]
شد قبول خلایق و دل ما

ترقیمہ:۔

بعون اللہ تعالیٰ کتاب عظمت الحساب بتاریخ
[illegible] ۱۲۸۱ھ

روز شنبہ در بلدۂ حیدرآباد بدست اضعف العباد اللہ الفقیر میر لطف علی عفی اللہ عنہ باتمام رسید

(۵۵۲) رسالہ حساب

نمبر شمالات (۳۰۶) سائز (۹×۱۸) صفحہ (۰۹)
سطر (۲) خط نستعلیق
تاریخ تصنیف ما بعد ۱۲۵۰ھ
مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز:-

"قواعد یکہ علم حساب کا بیان مختصر، علم حساب میں بحث عددی ہے۔ عدد وہ چیز ہے کہ اپنے مجموعہ حاشیہ کا نصف ہو۔ چنانچہ پانچ کہ اوس کا حاشیہ ادھے اول چار ہیں اور حاشیہ دوم شش ان دونوں کا مجموعہ دس ہوا۔"

اس رسالہ میں علم حساب اور اقلیدس اور ہیئت کے بعض مسائل کا تذکرہ ہے۔ ابتداء میں چند نقشے ہیں۔ یہ نقشے قطر، مثلث، شکل شلجمی، ہلالی، قطاع اکبر، معین، مستطیل مربع وغیرہ پر مشتمل ہیں۔

اختتام:-

"اور اس اربعہ تناسب کے قاعدے کے سوائے کے قاعدے مثلاً خطائیں اور مقالس اور جبر و مقابلہ وغیرہ کے بہوت سے ہیں ان سب کا بیان مبسوط کتب میں موجود ہے۔ اس مختصر میں اتنا ہی کافی ہے۔"

روز شنبہ در بلدۂ حیدرآباد بدست اضعف العباد اللہ الفقیر میر لطف علی عفی اللہ عنہ باتمام رسید

(۵۵۳) رسالہ حساب

نمبر شمارات (۳۰۶) سائز (۹×۱۸) صفحہ (۱۹)

سطر (۲) خط نستعلیق

تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز :-

"قواعد یکہ علم حساب کا بیان مختصر، علم حساب میں بحث عددی ہے۔ عدد وہ چیز ہے کہ اپنے مجموعہ حاشیہ کا نصف ہو۔ چنانچہ پانچ کہ اوس کا حاشیہ ادھے اول چار ہیں اور حاشیہ دوم چھ ہیں ان دونوں کا مجموعہ دس ہوا۔"

اس رسالہ میں علم حساب اور اقلیدس اور ہیئت کے بعض مسائل کا تذکرہ ہے۔ ابتداء میں چند نقشے ہیں۔ یہ نقشے قطر، مثلث، شکل شلجمی، ہلالی، قطاع اکبر، معین، مستطیل مربع وغیرہ پر مشتمل ہیں۔

اختتام :-

"اور اس اربعہ متناسبہ کے قاعدے کے سوائے کے قاعدے مثلاً خطا تما اور مقالس اور جبرو مقابلہ وغیرہ کے بہوت سے ہیں ان سب کا بیان مبسوط کتب میں موجود ہے۔ اس مختصر میں اتناہی کافی ہے۔"

روز شنبہ در بلدۂ حیدرآباد بدست اضعف العباد اللہ الفقیر میر لطف علی عفی اللہ عنہ باتمام رسید

(۵۵۲) رسالہ حساب

نمبر شمارات (۳۰۶) سائز (۱۸×۹) صفحہ (۰۹)
سطر (۲) خط نستعلیق
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ
مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

"قواعد یکہ علم حساب کا بیان مختصر، علم حساب میں بحث عددی ہے۔ عدد وہ چیز ہے کہ اپنے مجموعہ حاشیہ کا نصف ہو۔ چنانچہ پانچ کہ اوس کا حاشیہ ادھے اول چار ہیں اور حاشیہ دوم چھ ان دونوں کا مجموعہ دس ہوا۔"

اس رسالہ میں علم حساب اور اقلیدس اور ہیئت کے بعض مسائل کا تذکرہ ہے۔ ابتداء میں چند نقشے ہیں۔ یہ نقشے قطر، مثلث، شکل شلجمی، ہلالی، قطاع اکبر، معین، مستطیل مربع وغیرہ پر مشتمل ہیں۔

اختتام:۔

"اور اس اربعہ تناسب کے قاعدے کے سوائے کے قاعدے، مثلاً خطا بما اور مقالس اور جبر و مقابلہ وغیرہ کے بہوت سے ہیں ان سب کا بیان مبسوط کتب میں موجود ہے۔ اس مختصر میں اتنا ہی کافی ہے۔"

(٣) کیمیا

(٥٥٤) خواص الاشیاء

نمبر فلسفہ (٥٩٨) سائز (٨×١٣) صفحہ (٥٢١)
سطر (١٥) خط نستعلیق۔
مصنف سید کمال الدین حیدر۔
تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۸۲ھ
مصنف سید کمال الدین حیدر کا عرف محمد میر حسین تھا۔ اودھ کے شاہی دربار سے متوسل انگریزی سے واقف تھے۔ طب میں دخل تھا۔

آغاز:-

"الحمد للہ الذی الخ جناب سید کمال الدین حیدر عرف محمد میر حسین الحسینی من افضل السادات و اکمل الکمالات نے زبان انگریزی سے ترجمہ اردو میں کیا اور مسمول بارکس صاحب کی اصول کیمسٹری یعنے خواص اشیاء موالید ثلاثہ کا درج کیا اور اسے صاحب عالیشان کرنل وسکاک صاحب جو مہتمم رسد خانہ سلطانی ہیں بخوبی صحیح کیا اور اس کتاب کو میر خاں صاحب کو واسطے تجربہ کے دیا اور جناب میر خاں صاحب قبلہ نے نام اس کا خواص الاشیاء موسوم فرمایا"

جیسا کہ آغاز کی اس عبارت سے واضح ہے کہ یہ کیمسٹری کتاب ہے اور اس کو ترجمہ کرنے کے بعد متعدد اصحاب نے صحت کی جانچ کی ہے۔

اس کتاب میں (٦٧٢) فقرات ہیں یعنے کتاب کو اس قدر عنوان پر تقسیم کیا گیا ہے۔ اکثر نام (اصطلاحات) انگریزی میں باقی رکھے گئے ہیں مثلاً آکسیجن، گیاس، سلفات، فاسفورس، پوٹاشیم، کاربن، نائٹروجن وغیرہ۔

اختتام:-

"ف ٦٧٢ فی الحقیقت ہمارے یقین کرنے کا ایک سبب ہے کہ مرکب جدید اوس جذبہ کی جہت سے پیدا ہوتا ہے جس کا نام ہیولی پابند ہے اور وہ جذب اجزائی باریک بہ بھی اول صورت مثل جذب نظام شمسی کے عمل کرتا ہے"

ترقیمہ

تمت تمام شد بتاریخ ہفتدہم شہر ذیحجہ ۱۲۸۲ھ یوم پنجشنبہ

(٥٥٥) کیمسٹری

نمبر متفرق (١٤٧) سائز (٨×١٣) صفحہ (٢٨)
سطر (٢١) خط نستعلیق
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ

ناقص الاوّل :

آغاز

"....... چاندی بنانا بلکہ علم کیمیا ......
ذی روح و غیر ذی روح کی بناوٹ ہو یا ہئیت
معلوم ہوتی ہے ۔علم آئینہ قدرت ہے جس میں ...
... کا نظر آتا ہے ۔زمانہ سلف میں حکمایان یونانی
کے نزدیک کل عالم کی بناوٹ چار عنصروں سے
تھی ۔خاک ، باد ، آب ، آتش ان کو وہ مفرد
اشیاء جانتے تھے "

جیسا کہ نام سے واضح ہے ۔یہ کیمسٹری کا ایک
مختصر رسالہ ہے اس میں چند مسائل ذیل کا بیان
ہوا ہے ۔

مرکبات بننے کی کیفیت ، اصطلاحات کیمیاوی ،
کیمیائی ترکیبیں اور آلات ، تقطیر کرنا تھرمامیٹر
یعنی مقیاس الحرارت ۔اسپنک گردانی یعنی وزن
متناسب رقیق چیزوں کی اسپنک گردانی نکالنے
کی ترکیب ۔کیمیاوی مساواتیں ، آکسیجن ،
ہیڈروجن ، پانی کا بیان ، نیٹروجن ہوا کا بیان ،
امونیا ، کلورین ، ہیڈروکلورک ایسڈ وغیرہ
کتاب میں آلات کے نقشے بھی دیئے گئے ہیں ۔
اور ترکیبیں بھی لکھے گئے ہیں یعنی تجربے بیان
کئے گئے ہیں ۔

اختتام :

"پلاٹینم کی شناخت یہ ہے کہ جبکہ پانی کلورائڈ
آف پلاٹینم کے پانی میں نوشادر ... ڈالیں تو
... تہ نشین ہوتا ہے آنچ دینے سے
جس کے جز مستفرق ہو جاتے ہیں اور سیاہ
رنگ کی اسفنجی پلاٹینم دھات علیحدہ ہوتا ہے "

آغاز کے دو صفحے چاک ہونے سے جوڑے گئے ہیں
اس لئے ابتدائی عبارت ناقص ہوگئی ہے ۔

(۵۵۶) رسالہ کیمسٹری

نمبر فلسفہ (۴۲) سائز (۹×۹) صفحہ (۱۴۹)
سطر (۱۰) خط نستعلیق ۔
مترجمہ ۔دارالترجمہ شمس الامراء
تاریخ ترجمہ ۱۲۵۹ھ

یہ رسالہ نواب شمس الامراء کے دارالترجمہ میں
ترجمہ کیا گیا ہے مترجمین کے اسماء قبل ازیں لکھ دیئے
گئے ہیں ۔

آغاز :۔

"سزاوار حمد وہ حکیم مطلق ہے کہ جس نے ترکیب
عناصر سے اجسام مختلفہ اور طبایع گوناگوں پیدا
کیا اور قابل نعت وہ صاحب لولاک ہے کہ
باوجود جسمانیت فی الارض عناصر سے پاک رہے ۔
ہزاروں ہزار صلوات ان پر اور ان کی آل اور اصحاب پر
کے یہ رسالہ مختصر علم کیمسٹری کا حسب الحکم حضرت
نواب صاحب قبلہ نواب شمس الامراء بہادر امیر
کبیر دام اقبالہ کے ترجمہ کیا گیا ...... روبرٹ جان
ٹائم کے مختصر رسالہ کا اردو ترجمہ رسالہ انگریزی
زبان سے اردو عبارت میں لکھا گیا "

اس رسالہ میں چند کیمسٹری کے مسائل درج
ہیں ۔اس کے ساتھ ایک سو سوالات بھی درج
ہیں رسالہ بارہ ابواب میں منقسم ہے ۔ہر باب کو
گفتگو سے موسوم کیا گیا ہے ۔انکی تفصیل حسب ذیل ہے

(۱) علم کیمیا کی تعریف اور اربعہ عناصر ۔

(۲) نور، حرارت، تھرمامیٹر کی خاصیت۔
(۳) گرمی کا اثر بھاپ اور برف۔
(۴) ہوا آکسیجن اور نیٹروجن کے خواص۔
(۵) جمادات۔ (۶) کوئلہ و کاربن۔
(۷ و ۸) فلزات اور دھاتوں کے پگھلانے کا طریقہ۔
(۹) سوڈیم اور پوٹاسیم کے خواص۔
(۱۰) امونیا پوٹاسس اور سوڈا کے خواص۔
(۱۱) حاک، چونا، چقماق وغیرہ۔
(۱۲) مختلف ایسڈ او سالٹ

اختتام

"اور سس گیاز کے موجود ہونے کے سبب پانی، شراب، بیر، سینا مٹی وغیرہ جوش کھاتے ہیں اور پانی میں گیز پیدا کرکے وہ پانی جھاڑوں کی جڑوں میں ڈالنا بہت فائدہ کرتا ہے۔ کس واسطے کہ کرین یعنی کوئلہ سب نباتات میں شریک ہے۔"

۱۲۶۲ھ میں یہ رسالہ شمس الامراء کے پریس میں طبع ہوا تھا۔

(۵۵۷) علم کیمسٹری (دوسرا نسخہ)

نمبر فلسفہ (۷۰) سائز (۹×۵) صفحہ (۱۷۷) سطر (۱۰) خط نستعلیق۔

آغاز

"سزاوار حمد وہ حکیم مطلق ہے کہ جس نے ترکیب عناصر سے اجسام مختلف اور طبائع گوناگوں پیدا کیا۔"

اختتام

"کس واسطے کہ کرین یعنی کوئلہ سب نباتات میں شریک ہے۔"

(۴) ہیئت

(۵۵۸) دائرہ ہندسہ

نمبر ریاضی (۱۱۰) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۵)
سطر (۵) خط نستعلیق
تاریخ تصنیف ۱۲۳۱ھ / ۱۸۱۶ء
مصنف یا مترجم کی کوئی صراحت نہیں ہوئی۔

آغاز:۔
"دائرہ ہندیہ کو موازی افق رکھنے کے واسطے اور گھڑیال کا وقت وغیرہ درست کرنے کے لئے خط نصف النہار پیدا کرنے کی صحیح ترکیبیں ولیم جونس صاحب کی نکالی ہوئی ہیں۔ چنانچہ بہت سے صاحب لوگ کہ جن کو علم ہیئت نہیں ہے دائرہ ہندیہ کا آلہ اپنی گھڑیالوں کا وقت صحیح کرنے کے واسطے مول لیتے ہیں۔"

اس رسالہ میں علم ہیئت کے بعض مسائل کا بیان ہے دائرہ ہندسہ افقی کے آلہ کو نصب کرنے کی ترکیب بیان کی گئی ہے اور رسال کبیسہ کا حساب درج کیا گیا ہے۔

۱	۱ = ۱
۱	۳۱ =
۲	۱ =
۲	۳۱ =
۲	۵۹ =
۳	۴۸

اختتام:۔

(۵۵۹) شمس الہیئت
ترجمہ شرح چغمینی

نمبر ریاضی (۱۳۵) سائز (۱۲×۶) صفحہ (۲۷۱)
سطر (۱۰) خط ثلث
مترجم۔ شاہ علی۔
تاریخ ترجمہ ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۶۰ھ

شاہ علی ادھونی (ضلع بلاری) کے متوطن تھے۔ عربی اور فارسی کی اعلیٰ قابلیت تھی۔ علم ہیئت اور ریاضی سے خصوصی شغف تھا۔ نواب شمس الامراء فخرالدین خاں کے فرزند بدرالدین خان معظم الملک کی سرکار کے متوسل تھے۔ کئی کتابوں کے مترجم و مولف ہیں۔ انھوں نے لفظی ترجمہ نہیں کیا بلکہ آزاد ترجمہ کیا ہے۔

آغاز:۔
"سبحان اللہ کہ جس کی قدرت کا ذرا سا نمونہ یہ ہے کہ اجرام علویہ اور اجسام سفلیہ کو عدم سے وجود میں لایا۔ اور ان کے فعل و انفعال سے انواع و اقسام کے مصنوع ایک سے ایک بہتر سطح زمین پر بنائے"

یہ رسالہ عربی کی کتاب شرح چغمینی کا جو علم ہیئت کی مشہور کتاب ہے کا ترجمہ ہے۔ اس کو مترجم نے

شمس الامراء کے دارالترجمہ کے لئے ترجمہ کیا ہے۔ بطور سوال
وجواب نفس مضمون کی صراحت کی گئی ہے۔ ایک
مقدمہ اور چوبیس فصل میں اس کتاب کو تقسیم کیا
گیا ہے۔ ہر فصل کو "گفتگو" سے موسوم کیا ہے نفس مضمون
کے پہلے تعریفات اس کے بعد اصطلاحات کی صراحت ہے

اختتام:۔

"ایک دقیقہ میں خمس وقایق ساعت است اور موافق
بطلیموس دس یوم گیارہ ساعت میں نصف خمس ساعت
سے کمالی طبقی علی من لہ درایۃ فی الحساب ھیا
حسب الحسابین .... سلام"

ترقیمہ:۔

بتاریخ بست وہشتم ماہ شوال ۱۲۶۰ھ روز
پنجشنبہ اتمام رسید۔

اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ ادارۂ ادبیات
اردو میں موجود ہے (زور ۴ ۱۵۴) اور ایک نسخہ نواب
سالار جنگ کے کتب خانہ میں ہے (ہاشمی ۲۹۲)

(۵۶۰) مفتاح الافلاک

نمبر ریاضی (۱۶۳) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۳۶)
سطر (۱۵) خط۔ نستعلیق۔
مصنف۔ عبدالسلام لکھنوی
تاریخ تصنیف ۱۲۵۰ھ / ۱۸۳۴ء

عبدالسلام شاہ اودھ کے دربار سے متعلق تھے۔
نصیر الدین حیدر کے حکم سے اس کتاب کو فرانسیسی زبان
سے ترجمہ کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ فرنچ زبان
سے واقف تھے۔

آغاز:۔

"علم ہئیات وہ علم ہے جس سے کواکب کی شکلیں اور
اوضاع اور ابعاد وغیرہ دریافت کئے جاتے ہیں
یہ علم شریف ہر عہد اور ہر ملک میں کم وبیش مروج
ہوتا چلا آتا ہے۔ چنانچہ قدیم تواریخ سے یہ معلوم
ہوتا ہے کہ سلف میں لوگ ہنر ودانش سے ناواقف
محض تھے۔ لیکن روز وشب اور جاڑے گرمی اور
ساعات کی شناخت رکھتے تھے۔"

یہ رسالہ علم ہئیت سے متعلق ہے فرانسیسی زبان
کے ایک رسالہ کا ترجمہ ہے جو بطور سوال وجواب لکھا
گیا ہے۔ کتاب بارہ فصل پر منقسم ہے جس کو "گفتگو"
سے موسوم کیا ہے۔ گفتگو جن امور سے متعلق ہے وہ یہ ہیں

(۱) زمین کی شکل اور حرکت اور مقدار کے بیان میں
(۲) نظام شمسی۔ (۳) میل، مرکز، اور دائرات نور۔
(۴) مکانوں کے عرض وطول (۵) دن اور رات کے
گھنٹے اور موسموں کے تغیر اور نور ماہ کا بیان۔
(۶) چاند کی حرکت اور چاند وسورج گہن۔
(۷) دریاؤں کا مد وجزر۔
(۸) شمس اور کوکبی زمانہ کا حساب۔
(۹) تعدیل زمانے کے بیان میں۔
(۱۰) اصلاح تقویم۔ (۱۱) انقلاب نقطی الاعتدال۔
(۱۲) ثوابت اور مساحت سیارات اور قرص آفتاب۔

اختتام:۔

"استاد۔ بہت اچھا اب تم رخصت ہو۔ خدا تمہاری
عمر دراز کرے اور ہر طرح کے علوم تم کو نصیب کرے۔ اپنے
قبلہ گاہی کو مرا سلام و نیاز کہو۔"

ترقیمہ

تمت تمام شد۔ بر رسالہ مسمی مفتاح الافلاک۔
تاریخ یازدہم ماہ رمضان المبارک ۱۲۵۰ھ ہجری

روز چہار شنبہ تمام شد۔

پہلی مرتبہ اس کی اشاعت ۱۸۳۳ء کلکتہ میں ہوئی ہے۔ دوسری بار شمس الامراء نے ۱۲۶۰ھ اپنے پریس میں طبع کیا ہے۔

پہلے صفحہ پر حسب ذیل عبارت درج ہے۔

"یہ رسالہ حسب الحکم محکم جناب سلطنت مآب ابوالنصر قطب الدین سلیمان جاہ عادل نوشیرواں زماں نصیرالدین حیدر بادشاہ زادہ خلداللہ ملکہ وسلطانہ کے حکم و کرنیل صاحب کے اصول علم ہئیات سے مترجم نے بوسیلہ عبدالسلام لکھنوی کے اردو زبان میں ترجمہ کیا"

اور دارالامارت کلکتہ میں مطبوع ہوا ۱۸۳۳ء

(۵۶۱) مسائل علم ہئیت

نمبر شاملات (۱۰۷۱ ، ۱۲) سائز (۸ × ۹) صفحہ (۵۳)

سطر (۲۱) خط شکستہ

تاریخ تصنیف بالعبد ۱۲۵۰ھ

مترجم کے نام کی کوئی تحقیق نہیں ہوئی

آغاز:۔

"مسائل ضروریہ علم ہئیت کے اول بیان ثوابت کا آسمان کے تارے جو ہم کو آنکھ سے نظر آتے ہیں وہ پانچ قسم کے ہیں۔ ایک ثوابت، دوسرے سیارے تیسرے اقمار، چوتھے سحابیہ، پانچویں ذوذنب پس ثوابت وہ ہیں جو اپنے جائے پر قائم ہیں"

اس رسالہ میں علم ہئیت کے چند مسائل اور طبعیات کے چند مسائل کا تذکرہ ہے یعنی ثقل۔ دباؤ علم ہوا آلات اور اختلاف شعاع، روشنی۔ انعکاس وغیرہ کا بیان ہوا ہے۔ آخر پر علم موسیقی کا تذکرہ ہے۔ آلات اور ہئیت کے نقشے بھی شامل ہیں۔

اختتام:۔

"ہنڈول راگ رنگنی بسنت در بہار ہمہ وقت بہار سند ورہ جنجو کے جنگلہ پیلو بٹ و منجری کافی در موسم بہار ہمہ وقت ایں ہمہ سرایند"

(۵۶۲) رسالہ اسطرلاب

نمبر شاملات (۲) سائز (۹×۵) صفحہ (۳۵)

سطر (۲۱) خط شکستہ۔

مصنف میر مصطفیٰ علی۔

تاریخ تصنیف ۱۲۵۶ھ۔

میر مصطفیٰ کے والد کا نام میر قاسم علی تھا۔ نواب صفدرالدولہ کی فرمائش پر فارسی سے یہ کتاب اردو میں ترجمہ کی گئی ہے۔

آغاز:۔

"الحمد للہ رب العالمین الخ

اما بعد فقیر حقیر میر مصطفیٰ علی بن میر قاسم علی الیاں کہتا ہے کہ رسالہ اسطرلاب کی زبان فارسی میں استادوں نے سلف کے جمع کر کر حسب اغراض نواب ذوالاقتدار جمشید وقار سکندر مقام نواب صفدرالدولہ بہادر کے ان کو لغت ہندی میں لکھا تاکہ ہر کسی طالب علم کو یا سانی تمام معلوم ہوئے"

جیسا کہ کتاب کے نام سے واضح ہوتا ہے یہ علم ہئیت کی کتاب ہے اس کو چند فصلوں میں منقسم کیا گیا ہے

اختتام:۔

"اور اس طرح استوا ہے کہ جس وقت کہ نصف النہار میں ہوئے خود ظاہر یا مستجاب ہوتی ہے"

ناقص الآخر ہے۔

---

(۵۶۳) رسالۂ علم ہیئت

نمبر ریاضی (۲۲۹) سائز (۸×۱۲) صفحہ (۷۰)
سطر (۱۷) خط۔ نستعلیق۔
تاریخ تصنیف قریب ۱۲۲۵ھ کتابت ۱۲۲۹ھ
ناقص الاول

مصنف یا مترجم کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

"اور یہ لفظ انگریزی ہے اس کو اہل عرب قرب شمس کہتے ہیں۔
س ۔ سیارے کا ایمرشن کیا ہے۔
ج ۔ یہ لفظ انگریزی ہے۔ گہن کے بعد جس وقت سیارہ منور ہوتا ہے اس کو سیارے کا ایمرشن کہتے ہیں"

اس رسالہ میں بطور سوال وجواب علم ہیئت کے بعض مسائل کا بیان ہے۔ چوبیس ابواب پر کتاب مشتمل ہے۔ آفتاب، چاند اور جملہ سیارگان فلک کا تذکرہ ہے۔ ان کی رفتار کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

"بس عالم پیچیدہ کے نوادرات کا کیا ذکر اس راہ جوئی میں بشر کی عقل کوتاہ اور پراگندہ ہوتی ہے تمام ہوا یہ رسالہ علم ہیئت میں"

(۵) انجینئرنگ

(۵۶۴) تسہیل فی جرالثقیل

نمبر ریاضی (۱۶۸) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۲۶)
سطر (۱۴) خط نستعلیق۔
مصنف سر سید احمد خاں۔
تاریخ تصنیف ۱۲۵۹ھ

وہ کون ہے جو سر سید احمد خاں کے نام سے واقف نہیں۔ مسلمانوں کے مخلص لیڈر کی حیثیت سے تمام ہندوستان ان کا ممنون ہے۔ سر سید احمد خاں دہلی میں ۱۷ اکتوبر ۱۸۱۷ء میں تولد ہوئے میر متقی آپ کے والد ماجد تھے اور نانا خواجہ فریدالدین، جن کو دربار مغلیہ سے دبیرالدولہ امین الملک کا خطاب سرفراز ہوا تھا۔

سر سید اپنی تعلیم کے بعد جو عربی فارسی پر مشتمل تھی سرکار کمپنی کے ملازم ہوئے۔ ملازمت کے زمانے میں مسلمانوں کی پستی کا ملال رہا، اور اس کے لئے تدبیر سوچتے رہے، بالآخر ملازمت سے سبکدوش ہو کر تمام تر مسلمانوں کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ علی گڑھ کالج قائم کیا۔ آثار الصنادید آپکی پہلی تصنیف ہے۔ اس کے بعد کئی کتابیں لکھیں ۱۸۹۸ء میں آپ کا انتقال ہوا۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی مسجد میں مدفون ہیں

آغاز:-

"آدمی کو لازم ہے کہ دن رات اپنے پروردگار کی تعریف کرے جس نے ایک چٹکی خاک سے طرح بطرح مورتیں بنائیں اور اپنے بندوں کو دین کی سیدھی سیدھی راہیں بتائیں اور اللہ کی رحمت ہو اس کے پاک پیارے محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ ان کے سبب سے ہم گمراہوں نے دوزخ کی آگ سے نجات پائی۔ . . . . . اور سید احمد حسینی الحسن المخاطب بخطاب جوادالدولہ سر سید احمد خاں بہادر عارف جنگ فتح پور سیکری ضلع آگرہ۔ منصف سب بزرگوں اور عقیدتمندوں کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔"

یہ علم جرالثقیل کا رسالہ ہے جس کو سر سید احمد خاں نے اپنی منصفی فتح پور سیکری کے زمانہ میں پادری جان جیمس مور کی خواہش سے مرتب کیا ہے۔ ترجمہ کے ساتھ اشکال کے نقشے بھی دیئے گئے ہیں اس میں محور، پہل - چرخی - پیچ - بیرم وغیرہ کا بیان ہے۔

اختتام:-

"اس سبب سے چرخیاں آسان پھرینگی اس لئے واجب ہے کہ چرخیوں کو سیدھا سامنے جڑیں۔"

ترقیمہ:-

تمت تمام بخط بے ربط ننگ خلائق
سید محمد تقی علی برادرزادہ حکیم سید محمد حسین
رضا یعنی پسر سید حیدر علی مرحوم و مغفور ہر کہ خواند
دعا طمع دارم ازانکہ بندۂ گنہ گارم

(٥٦٥) رسالہ قطاع (علم و عمل)

نمبر ریاضی (٥٨٠) سائز (٥×٨) صفحہ (١٣٢)
سطر (١٣) خط نستعلیق۔
مترجم۔ محمد فیاض الدین۔
تاریخ ترجمہ ۱۳۲۸ھ

محمد فیاض الدین نام فیاض تخلص اور مشرف جنگ خطاب تھا محمد عزیز الدین خاں کے فرزند قوم نوایط سے تعلق تھا۔ عزیز الدین صاحب حیدرآباد میں آصف جاہ رابع کے زمانہ میں تعلقدار تھے۔

فیاض الدین خاں اپنے زمانہ کے مطابق عربی فارسی کی تعلیم پائی حضرت شمس الدین فیض کی شاگردی میں شاعری شروع کی۔ فن ریاضی سے خاص شغف تھا۔ اسی شغف کا نتیجہ یہ رسالہ ہے ۱۳۲۵ھ میں آپ کا انتقال حیدرآباد میں ہوا۔

آغاز:-

"الحمد للہ رب العالمین الخ
بعد حمد و نعت گزارش کرتا ہے بندہ معتکف زاویہ ہیچمدانی نقطۂ دائرہ مہربانی کمترین محمد فیاض الدین بن محمد عزیز الدین خاں بہادر عفا اللہ عنہما کہ ان روزوں اکثر جو نسبت مزاج کی جہت سے مطالعہ کتب ریاضی میں میلان کیا رکھتا ہے ایک رسالہ فارسی مختصر علم و عمل میں قطاع کی کہ وہ نادر الوجود ہے"

یہ ایک فارسی رسالہ کا اردو ترجمہ ہے۔ فارسی رسالہ شمس الامرا کا مرتبہ تھا۔ شمس الدین فیض کے حکم سے فیاض الدین خاں نے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ مقدمہ میں قطاع، خطوط مرتسمہ قطاع کی تعریف کی گئی ہے۔ دو مقالوں پر کتاب مشتمل ہے۔ پہلے مقالہ میں اعمال قطاع کا بیان ہے۔ دوسرے مقالہ میں استخراج خطوط مرتسمہ کا بیان ہے۔

اختتام:-

"حقیقت اس کی عالمان علم جیب و حساب لاگرثم پر ظاہر ہے اور ان خطوط کے عامل کو بھی علم لاگرثم ضرور جاننا چاہیئے"

(٥٦٦) رسالہ قطاع (دوسرا نسخہ)

نمبر ریاضی (٥٧٨) سائز (٥×٨) صفحہ (١٥٣)
سطر (١١) خط شکستہ

آغاز:-

"بعد حمد و نعت گزارش کرتا ہے بندہ معتکف زاویہ ہیچمدانی"

اختتام:-

"اور ان خطوط کے عامل کو بھی علم لاگرثم ضرور جاننا ہے"

ختم مضمون کے بعد نقشے بھی دیئے گئے ہیں۔ بارہ اشکال ہیں۔ ابتدا میں فہرست مضامین (١٥) صفحے میں لکھی گئی ہے۔

(٥٦٧) مخزن پیمائش چوبینہ

نمبر کتاب (٢٨٩) جدید سائز (٨×١٠) [illegible]
صفحہ (١٢٢) سطر (٣٢) خط نستعلیق
مصنف۔ سید محمد علی
تاریخ تصنیف ۱۳۲۳ھ

میر منور علی نام منصبدار میاں عرف پائیگاہ خورشید جاہی میں ملازم تھے۔ سررشتۂ تعمیرات سے تعلق تھا۔ سرکار آصفیہ کے منصبداروں میں شامل تھے

آغاز:-

"معزز ناظرین عام جنگلات پر نظر ڈالنا اور اوس کے تمام تفصیلات پر کچھ لکھنا معمولی بات نہ تھی بلکہ کاتب دارد خیال تھا کہ عامیت سے قطع نظر کر کے صرف ممالک محروسہ سرکار عالی کے وہ ابتدائی حالات نذر ناظرین کئے جاتے ہیں۔"

یہ اپنے موضوع و نوعیت کے خاظ سے واحد کتاب ہے جسمیں سررشتۂ جنگلات کے پیمایش چوبینہ کے قواعد کو جدولوں کی شکل میں اعداد مکعب فیٹ انچ وحصہ کی تفصیلات درج کئے گئے ہیں

ہر صفحہ کے جدول وغیرہ مطبوعہ ہیں۔ خانہ پری مدا قلمی ہے۔ دیباچہ میں مولف نے بیان کیا ہے کہ پیمایش چوبینہ کے متعلق قبل ازیں ایک [illegible] سررشتۂ جنگلات سرکار عالی سے شایع ہو چکا ہے۔ لیکن اس میں چند اصولی باتوں کی کمی پائی گئی اس لئے اس رسالہ میں اسکی تکمیل کر کے پبلک میں شایع کرنا پڑا۔

اختتام:-

مکعب فٹ۔ طولانی انچ

(۵۶۸) مخزن پیمایش آرہ کشی

نمبر کتاب (۲۹۰ جدید) سائز (۹×۵ انچ)
صفحہ (۲۱۶) سطر (۳۳) خط نستعلیق
مصنف میر منور علی عرف سید میاں منصبدار مولف پیمایش چوبینہ۔ تاریخ تصنیف ۹ محرم سنہ ۱۳۳۵ ہجری

آغاز:-

"معزز ناظرین حسابات آرہ کشی کی کوئی کتاب نہ ہونے سے عموماً بڑی تکلیف تھی۔ آرہ کشی کے وقت کسی نہ کسی حساب داں کی محتاجی رہتی تھی۔" اس کتاب میں آرہ کشی چوبینہ پیمایش وحساب وغیرہ کو قلمبند کیا گیا ہے۔

اختتام:- مربع فٹ طولانی انچ فٹ مربع حصہ ۹-۳۶

(۶) طبّ یونانی

۳۔ (۵۶۹) ترجمہ طب شہابی

نمبر طب یونانی (۳۷۹) سائز (۹ × ۷)
صفحہ (۸) سطر (۱۵ تا ۲۲) خط شکستہ
تاریخ ترجمہ سنہ ۱۲۰۰ھ کتابت سنہ ۱۳۵۰ف

آغاز :-

اول حمد خدا بعد نعت رسول
درود آل و اصحاب پر ہے قبول
شہابی کے طب کا یہ ہے ترجمان
کیا نظم ہندی جو ہوئے عیاں
دوا سے اگر ہوئی صحت عمیم
شفا ہوج از جانب ربّ کریم

طب یونانی کی ایک مشہور کتاب طب شہابی ہے اس کے کچھ حصے کا ترجمہ دکنی نظم میں کسی نے کیا ہے۔ چند بیماریوں حال اور ان کے ادویہ کا ذکر ہے

اختتام :-

"اس کا مرہم تیار کرے اگر زخم پر چند گاہ لگائے تو شفا ہووے بیشک بفضل اللہ دوا پر نہ ہرگز تو رکھ تکیہ علم اللہ شافی ہے ربّ ہے ...."
اس مخطوطہ کا ایک نسخہ کتب خانہ سالار جنگ میں بھی موجود ہے

(۵۷۰) ترجمہ طب شہابی (دوسرا نسخہ)

نمبر طب یونانی (۴۰۶) سائز (۹×۷) صفحہ (۱۵)
سطر -- خط شکستہ

آغاز :-

اول حمد حق بعد نعت رسول
درود آل و اصحاب پر ہے قبول
شہابی کی طب کا یہ ہے ترجمان
کیا نظم ہندی میں جو ہوئے عیاں

اختتام :-

سو جی شش اگر با سپر زد جگر
تو در بان پلا بول میں گا تو خر
شفا گر ہوے تجھ ایسی دوا سے
کیجی [illegible] داغ بہشت الے

(۵۷۱) ترجمہ طب شہابی (تیسرا نسخہ)

نمبر (۱۹۱۷ [illegible]) سائز (۷ × ۴½) صفحہ (۶۱)
سطر (۲۰۱) خط نستعلیق

آغاز :-

اول حمد حق بعد نعت رسول
درود آل و اصحاب پر ہے نزول

اختتام :-
اگر ایک پیالہ پلادے او سے
خدا کا فضل ہوئے خلاصی او سے
اس نسخہ کے اشعار کسی قدر زیادہ ہیں۔

(۵۰۲) مُجرّب التحقیقات

نمبر طب یونانی (۹۰۶) سائز (۹×۷) صفحہ (۱۹۲)
سطر (۱۳) خط شکستہ
مصنف۔ حکیم سید محمد علی
تاریخ تصنیف قریب ۱۲۰۰ھ
مصنف کے باپ کا نام سید ابو الحسن صاحب تھا۔ باپ اور بیٹے قابل ترین طبیب تھے۔ طب ان کا خاندانی پیشہ تھا۔ اس نسخہ میں سید محمد علی نے اپنی تحقیقات کو جمع کیا ہے۔

آغاز :-
"حمد بے نہایت اور تعریف بے شمار خاص خدائے تعالی کیتیں دا... و واسطے دفع کرنے ہر دوا کے پیدا کیا اور درود بے نہایت اوپر ارواح سرور انبیاء برہان الاصفیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے۔ مابعد یہ طب تالیف سے سید محمد علی ابن سید ابو الحسن کے ہے اور یہ ضعیف نے اس طب کیتیں جمع کرے ہر کسی کو کام میں آوے"
اس کتاب کو (۶۵) باب میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر باب میں ایک مرض اور اسکی دوا کا حال لکھا ہے دوا کے علاوہ پرہیز اور غذا وغیرہ کی بھی صراحت کی گئی ہے، یہ کتاب حکیم سید محمد علی صاحب کے ذاتی تجربات کا مجموعہ ہے۔

اختتام :-
"ہمیشہ عیاشی کرتے رہے گا مجرب و آزمودہ ہے"
ختم کتاب کے بعد مزید صراحت چھپے سے کے طور پر (۱۵) صفحے مختلف امراض کے لئے دوا کے نسخے درج کئے گئے ہیں۔

(۵۰۳) مُجرّبات طب

نمبر طب یونانی (۱۰۳۱) سائز (۹×۷) صفحہ (۱۳۲)
سطر (۱۵) خط شکستہ
تاریخ تصنیف قبل ۱۲۰۰ھ
کتاب ناقص الاول ہے۔

آغاز :-
"باب اول میں تپ کے تعلق کے آزاروں کے بیان میں علاج ہے۔ باب اول دو علینہ چھل کے بیج ہور دو سیر پانی پو ہر دو ملا کر باسن میں بجا کنا پھر تگا ہ سوں رکھنا بعد از فجر کے وقت لکڑی سوں ملا کر چھان لے کر پانی پلانا"
یہ کتاب چند ابواب میں منقسم ہے اور ہر باب میں مختلف امراض کی تشریح اور ان کے علاج دوا کے نسخے درج ہیں۔

اختتام :-
"ایک تو دستگرفت بست تولہ شیرہ کشیر ہر ال ...... بدبد موم تم شود ......"

(۵۰۴) خوانِ نعمت

نمبر طب یونانی (۲۸۶) سائز (۸×۶) صفحہ (۴۲) سطر (۱۱ تا ۱۳) خط شکستہ۔
تاریخ تصنیف ۱۲۳۲ھ کتابت ۱۲۳۲ھ
کسی دکنی طبیب کی کتاب ہے جو شاعر بھی تھا اور ارکاٹ کا باشندہ تھا۔

آغاز :-

اول شروع حمد خدا سوں کردن کتاب
پھر نعت مصطفےٰ تو کہنے میں بڑا ثواب
خالق نے خاصیت دیا ہر ایک شی منی
پاؤں گا فائدہ جو اہر اس کے پی منی
دکھنی نہ سمجھو یہ بیاں کہا سب کرا
کبھی مفردات ہیں تو خواص اسکی دیکھ جا

یہ ایک منظوم طب کی کتاب ہے اس میں مرض اور اس کے نسخے لکھے گئے ہیں مگر یہ نسخے دوا کے نہیں بلکہ غذا کے ہیں یعنی غذا سے مرض کے دفع کرنے کا تذکرہ ہے۔

اختتام :-

نام خدا سوں جلد ہوا انتخاب تمام
جو فیض لیویں اس سے دکھنی ہیں خاص و عام
داخل نہیں ہے ایک دوا سب غذا ہے دیکھ
لیکن اب معالجات غذائی بجا ہے دیکھ
اسم است خوان نعمت نعم البدل ستکم
خوان نعمت الذکر شد دم بدم

ترقیمہ :-

تمت الکتاب بعون ملک الوہاب در ۱۲۲۳ھ ماہ ربیع الاول تاریخ شانزدہم روز سہ شنبہ وقت ... راقم ... متعلقہ محمد پور عرف ارکاٹ تحریر یافت۔

یہ مصنف کا اصلی ذاتی نسخہ ہے۔ بعض جگہ حاشیہ پر نسخے لکھے گئے ہیں۔

(۵۷۵) رسالہ طب

نمبر کتاب (۲۷۶۳ جدید) سائز (۹×۵) ½ انچ
صفحہ (۲۰) سطر (۱۳) خط نستعلیق
مصنف۔ متخلص عاصی

ناقص الاول و آخر

گزشتہ اوراق میں ایک عاصی تخلص شاعر کا تذکرہ ہو چکا ہے ممکن ہے ان ہی کی تصنیف ہو۔

آغاز :-

قوی کرنا چاہے اگر بیج کو
تو سمجھا ہی جنگلی کی لے بیج کو
بہت نرم و نازک رہی اسکی جڑ
نہ دل میں سمجھ اوسکو بیہودہ بڑ
سکھا چھاؤں میں کوکے ٹکڑے اوسے
کپڑ چھان کر کوٹ سرمہ اوسے

اس مختصر منظوم رسالے میں قوت باہ اور طلا اور دیگر بعض امراض کے نسخہ جات مجربہ بیان کئے گئے ہیں۔ مصنف نے اپنا تخلص عاصی لکھا ہے۔ چونکہ یہ رسالہ ناقص الطرفین ہے۔ اس وجہ سے دیگر تفصیلات کا علم نہ ہوسکا۔

(پہلے صفحہ کے گوشہ پر کسی نے شفاء الامراض نام لکھ دیا ہے)

اختتام :

کہ سوراخ میں ناک کے بوند دو
[illegible]
[illegible]
ساتھ تکھو نگے ڈالے سبھی
[illegible]
نکل جائے گا مرض یرقان کا
سلامت رکھے شاہ تیجو خاں...

امراض کی تشخیص ان کے علاج کے نسخے درج کئے ہیں
کئی ایک امراض کی تشریح اور ان کے علاج کے لئے
ادویا کے نسخے، امراض کے علامات وغیرہ تفصیل سے
بیان کئے ہیں، ادویا یونانی ہیں اور ڈاکٹری میں بھی۔

اختتام :۔

"اگر اس حقیر کو کہیں چال سے بے چال دیکھیں تو
وہاں رہنمائی فرمائیں۔ مصرع
"کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود"
الحمد للہ رب العالمین الخ

(۵۸۰) تجربات عالی

نمبر طب یونانی (۹۲۸) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۳۳)
سطر (۲۰) خط نستعلیق۔
مصنف۔ حکیم وحید الدین عالی تخلص
تاریخ تصنیف ۱۳۳۰ھ کتابت ۱۳۳۲ھ

مولوی حکیم وحید الدین المتخلص بہ عالی حیدرآباد کے
ایک ممتاز خاندان سے تعلق تھا۔ مدرسہ دارالعلوم میں
تعلیم پائی۔ پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات کامیاب
کئے اس کے بعد طب یونانی کی تعلیم پائی۔ سرکار آصفیہ
کی ملازمت میں شامل ہوئے ترقی کرتے ہوئے مہتمم
دواخانہ ہوئے اپنے فن میں مشہور تھے۔ شاعری کا بھی ذوق تھا
اچھے شاعر تھے ۱۳۴۰ھ میں انتقال ہوا۔

آغاز :۔

"ایک عرصہ سے یہ خیال پیش نظر تھا کہ مرض
ذیابیطس کے متعلق جس کے کئی اقسام ہیں جو حوالی دکن میں
آج کل زیادہ تر صورت اختیار کیا ہوا ہے روز بروز جانیں
آئے دن دکن میں کئی جانیں تلف ہو رہی ہیں اس کے
ازالہ کے لئے کوئی وقیع اور جامع مقالہ سلیس اردو میں
مدون کر کے حوالہ قلم کیا جائے۔"

جیسا کہ آغاز کی عبارت سے واضح ہے اس رسالہ
میں مرض ذیابیطس کے متعلق صراحت کی گئی ہے۔
مصنف نے اپنے ذاتی تجربات درج کئے ہیں اور
علاج کے لئے نسخے درج ہیں کتاب کو چار باب اور
آٹھ فصل میں تقسیم کیا گیا ہے۔

اختتام :۔

"علامات حلق اور معدہ میں سوزش درد وجلن
قے، علاج لعاب بہدانہ پلادیں کھار کی ادویہ مثل چونہ
وگینتا سوڈا، پوٹاس وغیرہ کھلادیں۔"

ترقیمہ :۔

"تجربات عالی کے اختتام کے بعد چند سمی اور
غیر سمی ادویہ کے افعال وخواص وقیعہ زہر اجتی
کتاب ذیابیطس علامات وعلاج کے یہ
چند معلومات جو از بس ضروری ہیں بتلائیے
گئے ہیں تاکہ طبیب کو ان سے کافی مدد مل سکے"

(۵۸۱) بیمار نامہ

نمبر جامع (۱۰۱) سائز (۹×۱۲) صفحہ (۱۴)
سطر (۱۷) خط نستعلیق۔
مترجم۔ سید ابو الحسن
تاریخ ترجمہ ۱۳۴۱ھ کتابت ۱۳۴۳ھ

مترجم کے حالات اوراق گزشتہ میں درج ہو چکے ہیں

آغاز :۔

"اما بعد واضح ہو کہ یہ رسالہ عجیب وغریب منقول
حضرت جناب امیر کل امیر غالب علی کل غالب علی
بن ابی طالب علیہ السلام سے ہے کہ حالات بیمار وعلاج
اس سے دریافت ہو سکے۔"

اس رسالہ میں ہر ہفتہ کے سات یوم اور ستاروں کے لحاظ سے بیماریوں کی شناخت کے متعلق صراحت کی گئی ہے اور چند نسخے بھی درج ہیں۔

اختتام:

"برا۔ اگر دا کر تین روز یہ دوا کھائے یہ تعویز لکھ کر اپنے پاس رکھنے سے بفضلہ صحت ہو"

ترقیمہ:۔

"معلوم ہوا کہ یہ رسالہ ۱۱۸۹ھ کا لکھا ہوا ہے۔ تاریخ تحریر ۱۰ ویں ماہ صفر سنہ الیہ ہے اس کے راقم کا نام نہیں لکھا ہے۔ کاتب سید ابو الحسن مورخہ ۲۰ رمضان ۱۳۴۲ھ"

(۵۸۲) نسخجات متفرق

نمبر مجامع (۱۰۱) مسائز (۹×۶) صفحہ (۵۸) سطر (۱۴) خط نستعلیق۔

مصنف سید ابو الحسن نقوی۔

تاریخ تصنیف ۱۳۰۵ھ تاریخ کتابت ۱۳۰۵ھ

آغاز:۔

"اما بعد سید ابو الحسن بن مولوی سید منصور علی بن سید زین العابدین بن سید رحیم علی بن سید بدر الدین بن سید محمد تقی بن سید محمد نقی بن سید محمد طیب بن دیوان سید فضل الله النقوی البخاری غفر الله ذنوبہم کہتا ہے کہ چند اوراق پریشاں مگر از تجربہ ہائے بزرگاں محررہ نوشتہ ۱۲۳۲ھ کتابوں میں پڑے ہوئے نظر آئے"

اس کتاب میں مختلف بیماریوں کے علاج کے نسخے درج ہیں۔ خصوصاً قوت باہ اور امراض خبیثہ کے نسخے زیادہ ہیں۔

اختتام:۔ برائے دفع مرگی

اگر ہدہد کا بایاں پاؤں اور کچھوے کا ناخن ملا کر مریض کے گلے میں ڈالدیں تو مریض اچھا رہے گا۔"

ترقیمہ:۔

"مرقومہ بتاریخ ۷ ماہ ذیقعدہ ۱۳۰۵ھ روز جمعہ بمقام لنگم پلی مترجم و راقم ہذا سید ابو الحسن نقوی۔

(۵۸۳) نقض الطاعون

نمبر کتاب (۱۸۶۳ جدید) سائز (۸×۶ ½ انچ) صفحہ (۹۰) سطر (۱۹) خط نستعلیق خوش خط

مصنف۔ محمد سلیمان جہدی

تاریخ تصنیف ۱۳۱۷ھ تاریخ کتابت ۱۳۱۷ھ

مصنف محمد سلیمان جہدی کے والد کا نام لواء الاسلام تھا اور ان کے والد ابو اسحٰق تھے جو منتہی الکلام کے مصنف تھے۔

آغاز:۔

"سینہ فگاران مرض عشق حقیقی و دل برشتگان آتش توفیقی کہ جگر و دندان و دہان پاس انفاس قلوب شان را شرح شرح ساختہ از پنبہ مرہم ستائش و نیایش شافی مطلق بہ نمک انشائی پرداختہ۔"

نفس مضمون کا آغاز

"خدمت میں ناظرین عرض کرتا ہے خادم العلماء محمد سلیمان ابن لواء الاسلام العلامہ مکمل علماء عظام"

یہ رسالہ مرض طاعون کے علامات وغیرہ پر مشتمل ہے پانچ ابواب میں منقسم ہے اور اعلیٰحضرت میر عثمان علیخاں بہادر آصف سابع کے نام سے معنون ہے۔ تعداد فہرست مضامین ۱۲ صفحات پر ہے۔ بعد ازاں دیباچہ فارسی زبان میں ہے جس میں اعلیٰحضرت میر عثمان علی خاں بہادر

کی مسند نشینی کا قصیدہ ہے۔ پھر اصل کتاب اردو میں آغاز کی گئی ہے۔

اختتام:۔

"طاعون زدہ بستی کے لوگوں کا ایک جگہ جمع ہوکر بعد نماز سب کا مل کر اذاں دینا اور دعا کرنا مفید اور دستور ہے بارش کے لئے اور وبا و طاعون کے لئے۔"

ترقیمہ:۔

"الحمد للہ رب العالمین قد تم تلبیض ذالک بکتاب فی التاریخ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۱۱ھ

محمد سلیمان غفر اللہ لہٗ

(۵۸۴) تسکین الانفس به تحقیق ذیابیطس

نمبر کتاب (۲۶۲۳ جدید) سائز (۱۳×۸ انچ)

صفحہ (۲۰۳) سطر (۱۴) خط نستعلیق۔

مصنف۔ سید احمد سعید۔

تاریخ تصنیف ۱۳۰۸ھ کتابت ۱۳۰۸ھ

حکیم احمد سعید کے والد حکیم سید اکبر علی تھے ان کا وطن امروہہ تھا۔ احمد سعید صاحب حیدرآباد آگئے تھے وہیاں مطب کرتے تھے۔ آسمان جاہ مدارالمہام کے زمانہ میں موجود تھے۔

آغاز:۔

الحمد للہ رب العالمین . . . اما بعد کہتا ہے بندۂ خاکسار . . . کہ ذیابیطس ایک ایسا مرض ہے کہ جس کے اسباب کی تحقیق میں علماء ابھی تک سرگرداں و پریشاں ہیں اور ذیابیطس کی تعریف اور اوسکے پیدا ہونے کے اسباب اور علاجات کو نہایت شرح و بسط سے تحریر کیا گیا ہے۔ مولف نے دیباچہ میں بیان کیا ہے کہ اس مرض کی تحقیق میں ایک کتاب نہایت بسیط و تفصیل کے ساتھ عربی زبان میں تصنیف کی اور اوس کا نام تشخیص کامل رکھا چونکہ عربی زبان کی وجہ سے ہر شخص اوس سے متمتع نہیں ہوسکتا اس لئے اس رسالہ کی تالیف بہت اختصار کے ساتھ عام فہم زبان میں کیا اور اس کو صدر معظم وزیر اعظم ہز ایکسلنسی نواب محمد مظہر الدین خان رفعت جنگ بشیر الدولہ عمدۃ الملک اعظم الامراء امیر کبیر سر آسمانجاہ بہادر مدارالمہام سرکار عالی کے نام نامی سے معنون کر کے نذر گذرانا اور اس رسالہ کا نام تسکین الانفس و تحقیق ذیابیطس رکھا۔ آخر میں فہرست مضامین کتاب کے چار صفحات ہیں۔ ختم کتاب مذکور کے بعد رسالہ "تحقیق مرض جذام" مولف مذکور کا بھی مجلد ہے۔

یہ رسائل چھپ گئے ہیں اور کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہیں۔ یہ مسودہ ہے جو طباعت کے لئے لکھا گیا تھا کیونکہ آخر میں خاتم الطبع کی عبارت درج ہے۔

اختتام:۔

"ایک شئی جم جاتی ہے اور اس سے وقتاً فوقتاً جدا ہوتی رہتی ہے بخلاف جذام کے واللہ اعلم"

ترقیمہ:۔

مرقوم ۳ ماہ امرداد ۱۳ ف

دستخط کاتب۔ دیگر یک دستخط

نائب۔ سید یوسف حسین

(۵۸۵) محبوب العلوم وقاسم الحکمت
(چار جلدوں پر مشتمل ہے)

نمبر کتاب ۱۳۲۱ اور ۲۰۶ تا ۲۰۸)
سائز (۱۳ × ۸ انچ) صفحہ (۸۸۷۳)
سطر مختلف (۱۹ تا ۳۰) خط نستعلیق
مصنف۔ حکیم و ڈاکٹر محمد قاسم علی
تاریخ تصنیف سنہ ۱۳۲۵ھ

مصنف بیجاپور سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کا خاندان عادل شاہی عہد میں حکمت کرتا تھا۔ محمد قاسم صاحب حکیم بھی تھے اور ڈاکٹر بھی۔ حیدرآباد میں عرصہ تک زندہ رہے۔ آپ کا کتب خانہ مشہور تھا جو کتب خانہ آصفیہ میں خرید لیا گیا۔

آغاز:۔

"حمد و سپاس بے حد و بے قیاس اوس خلاق عالم کو سزاوار ہے کہ جس نے اجسام ممکنات کو باوجود وحدت کے مختلف اشکال و صورتیں بخشیں اور ان مختلف اشکال و صورت کو صنعت کاملہ سے جداگانہ عقل و فہم و ادراک وغیرہ عطا کیا"۔

یہ کتاب مولف کے تمام عمر کی محنت کا بہترین ذخیرہ ہے۔ مولف کو یونانی و ڈاکٹری طب میں کامل مہارت حاصل تھی۔ اس وجہ سے اس ذخیرہ میں انہوں نے طب یونانی و ڈاکٹری کے مفردات و مرکبات و معالجات کو حروف تہجی پر علیحدہ علیحدہ ابواب کی شکل میں مرتب کیا ہے۔ گویا یہ ایک قرابادین طب ہے۔ حکیم و ڈاکٹر محمد قاسم علی صاحب مرحوم کا کتب خانہ اون کے انتقال کے بعد اون کے ورثا کو ماہانہ تنخواہ سرکار آصفیہ سے عطا ہو کر اسٹیٹ لائبریری میں ضم کر دیا گیا۔ جس میں اکثر نوادرات ہیں۔ سی میں کی یہ جلدیں ہیں جن کے ملاحظہ سے اون کے علم طب یونانی و ڈاکٹری کے معلومات کا اندازہ ہوتا ہے۔

ان مجلدات کے معائنہ سے معلوم ہوا کہ یہ قرابادین غالباً پانچ ضخیم جلدوں میں مرتب کی گئی تھی جس میں پانچویں جلد غیر موجود ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے دیباچہ میں اپنے حالات و سلسلۂ ملازمت سرکاری وغیرہ کو مفصل بیان کیا ہے اور کتاب کو حضرت غفران مکاں میر محبوب علیخان شاہ دکن کے نام سے معنون کیا ہے۔ اسی مناسبت سے و نیز اپنے نام کی نسبت سے اس ذخیرہ کا نام محبوب العلوم و قاسم الحکمت رکھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ حکیم صاحب موصوف نے اس کی طباعت بھی شروع کروادی تھی چنانچہ جلد اول میں چند اوراق مطبوعہ منسلک ہیں۔ غالباً ان کو موت نے موقع نہیں دیا۔ بہرحال یہ قرابادین جو طب یونانی و ڈاکٹری دونوں پر حاوی ہے قابل قدر ہے۔

ان کا کتب خانہ پتھرگٹی پر واقع تھا جو ڈاکٹر سمیات کے نام سے موسوم تھے۔

اختتام:۔

"اوس کا کیمیاوی امتحان کر کے حسب ......"

ناقص الآخر۔

(۵۸۶) الانتباہ العثمانیہ فی تحقیق امراض الطاعونیہ

نمبر کتاب (۳۰۶ جدید) سائز (۱۲ × ۸ انچ)
صفحہ (۱۲۰) سطر (۱۷) خط نستعلیق خوشخط
مصنف۔ حکیم محمد فخرالدین طبیب سند یافتہ۔
تاریخ تصنیف سنہ [illegible]

آغاز:-

"ربنا اکشف عنا العذاب انا المومنون -

رسالہ الانتباہ العثمانیہ فی تحقیق امرض الطاعونیہ جس کو بیادگار تزئین وسادہ ریاست حضرت . . . . نواب میر عثمان علی خاں نظام الملک آصف جاہ سابع الخ"

اس کتاب میں مرض طاعون وجہ تسمیہ اور اسباب اشاعت وعلاجات وغیرہ کی تحقیقات کی محققانہ تفصیل بیان کی گئی ہے۔

آخر میں ایک ورق پر منظوم تقریظات ہیں ایک تقریظ جو سید شاہ مجد الدین شطاری نے لکھی ہے۔ اس میں یہ شعر تاریخ تصنیف ہے۔

نفی محمد و ذکر وہ مجد نوشت
نسخہ لاجواب فخر الدین
۱۳ ۳۳ ھ

دوسری تقریظ میر محمد معین الدین خاں متخلص بہ شباب کی ہے۔

شباب اس کا یہ لکھ دو سال ہجری
مزین نسخہ حکمت ہوا کب
۱۳ ۳۳ ھ

اختتام:-

"اب بھی وہ مادہ ہے کہ جس کی [illegible] تحقیق کے [illegible] میں بہت مشکل ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

نوٹ:- یہ نسخہ نہایت خوشخط ہے اور پہلا [illegible] صفحہ [illegible] لوح طلا و رنگین ہے!

(۵۸۷) معین الطب
المعروف بہ تحقیق الاجساد

نمبر طب یونانی (۸۹۳) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۶۸) سطر (۱۲ تا ۲۰) خط نستعلیق۔

مصنف۔ غلام نبی انبالوی۔

تاریخ تصنیف ۱۳۲۹ھ کتابت ۱۳۲۹ھ

مصنف انبالہ کے متوطن تھے۔ حکیم تھے اپنے پیشہ میں بڑی عمدہ دستگاہ رکھتے تھے۔

آغاز:-

"اما بعد آنکہ چونکہ امراض صعب کے دور کرنے میں کشتوں کو بہت دخل ہے جن کی تاثیر بہت جلد ظاہر ہوتی ہے اور فائدہ مستقل و دیرپا ہوا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سادھو سنت اور سنیاسی تارک الدنیا جہانگردوں کی طرح مایوس العلاج اکثر رجوع کرتے ہیں"

اس کتاب میں کشتے بنانے اور ان کے فوائد کا تذکرہ ہے۔ اور اکثر امراض ان کشتوں سے جلد دفع ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ خوراک بھی بتائی گئی ہے۔

اختتام:-

"۲ سیر کی آگ دو [illegible] کشتہ ہے۔ فوائد گٹھیا اور کھانسی کے لئے نہایت مجرب علاج ہے خوراک [illegible] دورتی عرق سونف کے ساتھ"

(۷) طب ڈاکٹری

(۵۸۸) اناٹمی

نمبر طب ڈاکٹری (۳۳) سائز (۸×۵) صفحہ (۵۱۱) سطر (۱۲) خط نستعلیق

مصنف۔ میر احمد علی موسوی

تاریخ تصنیف ۱۲۷۳ھ کتابت ۱۲۷۳ھ

میر احمد علی موسوی حیدر آباد میں ڈاکٹر تھے اور حیدر آباد کے طبیہ کالج میں تعلیم پائی تھی۔ تصنیف و تالیف کا شوق تھا۔ انگریزی طب کی کتابوں کو ترجمہ کیا کرتے تھے۔ انگریزی کے ساتھ عربی، فارسی کی بھی اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے۔

آغاز:-

"الحمد للہ رب العالمین الخ

علم اناٹمی یعنی تشریح میں بیان جسم انسان کے اسٹرکچر یعنی عمارت کا ہے۔ و تشریح سے واقف ہونا جراحی اور طبیب دونوں کو ضروری ہے۔"

جیسا کہ کتاب کے نام سے واضح ہے اس میں تشریح اعضاء انسانی کا تذکرہ ہے جا بجا نقشے بھی ہیں۔

اختتام:-

"شریخ در شاخ ہونے واسطے پرورش کے۔"

ترقیمہ:- تمت شد۔ کتاب تشریح تمام

جسم۔ بتاریخ ۲۰، شعبان ۱۲۷۳ھ

یہ مترجم کا اصلی مسودہ ہے۔

(۵۸۹) جراحی (جلد اول)

نمبر طب ڈاکٹری (۳۲) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۲۹۸) سطر (۲۲) خط نستعلیق۔

مصنف۔ احمد علی موسوی

تاریخ تصنیف ۱۲۷۳ھ کتابت ۱۲۷۳ھ

آغاز:-

"ما بعد مرض دو قسم کے ہیں۔ ایک کانسٹی ٹیوشنل وارنہ یعنی طبعی مرض کہ جو تمام جسم کا مرض ہے۔ مثلاً سکروفیولا یعنی گنڈمال وغیرہ"

اس کتاب میں جراحی کا بیان ہے علاوہ امراض کے علاج کے علاوہ نقشے بھی شامل ہیں۔

اختتام:-

"اور اس میں یہ سبب خراب ہو، جو کربالا ایسے اس میں رہنے کے اسکو سینکے ہوگا [illegible] روکتا تب مسموعی تنفس کرتا۔"

ترقیمہ:

"تاریخ دوم شہر [illegible] بعد باتمام رسید۔" آغاز میں مضامین کی فہرست ہے

یہ مترجم کا اصلی نسخہ ہے۔

(۵۹۰) جراحی (جلد دوم)

نمبرِ الماری (۳۲) سائز (۸×۱۳) صفحہ ۱۳۵

سطر (۲۳) خط نستعلیق۔

مترجم۔ میر احمد علی موسوی

تاریخ ترجمہ ۱۲۷۶ھ کتابت ۱۲۷۶ھ

آغاز:-

"مابعد جراحی میں یہ قانون ہے کہ حتی المقدور جسم کے اعضاؤں کو بچانا۔ اور آخر کو جبکہ دوسرے علاج ناکامیاب ہوئیں تب کسب کرنا ضروری ہوتا۔"

اس کتاب میں دو سو سے زیادہ عنوان کے تحت جراحی کا بیان ہے۔ اکیس صدر عنوان ہیں۔ ان کے تحت دوسرے جزوی عنوانات قرار دے کر جراحی کی تفصیل کی گئی ہے۔

اختتام:-

"بعد پانی نکلنے کے کیا سولا کو نکال کر انگلیوں سے دبانا اور سٹ رکھ کر باندھ دینا۔"

ترقیمہ:-

"بتاریخ نہم رجب المرجب ۱۲۷۶ھ روز پنجشنبہ بوقت یک پاس روز گزشتہ کاتب حروف میر احمد علی موسوی"

یہ بھی مترجم کا اصلی نسخہ ہے۔

آغاز میں مضامین کی فہرست بھی شامل ہے۔

(۵۹۱) پراکٹس آف فزک

نمبرِ الماری (۳۰) سائز (۸×۵) صفحہ (۳۵۹)

سطر (۱۲) خط نستعلیق

مترجم ڈاکٹر میر احمد علی موسوی

تاریخ ترجمہ ۱۲۷۶ھ کتابت ۱۲۷۶ھ

آغاز:-

"الحمد للہ الخ ... مابعد سب صاحب عقل اور صاحب فہم کو لازم ہے کہ ہمیشہ تا دم زیست تحصیل علم کریں روز و شب علم حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ ایک شخص حضرت رسول اللہ سے عرض کیا کہ علم کو کب تک تحصیل کرنا۔ حضرت فرمائے من المهد الی اللحد یعنی جھولے سے قبر تک ...... سب علم میں عمدہ اور بہتر علم طب ہیں۔ کیونکہ جو شخص کہ حکیم ہے تمام خلق اس کے محتاج رہتے ہیں۔"

اس کتاب میں ایک سو سے زیادہ عنوانات کے تحت امراض اور ان کے علاج کا حال درج کیا گیا ہے۔ بیماری کے اسباب، تشخیص اور علاج کی صراحت کی گئی ہے۔

اختتام:-

"سب تیاریاں ایوڈین اور پارے کے اندر باہر مفید ہیں اور سب علاج آتشک کے علاج کے مانند کرنا۔"

ترقیمہ:-

"تمام شد۔ بتاریخ نہم شہر جمادی الثانی ۱۲۷۶ھ روز شنبہ بوقت مغرب کاتب الحروف میر احمد علی موسوی۔"

(۵۹۲) رسالہ فزیالوجی (اناٹمی)

نمبرِ الماری (۲۹) سائز (۸×۵) صفحہ (۶۰)

سطر (۱۱) خط نستعلیق۔

مصنف۔ ڈاکٹر ونڈو

تاریخ تصنیف ۱۲۷۳ھ کتابت ۱۲۷۳ھ

لیکن یہ بھی میر احمد علی موسوی کا ترجمہ نسخہ ہو

مگر نام درج نہیں ہے اس لئے یہ تیقن ظاہر نہیں کیا جا سکتا۔

آغاز:۔

"نواب سالار جنگ بہادر کی شفقت سے میں اس مکتب کے اگلے شاگردوں کو اس رسالہ کی معرفت کچھ لکھ بھیجنے کی قدرت پاتا ہوں جس سے غیر حاضری کے سبب جو نقصان کہ ان کا ہے اور جسمانی ملاقات کا خلل بھی دفع ہوگا۔"

جیسا کہ اس عبارت سے واضح ہے یہ رسالہ طبیہ کالج حیدرآباد کے پرنسپل ڈاکٹر ونڈو کی تصنیف ہے اس میں حسب ذیل چھ عنوان کے تحت صراحت کی گئی ہے۔

(۱) فزیالوجی یعنی علم موجودات کا بیان
(۲) اینی ٹرونی (۳) ٹیومر یعنی رسولی
(۴) پرکٹیو یعنی ادویہ مستعملہ کا بیان۔
(۵) کالرا یعنی قے جلاب کا بیان۔
(۶) اشتہار سیسٹالا کے باب میں۔

اختتام:۔

جو کہ منظور ہے بہ عبرت اور محبت اور دل سوزی سے کام کریں گے سو اس کے باب میں نواب سالار جنگ بہادر سے اطلاع کی جاوے گی۔

(۵۹۳) انتخاب بحر حکمت

نمبر ڈاکٹری (۳۰) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۱۸)

سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

مصنف:۔ ڈاکٹر رحیم خاں

تاریخ تصنیف ۱۳۰۳ھ

ڈاکٹر رحیم خاں پنجاب کے ایک مشہور ڈاکٹر تھے کئی کتابوں کے مصنف ہیں آپ اخبار ہی ڈاکٹری حالات پر شائع کرتے تھے۔

آغاز:۔

"جناب ڈاکٹر رحیم خاں صاحب مہتمم بحر حکمت لاہور سلامت و نیاز کے یہ التماس کرتا ہوں کہ ان سوالوں کا جواب شافی درج اخبار فرما دیں تاکہ ہم جیسے نیٹو ڈاکٹروں کی سمجھ میں بھی باتیں آجاویں"

اس رسالہ میں بعض طبی امور درج ہیں مثلاً بکرہ کا حمل شناخت وغیرہ بعض دوسرے امراض اور ان کے علاج درج ہیں۔

اختتام:۔

"یہ مکسچر ہمراہ پلاسٹر ملا کے بیار چار یا چھ یا آٹھ آٹھ گھنٹہ بعد دینے چاہئیں۔"

(۵۹۴) مُدّو النفری (امراض زناں)

نمبر ڈاکٹری (۲۵) سائز (۶×۸) صفحہ (۴۲۷)

سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ مترجم (؟)

تاریخ تصنیف ما بعد ۱۲۵۵ھ کتابت ۱۳۰۵ھ

اس کتاب کے مصنف یا مترجم کا نام معلوم نہیں ہوا ممکن ہے سید محب حسین جن کی مہر ثبت ہے اس کے مترجم ہوں۔

آغاز:۔

"انگریزی سسس پنڈو منسٹوئیشن عربی قبض ایام حیض بہ ایام کا آنا یا قبض ہونا۔ مختلف حالات سے ہوتا ہے اور ان کا علیحدہ بیان کرنا ضروری ہو"

اس کتاب میں عورتوں کے امراض کا بیان ہے اور ان کے علاج کے طریقے لکھے گئے ہیں۔ رحمی امراض حمل زچگی وغیرہ ... [illegible] تفصیلی بیان کی گئی ہے۔

اختتام:۔ اگر دائی کا دودھ نہ ہوی تو

ماں کے پستان کا علاج جلد ہوتا ہے۔ دودھ کو کھینچ نہ دینا اگر آپس پیدا ہو تو جراحی کے قاعدہ پر چیرنا۔"
کتاب پر ایک مہر سید محب حسین ۱۲۸۵ھ ثبت ہے۔

(۵۹۵) مدّ والقری

نمبر ڈاکری (۳۰۱) سائز (۸×۵) صفحہ (۲۵۲)
سطر (۱۶) خط نستعلیق
تاریخ تصنیف بالعد ۱۲۸۱ھ کتابت ۱۲۸۱ھ
کتاب کے مترجم یا مصنف کا پتہ نہیں چلا

آغاز:۔

"حمل میں رحم کی درازی کا بیان۔ حمل کا عرصہ آخری حیض سے دو سو اسی۔ دن تک رہتا اور مباشرت سے دو سو ستر روز کا عرصہ ہوتا۔ اس عرصہ میں رحم کی درازی اور چوڑائی زیادہ ہونے سے شکم میں بلندی نظر آتی"
یہ کتاب امراض نسواں کی دوسری کتاب ہے۔ جو کسی دوسرے شخص کی ترجمہ کی ہوئی یا تالیف معلوم ہوتی ہے۔ اس میں امراض نسوانی اور حمل زچگی وغیرہ کا بیان ہے۔ ایک سو سے زیادہ عنوان پر اس کو تقسیم کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

"اندر جاکر سوئی پر لگانا۔ یا لال اس کا سنک اور اندر ایک ہتیار ہے دوسے لگا اس کے بعد مزید نسخے ہیں"

اختتام دوم

"حیض بند کرنے کے واسطے پچکاری کرنے کی ترکیب۔ رائی کا سفوف ۲ ڈرام آب جوشش ۱۶ اونس دن میں تین بار دو چند یں پچکاری کرنا"

ترقیمہ:۔

تمام شد کتاب مدّ والقری یعنی علم قابلہ ۲۰ صفر ۱۲۸۱ھ

(۵۹۶) فزیالوجی

نمبر ڈاکری (۳۱۶) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۲۹۰)
سطر (۱۷) خط نستعلیق۔
تاریخ تصنیف ۱۲۸۳ھ کتابت ۱۲۸۳ھ
مترجم یا مصنف کی کوئی صراحت نہیں ہے۔

آغاز:۔

"اب تک بیان اناٹومی کا تھا یعنی جسم کے انواع و اقسام کی بابت اور آلات سے جو کچھ کیفیت ہوئی۔ اب یہاں سے علم فزیالوجی یعنی علم افعال و قوائے جسم کا بیان کیا جاتا ہے۔"
جیساکہ اس عبارت سے واضح ہے اس کتاب کے مترجم یا مولف نے اولاً اناٹمی کی کتاب مرتب کی ہے اور اس کے بعد اس حصہ کو یعنی فزیالوجی کو مرتب کیا ہے۔ اس حصہ میں فزیالوجی یعنی انسانی جسم اور افعال کا بیان ہے اور ان کے سلسلہ میں امراض کا تذکرہ بھی ہے ایک سو سے زیادہ عنوان ہیں

اختتام:۔

"دو چار روز کے بعد سڑاوٹ شروع ہوتی یا فت سب آپس میں جدا ہو جاتا ہی اگر مٹی لگائیں تو بے فائدہ ہوئی اور کیمیائی ترکیب سے مردہ ہوجاتا ہے"

ترقیمہ:۔

"شروع ایں کتاب بتاریخ ۱۲ جمادی الثانی مطابق ۲۲ اکتوبر ۱۸۶۶ء روز دوشنبہ و اتمام صفر ۱۲۸۳ھ مطابق ۶ جون ۱۸۶۶ء چہار شنبہ"
آغاز اور اختتام پر فہرست مضامین درج ہے۔

(۵۹۷) مٹیریا میڈیکا

نمبر ڈاکٹری (۲۷) سائز (۶×۸) صفحہ (۹۹۶)
سطر (۱۱) خط شکستہ
تاریخ ترجمہ ۱۲۸۴ھ کتابت سنہ ۱۲۹۰ھ
مترجم یا مولف کا پتہ نہیں چلتا۔

آغاز:-

"مٹیریا میڈیکا یعنی خواص الادویات داراون ادویات کا بیان ہے جو دفع امراض کے لئے مستعمل کئے جاتے ہیں الا ان تراکیب کے کہ جو بالکلیہ جراحی اور قابلہ کے واسطے رکھتے ہیں۔"

اس کتاب میں چار سو سے زیادہ عنوان ہیں جن کے تحت ادویات وغیرہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ کتاب کئی باب میں تقسیم کی گئی ہے۔

اختتام:-

"یہ وہ ادویہ ہیں جو جسم کو طاقت دیتے ہیں۔"

اصل کتاب کے خاتمہ پر مرض پیچش کے کئی نسخے لکھے گئے ہیں، اور نیز ایک فہرست مصطلحات ہے اس میں الفاظ طب ڈاکٹری بھی لکھے گئے ہیں۔

کتاب پر مولوی محب حسین کی مہر ثبت ہے۔ اس سے واضح ہے کہ یہ ترجمہ موصوف نے کیا ہے یا پھر یہ کتاب موصوف کے کتب خانہ میں تھی۔ محب حسین صاحب ایک عالم، طبیب اور ڈاکٹر بھی تھے۔ حیدرآباد میں انہوں نے بڑی نام آوری حاصل کی تھی۔ صدر شفاخانہ یونانی کے افسر اعلیٰ تھے۔ موصوف کا کتب خانہ مرنے کے بعد کتب خانہ آصفیہ میں منتقل ہوا تھا۔

ترقیمہ:-

تمت تمام شد سنہ ۱۲۹۰ھ

(۵۹۸) فزیالوجی

نمبر ڈاکٹری (۲۸) سائز (۶×۸) صفحہ (۳۰۲)
سطر (۱۱) خط شکستہ
تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۹۰ھ کتابت سنہ ۱۲۹۱ھ
مترجم یا مصنف کا پتہ نہیں چلتا۔ ممکن ہے مولوی محب حسین اس کے مترجم ہوں

آغاز:-

"فزیالوجی اس علم کو کہتے ہیں کہ جو انسان کی گذر کی ترکیب اور افعال وغیرہ بیان کرے۔ اور کس طرح سے انسان پیدا ہوتا ہے اور کس طرح سے بالغ ہوتا ہے اور کس طرح سے مرتا ہے۔"

جیسا کہ نام سے واضح ہے اس کتاب میں فزیالوجی کا بیان ہے (۱۱۲) عنوان کے تحت تفصیلی صراحت کی گئی ہے۔

اختتام:-

"دانت دو طرح کے ہوتے ہیں ٹمپریری دوم پرمننٹ وغیرہ"

اس کتاب پر بھی مولوی محب حسین صاحب کی مہر ثبت ہے۔

ترقیمہ:-

سنہ ۱۲۹۱ھ با تمام رسید

(۵۹۹) اناٹمی یعنی تشریح

نمبر ڈاکٹری (۲۸) سائز (۸ × ۵½) صفحہ زائد از (۱۲۰۰) سطر (۱۱) خط شکستہ
مصنف۔ سید محب حسین
تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۸۹ھ
مولوی محب حسین حیدرآباد کے مشہور حکیم

اور ڈاکٹر تھے مرحوم کو طب یونانی اور ڈاکٹری دونوں میں
مہارت حاصل تھی اس کے ساتھ وہ عربی فارسی کے
عالم متبحر بھی تھے۔ ایک عرصہ تک حکومت آصفیہ میں
دواخانہ جات یونانی کے افسر اعلیٰ یعنی افسر الاطباء کی
خدمت پر مامور رہے۔ سنہ ۱۳۱۳ھ میں وظیفہ ہوا تھا۔
اس کے بعد عرصہ تک زندہ رہے۔

آپ کے مکان میں ایک دواخانہ تھا جہاں بہت سے
مریض آتے تھے۔ آپ کا کتب خانہ بھی مشہور تھا جو کتب خانۂ
آصفیہ میں خرید لیا گیا۔ کتاب ناقص الآخر ہے۔

آغاز:۔

"اور اونچائیاں ہیں کہ جہاں سیلر نوسٹ میں
تدراج پاتے ہیں۔ چنانچہ گردن کے ہر جانب اور چہرے
اور ریڑھ کے کنارے پر اور کف دست اور کف پا میں
میں بعض وقت بالکل نہیں رہتی ہے۔"

جیب کے نام سے واضح ہے یہ تشریح امراض کی کتاب
ہے اس کو کئی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے نقشے بھی شامل کیا۔

اختتام:۔

"اس کا اتیم پلاسٹی بیون کے اوپر وار بطور اوپر
کے کونے کے رہتا ہے نیز ڈنم کے اوپر دار۔"

ترقیمہ:

متن ۔ ۔ ۔ ۲۸۹ھ

(۶۰۰) سرجری و لکچر ڈاکٹر وینڈو

نمبر ڈاکٹری (۳۴) سائز (۸×۶) صفحہ (۱۰۶)
سطر (۱۰) خط شکستہ

مصنف ڈاکٹر وینڈو۔

تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۹۹ھ

ڈاکٹر وینڈو افضل گنج کے دواخانہ کے صدر مہتمم
اور طبیہ کالج کے پرنسپل تھے۔ نیز دواخانہ جات ڈاکٹری
کے ناظم بھی تھے۔ اردو سے بخوبی واقف تھے۔
حکومت آصفیہ نے جب ڈاکٹری کی تعلیم کے لئے
کالج قائم کیا تھا (سنہ ۱۸۵۴ء) تو یہاں اردو میں
تعلیم کا انتظام کیا گیا تھا۔ عرصہ دراز تک اردو میں
تعلیم ہوتی تھی جو پرنسپل مقرر ہوتے تھے وہ اردو سے واقف
ہوتے تھے۔ اسی طرح ڈاکٹر وینڈو بھی اردو سے واقف تھے۔

آغاز:۔

"ان سیفوں کو بھی، وسی ترکیب سے متعدد
مرتب کرنے میں آتا ہے کہ جیسا کہ پرائکٹس آف
فیزک کو کئے تھے۔ یعنی اولاً جراحی کے دن مرض
کا بیان جو تمام انتظام کو متاثر کرتے ہیں"

اس کتاب میں سرجری یعنی علم جراحی کا تفصیل
سے بیان ہے دو سو سے زیادہ عنوانات کے تحت
تذکرہ کیا گیا ہے۔ کئی نقشے بھی شامل ہیں۔

کتاب ناقص الآخر ہے۔

اختتام:۔

"افیون غائب نہیں ہوتا۔ دار کولیسل کے شکل
خرطومی ہوتے ہیں۔ اس میں کیڑوں کے مجمع کے
مانند ہوتا ہے ......"

(۶۰۱) رہنمائے تشخیص

نمبر ڈاکٹری (۳۵) سائز (۸×۶) صفحہ (۳۰۲)
سطر (۱۳) خط شکستہ۔

مصنف۔ سید محب حسین۔

تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۹۶ھ کتابت سنہ ۱۲۹۶ھ

آغاز:۔

"اگر کسی بیمار کا علاج کریں تو اول ضرورت ہے کہ

اس کے حال اور علامت بیماری کو بخوبی دریافت کرنا۔ چنانچہ اگر مریض درد سر کا شاکی ہو تو لازم ہے کہ وجہہ درد کو ڈھونڈیں"

اس کتاب میں امراض کی تشخیص کا حال لکھا گیا ہے کتاب کئی فصول پر منقسم ہے۔ اس میں تمام امراض انسانی کا تذکرہ ہے۔

اختتام:۔

"بعض اسکو ناگوار سمجھتے ہیں اور بعض اس قیاس کے متضاد ہیں"

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد۔ ۱۲ شوال ۱۲۹۲ھ

(۶۰۲) مڈوایفری

نمبر ڈاکٹری (۳۲) سائز (۸×۶) صفحہ (۵۱۸)

سطر (۱۲) خط شکستہ

مصنف۔ سید محب حسین۔

تاریخ تصنیف ۱۲۹۱ھ کتابت ۱۲۹۲ھ

مصنف کے حالات قبل ازیں درج ہو چکے ہیں۔

آغاز:۔

"وضع حمل کے روک جانے کے لئے آلات تناسل کی تشریح اور فزیالوجی کی آگاہی ہر حال میں ضروری ہے"

اس کتاب میں حمل اور اس کے متعلقات کا تذکرہ ہے۔ زچگی کے جملہ امور صراحت سے درج ہوئے ہیں نقشے بھی شامل ہیں۔

اختتام:۔

"اور افیون کے لئے اور جو ...... اس وقت پر بیشے فائدہ .... ہوتا ہے"

ترقیمہ:۔ ۱۰ ذیقعدہ ۱۲۹۲ھ

(۶۰۳) پراکٹس آف فزک

نمبر ڈاکٹری (۲۶) سائز (۸×۶) صفحہ (۱۰۰۳)

سطر (۱۳) خط شکستہ۔

تاریخ تصنیف ۱۲۹۲ھ کتابت ۱۲۹۲ھ

مصنف یا مترجم کا نام ظاہر نہیں ہوتا۔ ممکن ہے مولوی محب حسین ہی اس کے مؤلف ہوں۔

حیدرآباد کے مڈیکل کالج کے لئے یہ کتاب مرتب ہونے کا پتہ چلتا ہے

آغاز:۔

"پراکٹس آف فزک یعنی علم طب کے کل امراض کا بیان۔ ان اوراق کو دو بڑے ٹکڑوں میں تقسیم کئے ہیں اول ادن امراض کا بیان ہے جس ... استطا ... سے شروع ہوتا ہے"

جیسا کہ آغاز کی عبارت سے واضح ہے یہ علم طب کی کتاب ہے اس میں تمام امراض اور ان کے علاج اور دوا کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ۲۱۶ باب کے تحت ان کا بیان ہے۔ ہر باب میں چند فصل ہیں۔ آغاز عام امراض یعنی بخارات سے شروع کیا ہے۔ آخری باب میں پیشاب کے آلات کا بیان ہے۔

اختتام:۔

"اور تبدیل ہوا کرانا مقوی غذا دینا"

ترقیمہ:۔

صفر ۱۲۹۲ھ

(۶۰۴) علم الامراض

نمبر ڈاکٹری (۳۹) سائز (۱۲×۷) صفحہ (۳۲۲)

سطر (۲۳) خط نستعلیق۔

مترجم ۔ ... محب ...

تاریخ ترجمہ ١٢٩٦ھ کتابت ١٢٩٦ھ
مترجم خزانہ ضلع رہتک کا ہیڈ کلرک تھا
اس نے چارلس ایولس فالی کی تصنیف کا اردو میں
ترجمہ کیا ہے۔
مترجم کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل نہیں ہیں۔

آغاز:-

"حال میں ایک تجربہ کار رفاہ دوست نیک
شخص نے جن کا اسم عالی ولیم چارلس ایولس فالی
صاحب بہادر ہے اور جو خزانہ ضلع رہتک میں بعہدہ
اکونٹنٹ امور ہیں بغرض رفاہ عام و فائدہ انام
ایک عمدہ اور مختصر رسالہ لکھا جس کا نام مندرجہ عنوان کے رکھا"
اس رسالہ میں ان امراض کا بیان ہے جو عام طور
سے ہوتے ہیں اور سہل حصول معالجہ بھی لکھا گیا ہے۔

اختتام:-

"علاج۔ مریض کو [illegible] یا دیں، و زخم کو ہر روز
جب تک کہ صاف نہ ہو جائے دو تین خوطہ اور
چار رتی [illegible] اور پوست [illegible]"

ترقیمہ:-

تمت تمام شد این کتاب حسب فرمائش مولوی
حکیم محمد حسین صاحب ترجمہ [illegible]
بتاریخ ٢٩ جمادی الاول ١٢٩٦ھ از دست
مرزا مغل بیگ بالفراہم رسید

(٦٠٥) رسالہ علم قابلہ

نمبر کاپی (٢٧٣) سائز (٢×١١) صفحہ (٢١١)
سطر (١١) خط نستعلیق۔
تاریخ تصنیف ١٢٩٦ھ کتابت ١٢٩٦ھ

مترجم یا مولف کا نام واضح نہیں ہوتا۔

آغاز:-

"علم قابلہ اس علم کو کہتے جو تولید و تناسل کے
بیان پر مشتمل ہے۔ اور ہر قابلہ کو چاہیئے اول کو بیکی
تشریح سے بخوبی واقف رہے چونکہ قبل ازیں اس
آلہ کا بیان ہو چکا ہے۔ ضرورت نہیں کہ مکرر بیان کریں"
اس رسالہ میں زچگی اور امراض نسواں کا تفصیل
سے تذکرہ کیا گیا ہے۔

اختتام:-

"اور اتنا یاد رکھیے کہ از صفل آلات کو وہ خون سے
سینچا ہے جو اولاً اوپر ... گردی کھاتا ہے"

ترقیمہ:-

تمت تمام شد بتاریخ ۵ شعبان ١٢٩٦ھ

(٦٠٦) امراض اطفال

نمبر کاپی شاملات (٢٠-٧) سائز (٥×٩) صفحہ
(٣٧) سطر (١٢) خط نستعلیق
تاریخ تصنیف ١٢٨١ھ کتابت ١٢٨١ھ
مترجم یا مصنف کا نام معلوم نہیں ہوا۔

آغاز:-

"الحمد للہ رب العالمین الخ
اما بعد لازم ہے ہر طبیب ذی شعور کو امراض
اطفال میں بخوبی خبر لینا اور درست تشخیص کرنا
کیونکہ بچوں کو زبان اور عقل نہیں رہتی کہ اپنے
مزاج کی کیفیت طبیب کو سمجھا سکے"
جیسا کہ نام سے اور آغاز کی عبارت سے واضح
ہے کہ اس میں بچوں کے امراض اور ان کی تشخیص

اور علاج کا حال قلمبند کیا گیا ہے۔

اختتام :-

"چیچک ۔ گوبری۔ کنکر۔ پتھر۔ چھٹے دار امراض کھجلی گنجا یہ سب کا بیان پر اکتفرک یعنی علم طبابت میں ذکر ہوا ہے اس لئے یہاں دوبارہ ذکر نہیں کیا جاتا"۔

ترقیم :-

تمت تمام شد بتاریخ ہشتم ماہ صفر ۱۲۸۱ھ

کتاب کے آخری چند صفحے کرم خوردہ ہو کر تلف ہو گئے ہیں۔

اختتام:۔

بہ ہنگام اتمام ستکا شمار
تھے چالیس پر . . . . . .
تھی بیچ اکیس رمضان کی
تھی . . . . . .
عطارد کا تھا زور اور دسن
کہا . . . .
بحق محمد علیہ السلام
یہ ابیات سارے ہوئے اب تمام

مصرع اول کے اوپر کاتب نے ۱۲۳۵ھ لکھا ہے۔ خاتمہ کتاب کے بعد چند نسخے مختلف بیماریوں کے متعلق درج ہیں۔

(۹) طبّ حیوانیات

(۶۰۸) فرس نامہ

نمبر طب حیوانیات (۳۳) سائز (۶×۱۰) صفحہ ۵۴، سطر ۱۵ خط نستعلیق

مصنف:۔ مرزا سعادت یار خاں رنگین۔

تاریخ تصنیف قبل ۱۲۳۰ھ

مرزا سعادت یار خاں نام رنگین تخلص۔ باپ کا نام طہماسپ بیگ اور خطاب اعتقاد جنگ محکم الدولہ تھا ان کا خاندان ایران سے آکر اولاً پنجاب میں آباد ہوا تھا جس میں املاک میر منو خاں کی ملازمت میں منسلک ہوا۔ رنگین کی پیدائش سرہند میں ہوئی پھر ان کے باپ دہلی آئے اور جلد ہفت ہزاری منصب اور خطاب سے سرفراز کئے گئے۔ رنگین نے [illegible] ہوش سنبھالے اور فنون جنگ میں مہارت حاصل کی [illegible] دکن آکر افسر توپ خانہ بنے۔ پھر ملازمت چھوڑ کر گھوڑوں کی تجارت شروع کی سیاحت کرتے ہوئے لکھنؤ گئے اور وہاں شہزادہ سلیمان شکوہ کی سرکار میں ملازم ہوئے مشہور ہے انشاؔ [illegible] سے دوستی تھی لکھنؤ میں [illegible] قیام رہا [illegible] گئے اور [illegible] ۱۲۵۱ھ میں انتقال [illegible]

بعض رنگین کو شاعری میں مصحفی سے تلمذ تھا۔ مگر بعض انکو حاتم کا شاگرد بتاتے ہیں۔ فرس نامہ کی صحیح تاریخ تصنیف معلوم نہیں ہوئی مگر خیال یہ ہے کہ جب یہ گھوڑوں کی تجارت شروع کئے اسی وقت اسکو مرتب کیا ہوگا انڈیا آفس لندن میں ان کے متعدد تصانیف کے قلمی نسخے موجود ہیں اور کسی کتب خانہ میں ان کی تصانیف کا اس قدر ذخیرہ موجود نہیں ہے۔

آغاز:۔

کبھو ہو رزق کا اوس کو نہ توڑا
بندھا ہو جس کے دروازے پہ گھوڑا
پڑا ب قرآن کو دیکھیں نہ کر بند
خدا نے کھائی ہے گھوڑے کی سوگند
عزیز ان کو رکھا ہے مصطفٰے نے
بہت چاہا ہے ان کو مرتضیٰ نے

اس منظوم رسالہ میں گھوڑوں کے امراض ان کے علاج اور گھوڑوں کی شناخت وغیرہ کا تذکرہ ہے عنوانات کے تحت صراحت کی گئی ہے۔

اختتام:۔

دو نسخہ بھی جو میرے آزمائے
سو میں نے تجکو وہ سب کہہ سنائے

کہا ہے بیس دن میں کر کے مرقوم
وہی تعداد اسکی تجکو معلوم

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد فرس نامہ بتاریخ بستم شہر صفر ۱۲۳۳ھ تصنیف رنگین ام سعادت یار خان در دروازہ حویلی قائم خاں تحریر یافت۔

جامعہ عثمانیہ اور کتب خانہ سالار جنگ میں فرس نامہ کے قلمی نسخے موجود ہیں۔

(۶۰۹) فرس نامہ (دوسرا نسخہ)

نمبر طب حیوانات (۶۶) سائز (۹×۶) صفحہ (۵۵) سطر (۱۹) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

کبھو ہو رزق کا اوس کو نہ توڑا
بندھا ہو جس کے دروازے پہ گھوڑا

اختتام:۔

جو چاہے گا خدا آرام ہوگا
علاج اس طرح سے بے دام ہوگا

نسخوں ول سے اس میں اشعار کی تعداد کچھ زیادہ ہے۔

(۶۱۰) فرس نامہ (تیسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۲۶۳۶ جدید) سائز (۱۱×۶ ۱/۲ انچ) صفحہ (۷۴) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

خدا کی حمد کب مجھ سے رقم ہو
رواں جب تک یہ شبدیز قلم ہو
کہاں قدرت قلم نے اتنی پائی
کہ یہ اوسکی کرے صنعت نمائی

ناظم رسالہ نے گھوڑوں کے صفات اور اون کے اقسام و رنگ و صفت و علاج امراض کو نظم میں بیان کیا ہے۔ پہلے مولف نے نثر میں یہ رسالہ تصنیف کیا تھا۔ لکھنو کے معزز امیر مسمی محمد بخش عرف مجھو کی فرمایش پر اس کو نظم کیا۔ مولف کے تخلص کا شعر تیسرے صفحے پر ہے:۔

بس اب آگے زباں مت کھول رنگین
یہی جا ہے ادب مت بول رنگین

پہلے حمد و نعت و مدح چار یار و مناجات کے بعد تمہید کلام نسبت رسالہ ہے۔ پھر صفت اسپاں سے آغاز ہے۔ آخر میں ایک ورق پر ہر دو طرف گھوڑوں کے دو تصاویر قلمی ہیں۔ اوس پر تحریرات فارسی ہیں۔

اختتام:۔

کیا ہے بیس دن میں کہہ کے مرقوم
رہے تعداد اسکی تجھ کو معلوم
ہزار اس کے ہیں پورے شعر بھائی
تجھے گنتی بھی میں نے کہہ سنائی

(۶۱۱) خنگ نواز نامہ

نمبر متفرقات (۲۶۲) سائز (۹×۶) صفحہ (۹۳) سطر (۹) خط نستعلیق۔

مصنف۔ طالع یار خاں۔

تاریخ تصنیف ۱۲۳۱ھ کتابت ۱۳۱۲ھ

طالع یار خاں محمود زائی پٹھان تھے چابک سوار تھے۔ یہ فن ان کا موروثی فن تھا۔ صرف بہترین چابک سوار تھے بلکہ گھوڑوں کو پرکھنے کی بھی مہارت رکھتے تھے۔ اپنے ایک شاگرد کے کہنے سے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔

آغاز :۔

حمد اور صفت کرے اللہ جل و تعریف و پیدا کرنے اس بے مثال کی و فقط کن کہہ کے کائنات کو پیدا کیا اور یکا [illegible] شارت ہے طرفۃ العین میں کتم عدم سے موجودات کو موجود کر دکھایا محرم راز اوس کے اوصاف اس تقریر کی موجو ہراں زبان پہ لاتے صفت اوس کی کیوں کر کروں میں بیاں

اگر [illegible] ؛؛

اس رسالہ میں گھوڑوں کی سواری کے رموز اور گر لکھے گئے ہیں۔ کتاب دو باب اور تین فصل میں منقسم ہے۔ چونکہ مصنف خود [illegible] تمام آزمودہ [illegible] درج کئے ہیں جو فن شہسواری کے لئے ضروری ہیں۔ اڑیل گھوڑوں کے سدھارنے کے طریقے بھی درج ہیں غرض فن شہسواری کی ایک عمدہ کتاب ہے

اختتام :

"[illegible]"

ترقیمہ :

[illegible]

نقل ۲۵ ذیحجہ ۱۳۱۷ھ مرسفندار ۱۳۰۹ف یوم یکشنبہ۔

اس کتاب کا ایک نسخہ کتب خانہ سالار جنگ میں موجود ہے (ہاشمی ۲۳۰)

(۶۱۲) فرس نامہ

مرتبہ جیو تیا (۳۵) سائز (۱۸×۸) صفحہ (۳۲) سطر (۲۰) خط شکستہ۔

تاریخ تصنیف ماقبل ۱۲۵۰ھ

مصنف کا کوئی پتہ نہیں چلا البتہ اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب نواب منیر الملک مدار المہام حیدرآباد کے عہد (۱۲۴۴ھ تا ۱۲۴۸ھ) میں تصنیف ہوئی ہے۔

آغاز :۔

"زباں بیہودہ بیچ تعریف خدا تعالیٰ کے نہایت بے شعور وازیں قبیل در تمامے زمانت تاب کہتے ہیں غایت قصور طاقت بالکل نہیں پاتی کہ قدرت تصنیف دوازدہ امام کے تحریر سے درپیش آوے اور حال موافق حوصلہ کے اظہار کرے"

اس رسالہ میں گھوڑوں کے شناخت امراض اور ان کے علاج کا حال لکھا گیا ہے۔ کتاب چھ باب پر منقسم ہے۔ گھوڑوں کے اقسام ان کے رنگ اور مزاج وغیرہ کا تذکرہ ہے۔ آخر پر مصنف نے ان لوگوں کے اسماء کا تذکرہ کیا ہے جو گھوڑوں کے اچھے سوار یعنی شہسوار تھے اور جنہوں نے گھوڑوں کی پرداخت کا اچھا خیال رکھا تھا جن میں سے بعض یہ ہیں۔

حمید الدولہ۔ صلابت خاں، محمد سبحان خاں نور الامراء۔ راجہ راؤ رنبھا۔ راجہ چندو لال۔ منور بیگ محمد عظیم الدین خاں وغیرہ۔

کتاب ناقص الآخر ہے۔

اختتام :-

"نواب منیر الملک بہادر کا اسناد قدیم کا جتنے
باتیں پوشیدہ اور ظاہر میں تمام باتیں اس میں موجود
ہیں۔ نگاہ انصاف لازم ہے۔ قدردان کو کسی شخص میں
. . . . . . " اس کے بعد کی عبارت نہیں ہے۔

(۶۱۳) فرس نامہ

نمبر طب حیوانات (۱۶) سائز (۸×۶) صفحہ ۳۴
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔
تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۵۰ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات دستیاب نہیں ہوئے
مگر یہ واضح ہوتا ہے کہ اس کا مصنف گھوڑوں کے امراض
اور ان کے علاج کا پورا ماہر تھا۔ فن سالوتری کا بڑا تجربہ
حاصل تھا۔

آغاز :-

"الحمد للہ رب العالمین الخ
جاننا کہ اس کتاب میں گھوڑوں کے مرض کی پہچان
اور ویسے کے علاج لکھے ہوئے ہیں چاہیے کہ ایک مرض
میں خوب تشخیص کر کر اوس مرض کے موافق ... دینا"

اس رسالہ میں مصنف کے آزمودہ نسخے درج ہیں
گھوڑوں کی بیماری اور تشخیص کے بعد علاج کے لئے
نسخے لکھے گئے ہیں۔

اختتام :-

"صبح کو ... میں ایک بیسی گوڑ اور ..... پیاز گھی
ڈال کر کھلا ... چالیس ... مجرب ہے"

(۶۱۴) ودیل نواز نامہ

نمبر طب حیوانات (۱۶) سائز (۸×۶) صفحہ (۷۶)
سطر (۱۴) خط نستعلیق۔
مصنف۔ عبد القادر۔
تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۲۵۰ھ

مصنف نے بیان کیا ہے کہ ان کو بچپن سے
گھوڑوں سے سابقہ رہا۔ اور ان کے علاج میں دسترس
پیدا کی تھی۔ اسی مہارت کا نتیجہ یہ کتاب ہے۔

آغاز :-

اے حکیم پاک تیرا حمد یت ہم کیجے
ترک کر مقبولیت محبوبیت تو سمجھے
یہ نہ ہو ہم سے گذر کر از راہ حسن و صورت
بے ادب ہوں یاد ہے . . . . . .

استادان سلف و حال کے بہت طبیبان فارسی اور ہندی نظم
و نثر کہے ہیں۔ مبتدیان اکی استعدادات کے ہیچ . . . . .
سے جلد مرض کے حوال پہچان نہ سکے اس واسطے
بندۂ کمترین عبد القادر کے بطفیل اپنے قبلہ گاہی کے
ایام شیر خواری سے عالم شباب تک معرکہ میں ساتھ ان
کے رہا ہے!

اس کتاب میں گھوڑوں کے امراض اور ان کے
علاج وغیرہ کا حال تفصیل سے لکھا گیا ہے۔
آخری عبارت فارسی میں ہے۔

اختتام

"بوقت نفس ایں آیت برخن دم کند بفضل الٰہی
بر ہر کسے سخن گوید مہربان شود۔ توکل ماشاء اللہ
الحسن للہ ۔ الٰہ الا اللہ محمد
رسول اللہ" اس کے بعد دو غزل درج ہیں۔

ترقیمہ :-

تمت تمام شد ... محرره ... بن ...

قادر شریف بروز چہارشنبہ باتمام رسید۔
کتب خانہ سالارجنگ میں اس کتاب کے دو قلمی نسخے موجود ہیں۔

(۶۱۵) ولدل نوازنامہ (دوسرا نسخہ)

نمبر طب حیوانیات (۲۶) سائز (۱۲×۲) صفحہ (۵۹)
سطر (۲۱) خط نستعلیق۔
تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ
مصنف کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہوئے۔

"اوستادان سلف اور حال کے بہت سے طبیب کے رسالے ہندی نظم ونثر کے ہیں۔ مبتدیان اس کے استعارات کے پیچ سے جلد مرض کے احوال کو پہچان نہیں سکتے۔۔ بندۂ کمترین عبدالقادر کہ بطفیل اپنے قبلہ گاہ کے ایام شیرخواری سے عالم شباب تک معرکہ میں اسپیاں کے رہا ہے۔"

کتاب کے نام کی صراحت

اس نسخہ کا نام ولدل نوازنامہ رکھا ہے۔ اس کتاب میں گھوڑوں کے علاج کا تذکرہ ہے۔ کتاب کو بارہ باب میں منقسم کیا گیا اور ہر باب میں چند فصل ہیں۔ تفصیل کے ساتھ گھوڑوں کے مرض اور ان کے علاج کی صراحت [illegible] گھوڑوں کے خواص کے علاوہ گھوڑوں کے [illegible] مرض اور علاج کا ذکر ہے۔

اختتام۔

لیلی رحیدی وسل سے [illegible]

ذکر کے کھلانا۔ خدا کو شافی مطلق قادر ذوالجلال برحق جاننا۔" نوٹ۔ اس کتاب میں چند صفحے علم طب کے متعلق شامل ہیں۔ ایک طویل نظم چند صفحے کی گھوڑوں کے علاج وغیرہ کے متعلق شامل ہے۔

(۶۱۶) کتاب سالوتری

نمبر طب حیوانیات (۵۶) سائز (۳۰×۱۰) صفحہ (۷۲)
سطر (۳۳) خط نستعلیق۔
تاریخ تصنیف۔ بعد ۱۲۷۵ھ
مصنف کا پتہ نہیں چلا۔

آغاز:۔

"این کتاب سالوتری موسم نوبہار بارش گھوڑوں کے بیماری ہر قسم کے علاج اون کے خاصیت اور ان کے امراض کے نام نیک و بد کا پیچ اور بیان کئے ہیں"

جیسا کہ آغاز کی عبارت سے ظاہر ہے یہ سالوتری کی کتاب ہے گھوڑوں کی شناخت۔ خواص اور امراض اور ان کا علاج درج ہے۔ اس کتاب میں گھوڑوں کی رنگین تصاویر شامل ہیں۔

اختتام:۔

"تیل میں ڈال کر خوب جلا لینا تاکہ ادویات سب [illegible] ہو جائیں۔ [illegible] لینا اور پر ورم کے مالش کرنا۔ فائدہ ہوتا ہے۔"

(۱۰) موسیقی

(۶۱۷) رسالہ موسیقی

نمبر فلسفہ (۳۱۸) سائز (۸×۵) صفحہ (۹۰) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔ تاریخ تصنیف بعد ۱۲۰۰ھ

اس کتاب کے مصنف کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہوئے۔ کتاب ناقص الاول ہے۔

آغاز:

کھوں اوتر مندر ارجنی اوترا ایتا جان

سدہ کہا . . . .

ایر دودھ کت ل پت میں کہیں سو سید ایک

درچنا اے جایرن تن کی . . . . . .

یہ علم موسیقی کا رسالہ ہے۔ اس میں راگنیوں کے قواعد و ضوابط بیان کرنے کے علاوہ گیت بھی لکھے گئے ہیں۔

اختتام:

مدھم کی جب ایک سرت می جو ہر کندہار

کیسک تاموں کہت ہیں پنڈت چتر بچار

پنچم کھرج ترت ہیں عنا کی ددی ددی یو جیہ

بکرت دو دسن م بجھ جو براں کی سوجھ

(۶۱۸) پنگل

نمبر فلسفہ (۳۲۹) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۶۲) سطر (۱۰) خط نستعلیق۔

مترجم۔ غلام علی

تاریخ ترجمہ ۱۲۰۷ھ کتابت ۱۲۰۸ھ

مترجم غلام علی حیدرآباد میں فن موسیقی میں استادانہ مہارت رکھتے تھے۔ نواب صمصام الملک کی سرکار میں ملازم تھے صمصام الملک آصف جاہی خاندان کے ایک فرد تھے جن کو فن موسیقی سے دلچسپی تھی۔ غلام علی فن موسیقی سے واقف ہونے کے علاوہ ناگری رسم الخط کے بھی ماہر تھے۔

آغاز

”سری گنشا امنات پنگل لکھتے گیت۔ گو گور دمہ مود گن منگ ہنس من کر مودک بلست سکہ ندن میدن بلسٹ للست است“

یہ فن موسیقی کا رسالہ ہے جو تمام تر ہندی میں ہے مگر خط نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔

اختتام:

سمر بک تچہ بکادہ کھند و

بہر بہر گن دمہ ۔۔ ست مندو

ترقیمہ:

الحمد اللہ کہ ایں رسالہ پنگل کہ نا جو بخط ناگری

کے تدبر سے تھا حکم سے جہاں مطاع عالم مطیع
مرتب پرور مسکین نواز نیک افعال خجستہ خصال
کردہ دوران یعنی مرشد زادہ رفیع القدر نواب
صمصام الملک بہادر دام اقبالہ کے موافق کھونے
کے ملازم درگاہ غلام علی تو ای کے بیچ تاریخ چھبیسویں
ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۲۰۰ھ کے اختتام پایا۔

(۶۱۹) رس گرنتھ

نمبر داخلہ (۲۲۱ جدید) سائز (۷×۱۰) صفحہ (۳۱)
سطر (۲۰) خط نستعلیق۔
مصنف۔ سید غلام نبی حسینی واسطی
تاریخ تصنیف سنہ ۱۱۵۳ھ

بلگرام کے مردم خیز قطعہ سے غلام نبی صاحب کا تعلق تھا۔ موسیقی کے ماہر تھے۔ اس مہارت کا نتیجہ یہ کتاب ہے

آغاز:۔ "رتھہ ناٹک کر پر ہاس تا یکا پرت
جہتہ پنہرت تل و نجوا ... معک سچال
چتہ ... ر کو مال ... کر دیتہ ... موں مال
اس رسالہ میں ہندی گیت لکھے گئے ہیں۔

اختتام:۔
اس میں تاریخ تصنیف بھی آگئی ہے
لکھو گرنتھ یہ ای موں لوکن ... ت بیدہ
پنڈت ... سوں ... کے ناہ کھیوسدہ
گیارہ سے چون سکل ہجری سنبت پائی
سب گیارہ سے چونی دو دسا لکھو بیائے

ترقیمہ:۔
ب سری ... حسینی واسطی بلگرامی سید غلام نبی رسلن
... باقر ... حسن ... رسس ...

(۶۲۰) گیت

نمبر کتاب (۲۲۲ جدید) سائز (۱۰×۶، صفحہ (۲۸)
سطر (۲۰) خط نستعلیق۔
مصنف۔ سید غلام نبی حسینی واسطی۔
تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۱۵۰ھ۔

آغاز:۔
"تیری مسورت کو بھوت ہی بین لوک تو اکاس کوئی
نکہت اور دت ہے۔"
اس رسالہ میں گیت جمع کئے گئے ہیں۔

اختتام:۔
"جا دناں میں میں کی مو د اندر جیت پیو پارت دانی
درک موند تو ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ہوں۔"

(۶۲۱) پوتھی رس مورب

نمبر کتاب (۲۸ جدید، سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۰۰)
سطر (۵): خط شکستہ
مصنف۔ عارف بلگرامی۔
تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۱۶۰ھ

عارف کو بھی بلگرام سے تعلق تھا ممکن ہے کہ سید غلام نبی سے قریبی رشتہ ہو۔ عارف شاعر بھی تھے اور فن موسیقی سے بھی واقف تھے۔ کتاب کے صفحہ اول پر یہ صراحت کی گئی ہے کہ عارف اپنے فن (موسیقی) میں یکتائے زمانہ تھے اور سنہ ۱۱۶۰ھ میں بلگرام میں انتقال ہوا۔ اور وہاں ہی دفن ہیں۔

آغاز:۔
پہلے فارسی میں شعر ہیں۔
اول بسم اللہ گو بعد ازاں گو نعت
با ز مناقب کن بیان صلی علی

علی در علم آمده بونگ نکنم تمہید
کردہ زارے انما حق.......
یا یوتھی کوئی جو کو روکرے کنھ دھن بھیان
کیا تی کی جہاج کو دہی نا خدا جان

اس رسالہ میں موسیقی کے راگ اور راگنیوں کے
تحت ٹھمریاں وغیرہ لکھی گئی ہیں۔
ناقص الآخر ہے۔

اختتام:۔

منھ یان سے پرمان دھن کنول بھی
کنول تے پیاری نرولوچی توی بھی

(۶۲۳) پوتھی انگ درپن

نمبر اخلد (۲۴۰ جدید) سائز ۔ ۹×۶ صفحہ (۶۱)
سطر (۱۸) خط نستعلیق۔
مصنف سید غلام نبی بلگرامی
تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۱۵۰ھ

آغاز:۔

سرباوری یا حرکت میں سرس یہ کی بھائی
جو نن من تیں تلن لو بالن ہاتیہ بکائی
مور پچھ جو سرچھر.........
سبس جگمن کھ تو کچھن پری ماں چھپی بائی

اس رسالہ ہندی میں راگ راگنیوں میں گانے
کے لئے گیت وغیرہ لکھے گئے ہیں۔

اختتام:۔

رنگ رنگ کو روپ سب امن پرت لکھائیں
نام رنگ درپن دھریو یات کن تی لائی

ترہ سے چورسے توی سمنت میں ابھرام
یہ سکھ نکھ پورن کیولی نکھ پرتھ کر نام

ترقیمہ

رت سری حسینی واسطی بلگرامی سید غلام نبی
بسلیں سب سید ..... سمت اٹھارہ
نتیس ۔ تے سید امیر حیدر سمت
سید نور الحسن سید خادم نبی آزاد۔

(۶۲۴) لہنس بانس

نمبر فلسفہ (۳۲۸) سائز (۱۲×۶) صفحہ (۶۰)
سطر (۱۱) خط نستعلیق
جامع ؟ تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۲۸۹ھ
اس کتاب کے جامع کا نام معلوم نہ ہوا۔

آغاز:۔

"چوں نفوس مقدسہ ... [illegible] ... ذات
روحانی بہشتی ... [illegible] ... مستلزم رب
بہمہ وابشد کامل ترمیت:

اس کتاب میں ... ہندو ... تانا سین یا باپ
ت اس میں وضح کیا گیا ہے کہ ملک گجرات میں
نایک بخشو ستاد فن موسیقی بہادر شاہ گجراتی
کے عہد میں موجود تھا اس نے راگ و راگنی بجا
کے تحت جس ... [illegible] ...
منجملہ ایک ... [illegible] ... راگنیوں کے
سب سے بہتر تسلیم ... [illegible] ... چار راگ ہوئے
سرف رنگ ... اور ... تھے

... [illegible] ... سنہ ۱۲۰۹ھ
میں ... [illegible] ... کے
... [illegible] ...

ہر ایک راگ اور راگنی سے دو دو دُھرپد کا انتخاب کیا گیا ہے۔

اختتام:-

"کنپ سر ترد دادسں بھید تن کو پر ماں مارا کال بہاسں کہت اندمدہ ..... جاگیں ان دن کن گنتن کو مہت۔

(۶۲۴) دوہا گیت معہ ترجمہ

نمبر فلسفہ (۳۲۷) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۶۶) سطر (۱۲) خط نستعلیق۔

تاریخ تصنیف بعد ۱۲۰۰ھ کتابت ۱۲۳۶ھ مصنف کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہوئے۔

آغاز:-

ہوت نایکا نایک انسبت سنگار
تین پر تو نایکا نایک مست انسار
اُبجت جاہ بلوک کیں جت بچ رتن بھائی
تاہ بہانت نایکا تی پر بین کب رائی

اختتام:-

آنکھ سوچن باں کی باتیں نند کمار
بیچ گئی جس بیچ میں ہر بال کی جھار
سیج سیج سب بچھ میں سجن سکیت نماج
رسن کن کوں رتن جی کیوشید گرنتھ رسن راج

ترقیمہ:-

تمت الرسالہ بید اقل مرزا اسمٰعیل بیگ مشہدی خادم جناب امام رضا علیہ التحیہ در بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد مدام آباد در شہر محرم ۱۲۳۶ھ

(۶۲۵) رشک پریا

نمبر فلسفہ (۳۱۷) سائز (۸×۵) صفحہ (۲۲۰) سطر (۹) خط نستعلیق۔

تاریخ تصنیف بعد ۱۲۰۰ھ

آغاز:-

ایک دن گج بدن سدن بدھ مدن کتد ست
گو نند انند کند تجگب بند چند جہت
سکھ وایک وایک سکرت گن ہے نایک نایک
کھل آیا یک گیا یک دلد رسید لایک

اس رسالہ میں مختلف راگ اور راگنیوں کے تحت گیت لکھے گئے ہیں۔

اختتام:- دوہرہ

مت رت تد ہی جان سبھ رس ریت
سوار تہ پرمار تہہ ہی آس پیا کی پریت

(د) علوم عمرانیات

(۱) معاشیات

(۲) معاشرت

(۳) نباتات

(۴) قانون

(۵) فہرست کتب خانہ جات

(۱) معاشیات

(۶۲۶) اصول کفایت شعاری جلد اول

(تاریخ جاپان)

نمبر فلسفہ (۶۳۳) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۳۳۲)،

سطر (۱۰) خط۔ نستعلیق

مترجمہ ۔ محمد حسین خاں۔

تاریخ ترجمہ مابعد سنہ ۱۳۰۰ھ

احمد حسین خاں حیدرآباد کے متوطن تھے۔ انگریزی اردو سے اچھی طرح واقف تھے۔ ملک کی ترقی سے دلچسپی تھی۔ اس دلچسپی کے مدنظر اس قدر ضخیم کتاب کو اردو میں منتقل کیا ہے۔

آغاز

باب ششم بری اور بحری فوج

"ہمارے موجودہ مقصد کے لئے یہ کہنا کافی ہے کہ جاپان کی بحری اور بری افواج ایک قوی ذریعہ ترقی کا ہے کسی ضرورت نہیں کہ تفصیلی بیان اس کے متعلق کیا جائے البتہ بعض مخصوص اصول بیان کردیئے جاتے ہیں"

یہ کتاب کئی ابواب میں منقسم ہے اولاً فوج کے متعلق دو باب میں تذکرہ ہے۔ اس کے بعد باب (۸) صنعت و حرفت (۹) نقاشی (۱۰) تجارت (۱۱) ملک جاپان میں غذا کی سربراہی (۱۲) نو آبادی اور ہجرت (۱۳) جمہوریت حکومت (۱۴) اہل جاپان کا امریکہ اور یورپ سے معاہدہ

اختتام :۔

"بادشاہ انگلینڈ کی گورنمنٹ تصور کرتی ہے کہ اس معاہدہ سے باہمی فوائد دو ممالک کے محفوظ رہیں گے جس سے امن واماں باقی رہے گا۔ اگر بدنصیبی سے امن قائم نہ رہے تو اس معاہدہ کا اثر دشمن کے حد تک موثر رہے گا"

یہ کتاب آصف جاہ سادس میر محبوب علی خاں کے عہد میں ترجمہ کی گئی ہے آپ کا عہد سنہ ۱۳۰۰ھ سے سنہ ۱۳۲۹ھ تک قرار دیا جائے۔ اگرچہ سنہ ۱۲۸۳ھ آپ کی مسند نشینی ہوئی مگر یہ زمانہ نابالغی کا تھا۔

(۶۲۷) اصول علم کفایت شعاری

جلد دوم

نمبر فلسفہ (۶۳۴) سائز (۹×۶) صفحہ (۴۰۹)

سطر (۱۰) خط۔ نستعلیق۔

مترجم ۔ احمد حسین خاں

تاریخ ترجمہ مابعد سنہ ۱۳۰۰ھ

آغاز :۔

"بہت دنوں سے بندہ کے خیال میں یہ سوال تھا کہ

کیوں بجز کرسٹین یوروپی ممالک کے دیگر ممالک اور اقوام
بمساوات یوروپین عیسوی ترقی یافتہ اقوام کے ترقی
نہیں کرتے۔ حالانکہ ایشیا میں ایشیائی علوم و فنون
قدیم سے موجود ہیں۔"

درحل یہ موسیو چارلس کیڈ پروفیسر ہائٹ پیلز
یونیورسٹی کی کتاب کا ترجمہ ہے فرانسیسی سے انگریزی
میں ترجمہ ہوا ہے اور اس کے بعد انگریزی سے اردو میں ترجمہ
کیا گیا ہے۔ کتاب کئی ابواب پر منقسم۔ بعض ابواب
یہ ہیں۔

ذرائع پیداوار۔ محنت و وقت۔ مزدوری کا نقصان
لاگت۔ تقسیم محنت۔

اختتام :۔

"اور ہر ایک شخص اپنے کام کے مقررہ وقت میں سے
بچا کر اپنے خانگی شہر کے عقل و فہم اور مذہب کے
خدمات میں صرف کر سکتا ہے۔ اس لئے کام کے گھنٹے مقرر
ہونا نہایت اہم ہے۔"

(۶۲۸) اصول کفایت شعاری

جلد سوم

نمبر فلسفہ (۶۳۵) سائز (۶×۹) صفحہ (۸۳۸)
سطر (۱۰) خط نستعلیق۔
مترجم۔ احمد حسین خاں
تاریخ ترجمہ مابعد سنہ ۱۳ھ

آغاز :۔

"علم کفایت شعاری
بہت دنوں سے بندہ کے خیال میں یہ سوال تھا کہ
کیوں بجز کرسٹین یوروپین ممالک کے"
اس کتاب کا انگریزی مترجم سی ولیم لے وڈ ہے۔

اس انگریزی کتاب کا ترجمہ اردو میں احمد حسین خان نے کیا ہے
اس حصے میں بھی کئی باب ہیں جس میں سے بعض یہ ہیں
تبادلۂ دولت۔ تبادلہ کی تاریخ واقعات۔ تبادلہ کی قیمت
استفادہ کے اصول۔ قیمت کے اصول۔ تبادلہ کی آسانی
ذریعہ حمل و نقل۔ جنس یا جنس کی تاریخ۔ دھات کے
پیسے۔ سکے۔ دوران دولت۔ بین الاقوامی تجارت۔
تجارت کے اہم امور۔ معاہدات تجارت۔ قرضی لاگت،
بنک وغیرہ۔

اختتام :۔

"معاملات کے استفادہ کی خواہش کرنا اور اسکو
زر نقد پر منحصر کرنا مثل اس کے لئے ہے کہ اوس دائرہ
کے رقبہ کو چاہنا جو ایک دائرے کو دوسرے دائرہ
سے جدا کرتا ہے۔"

(۶۲۹) اصول کفایت شعاری

جلد چہارم

نمبر فلسفہ (۶۳۶) سائز (۵×۸) صفحہ ۹۳۴۱
سطر ۱۰، خط نستعلیق۔
مترجم۔ احمد حسین خاں۔
تاریخ ترجمہ قبل سنہ ۱۳ھ

آغاز میں وہی عبارت درج ہے جو جلد دوم
و سوم میں درج ہو چکی ہے۔

اس کتاب کے چند ابواب یہ ہیں۔
تقسیم دولت کے طریقے۔ تقسیم دولت کا نظریہ
حق جائداد۔ تقسیم دولت کا موجودہ طریقہ۔ جماعت
بندی۔ مزدوری۔ ملکیت اور لاگت۔ سود خوری،
کرایہ زمین۔ زمین کی پیداوار۔ جواز منفعت
پیداوار کی جماعت بندی وغیرہ۔

اختتام:-

"جمہوریت کا غلبہ بہت دھیما اور دشوار امر ہے اور اس میں بہت کچھ نا امیدی بہ نسبت سیاسی جمہوریت کے غلبہ کے موجود ہے۔"

(۶۳۰) اصول کفایت شعاری
(جلد پنجم)

نمبر فلسفہ (۶۳۰) سائز (۶×۹) صفحہ (۱۳۹)

سطر (۱۰) خط۔ نستعلیق

مترجمہ۔ احمد حسین خاں

تاریخ ترجمہ مابعد سنہ ۱۳۳۱ھ

آغاز

وہی عبارت ہے جو سابقہ جلدوں میں لکھی گئی ہے

اس جلد کے بعض ابواب یہ ہیں۔

خرچ۔ نوعیت اور قانون خرچ، اسپنڈنگ یعنی خرچ مسرت کا سامان، گھر کے مصارف، غیر حاضری۔ بچت۔ ضروری حالات۔ بچت سے استفادہ۔ صنعت و حرفت میں روپیہ لگانا۔

اختتام:-

"اگر ملک اجنبی کے کاروبار میں دانائی سے لاگت لگائی جاوے تو قوم کو منفعت مبلغ لاگت سے زاید ہوتی ہے۔"

(۳) نباتات

(۶۳۲) رسالہ در علم نباتات

نمبر متفرقات (۱۶۱) سائز (۶×۱۰) صفحہ (۲۹۸)

سطر (۱۱) خط۔ نستعلیق۔

مترجم۔ مرزا الفت علی بیگ۔

تاریخ ترجمہ ۱۲۹۵ھ کتابت ۱۲۹۶ھ

مترجم کے حالات معلوم نہیں ہوئے۔ البتہ یہ واضح ہوتا ہے کہ حکیم سید محب حسین صاحب کی فرمائش سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ حکیم سید محب حسین صاحب کے حالات صفحات گزشتہ میں درج ہو چکے ہیں۔

غالباً مترجم انگریزی کی اچھی قابلیت رکھتے ہوں گے۔ اسی لئے ان سے حکیم صاحب نے اس ترجمہ کی خواہش فرمائی تھی۔

آغاز:۔

"پھول کو دیکھنے سے اس میں اجزاء ذیل پائے جاتے ہیں۔ اول پڈنکل یعنی ڈنڈی یہ وہ جز ہے جس کے اوپر پھول قائم ہے۔ اس کے سر کو نبالیس کہتے ہیں یعنی قاعدہ، دوم ایک بیرونی غلاف ہے جس کو کالکس کہتے ہیں۔"

اس رسالہ میں نباتات کے ابتدائی مسائل لکھے گئے ہیں۔

اختتام:۔

"پنجم لیشں یعنی تو نکر علیحدہ درخت بنانا اس میں ڈی یا ٹوماسے فیوکس پرو توکس کنفرد اہے۔ یہ نادر نہیں اکثر ہوتا ہے۔"

ترقیمہ:۔

"تمام شد بتاریخ ۲۷ رمضان المبارک ۱۲۹۵ھ حسب الحکم مولوی حکیم سید محب حسین صاحب ترجمہ نمودم مرزا الفت علی بیگ۔ بتاریخ ۲۵ جمادی الاول ۱۲۹۶ھ روز یکشنبہ۔

از مظہر حسین صاحب مقابل صحیح نمودہ شد۔

---

(۴) قانون

(۶۳۳) مزارع التحصیل

نمبر فلسفہ (۲۸۵) سائز (۷ × ۴) صفحہ (۵۵)

سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

مصنف۔ محمد امین الدین المتخلص بہ تسکین

تاریخ تصنیف ۱۲۶۹ھ

مصنف کے والد محمد رفیع الدین خاں سرکار آصفیہ کے منصب دار ہونے کے علاوہ سرکار آصفیہ کے اول تعلقدار بھی تھے۔ اپنی تعلقداری کے زمانہ میں جو معلومات ہوئے اور سررشتہ مالگذاری سے جو ضابطے مقرر تھے ان کو اس میں جمع کر لیا گیا ہے۔

کتاب کے آغاز میں گیارہ شعر میں اس کے بعد نثر میں پوری کتاب لکھی گئی ہے۔ محمد امین الدین کا تخلص تسکین تھا۔

آغاز:۔

حمد کیا ہو اس خدائے پاک کی
جس نے یہ کھیتی بنائی خاک کی
غلہ علم مبشر دے خاک میں
شور ڈالا خرمن افلاک میں

گیارہ شعر کے بعد

لیکن بعد حمد و صلوات نیاز مند درگاہ الہی مستند بارگاہ کبریائی عاصی ہیچمداں محمد امین الدین المتخلص بہ تسکین بن محمد رفیع الدین خاں مرحوم منصب دار آخر شوال ۱۲۶۹ھ میں یہ نسخہ بیچ دو فصلوں کے کہ پہلی فصل شرح الفاظ دہقانیوں کے محاورے کے اور دوسرے فصل بیچ آئین تعلقداری کے جو زبان پر تھے آئینہ تحریر میں جلوہ گر ہوئی۔"

جیسا کہ مصنف نے آغاز کی عبارت میں صراحت کر دی ہے اس رسالہ میں دو فصلوں کے تحت مالگذاری کے مستعمل الفاظ اور محاورے کا بیان ہے جن الفاظ یا اصطلاحات وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے ان میں سے بعض یہ ہیں:۔

قاضی، مفتی، خطیب۔ تعلقدار، عامل، سرنائب، نائب۔ پیشکار۔ مددگار۔ تھانے دار، سب نویس، نوطہ دار۔ کوتوال۔ صراف۔ واقعہ نگار۔ کچری۔ محتسب، ترغی۔ نایک واڑی۔ دفتر بند وغیرہ۔

یہ اصطلاحات (۴۲) صفحے میں آئے ہیں۔ بعض الفاظ کے مختصر معنی بھی لکھے گئے ہیں۔ دوسری فصل میں دستور العمل تعلقداری ضلع اورنگ آباد کا ذکر ہے۔ اس دستور العمل سے آج سے سوا سو سال پہلے کے تو مد مالگذاری کی صراحت ہوتی ہے۔

اختتام

"زمیندار اور پٹیل کا ان پر ظلم نہ ہونے پاوے تا خوش و آباد رہیں۔ افزائش لاونی کی کریں جس سے بادشاہ کا ملک آباد اور رعیت آسودہ راضی رہے۔ جس کی سلطنت کو ترقی ہو"

ان قواعد و ضوابط کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کاشتکاروں اور کسانوں پر کس طرح عدل اور انصاف سے حکومت کی جاتی تھی۔ برٹش انڈیا کے سخت قوانین مالگذاری کا ان سے مقابلہ کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ دیسی ریاست کس طرح رعایا پر مہربان تھی۔

ترقیمہ:۔

"تحریر فی التاریخ یازدہم ماہ شعبان المعظم سنہ ۱۲۷۶ھ"

(۶۳۴) ترجمہ رسالہ حقوق کاشتکاران ہندوستان

نمبر متفرق (۴۲۲) سائز (۴×۱۸) صفحہ ۱۶

سطر ۱۰، خط نستعلیق۔

مصنف۔ ڈبلیو میور۔

تاریخ تصنیف ۱۸۵۶ء کتابت ۱۸۶۶ء

مصنف نگر نیز یوپی میں کلکٹر اور مشنری تھا۔ زبان سے بخوبی واقف تھا۔

آغاز:۔

"جس حقیقت کے موجب بہتی ہندوستان کے مختلف مقاموں میں ابتدا میں زمین پر لوگوں کا قبضہ یا دسس کا انتظام پایا … میں مجبوریتی بڑے بڑے اختلافات معلوم ہوتے ہیں۔"

جیسا کہ رسالہ کے نام سے واضح ہے اس میں کاشتکاروں کے حقوق، رعایا، کسان وغیرہ کی صراحت کی گئی ہے اختلافات کی تین قسمیں بتائے گئے ہیں یعنی رعایا کے مستحق قبضہ یا ملکیت دوسرے زمینداری سرکاری سوئم زمینداری دیہات

یہ رسالہ صرف اضلاع شمال و مغرب (یوپی) سے متعلق ہے۔

اختتام:۔

"باقی اور صورتوں میں جہاں تک کہ ۱۸۵۵ء کے کاغذات سے دریافت ہو سکتا ہے رعایا مستحق کاشتکاری شمال و مغرب کے قدیمی حق کاشتکاری کے مشابہ ہے۔"

ترقیمہ:۔

ڈبلیو میور ۱۳ اکتوبر ۱۸۵۶ھ

(۶۳۵) فوجی قوانین

نمبر متفرق (۶۵۳) سائز (۵×۷) صفحہ (۸۲۲)

سطر ۱۱ تا ۱۲ خط نستعلیق۔

تاریخ تصنیف ما بعد ۱۲۵۰ھ

ناقص اول و آخر

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے

آغاز:۔

"۳ = رسالی کا آواز ہمیشہ یہ بتلاتا ہے کہ رسالی پر ہیں سو جوانان اپنے برابر قرنٹ کے طرف منہ کئے ہوئے قائم اپ ہووے۔"

اس کتاب میں فوجی قوانین اور قواعد کی تفصیل کی گئی ہے اور زبان میں فوجی قواعد اور طریقہ جنگ وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے نقشے بھی دیئے گئے ہیں اس سے واضح ہو سکتا ہے کس طرح فوجی امور کے متعلق ہدایات دی ہیں تفصیل کی جا سکتی ہے اور فوجی اصطلاحات

وغیرہ کا اردو میں ادا کرنا دشوار نہیں ہے

اختتام :-

"پرانی اسکارٹ کا آفیسر رائل کیا ہے پیچ کا بازو چھوڑتے وقت سلوٹ کرے۔ ریلیف کو ہٹ ۔
. . . . "

اس کے بعد کے صفحے نہیں۔

(۶۳۶) رسالہ سیف بازی

نمبر متفرقات (۱۹۳) سائز (۸×۵) صفحہ (۸۶)

سطر (۹) خط شکستہ

مصنف۔ سید بدرالدین خاں

تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۵۰ھ

مصنف کا نام سید بدرالدین خاں تھا سید محمد میر کے لقب سے مشہور تھے

ان کے ننھیال سے ایک شخص سید علی نقی عالمگیر کے عہد میں دکن سے شمال ہند گئے اور وہاں بس گئے سید بدرالدین کے والد کا نام سید بندہ علی خاں تھا وہ حسینی سادات سے تھے۔ مصنف کے نانا سید حامد علی ابن سید کلب علی تھے۔

علی نقی کی عمر جب (۸۴) سال کی تھی اور زمانہ محمد شاہ کا تھا اس زمانہ میں فن شمشیر بازی میں ان کا ثانی نہیں تھا

اس فن کو عالمگیر کے بعد تمام شاہی خاندان کے افراد نے اسی خاندان سے اس فن کو حاصل کیا تھا۔ مصنف رسالہ نے یہ فن اپنے ماموں حامد علی سے حاصل کیا۔ حامد علی کے بعد ان کے فرزند قربان علی اس فن کے ماہر تسلیم کئے گئے۔ یہ لاولد فوت ہوئے اس لئے انکی ہمشیرہ زادہ یعنی مصنف رسالہ قربان علی کے جانشین قرار دیئے گئے

آغاز :- "شکر و سپاس اس صانع کو سزاوار ہے کہ جس نے ایک "کن" سے عالم کو جلوہ گر کیا اور اپنی خدمت کا ہے۔ ایک شخص کو فراتور حامل عقل و دانش عطا فرمائی اور ہر ایک سے دوسرے کو یہ چیز میں چست و چالاک کیا یعنی شجاعت۔ اور ہمت عطا فرمائی۔"

اس رسالہ میں فن شمشیر بازی کے گر قواعد اور طریقے بیان کئے گئے ہیں کتاب کئی فصول پر منقسم ہے۔

اختتام :-

"جس وقت حریف ہاتھ پکڑے تو یہ جلد سول ہر کا کے گھٹنا اپنا اس کی کلائی پر مارے۔ بند بایاں ظلم اس کے بائیں ران پر رکھ کر چھڑی مارے۔"

ترقیمہ :-

"تمام ہوئے داؤ مگر بغیر استاد شفیق کے مطلب حل نہیں ہوتا اور وہ جو کہتے ہیں درست ہے۔"

(۶۳۷) قواعد تعلیم فوج

متفرقات (۱۰۶) سائز (۹×۵) صفحہ (۳۲)

سطر (۱۱) خط نستعلیق۔

تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز :-

"پہلا مقدمہ یہ ہے کہ افسران اور نان کمیشن افسران کس طرح سے رہنا اور ان کی چال و چلن پکٹ پر کس طرح رہنا تعلیم اول پکٹ کے پریڈ کرنا اور کمانڈنگ افسر جٹ جب اس کے سپرد پکٹ کیا گیا تو ہوشیاری سے پکٹ کے لوگوں کا معہ اور رجمنٹ اور اوس برادری کے نام لکھتا ہے۔"

اس مجموعہ رسالہ میں فوج کی تعلیم کے لئے اور پریڈ اور جنگی تعلیم کا تذکرہ کیا گیا ہے اور چند نقشے بھی شامل

کئے گئے ہیں۔

اختتام:۔

"ایسے آدمی کو معلوم ہووے تو غنیم کو قابو میں لینے کو، ور جو کچھ مطلب اور احوال دینے کو ہووے گا۔"

(۶۳۸) قواعد شکار بندوق

نمبر کتاب (۲۰۸۱ جدید) سائز (۷ ½×۵)

صفحہ (۳۸) سطر (۱۳) خط نستعلیق

مصنف کا کوئی پتہ نہیں چلا۔

ناقص الاول

آغاز:۔

"جس شخص کو بندوق کے شکار کا شوق ہو تو لازم ہے اوس شکار دوست کو کہ اس کتاب کو لے اور اس میں جو جو قاعدے شکار لکھے گئے ہیں مطالعہ کر کے یاد کرے سو اس صورت میں اوسکو بہت فائدے شکار کے باب میں حاصل ہونگے" اس مختصر رسالہ میں بندوق کے شکار کے قواعد اور ہر جانور کے شکار کے طریقے بیان کئے گئے ہیں۔ ابتدائی ورق ناقص ہیں۔ اسی لئے مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

آخر میں ڈاکٹر محمد قاسم صاحب مالک کتاب کی تحریر دستخط متعلق خریدی کتاب تحریر ہے۔

اختتام:۔

"ایک دن میں پانچ خرگوش شکار کئے اور [illegible] اسکے نشان سے بخوبی مل جاتے ہیں اون اور جہاں اس کا

ولایت میں انگریز کے بہت اچھی طرح سے بک جاتا ہے

ترقیمہ:۔

۱۹ ماہ رجب المرجب ۱۳۰۰ھ خرید نمودہ قیمت ۲/

(دستخط)

(۶۳۹) النصح (رسالہ در بیان شرائط و قواعد فوٹوگرافی و پینٹنگ

نمبر کتاب (۲۲۴۷ جدید) سائز (۸ ½×۶ ¾ انچ)

صفحہ (۷۷) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

تاریخ کتابت۔ ۱۱ شعبان ۱۳۱۶ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

"دیباچہ النصح۔ ہر مصنف کتاب ہندی کی عادت ہے کہ اپنی تالیف کو حمد و نعت سے آراستہ کرے۔ اما بعد ہر چند ہندی ہماری زبان نہیں مشار ہیں" اس رسالہ میں مصنف او کاتب کا نام نہیں ہے۔ ابتداء میں دیباچہ النصح لکھا ہے اس لئے النصح نام قرار دیا۔ اس میں فوٹوگرافی کے شرائط اور پینٹنگ کے قواعد اور جو دوائیں استعمال کئے جاتے ہیں اون کی تفصیل درج ہے۔

اختتام:۔

"برائے مقاصد ان عالیجناب جن کے لئے ہم نے اس کو ہدیتاً شیرازہ بند اور مجلد کر کے پیرایہ طبع پہنایا۔ [illegible] حسن المرام المصنف والناظرین والمصنف فی الدارین۔

ترقیمہ:۔ مرقوم ۱۱ شعبان المعظم ۱۳۱۶ روز شنبہ تمت بالخیر

(۵) فہرست کتب خانہ

(۶۴۰) فہرست کتب خانہ حکیم محب حسین

نمبر اسمائے کتب (۱۰۷) سائز (۱۴ × ۸) صفحہ ۳۲۳ سطر (۱۰) خط نستعلیق۔

مصنف۔ احمد محی الدین حسین

تاریخ تصنیف ۱۳۰۳ھ

احمد محی الدین صاحب حکیم محب حسین صاحب کے خانگی ملازم تھے اور حکیم صاحب کا کتب خانہ کی نگرانی میں تھا۔

آغاز:۔

"فہرست کتب خانہ جناب حکیم مولوی سید محب حسین صاحب اشاف سرجن وناظم دواخانہ عالیجناب نواب اقبال الدولہ وقار الامرا مدار المہام حضور نظام"

یہ فن وار کتابوں کی فہرست ہے ہر ایک کتاب کے ساتھ حسب ذیل آٹھ امور کی صراحت کی گئی ہے

(۱) شمار	(۲) نام کتاب
(۳) نام مصنف	(۴) فن
(۵) زبان	(۶) مطبوعہ یا قلمی
(۷) سنہ طباعت یا تحریر	(۸) کیفیت

اختتام:۔

"مناجات عبداللہ انصاری عبداللہ انصاری فارسی مطبوعہ ۱۳۱۰ھ

(ھ) فلسفہ منطق وغیرہ

(۱) فلسفہ
(۲) نفسیات
(۳) منطق
(۴) رمل ونجوم وجفر
(۵) فال نامے۔ تعبیر خواب وغیرہ
(۶) مسمیریزم

(۱) فلسفہ

(۶۴۱) اخوان الصفا

نمبر فلسفہ (۹۵) سائز (۸×۵) صفحہ (۳۰۲)
سطر (۱۱) خط نستعلیق۔
مصنف۔ اکرام علی
تاریخ تصنیف ۱۲۲۵ھ کتابت ۱۲۵۵ھ

محمد اکرام علی عربی فارسی کے اچھے عالم تھے۔ جان گل کرسٹ کے اپنے وطن کو واپس ہونے کے بعد فورٹ ولیم کالج میں ملازم ہوئے۔ شاعر بھی تھے۔ چنانچہ مولف طبقات الشعراء نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ مگر حالات پر کچھ روشنی نہیں ڈالی اکرام علی کے بھائی کلکتہ میں کسی انگریز کے میر منشی (سکریٹری) تھے ان کی سفارش پر اکرام علی کو ملازمت ملی۔ مولف ارباب نثر اردو نے ان کا مختصر تعارف کردیا ہے (صفحہ ۲۳۲) اکرام علی کالج کے محافظ خانہ میں مامور تھے۔

آغاز:-

"سپاس بے قیاس اس واجب الوجود کو ن لائق ہے جس نے اجسام ممکنات میں باوجود وحدت ہیولا کے مختلف صورتیں بخشیں اور ماہیت انسانی کو جنس و عقل سے ترکیب دیکر ایک فرد کو علیحدہ علیحدہ قوتیں عطا کیں"

یہ عربی کی مشہور کتاب اخوان الصفا کا اردو ترجمہ ہے جس کو ۱۲۲۵ھ میں اکرام علی نے ترجمہ کیا ہے۔ عراق میں بعض فلسفیوں نے ایک علمی انجمن بنام اخوان الصفا قائم کی تھی اسکی جانب سے یہ رسالہ مرتب کیا گیا تھا اس میں انسان اور جانوروں کا اپنی اپنی فضیلت پر مکالمہ ہے اجنا اس کمیٹی کے جج ہیں۔ ہر ایک جانور اپنی اپنی فضیلت انسان پر ظاہر کرتا ہے مگر فیصلہ انسان کے حق میں اس لئے ہوتا ہے کہ وہ اشرف المخلوقات ہے اور اس فیصلہ پر تمام جانور سر تسلیم خم کرتے ہیں۔

اختتام:-

"بادشاہ نے فرمایا کہ سب حیوانات انسانوں کے تابع اور زیر حکم رہیں اور ان کی فرماں برداری سے تجاوز نہ کریں۔ حیوانوں نے بھی قبول کیا اور راضی ہو کر سب نے بحفظ و امان وہاں سے مراجعت کی۔"

ترقیمہ:-

"بتاریخ چہاردہم شہر ذیحجہ ۱۲۵۵ھ بقید قلم آمد"

کتب خانہ سالار جنگ میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے بعض دوسرے کتب خانوں میں بھی ہیں اور کتاب طبع بھی ہو چکی تھی۔ اب نایاب ہے۔

(۶۴۲) اخوان الصفا (دوسرا نسخہ)

نمبر فلسفہ (۱۵۴) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۵۶)
سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

ناقص اول و آخر

آغاز:۔

"..... میں کتنی قدرت کہ اس عہد سے

برآوے ابیات

بیاں حمد اس کی ہم سے کیا ادا ہو

جہاں قاصر زبانِ انبیا ہو"

اختتام:۔

"یعنی سلام علیکم ف دخلوھا خالدین

یعنی سلام علیکم پر خوش ہو تم اور جنت میں داخل ہو

ہمیشہ اس میں رہو"

(۶۴۳) چراغِ حکمت

نمبر فلسفہ (۳۹۴) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۹۴)

سطر (۱۱) خط نستعلیق۔

مصنف ۔ محمد علی

تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۷۵ھ کتابت ۱۳۱۱ھ

مولوی محمد علی شمالی ہند کے ایک عالم فلسفی بزرگ تھے۔ فلسفہ قدیم پر عبور حاصل تھا اسی مہارت کا نتیجہ یہ کتاب ہے۔

آغاز:۔

"الحمد للہ رب العالمین الخ

ما بعد اس بات پر تم کو غور کرنا ضرور ہوتا ہے کہ ہم کب تھے اور کہاں تھے۔ کہاں سے آئے اور کہاں سے اور کہاں جائیں گے اور کہاں رہیں گے"

یہ فلسفہ کی کتاب ہے اس کو کئی باب اور چند فصلوں میں منقسم کیا گیا ہے (۹۹) عنوان کے تحت کتاب میں بحث کی گئی ہے۔ اولاً جسم کی حقیقت روح کا بیان، عقل، نفس انسانی۔ جسم، ہیولی صورت جسمیہ، کم، وضع، فعل، اجسام فلکیہ، عناصر اور ان کا حال ہے پھر اسکے بعد زمین، سرد و خشک ہونے کی دلیل، قوس قزح۔ ہوا، معدنیات، زلزلہ حرکت کا بیان ہے۔ یعنی زیادہ تر علم طبیعیات سے بحث کی گئی ہے۔

اختتام:۔

"بات مثل رعد، تبسم مثل برق۔ گریہ مثل بارش، غضب مثل سحاب۔ خواب مثل موت۔ بیداری مثل حیات۔ شباب مثل سیف۔ پیری مثل شتا کے ہے"

ترقیمہ

تمت ہذا رسالہ فی العلم الطبعی کی

شہر الشعبان المعظم سنہ ۱۳ھ تالیف

مولانا محمد علی والکاتب محمد فیض اللہ۔

نوٹ:۔

چونکہ آغاز کتاب فلسفہ کے مضامین پر حاوی ہے اس لئے اسکو فلسفہ میں شامل کیا گیا ہے۔ طبعیات میں نہیں رکھا گیا ہے۔

(۲) نفسیات

(۶۴۴) نفسیات تربیت اطفال

نمبر کتاب (۱۹۹۷ جدید) سائز (۲ ۳/۴ × ۸ انچ)
صفحہ (۵۰۹) سطر (۱۶) خط نستعلیق
مترجم۔ عبدالعزیز بی اے۔
عبدالعزیز صاحب بی اے بی ٹی لکچرار ٹریننگ کالج تھے۔ کالج کی اردو تعلیم کے لئے کئی کتابیں ترجمہ ہوئی ہیں۔ یہ بھی اس میں شامل ہے۔

آغاز:۔
"بچہ کی کامیاب ہدایت موقوف ہے اسکی جبلتوں اس کے نشوونما کے مدارج، اس کی طبعی دلچسپیوں اور مختص اطوار کے مخصوص علم پر"
کتاب سائیکالوجی فار چائلڈ ٹریننگ مصنف آر۔ ڈی وکیس صاحب۔ صدر شعبۂ تعلیم شمالی زراعتی کالج (امریکہ) کا اردو میں ترجمہ ہے پچیس ابواب پر منقسم ہے۔ عبدالعزیز صاحب بی اے بی ٹی نے برائے افادۂ عام اردو میں ترجمہ کیا۔

اختتام:۔
"مدرسے کے صحتی کام کو والدین کس نظر سے دیکھتے ہیں؟ بعض مخصوص مثالیں بیان کرو۔"
ختم شد

(۶۴۵) رسالہ فراست نامہ

نمبر مجامع (۱۰۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۱)
سطر (۰) خط۔ نستعلیق۔
مترجم۔ سید ابوالحسن نقوی
تاریخ ترجمہ ۱۳۲۷ھ کتابت ۱۳۲۷ھ

آغاز:۔
"الحمد للہ رب العالمین الخ"
یہ رسالہ نہایت مفید و مستحسن اور مجرب ہے علم فراست میں کہ جس سے انسان معلوم کر سکتا ہے کہ کسی دوسرے انسان کے ظاہری جمال سے اس کے باطنی افعال اچھے ہیں یا برے۔"
جیسا کہ نام سے اور آغاز کی عبارت سے واضح ہے اس رسالہ میں انسان کی فراست کے متعلق مختصر صراحت کی گئی ہے۔

اختتام:۔
"بلکہ ایک بھلائی بس برائی کو دور کرتی ہے اس لئے اچھا اور برا پورے طور سے علم مسطور سے پہچان لے"
قولہ تعالیٰ الحسنات یذھبن السیات"
ترقیمہ:۔ کاتب سید ابوالحسن بن۔

سید محمد منصور علی۔
مورخہ ۱۵ از جمادی الثانی ۱۳۲۴ھ

(۶۴۶) رسالہ علم فراست نامہ

نمبر جامع (۱۰۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۳۰)
سطر (۱۷) خط نستعلیق۔
مترجم: سید ابوالحسن نقوی
تاریخ ترجمہ ۱۳۲۴ھ کتابت ۱۳۲۴ھ
مصنف کے حالات دوسری جگہ درج ہوئے ہیں

آغاز:۔

"الحمد للہ رب العالمین الخ
امابعد واضح ہو کہ یہ رسالہ علم قیافہ میں کسی استاد متقدمین سے کتاب نفائس الفنون سے زبان فارسی میں تالیف کیا اور اب میں نے بغرض سہولت واسطے مطالعہ برخوردار سید نور الحسین طول عمرہٗ کے بہ زبان اردو ترجمہ کیا ہے۔"

اس رسالہ میں علم فراست کا ذکر ہے۔ انسانی اعضاء سے اس کے فراست معلوم کرنے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اختتام:۔

"تاثیرات ستارہ اور طبایع اور منسوبات کو ہر ایک طریقے سے اچھی طرح شناخت کر سکے واللہ اعلم بالصواب ختم ہوا رسالہ علم فراست۔"

ترقیمہ:۔

مترجم و کاتب سید ابوالحسن بن سید منصور علی نقوی مورخہ ۴ از جمادی الثانی ۱۳۲۴ھ

منطق (۳)

(۶۴۷) رسالہ علم منطق

نمبر جدید (۱۹۲۱) سائز (۷×۹) صفحہ (۶۷)
سطر (۵ تا ۸) خط شکستہ
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ

ـ صنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

"کتاب منطق میں تین چیز ضروری ہیں۔ مقدمہ مع بحث
عاظ اہمیت ۔ بحث تصورات، بحث تصدیقات
قدمہ میں بھی تین چیزیں تعریف منطق۔ غایت منطق"

موضوع منطق"

جیساکہ نام سے واضح ہے یہ علم منطق کا رسالہ ہے۔ اس میں منطق کے ابتدائی مسائل درج کیے گئے ہیں۔

اختتام:۔

"اور متقدمین اوس ---- اور وہ یہ ہیں۔ غرض۔ منفعت ۔ وجہ تسمیہ۔ مولف علم کتاب میں امی علم ہو۔ مرتبہ علم قسمت نبویت، اتحاد تعلیمی"

---

(۴) رمل، نجوم، جفر

(۲۴۸) کتابِ رمل

نمبر نجات (۵۹) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۱۳۴)
سطر (۱۷) خط نستعلیق۔
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ
مصنف کے متعلق کوئی معلومات دستیاب نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

"سپاس بے قیاس صانع ازل کو جس نے
پرکار تقویم اور قلم تقدیر سے خطوط موجودات کو
اوپر دائرہ اجزات کے و صفحہ افلاک پر رقم کیا۔"

اس رسالہ میں علم رمل کے متعلق تفصیلی صراحت
کی گئی ہے۔ زائچہ کھینچ کر عملی طور پر تفہیم کرنے کی
کوشش کی گئی ہے۔

اختتام:۔

"مطلب تراکس قدر روز میں عدد کے موافق یعنی
چالیس پر دو روز میں حاصل ہوگا۔ فقط اس موافق عمل
میں لا تا وہ جدول صفحہ دوم پر ہے"

(۲۴۹) رسالہ رمل

نمبر نجات (۱۳۵) سائز (۸×۵) صفحہ (۴۸)
سطر (۱۰) خط نستعلیق۔
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ ناقص آخر
مصنف کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہوئے۔ اگرچہ
کتاب نظم میں ہے مگر تخلص کا ناقص الآخر ہونے سے پتہ
نہیں چلتا۔

آغاز:۔

خالق عقل و ہوش و فہم و ذکا
...... فطرت کو رہنما میرا
نامہ فہم طبع کو میری
...... دلیل مرغوب کرتے

اس منظوم رسالہ میں علم رمل کی صراحت ہے۔
نقشے بھی شامل ہیں۔ عنوانات کے تحت صراحت کی
گئی ہے۔

اختتام:۔

پہلی اور تیسری کی طالع کی
لکھ ....
جتنی یہ شکل ہو چکی ہیں اے یار
دوسری میں اس طرح ہے ....

کتاب ناقص الآخر ہونے کے علاوہ کرم خوردہ ہونے سے
کئی اشعار نامکمل ہو گئے ہیں۔

(۶۵۰) کتاب رمل

نمبر کتاب (۳۰۰۲ جدید) سائز (۹×۶) صفحہ (۴۰) سطر (۱۳) خط نستعلیق ۔ نام مصنف ۔ اقرا و ۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ

ناقص الاول و آخر

آغاز :۔

شکل خارج یا منقلب ہوئی

اوسے فسر زندیار ہرگز نہ ہوئی

یا خارج اور مسعد گر ہوئی اشکال

نحس اشکال کا کیا لکھوں احوال

اور نحس داخل گر ہووے گا اسرار

ولیکن مرگ ہے تو جان ہوشیار ۔

یہ علم رمل میں منظوم تصنیف بزبان دکھنی ہے ۔ ابتدا سے اور آخر سے ناقص ہے ۔ مثل مسدس کے یہ نظم ہے ۔ اور ہر جگہ اقرا تخلص کرتا ہے ۔

اختتام :۔

باشکل عقلہ ہو گیا دانہ	کشک عدس دال کھایا ہے شانہ
طعام توری خام معاش دال	قلیہ کلہ دال و بادنجان

ناقص الآخر

تخلص کے بعض شعر یہ ہیں ۔

بس کے اقرا یہ قدرت منزل

ذکر اللہ سے آور کوچہ نہیں اول

ایتو اقرا لئے عشق کے منزل

ذکر اللہ سے دور کوچہ نہیں اول

کر حکم مقصود ہو دیگا اقرا

ہوئے روزگار یول تول اقراد

(۶۵۱) آغاز ۔ الرمل

نمبر کتاب (۳۶۳۰ جدید) سائز (۹×۶ ½ انچ) صفحہ (۳۷) سطر (۱۲-۱۸ مختلف) خط نستعلیق

تاریخ تصنیف سنہ ۱۳۱۲ھ

آغاز :۔

"بیان بارہ خانوں کے انتظام میں ۔ احکام متعلقہ خانہ (۱) میں اگر سائل سوال اپنی ذات اور نفس کا کرے تو دیکھے حسب ذیل ۔"

کتاب اشراق الرمل سے انتخاب کرکے اس کا نام آغاز الرمل رکھا ہے ۔ کتاب کے نام سے سنہ تصنیف ۱۳۱۲ظاہر ہوتا ہے۔

اختتام :۔

اگر شکل نحس داخل و نحس سعد داخل مانند

(÷ ☰ ☰ ☰)

البتہ درد شکم باشد ۔

(۶۵۲) کتاب در علم نجوم و فلکیات

نمبر کتاب (۲۲۹۲ جدید) سائز (۱۲×۸ انچ) صفحہ (۲۷۳) سطر (۱۱) خط نستعلیق ۔ نام مصنف ۔ ؟ ۔ تاریخ تصنیف ۔ مابعد ۱۳

آغاز :۔

"استخراج ادنے یعنے طلوع اور است یعنے غروب رو ، و کرے یعنے رجعت الخ"

یہ علم نجوم کی ایک جامع کتاب ہے جس میں منجم نے تفصیل سے استخراج کواکب و تواریخ و بہتر بیان کئے ہیں لیکن مصنف نے نام نہیں لکھا ۔ جداول اعداد نہایت محنت سے بنائے گئے ہیں ۔

اختتام :۔

"جانا ۔ زمین ۔ پیدائش بچھڑنا ۔ و کینٹ میں جائے گ

(۴) رمل، نجوم، جفر

(۶۴۸) کتابِ رمل

نمبر بریخات (۵۹) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۱۳۴)
سطر (۱۷) خط نستعلیق۔
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ
مصنف کے متعلق کوئی معلومات دستیاب نہیں ہوئے۔

آغاز:۔
"سپاس بے قیاس صانع ازل کو جس نے
بہ کارِ تقدیر اور قلم تقدیر سے خطوط موجودات کو
ور دائرہ نظرات کے اور صفحۂ افلاک پر رقم کیا۔"

اس رسالہ میں علم رمل کے متعلق تفصیلی صراحت کی گئی ہے۔ زائچہ کھینچ کر عملی طور پر تفہیم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اختتام:۔
"مطلب ترا اس قدر روز میں عدد کے موافق یعنی چالیس پر روز میں حاصل ہوگا۔ فقط اس موافق عمل میں لانا وہ جدول صفحۂ دوم پر ہے۔"

(۶۴۹) رسالہ رمل

نمبر بریخات (۱۳۵) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۳۸)
سطر (۱۱) خط نستعلیق۔
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ ناقص الآخر
مصنف کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہوئے۔ اگرچہ کتاب نظم میں ہے مگر تخلص کا ناقص الآخر ہونے سے پتہ نہیں چلتا۔

آغاز:۔
خالق عقل و ہوش، فہم و ذکا
. . . . . . فطرت کو رہنما میرا
نامہ فہم طبع کو بری . . . . .
. . . . . مظہر سر معنوی کر دے

اس منظوم رسالہ میں علم رمل کی صراحت ہے۔ نقشے بھی شامل ہیں۔ عنوانات کے تحت صراحت کی گئی ہے۔

اختتام:۔
پہلی اور تیسری کی طالع کی
لکھ . . . .
ہنسی یہ شکل ہو چکی ہیں اے یار
دوسری میں اس طرح سے . . .

کتاب ناقص الآخر ہونے کے علاوہ کرم خوردہ ہونے سے کئی اشعار نامکمل ہو گئے ہیں۔

(۶۵۰) کتاب رمل

نمبر کتاب (۳۰۰۲ جدید) سائز (۹×۶) صفحو (۴۰) سطر (۱۳)
خط نستعلیق۔ نام مصنف۔ اقرار۔ تاریخ تصنیف ما بعد ۱۲۵۰ھ
ناقص الاول و آخر

آغاز:۔

شکل خارج یا منقلب ہوئی
اوسے نسر زندیار ہرگز نہ ہوئی
یا خارج اور سعد گر ہوئی اشکال
نحس اشکال کا کیا لکھوں احوال
و نحس داخل گر ہوے گا اسرار
ولیکن مرگ ہے تو جان ہوشیار

یہ علم رمل میں منظوم تصنیف بزبان دکھنی ہے۔ ابتدا سے اور آخر سے ناقص ہے۔ مثل مسدس کے یہ نظم ہے۔ اور ہر جگہ اقرار تخلص کرتا ہے۔

اختتام:۔

باشکل عقلہ ہو گیا دانہ	کشک عدس دال کھایا ہے شانہ
طعام توری خام مش دال	قلیہ کلہ دالو بادنجان

ناقص الآخر
تخلص کے بعض شعر یہ ہیں۔

بس کے اقرار یہ قدرت منزل
ذکر اللہ سے آور کو چہ نہیں اول

ابتو اقرار اپنے عشق کے منزل
ذکر اللہ سے اور کوچہ نہیں اول

کر حکم مقصود ہو دیگا اقرار
ہوئے روزگار بول توں اقرار

(۶۵۱) آغاز۔ الرمل

نمبر کتاب (۳۰۱ ۳۰۶ جدید) سائز ۹×۶ انچ
صفحہ (۳۷) سطر ۱۲-۱۰ مختلف خط نستعلیق
تاریخ تصنیف سنہ ۱۳۱۳ھ

آغاز:۔

"بیان بارہ خانوں کے احکام میں۔ احکام متعلقہ خانہ (۱) میں اگر سائل سوال اپنی ذات و نفس کا کرے تو دیکھیے حسب ذیل:"

کتاب اشراق الرمل سے انتخاب کرکے اس کا نام آغاز الرمل رکھا ہے۔ کتاب کے نام سے سنہ تصنیف ۱۳۱۳ھ ظاہر ہوتا ہے۔

اختتام:۔

اگر شکل نحس داخل و نحس سعد داخل مانند

(⁝ ☰ ☰ ☰)

البتہ وردشکم باشد۔

(۶۵۲) کتاب در علم نجوم و فلکیات

نمبر کتاب (۲۲۹۲ جدید) سائز (۱۲×۸ انچ) صفحہ (۳۷۳) سطر (۱۱)
خط نستعلیق۔ نام مصنف۔ ؟۔ تاریخ تصنیف۔ مابعد ۱۲۵۰ھ

آغاز:۔

"استخراج اوجے یعنی طلوع اور است یعنی غروب رو رو کرے یعنی رجعت الخ"

یہ علم نجوم کی ایک جامع کتاب ہے جس میں منجم نے تفصیل سے استخراج کواکب و تواریخ و زیچ بیان کئے ہیں لیکن مصنف نے نام نہیں لکھا۔ جداول اعداد نہایت محنت سے بنائے گئے ہیں۔

اختتام:۔

"دیانا۔ ترتیب۔ پیدا۔ لیش چھوڑنا۔ دیکنٹ میں جائے گا۔"

(٦٥٣) کتاب در علم نجوم و فلکیات
(دوسرا نسخہ)

نمبر کتاب (٢٢٩١ جدید) سائز (١٢×٨) صفحہ
(٦١٠) سطر (غیر معین) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

"استخراج اودی یعنے طلوع او راست الخ"

اس کا دوسرا نسخہ (٢٢٩٢ جدید) پر ہے۔ یہ نسخہ
[illegible]لی نقل معلوم ہوتا ہے۔ جس میں درمیان میں بہت سے
[illegible]دہ اوراق ہیں۔ اور جداول میں اور عبارات میں کچھ کمی
[illegible]رق ہے۔

اختتام:۔

"ہوا تو وہ بچہ مرجاتا — جدول یکشنبہ و دوشنبہ"

(٦٥٤) کتاب در علم رمل

[illegible]ب (٢٦٥٢ جدید) سائز (٦×٨ انچ) صفحہ (٢٢) سطر (١١)
[illegible]ستعلیق نام مصنف ؟ تاریخ تصنیف مابعد سنہ ١٣[illegible]ھ

آغاز:۔

"تمام استاد اسی امر پر متفق الرائے ہیں کہ احکام نقطہ
[illegible]ت پسندیدہ و احسن ہے الخ"

[illegible] یہ بھی رمل کے احکام میں نقطہ کی اہمیت کے بیان میں [illegible]
[illegible]صنف وغیرہ کا نام نہیں ہے۔

اختتام:۔

"دائرہ تعداد ایام یہ ہے۔ جدول"

(٦٥٥) رسالہ رمل

نمبر کتاب (٢٦٥٣ جدید) سائز (٨ × ٦ انچ)
صفحہ (٦) سطر (١٠)
خط نستعلیق
[illegible] مصنف نامعلوم — تاریخ تصنیف مابعد سنہ ١٣[illegible]ھ

آغاز:۔

نمبر	اشکال	سعد و نحس	نام ستارہ	نام برج	عدد روز	عدد شب

یہ مختصر رسالہ رمل ابتداء سے چار صفحہ ناقص ہے۔ پانچویں
صفحہ سے شروع ہے۔ نام مصنف وغیرہ کا پتہ نہیں چلتا۔

اختتام:۔

اشکال ایام	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
اشکال ہفتہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
اشکال ماہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
اشکال سال	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	

(٦٥٦) رسالہ در علم رمل

نمبر کتاب (٢٦٥٠ جدید) سائز (٨½ × ٥¾) صفحہ (٣٦) سطر
(١٢ و متفرق) خط نستعلیق۔ نام مصنف — ؟
تاریخ تصنیف — بعد سنہ ١٣[illegible]ھ ناقص الاول

آغاز:۔

"سوال اگر پوچھے کہ مجھے کس کام سے روزی ملے گی الخ"

یہ ایک مختصر رسالہ علم رمل میں ہے جو بطور سوال و جواب کے
ہے۔ اس میں مصنف وغیرہ کا نام نہیں ہے۔ ابتدائی
چار صفحات نہیں ہیں۔

اختتام:۔

قاعدہ دیگر این است

اوتاد —	ساعت	
مائل —	روز	
زائل —	ہفتہ	
فائط	سال	

(۶۵۷) رسالہ الف ب

نمبر زیر نجات (۲۰۰) سائز (۱۱×۶) صفحہ (۸۹)
سطر (۱۴) خط نستعلیق۔
مصنف۔ جیمل داس۔
تاریخ تصنیف ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۳ء
مصنف ہندی اردو فارسی اور عربی کے عالم تھے بلکہ انگریزی بھی جانتے تھے۔ قرآن مجید سے آپ کو خاص شغف تھا۔ شاعر بھی تھے

آغاز:۔ الف بے منظوم

"معہ بحیثیت رہندی اور معنی لغوی اور عدد باہمہ کواکب یعنی گردہوں کے"

شروع کرتا ہوں میں نام خدا سے
ہوا ہے نقش دل پر ابتدا سے
خدا حرف خ جو مشتری ہے
میرے دل کی وہی انگشتری ہے
سعادت بخش ہے رحمت دہ نیز
لغت میں اس کو کہتے ہیں نرم چیز

اس رسالہ میں نظم اور نثر ہے۔ قرآن مجید سے رمل کے متعلق صراحت کی گئی ہے۔ ابجد کے حروف کن کن سیاروں سے متعلق ہیں اسکی وضاحت کی گئی ہے اور قرآن شریف پر سیاروں کے مطابق روشنی ڈالی ہے۔

اختتام:۔

"اور اسکی حاصل قسمت (۱۰) کو جب آٹھ پر تقسیم کیا تو ۲ باقی رہے۔ جس کا حرف ب برآمد ہوا جو متعلق ہے۔ یہ راہ کبت ہے اور راہ کبت اور سورج میں باہم دشمنی ہے"

ترقیمہ:۔

بتاریخ ختم رسالہ من تصنیف منشی کستوری لال صاحب خلف الرشید رائے نندلال صاحب ساکن شیشاں۔

رسالہ یہ ہوا ہے ختم جس دن
جمعہ کا روز تھا اور پاس سوم
اٹھارہ سو تراسی عیسوی سن
مہینا فبروری تاریخ دوم

---

(۶۵۸) نظام الرمل

نمبر زیر نجات (۳۸۴) سائز (۱۰×۵) صفحہ (۱۴۲)
سطر (۱۹) خط نستعلیق۔
مصنف۔ سید مصطفےٰ علی۔
تاریخ تصنیف ۱۳۱۹ھ کتابت ۱۳۱۹ھ
مصنف حیدرآباد کے متوطن تھے۔ علم رمل میں خصوصی مہارت حاصل تھی۔ نواب میر محبوب علی خاں آصف جاہ سادس کے عہد حکومت میں اسکو مرتب کیا ہے۔ اس کتاب سے مصنف کے مہارت رمل کا بخوبی ثبوت ملتا ہے۔

آغاز:۔

"حمد بیحد و سپاس بے عد اس حکیم علام الغیوب کو سزاوار ہے کہ ساتھ حکمت بالغہ قدرت کاملہ اپنے ترعہ انی جاعل فی الارض خلیفہ کا بنام حضرت آدم علی نبینا والہ و علم اسلام کے ڈالا۔ اور آپ کو بعنایات خود معارف حقائق علوم عربیہ کا کیا"

یہ کتاب ایک مقدمہ اور چار باب میں منقسم ہے اور ہر باب کو آٹھ فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے مقدمہ میں علم رمل کے فوائد بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد

علم رمل کی تفصیلی وضاحت کی گئی ہے۔

اختتام:-

"ہمارے زائچہ جات جس کو تقویم الرمل اور سالیانہ کہتے ہیں۔ بکثرت حیدرآباد میں شایع ہوئی ملاحظہ کرلیں احکام کے تحریر کرنے میں پھر کوئی شبہ باقی نہیں رہے گا۔"

ترقیمہ:-

توفیق رفیق تعالی کتاب نظام الرمل بتاریخ پنجم ذیحجہ سنہ ۱۳۱۹ھ بروز یکشنبہ برابر دن کے بارہ پر دو بجے تمام ہوئی۔

---

(۲۵۹) ترجمہ ذخیرہ اسکندرانی

نمبر نیرنجات (۳۲۱) سائز (۹×۱۵) صفحہ (۹۱)

سطر (۱۷) خط۔ نستعلیق۔

مترجم محمد غضنفر علی۔

تاریخ ترجمہ سنہ ۱۳۰۰ھ کتابت سنہ ۱۳۰۰ھ

مترجم کے والد کا نام مولوی محمد نجف علی خاں تھا۔ وہ مضافات دہلی کے قصبہ جھجر کے قاضی تھے۔ ریاست ٹونک کے والی ریاست احمد خاں شوکت جنگ کے حکم سے اس کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔ مترجم شاعر بھی تھے۔ غضنفر تخلص تھا۔

آغاز:-

"حمد خداوند کریم جو مبدء توابت و سیار طلسم بدائع و بدایع تالیف و تصنیف کے لئے کلید فتح ابواب سرور اور نشاط پیدا کرنے والا مغلب لیل و نہار۔ گنجینۂ غیب و غرائب علوم آسمان و زمین کے واسطے رمز کشا آگاہ ہے۔"

اسکندرانی دراصل عربی کتاب ہے اس کا ترجمہ فارسی میں ہوا۔ فارسی سے مترجم نے اردو میں منتقل کیا ہے۔ اس کتاب میں علم نجوم کا تذکرہ ہے۔ عملیات کا بھی ذکر ہوا ہے۔

کتاب با تصویر ہے۔ اولاً دیباچہ تین صفحے ہے اس کے بعد اصل کتاب شروع ہوئی ہے۔ اصل کتاب نثر میں ہے۔ آغاز اور ابتدا پر ایک ایک نظم درج ہے۔

اختتام:-

جہاں میں رہے یہ مری یادگار
رہے سرقہ و نسخ سے برکنار
غضنفر کی یارب دعا ہو قبول
بحق جناب محمد رسول
سلام اس پر اور اسکی وال پر
سدا ایسا جاری رہیو اے دادگر

---

(۲۶۰) رسالہ سبعہ کواکب سیارہ

نمبر مجامع (۱۰۱) سائز (۶×۹) صفحہ (۳۰)

سطر (۱۷) خط۔ نستعلیق۔

مصنف۔ سید ابوالحسن نقوی

مصنف یوپی کے باشندہ تھے۔ حیدرآباد آکر سمستان امرچنتہ میں ملازم ہوئے۔ تصنیف و تالیف سے بڑی دلچسپی تھی۔ عربی فارسی کی بڑی اچھی قابلیت رکھتے تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف اور مولف تھے۔ اکثر کتابیں اپنے فرزند کے لئے تالیف کی ہیں

آغاز:-

"الحمد اللہ رب العالمین الخ"

"امابعد احقر العباد سید ابوالحسن بن سید منصور علی نقوی البخاری بیان کرتا ہے کہ یہ رسالہ مختصر کواکب سبعہ سیارہ کے بیان میں ۱۱۲۶ھ کا لکھا ہوا فارسی زبان میں تھا۔ بنابراں میں نے برخوردار سید نورالحسن طول عمرہ کے لئے اردو میں ترجمہ کرکے ۲۰ رجب ۱۳۶۹ھ تحریر کرکے ختم کیا۔"

اس رسالہ میں جیسا کہ نام اور آغاز کی عبارت سے واضح ہے۔ سیاروں کے متعلق صراحت کی گئی ہے۔ زائچہ کے حالات درج کئے ہیں۔

اختتام:-

عود	رشا	ہنا	ریون
سماک	×	پچنا	×

(۵) فالنامے تعبیر خواب وغیرہ

(۶۶۱) فالنامہ

نمبر مجامع (۱۰۱) سائز (۹ × ۶) صفحہ (۶۳)
سطر (۱۷) خط نستعلیق۔
مترجم۔ سید ابوالحسن نقوی
تاریخ ترجمہ ۱۳۴۹ھ

آغاز:۔

"الحمد للہ رب العالمین الخ
پس جاننا چاہیے کہ یہ ضمیر نہایت خوب و مجرب
اور معتمد قول دربار صدر جہاں مقتدائے اہل ایمان
امام العالمین ابو عبداللہ جعفر بن محمد صادق علیہ السلام
سے قریب پچاس آزمائش و تجربہ کیا گیا۔"
جیسا کہ نام سے واضح ہے اس میں فال کے متعلق
ضروری معلومات درج ہیں۔ ایک کالم میں عربی
عبارت ہے اور دوسرے کالم میں اس کا ترجمہ ہے۔
اولاً تین صفحے دیباچہ ہے۔

اختتام:۔

"تونگری و مال بسیار یابد۔ مال بہت پائے۔
تونگری ہو۔"

ترقیمہ

الحمد للہ رب العالمین۔ یہ رسالہ آج بتاریخ
۱۷ رجمادی الثانی ۱۳۴۹ھ م ۵ رجب ۱۳۴۰ف
روز یکشنبہ بمقام آغا کو ہستان امرچنتہ
علاقہ حیدرآباد ملک نظام خلد اللہ
ملکہ۔ از قلم سید ابوالحسن ترجمہ راقم

(۶۶۲) مجموعہ فالنامہ

نمبر کتاب (۱۳۲۳ جدید) سائز (۷½ × ۵½ انچ)
صفحے (۲۰) سطر (۱۱ و ۱۳) خط شکستہ آمیز
تاریخ تصنیف بعد ۱۳۰۰ھ

آغاز:۔

" ایں فالنامہ مبارک حضرت شاہ شرف الدین قدس سرہٗ
العزیز میگویند اول باید کہ وضو یا تو شمع دارد الخ"
اس مجموعہ میں چار فالنامے ہیں۔ پہلے دو منظوم میں
بعد کو ایک نثر میں ہے۔ پہلا فالنامہ حضرت شاہ شرف الدین
قدس سرہٗ سے منسوب ہے۔ دیباچہ فارسی زبان میں ہے
اصل فالنامہ منظوم دکھنی ہے جس کے ابتدائی اشعار یہ ہیں
نکر نکر میں اپنے دل کو او دواس
جو کچھ دل میں ہے مو پہنچیگی آس
تیرے دل کا مقصود بر آئے گا
نکل دور دو غم دل سے سب جائے گا
اس کے صرف پانچ صفحات ہیں۔

دوسرا فالنامہ پیغمبروں کے نام کا ہے۔ منظوم دکھنی
زبان میں ہے۔ پہلے ایک جدول بطور تعویذ ہے۔ پندرہ
اولوالعزم پیغمبروں کے اسماء درج ہیں۔ اس کے بعد
نظم شروع ہوتی ہے۔ جس کے ابتدائی اشعار یہ ہیں

لکھے ہیں یو آدم علیہ السلام
شگن دیکھ ہنسار خوش ہوئے مدام
جو نیت ستی فال دیکھا اگر
ہر ایک شغل پڑا دیگی بو بشر

اس فالنامہ کے سات صفحات ہیں۔

تیسرا فالنامہ کذا ... منظوم دکھنی ہے۔ اس میں پہلے
ایک جدول خانہ دار مثل تعویذ کے ہے جس میں ۲۸ خانہ
ہیں اسی قدر حروف لکھے ہیں۔ ابتدائے نظم کے اشعار
درج ذیل ہیں۔

الف نکلے تو سمجھ کامرانی — نکو در غم سوں ہوئے شادمانی
خوشی سوں پائے گا نعمت سفر میں — اگر امید ہو گا طفل گھر میں

اس کے گیارہ صفحات ہیں۔

چوتھا فالنامہ نثر میں نام رکھنے کے واسطے ہے۔
جس کے صرف تین صفحات ہیں۔ ابتداء یہ ہے۔
یہ فالنامہ ناماں رکھنے کے واسطے روز دن کے
عدد پر لڑکے اور لڑکیوں کو الخ

اختتام:-
غالب بی۔ جنان بی۔ منان بی۔ نہنی بی۔

ترقیم:-
کاتب الحروف ابن خالہا ماصی کمترین غلام
رسول الثقلین محمد حسین ... بمقام ...
۱۳۴۴ھ۔ ۱۹۲۵ء۔ مالک این کتاب....
محمد حسین است۔

(۶۶۳) مجموعہ فالنامہ

نمبر کتاب (۷۰۰ جدید) سائز (۷ × ۴½ انچ)
صفحہ (۱۱۰) سطر (غیر معین) خط نستعلیق۔
مصنف۔ ابو احمد سید شاہ محمد عبد اللطیف
الحسینی صبغۃ اللہی۔

مصنف کو مدراس سے تعلق تھا۔ اصحاب سلوک و
باطن میں شامل تھے۔ قادریہ طریقہ میں خلافت حاصل تھی

آغاز:-
"الحمد للہ الذی عالم الغیب والشہادۃ
والصلوٰۃ علی رسولہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین
امابعد بزرگان دین آگاہ الخ"

اس مجموعہ میں پانچ فالنامے ہیں۔ اور اس کے
بعد متفرق تعویذات و ادعیہ و طلسمات کے خواص
وغیرہ ہیں۔ یہ تمام رسالے کسی فارسی کتاب کا
اردو ترجمہ معلوم ہوتے ہیں۔

اختتام:-
"روز یکشنبہ لکھے اوسکو پلاوے مجرب و آزمودہ
ہے فلاں فلاں طلسم یہ ہے"

(۶۶۴) زائچہ طالع وسالنامہ
سید محی الدین خاں رکن عدالت العالیہ

نمبر کتاب (۱۵۰۲ جدید) سائز (۱۳½ × ۸½ انچ) صفحہ (۱۲۹)
سطر غیر معین خط نستعلیق۔ نام مصنف۔ تاریخ تصنیف مابعد ۱۳۲۴ھ

آغاز:-
"بتاریخ مئی بیساکھ سدی (۱۵) سنہ ۱۸۲۸ بہ ابھونام
سونچھر مطابق ۱۳ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۴ھ موافق بتاریخ
۷ مئی سنہ ۱۹۰۶ء روز سہ شنبہ برائے حساب شمسی بوقت
۲۴ ساعت"

کسی منجم نے مولوی سید محی الدین خاں رکن عدالت العالیہ حیدرآباد و خاص نظم عالیجناب اورنگ آباد کے طالع کا زائچہ اور ہر سال کا زائچہ لکھا ہے۔ اس میں مصنف کا نام اور سنہ تصنیف وغیرہ نہیں ہے۔

اختتام:-

"اس ماہ میں بھی نماز و ثواب کے کام کی ضرورت ہے۔ زحل و متھا وغیرہ کا صدقہ فرمایا جاوے۔
فرزند صاحب کی ترقی اچھی ہوگی۔
واللہ اعلم بالصواب"

(۶۶۵) تعبیر نامہ آواز زاغ

نمبر مجامع (۱۰۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۷۱)
سطر (۱۷) خط نستعلیق
مترجم۔ سید ابوالحسن نقوی
تاریخ ترجمہ ۱۳۴۹ھ کتابت ۱۳۵۰ھ

آغاز:- "الحمد للہ الخ"

امابعد حقر العباد کمترین زمن سید ابوالحسن بن سید محمد منصور علی بن علامہ حافظ سید زین العابدین ابن سید رحیم علی بن سید بدرالدین نقوی البخاری عفا اللہ ذنوبہم ساکن شکارپور ضلع بلند شہر حال ساکن امرچنتہ ضلع محبوب نگر"

اس رسالہ میں مختلف پرندوں خصوصاً کوے کے آواز کی تعبیر کے علاوہ مختلف امراض کے نسخے بھی درج ہیں جنکو مترجم کتاب اپنے آزمودہ بیان کرتے ہیں"

اختتام:-

"دمہ مسہل کا نسخہ جو ہر طرح سے عزیز سمجھتے تھے اور جو نگہ میں بھی ان کو بچا رکھا تھا مجھے عنایت کیا۔ میں اپنے بھی بہت آدمیوں پہ تجربہ کیا حقیقت میں بے نظیر نسخہ ہے"

ترقیمہ:-

تمت تمام شد ۲۲ آذر ۱۳۴۱ف ۵ ارجمادی الثانی ۱۳۵۰ھ روز چہارشنبہ۔ راقم الکتاب سید ابوالحسن بن سید منصور علی نقوی۔

(۶۶۶) رسالہ رجال الغیب

نمبر مجامع (۱۰۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۸)
سطر (۱۷) خط نستعلیق۔
مصنف۔ سید ابوالحسن نقوی۔
تاریخ تصنیف ۱۳۴۰ھ

آغاز:-

"سپاس وافر و ستایش متکاثر حکیمی را سزاوار است که مشاغل نورانی مہر و ماہ در دلیل روشن بر وحدانیت اوست"

دیباچہ فارسی ہے۔ اس کے بعد نفس مضمون اردو میں ہے۔ اس میں رجال الغیب سے فال لینے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اختتام پر بھی فارسی عبارت ہے۔

اختتام:-

"چنیں کنند روایت ز شیخ سمنان....."

ناقص الآخر رسالہ ہے۔

(۶۶۷) رسالہ طالع ہائے مشہورہ کیفیت بارہ بروج

نمبر مجامع (۱۰۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۶۵)
سطر (۱۷) خط نستعلیق۔
مترجم۔ سید ابوالحسن نقوی۔
تاریخ ترجمہ ۱۳۴۹ھ کتابت ۱۳۴۱ھ

آغاز:-

"بعد حمد خدائے عزوجل و نعت سرورکائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ واضح ہو کہ یہ رسالہ کسی استاد علامہ نجوم نے لکھا ہے۔ مصنف اور کاتب کا نام معلوم نہیں ہوا مگر ۱۳۲۱ھ درج رسالہ ہے۔ زبان فارسی میں بدریافت احوال بروج بارہ خاصیت و دیگر اثرات طالع ہائے ضروری لکھا ہوتا"

اس رسالہ میں بارہ بروج کے اثرات وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

اختتام:-

"اگر بات چیت کبھی بند ہو گئی ہو شفا ہو گی۔ دعا یہ ہے:۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم نصر من اللہ فتح قریب و بشر المومنین"

ترقیمہ

راقم و مترجم سید ابوالحسن نقوی بن سید منصور علی نقوی البخاری شکارپوری حال سمستان مرجینتہ آتماکور علاقہ نظام حیدرآباد مورخہ ۱۵ جمادی الاول ۱۳۴۹ھ

(۶۶۸) رسالہ جستن اعضاء

نمبر مجامع (۱۰۱) سائز (۹×۶) صفحہ (۲۸)
سطر (۱۷) خط نستعلیق۔
مترجم۔ سید ابوالحسن نقوی
تاریخ ترجمہ ۱۳۴۹ھ کتابت ۱۳۴۹ھ

آغاز:-

"الحمد للہ الخ"

اما بعد سید ابوالحسن بن سید محمد منصور علی بن سید زین العابدین نقوی البخاری متوطن قصبہ شکارپور سادات المشہور بہ نواحیہ شکارپور ضلع بلند شہر مضافات شہر دہلی حال سکونت آتماکور سمستان امرجینتہ ضلع محبوب نگر"

اس رسالہ میں انسانی اعضاء کے پھڑکنے سے جو امور ظاہر ہوتے ہیں ان کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اصل رسالہ فارسی نظم میں ہے۔ اس کے نیچے نثر میں ترجمہ کیا گیا ہے۔

اختتام:-

"اگر بائیں پیر کا تمام ناخن پھڑکے خوشی اور نیکی اور مقصد حاصل ہووے"

ترقیمہ:-

راقم و مترجم سید ابوالحسن بن سید محمد منصور علی نقوی البخاری مقام آتماکور سمستان امرجینتہ ۱۳۴۹ ہجری۔

(۶۶۹) تعبیر نامہ

نمبر نیرنجات (۲۰۱) سائز (۸×۵) صفحہ (۲۶)
سطر (۹) خط شکستہ
تاریخ تصنیف تقریب ۱۳۰۰ھ

آغاز:-

"انوار الٰہی دیکھنا مومن کو فرحت مسلمان کو قوت ہے۔ عالموں کو پرہیزگاری، حاکموں کو عدل و فیض رسانی، زاہدوں کو اخلاص و دوستی۔ غلاموں کو آزادی۔ محبوسوں کو خلاصی۔ بیمار کو آرام، کافر کو اسلام حاصل ہو"

اس رسالہ میں خواب کی تعبیر کا تذکرہ کیا گیا ہے اولاً خواب درج ہے اور پھر اسکی تعبیر کی گئی ہے

اختتام :-

"ستاروں کا درشن دیکھنا۔

کاروبار سلطنت میں انتظام ہو۔ دنیا میں ذی احترام ہو، مال و دولت پاوے رنج و فکر دور ہو جاوے۔"

اس رسالہ کے ساتھ کئی چھوٹے چھوٹے رسالے شامل ہیں جن میں تعبیر خواب وغیرہ امور درج ہیں

(۶۷۰) رسالہ تعبیر خواب

نمبر کتاب (۵۷-۱جدید) سائز (۸×۶) صفحہ (۱۵) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

تاریخ ترجمہ ۱۲۷۳ھ

آغاز :-

"الحمد للہ رب العالمین الخ

ناظرین پر روشن ہووے کہ صحیح بخاری کی کتاب التعبیر سے چند فصلیں تعبیر خواب کے بیان میں اس مختصر رسالہ میں لکھا تا اس فن کے شائقین کے کام آوے۔"

اس رسالے میں جیسا کہ آغاز کی عبارت سے واضح ہے صحیح بخاری سے چند خواب کی تعبیر درج کی گئی ہیں۔ کتاب کو چند فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

اختتام :-

"کیوں کہ اس خواب بد سے انشاء اللہ تعالےٰ اس کا کچھ نقصان نہ ہوگا۔ چنانچہ دوسری فصل میں اس کا بیان بالتفصیل ہوا۔

واللہ الموفق وہو الباری الی سبیل الرشاد"

(۶) مسمیریزم

(۶۷۱۹) رسالہ در علم مسمیریزم

نمبر کتاب (۳۵۸۵ جدید) سنہ ۱۳ ص ۸۰ پنجابی

صفحہ (۸۲) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

مصنف: حکیم شیخ نور محمد نقشی عالم

تاریخ کتابت ۱۳۲۰ھ

آغاز:-

" از مقام لاہور . . . مرسلہ حکیم شیخ نور محمد نقشی عالم

مالک کارخانہ شفاخانہ بمبئی صحت لاہور۔

اذن۔ آپ کو سیکھنے کی اجازت دیتا ہوں یعنی

روحی پیدا کرتا ہوں الخ"

یہ رسالہ مسمیریزم کے قواعد و شرائط پر مشتمل ہے

دس اسباق پر مشتمل ہے۔ مسمیریزم پر عمل کرنے والوں

کے لئے شروط بیان کئے گئے ہیں۔

اختتام:-

" جس روز خشک پھول آپ کی خواہش کے موافق

تازہ سبز ہو گیا تو جان لو کہ آپ روشن ضمیر ہو گئے"

ترقیمہ:- المرقوم ۲۴ ستمبر نوبر ۱۳۱۵ف

م ۱۱ رجب سنہ ۱۳۲۶ھ روز جمعہ

(۶۷۲۰) گنجینۂ اسرار غیب

مسمیریزم یعنی جوہر علم مقناطیسی

نمبر کتاب (۱۸۸ جدید) سنہ ۱ م ۶۸ پنجابی)

صفحہ (۱۳۱) سطر (۱۰) خط نستعلیق۔

مصنف۔ بلا قید . . . . . .

تاریخ تصنیف ۱۳۱۳ ہجری

تاریخ کتابت ۲۰ شعبان ۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۶ء

بلا قید اس شمالی ہند کے متوطن تھے۔ کئی ایک

کتابوں کے مصنف تھے۔ اخبار سفیر ہند کے مالک تھے۔

آغاز

" بعد حمد و نعت کے واضح ہو کہ علم مسمیریزم جسکو قوت

جاذبہ کہتے ہیں ایک قدیم علم ہے۔ اور اس کی اصل

سنسکرت سے خالی ہے۔ زمانۂ قدیم میں جو لوگ اس کو

جانتے تھے وہ دیوتا یا رشی یا صاحب کرامات کہلاتے تھے"

مولف بیان کرتا ہے کہ مسمیریزم کے متعلق انگریزی

فرانسیسی جرمنی زبان میں اکثر رسالے تصنیف و طبع ہوئے

اور ہوتے جاتے ہیں لیکن ہندوستان میں صرف
دو چار کتابیں اُردو میں شائع ہوئیں جو غیر مشروع
ہیں لہٰذا میں نے اس کتاب کو اس غرض سے تالیف
کیا کہ عام لوگ بآسانی اس کے مضمون کو سمجھیں اور
عمل کریں۔

اختتام:۔

"وہ بے شک ایک بند خط یا چٹھی کا بھی مفصل بیان
کر سکے گا . . . .

ترقیمہ:۔

آج بتاریخ ۳۱ جنوری سنہ ۱۸۹۵ء مطابق ۴ شعبان ۱۳۱۲ھ
بمقام کمپ یار شاہ ترنگ پور بقلم ناقص رقم بندہ
میر شجاعت علی تخلص میر خلیق ترنگ پوری۔

(و) لسانیات

(۱) لغت
(۲) صرف و نحو
(۳) عروض و بلاغت
(۴) انشاء

---

(۱) لغت

(۶۷۳) خالق باری

نمبر کتاب (۳۹۹۵ جدید) سائز (۸ ½ × ۵ ½ انچ)
صفحہ (۱۴) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

مصنف۔ حضرت امیر خسرو۔

حضرت امیر خسرو حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی کے مرید اور خلیفہ تھے ۶۵۱ھ میں تولد ہوئے اور ۷۲۵ھ میں انتقال ہوا۔ خسرو شاعر بھی تھے اور عالم بھی۔ باکمال موسیقار بھی تھے اور صوفی صافی بھی۔ آپ کا فارسی دیوان اور کئی مثنویاں مشہور ہیں آپ کو اردو کا پہلا شاعر تسلیم کیا گیا ہے۔

آغاز:۔

اول حمد خدا کا یاد ۔۔۔ جس سے ہے دو جگ اُجیار
فعلن فعلن فعلن باغ ۔۔۔ ہے مبارک کا بستار
خالق باری سرجن ہار ۔۔۔ واحد ایک بڑا کرتار

یہ مشہور لغت کا منظوم رسالہ مصنفہ حضرت امیر خسرو ہے جس میں ضروری فارسی زبان کے الفاظ کا ہندی میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ جو مبتدیوں کو پڑھایا جاتا ہے۔ اس کے متعدد نسخے یہاں موجود ہیں۔

اختتام:۔

چشم بینے تو انکھیاں میرا ۔۔۔ جگر جینہ تو کا جیا میرا
چلو خسرو گھر کو جائیں ہوئی شام ۔۔۔ خالق باری ہوئی تمام

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد۔ کتاب خالق باری از دست محمد حنیف باتمام رسید۔

متعدد مرتبہ یہ رسالہ طبع ہوا ہے بعض کتب خانوں میں قلمی نسخے بھی ہیں۔

(۶۷۴) خالق باری (دوسرا نسخہ)

نمبر کتاب (۴۰۲۰ جدید) سائز (۹ × ۶ ½ انچ)
صفحہ (۱۶) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

تاریخ کتابت ۱۲۷۰ھ

آغاز:۔

خالق باری سرجن ہار ۔۔۔ واحد ایک بڑا کرتار
رسول پیمبر جان بسیٹھ ۔۔۔ یار دوست بولے جا ایٹھ

خالق باری کا ایک نسخہ جو نمبر ۳۹۹۵ جدید پر موجود ہے اس سے اس نسخہ میں زائد اشعار ہیں اور الفاظ میں بھی اکثر اختلاف ہے اور خاتمہ کے اشعار بالکل جدا گانہ ہیں۔

اختتام:

آخر نسخہ ہم نے کیا تمام ۔۔۔ انت بات ہے ختم کلام
مولوی صاحب سرت پناہ ۔۔۔ گدا بھکاری خسرو شاہ

ترقیمہ:۔ نسخہ خالق باری

بتاریخ بست و سوم ماہ صفر سنہ ہجری بروز شنبہ بوقت سہ پہر در تصفیہ چپید از وہ اختتام رسید۔ دست خط عاصی پر معاصی خواجہ میاں صورت ترتیب یافت ....

(۶۷۵) رازق باری

نمبر کتاب (۳۲۱۲ جدید) سائز (۹ × ۶ انچ)
صفحہ (۲۳) سطر (۵) خط نستعلیق۔
مصنف سید محمد۔ والہ تخلص
تاریخ تصنیف قبل ۱۱۸۰ھ

سید محمد نام والہ تخلص خراسان سے حیدر آباد آئے۔ میر انوار الدین خاں گوپاموی جب ارکاٹ کے صوبہ دار ہو کر گئے تو والہ کو بھی اپنے ہمراہ ارکاٹ لے گئے۔ والہ عربی فارسی کے جید عالم اور فارسی اردو کے باکمال شاعر تھے "طالب موہنی" آپ کی ایک مثنوی ادارہ ادبیات اردو کی طرف سے شایع ہوئی ہے ۱۱۸۰ھ میں والہ کا انتقال ہوا۔

آغاز:۔

رازق باری حق ہے جان	اوس کا دوست نبی پہچان
آل اولاد اور یار اصحاب	قرآن حق نے بھیجا کتاب
نہر و خروج ہے دو تو نقل	افسانہ کہاوت کہانی نقل

یہ ایک مختصر منظوم خالق باری دکھنی زبان میں ہے جس میں عربی فارسی لغت کی دکھنی زبان میں تشریح کی ہے ۔ مصنف کو منظومہ کے شعرا ۔ ہے۔

اختتام۔

[illegible]	[illegible] لغت نے معنی [illegible]
[illegible]	[illegible] سکو کہا [illegible]

[illegible] کتب خانہ میں ہے۔

(۶۷۶) قادر باری

نمبر کتاب (۲۹۹۳ جدید) سائز (۸½ × ۵½ انچ)
صفحہ (۱۲) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔
مصنف۔ فیاض عسکری۔
تاریخ تصنیف ۱۲۱۰ھ
ناقص الآخر

فیاض عسکری جنوبی ہند کے باشندہ تھے صاحب ظرف تھے عربی فارسی کے عالم اور فن لغت کے ماہر تسلیم کیے جاتے تھے۔

آغاز:۔

قادر باری اسم صفات	اللہ خدا ہے نام ذات
رسول و مرسل بھیجے گیا	عصمت پاکی شرم حیا
وصی خلیفہ نائب جان	زہرہ روشن سفید کہاں

اس مختصر رسالے میں فارسی مخصوص الفاظ کے اردو میں معنے لکھے گئے ہیں۔ اس رسالہ کا آخر سے ایک ورق ناقص معلوم ہوتا ہے جس میں مصنف کا نام وغیرہ مذکور تھا آخری شعر سے سنہ تصنیف کا پتہ چلتا ہے۔ شعر یہ ہے۔

اینتے بیتوں پر میں کیا ہوں بس
تھے برس ایکہزار دو سو دس ۱۲۱۰

اختتام:۔

بعد شوال آوے ذیقعدہ
اوسکی پیچھے سج ماہ ذیحجہ
اینتے بیتوں پر میں کیا ہوں بس
تھی برس ایکہزار دو سو دس

(ناقص الآخر)

کتب خانہ سالار جنگ میں ایک قلمی نسخہ اس کتاب کا موجود ہے۔

سائنس کے اصطلاحات مع شرح کے اردو میں لکھے گئے اور اصل انگریزی الفاظ بھی تحریر کیے ہیں۔ ابتدائی ورق پھٹ گیا ہے۔ اصطلاحات حروف تہجی پر مرتب ہیں۔

اختتام :-

یخ ، SNOW ، برف اور یخ میں فرق یہ ہے کہ برف غبار کے مانند برستی ہے اور یخ موم کہ آہستہ کی طرح .... سنگ کی مانند ہو جاتا ہے۔

(۶۸۰) شمس البیان

مصطلحات ریختہ

نمبر لغت (۲۶۶) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۰۲)

سطر (۱۱) خط نستعلیق۔

مصنف۔ مرزا جان طپش

تاریخ تصنیف ۱۲۰۷ھ کتابت ۱۲۸۳ھ

مرزا جان نام طپش تخلص اردو کے یک باکمال صاحب فن تھے، اور شمس آباد کے نواب احمد علی خاں امیر الملک شمس الدولہ کے حکم سے یہ کتاب قلمبند کی ہے شمس الدولہ کے خطاب کی مناسبت سے شمس البیان اس کتاب کا نام رکھا گیا۔

آغاز :-

" بعد تحمید حضرت سخن آفرینی کہ زبان انسان را بانواع مقال قدرت گویائی بخشندہ و پس از تہیہ نعت ختم لغتین نکتہ سنجان دقیقہ رس بہ فیضان نطق و بلاغت منزلت گرائیدہ "

اس کتاب میں اردو کے چند مصطلحات کو ردیف وار جمع کیا گیا ہے۔

اختتام :- اشرف . . وار دنہ بر عکس خان فارسی

برائے فقار معنی خفگی تمام شد اصطلاحات ترکی۔"

(۶۸۱) ہندی ضرب المثل

نمبر لغت (۴۸۶) سائز (۸×۶) صفحہ (۱۹۷)

سطر (۹) خط شکستہ۔

تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۴۳ھ

آغاز :-

" ابلا گہلے لگ ۔ ۔ اُبیل مجھے ار جا ۔ ۔ ۔ آپ بھلا تو جگ بھلا ، آپ ڈھاپ ، عیب خود پوشی ۔ ۔ ۔ آپ ڈوبا تو جگ ڈوبا۔"

اس لغت کو دو فصل میں تقسیم کیا گیا ہے پہلی فصل میں (۱۱۴۴) الفاظ اور دوسری فصل میں (۱۵۶۰) الفاظ کے معنی لکھے گئے ہیں الفاظ کا بیان ردیف وار ہے۔

اختتام :-

" یہ وہ گر نہیں جو جیو نتا کھائے ۔ ۔ ۔ یہی مثل مارکھانے کے میں یہی بہنہ بھی مصاع۔

ترقیمہ :-

لغت تمام شد۔ تاریخ یازدہم جمادی الاول ۱۲۴۳ھ

(۶۸۲) تیسیر القرآن

نمبر لغت (۶۰۲) سائز (۸×۶) صفحہ (۳۳۰)

سطر (۱۳) خط نستعلیق

مصنف۔ وزیر علی۔

تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۵۳ھ

مصنف محمد سلیم نام سے مشہور تھے۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد ان کو شوق ہوا کہ قرآن کے متعلق کوئی کتاب قلم بند کی جائے اولاً ارادہ ہوا کہ تفسیر لکھیں، مگر پھر خیال کیا کہ علماء سلف کے بہت

کچھ اس عنوان پر لکھ دیا ہے۔ اس لئے انہوں نے بعد غور
قرآن کے تمام لغتوں کو ایک جگہ جمع کر دیا۔ اس کو وہ
الہام غیبی تصور کرتے ہیں۔

آغاز:۔

"سبحان اللہ وبحمدہ کیا بڑی شان ہے اس شہنشاہ
بے پروا کی کہ کلام صفت خاص کو اپنے بندۂ با اختصاص
پر نازل کیا اور بشارۃ معنی قدیمہ کو بیچ لباس الفاظ کے جلوہ گر
فرمایا۔ عقل کل بیچ ادراک جلال ذات اسکی حیران ہے
اور لسان کامل اس کی ثناء و کمال صفات میں قائل
لا احصی بیان "

جیساکہ آغاز کی عبارت میں ظاہر کیا گیا ہے قرآن مجید
کے الفاظ کی لغت ہے۔ حروف تہجی کے لحاظ سے اسکو
مرتب کیا گیا ہے۔

یہ لغت (۲۸) باب میں منقسم ہے اور ہر باب اٹھارہ
فصل میں تقسیم کیا گیا ہے۔ الفاظ کے معنی سمجھنے کے علاوہ
قرآنی آیات بھی درج ہیں۔

اختتام:

فصل الیائے مع الیائے

"ییئس، ناامید ہونا اور آس توڑنا سے اللہ
توہم کو اپنے فضل کا امیدوار رکھ اور اپنی رحمت سے
ناامید مت کر۔ اس کے بعد عربی دعا ہے۔

ترقیمہ:۔

"خدا کے فضل سے شہر رمضان المبارک سنہ ۱۲۴۳ ہجری
نبوی میں یہ کتاب مستطاب موافق کتاب مطبع کے
بلدہ ایلور میں تحریر سے انصرام کو پہنچی"

اس عبارت کے پہلے سنہ ۱۲۶۰ھ اس کے جمع ہونے
کی بھی صراحت کی گئی ہے۔

کتاب پر دو مہریں بھی ثبت ہیں مگر نام پڑھا نہیں
جاتا۔ اصل کتاب کی طباعت اور تصحیح میں سید ابن حسن
اور غلام انبیاء صاحب سے مدد لینے کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۶۸۳) مصطلحات ٹھگی

نمبر لغت (۳۰۵) سائز (۱۰×۷) صفحہ (۱۴۵)
سطر (۱۲) خط نستعلیق۔
مصنف: علی اکبر
تاریخ تصنیف سنہ ۱۸۳۰ء کتابت سنہ ۱۸۳۶ء

مصنف کتاب علی اکبر جبل پور کے دفتر سپرنٹنڈنٹ جیل
کے سررشتہ دار تھے۔ کرنل طامس پارس کی خواہش سے
یہ کتاب مرتب ہوئی ہے۔

کتاب سے اس امر کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ مولف کو
ٹھگی کے اصطلاحات پر کس قدر عبور حاصل تھا۔

آغاز:۔

"حمد و سپاس زیادہ از اندازہ شرح و بیان فی جان
سے جناب خلاق ہیجدہ ہزار عالم کو زیبا ہے کہ جس نے
اپنی قدرت کاملہ وحکمت بالغہ سے انسان۔۔۔۔
بنیاں کو بطبایع متضادہ پیدا کیا اور لغات مختلفہ
و اصطلاحات جداگانہ سے گویا اور درود وسلام
افزوں طاقت لسان جن و انسان سے برگزیدہ اور
درود حضرت رسول مختار کو بجا ہے۔"

جیسا کہ کتاب کے نام سے واضح ہے اس میں ٹھگوں کے
اصطلاحات قلمبند ہوئے ہیں۔ مولف کی صراحت سے
واضح ہوتا ہے کہ کپتان ولیم ہنری سلیمن جو ٹھگوں کی
بیخ کنی میں نام آوری حاصل کی تھی سنہ ۱۸۳۰ء میں جبل پور
میں متعین ہوا تھا اور سیکڑوں ٹھگوں کو گرفتار کرکے

اہل بیان کو نطق عطا فرمایا اور نعت کے بعد اس کو
بجا ہے کہ جس نے اہل زبان کو ذائقہ فصاحت کا چکھایا
پس واضح ہو کہ کمترین محمد نصیر الدین نقش تخلص نے
حسب استدعا بعض احبابوں کے یہ کتاب کہ مخزن
اسرار و فوائد ہے۔ تالیف کئے ہوئے نیاز علی بیگ
نکہت ساکن شاہجہان آباد کی بے ترتیب حشو و
زوائد سے جمع کر کے لکھا ہے"

یہ ایک لغت ہے جس میں اردو محاوروں کے معنی
لکھے گئے ہیں اور ان کو ردیف وار رکھا گیا ہے۔

اختتام:۔

"یہ بھی کوئی چال ہے، یعنی یہ طرز و ادا، روش، [illegible]
بہتر اور شایاں اور مناسب نہیں، ترک کیجئے اور دست
بردار ہو بیٹھئے بقول نکہت

ہر قدم پر حشر برپا ہے جہاں پامال ہے
اے میرے سرو خراماں یہ بھی کوئی چال ہے

ترقیمہ:۔

از دست [illegible] محمد نقش [illegible] این
در قالب اتمام بر منظور آمد
در سوری دہم شعبان تاریخش
ہشتاد و چہار و یکہزار و دو صد

یہ مصنف کا اصلی قلمی نسخہ ہے۔ اس میں کاٹ
چھانٹ کی کمی بیشی کی گئی ہے۔

(۶۸۶) گفتار ہندوستان

موسومہ بہ نخلۃ الشعرا

فہرست ۲۸۳، سائز (۱۲×۹)، ضخ (۶۳۲)
سطر (۱۳) خط شکستہ

مصنف ۔ محمد نصیر الدین نقش۔

تاریخ تصنیف سنہ ۱۲[illegible]ھ   کتابت سنہ ۱۲[illegible]ھ

مصنف نے اس امر کا تذکرہ کیا ہے کہ سنہ ۱۲[illegible]ھ
میں ایک مطبوعہ رسالہ جو محاورات شاعری سے
متعلق تھا ان کی نظر سے گذرا۔ اس رسالہ میں بہت
سارے محاورے غلط تھے۔ اس کے علاوہ اوحد الدین
بلگرامی نے جو کتاب اس موضوع پر لکھی ہے وہ بھی
نامکمل ہے۔ اس میں زیادہ تر دیہاتی اصطلاحات
تھے۔ اس لئے بعض دوستوں کے اصرار سے انہوں
نے یہ کتاب لکھی ہے۔

اور اس کتاب کا نام تاریخی ہے دونوں ناموں سے
تاریخ نکلتی ہے۔

آغاز:۔

"حمد بے حد معلوم تکلم ہوئی۔ اگر استدراک و تسمیہ
مسانید محال ہوتا اور نعت کے بعد ہر توہم رقم ہوتی اگر
دریا کا ناطقہ تر محال ہوتا۔

اس کتاب میں اردو شاعری کے محاورے
ردیف وار لکھے گئے ہیں۔

اختتام:۔

یہاں کا باوا آدم نرالا ہے یعنی جو بات ہے وہ تمام
زمانہ سے نئی اور انوکھی ہے۔ بقول مولف

ہوا ہے دل کو میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
یہاں کا باوا آدم ہی نرالا ہے

[illegible]

(۶۸۷) فرہنگ من لگن

نمبر لغت (۲۸۹) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۳)
سطر (۱۸) خط نستعلیق۔
مصنف۔ شاہ عبد اللطیف۔
تاریخ تصنیف سنہ ۱۳۰ھ
شاہ عبد اللطیف کے متعلق تفصیلی معلومات نہیں ملے یہ معلوم ہوتا ہے شاہ صاحب صوفی بھی تھے اور نام بھی۔ قاضی محمود بحری کی کتابوں سے خاص شغف تھا۔ اسی شغف کے باعث اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔

آغاز:۔

الگ	ارت	اناد	او
زلف وگیسو	معنی	آخر	اول، قدیم، ازلی
اننت	ادہم	اگل	ال آکاس
بے اتفاقی، بہانہ	ظلم	روبرو	برلے بگزار

جیساکہ نام سے واضح ہے کہ قاضی محمود بحری کی کتاب "من لگن" کے الفاظ کا لغت ہے۔

اختتام:۔

ہچول	ہیمہ	ہچہ	باب الہاء
ہمصر	دل	دیوار	
	ہست		ہست
	ہاتی		ہاتھ

کتاب کے اختتام پر دو فارسی غزل درج ہیں آخر میں ایک خسرو کی غزل ہے۔

(۶۸۸) گنجینۂ مصادر

نمبر لغت (۵۳۱) سائز (۱۲×۸) صفحہ (۶۰۶)
سطر (۲۱) خط نستعلیق۔
مصنف۔ سید نور الحسن بن مولوی سید محمد منصور علی
تاریخ تصنیف سنہ ۱۳۲۲ھ کتابت سنہ ۱۳۲۲ھ
خود مصنف کا قلمی نسخہ ہے۔

آغاز:

آب آتش بودن	بدون اضافت معنی حلم وغضب داشتن۔ بہار عجم شمس اللغات	غضب رکھنا حلم رکھنا مزاج میں گرمی وسردی

اس کے پہلے دو صفحے کا فارسی دیباچہ ہے۔
اسکی ابتداء
" بعد حمد قادر کن فیکون و ثنا کنندہ چرخ نیلگوں روح بخش عالم مسکوں و مُبدع کائنات بوقلموں "

اس لغت میں (۴۰۰۴) الفاظ کے معنی ردیف وار لکھے گئے ہیں الفاظ کے ساتھ اول فارسی معنی دوسرے لغتوں سے لکھے گئے ہیں اور اس کے بعد اردو معنی لکھے گئے ہیں۔

اختتام:۔

یلعیدن	بفتح ولیعد لام عین مہملہ مکسورہ معنی چیزے بگلو فرو برون آصفی و برہان	نگل جانا

(۲) صرف و نحو

(۶۸۹) صرف اردو

نمبر صرف (۱۲۸) سائز (۹ × ۵) صفحہ (۱۰۵)

سطر (۱۳ تا ۱۵) خط نستعلیق

مصنف۔ امانت علی شیدا

تاریخ تصنیف ۱۲۲۱ھ کتابت ۱۲۳۲ھ

مولوی میر امانت علی ایک قابل شخص تھے۔ عربی و فارسی کا اچھا ملکہ رکھتے تھے۔ ساتھ ساتھ شعر گوئی میں بھی مہارت تھی۔ شیدا تخلص تھا۔ عربی، فارسی صرف و نحو پر عبور حاصل تھا۔ اسی مہارت کا نتیجہ یہ کتاب ہے۔

آغاز

حمد میں اسکی کھولتا ہوں زباں

جسم بے جاں کو جس نے بخشی جاں

ہر زباں ہووے گر سراپا صرف

نہ ادا اس کا ہو سکے ایک حرف

گرچہ ہے اپنی ذات میں واحد

جمع و کثرت کا وہی ہے موجد

جیسا کہ نام سے واضح ہے یہ رسالہ صرف اور نحو کے چند فوائد پر مشتمل ہے۔ اور منظوم ہے۔ اس میں اول حمد و نعت ہے۔ اس کے بعد سبب تالیف بھی بیان کیا ہے کہ زبان ہی انسان کو حیوان سے ممتاز کرتی ہے ہر زبان کے قاعدے ہوتے ہیں۔ دوستوں کے اصرار پر مصنف نے اسکو ۱۲۲۱ھ میں مرتب کیا۔ اس کے بعد نفس مضمون شروع ہوتا ہے۔ اولاً اسم کی تعریف پھر اقسام بیان کئے گئے ہیں۔ اس طرح صرف و نحو کی تفصیل ہے اپنے عہد کے گورنر جنرل لارڈ منٹو اور ڈاکٹر ہنٹر کی ستائش کی گئی ہے۔

پر مجھے التماس یاروں کا

آستین کھینچ اس طرف لایا

الغرض اب خدا کے فضل اوپر

کر توکل میں اسپر باندھی کمر

کہ وہی فاتح ہدایت ہے

اور وہی خاتم نہایت ہے

یہ رسالہ ہوا فضل حق سے تمام

صرف اردو رکھا میں اس کا نام

سن تھے بارہ سے بست یک اے یار

کہ یہ کان گہر ہوئی تیار

۱۲۲۱ھ

اختتام:۔

شام سے لیکے تا سحر جیسے

محفل انس میں تھے ہم بیٹھے

(۶۹۲) رسالہ صرف و نحو (دوسرا نسخہ)

نمبر صرف (۱۳۰) سائز (۹×۵) صفحہ (۲۳) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

مصنف۔ روشن علی انصاری

تاریخ تصنیف قریب ۱۲۱۵ھ کتابت ۱۲۲۹ھ

آغاز:۔

"نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسول الکریم۔ یہ رسالہ زبان ریختہ ہندی کے صرف و نحو پر مشتمل ہے۔ دو مقالہ میں مقالہ اول مفردات، کلمہ وہ ہے کہ موضوع ہوئے واسطے ایک معنی مفرد کے۔"

اختتام:۔

"بطور تکیہ کلام اکثریہ الفاظ ذکر کرتے ہیں یعنی جو ہے سو تمہاری سو خیر صاحب مہربان ناخدا چشم بد دور۔"

ترقیمہ:۔

مرقوم ماہ شہر رمضان المبارک ۱۲۲۹ھ در سکندرآباد عوض حسین ساگر زود حید وقت بد۔

(۶۹۳) رسالہ قواعد زبان فارسی اردو (تیسرا نسخہ)

نمبر صرف (۱۴۵) سائز (۷×۵) صفحہ (۳۰) سطر (۱۱) خط نستعلیق

مصنف۔ روشن علی انصاری۔

تاریخ تصنیف قریب ۱۲۲۵ھ

ناقص الآخر

ابتدائی ۴۹ صفحے ایک فارسی قواعد کی ہیں۔ اس کے بعد صفحہ ۵۰ سے اردو کتاب شروع ہوئی ہے۔

آغاز:۔

"جیساکہ شمس الدولہ اور من موہن رائے دتوں کے نام کے ساتھ لفظ سنگھ اور رائے کا واقع ہوتا ہے چنانچہ بلونت سنگھ اور دلیپ رائے اور مہاجنوں کے نام کے ساتھ لفظ ساہ سیٹھ کا جیسا گوکل ساہ اور جگت سیٹھ ہے۔ اور مسلمان فقیروں کے نام کے ساتھ لفظ شاہ، صوفی۔"

یہ رسالہ صرف و نحو پر مشتمل ہے۔

اختتام:۔

اسے چوسنا، چکنا، ہٹنا، ہٹکنا اور بطور تکیہ کلام اکثریہ الفاظ ذکر کرتے ہیں یعنی جو ہے سو تمہارے سو خیر صاحب، مہربان، ناخدا، چشم بد دور۔

ترقیمہ:۔

این رسالہ بتاریخ بست و ششم ماہ جمادی الاول سنہ ۔۔۔ روز چہارشنبہ بوقت ظہر از دست خاکپائے خلق اللہ محمد صبغۃ اللہ بن محمد کریم اللہ باتمام رسید

(۶۹۴) رسالہ صرف و نحو

نمبر صرف (۱۳۵) سائز (۸×۵) صفحہ (۲۵) سطر (۱۳) خط نستعلیق۔

مصنف۔ رسا

تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ

مصنف کے صرف تخلص کا پتہ چلتا ہے۔ رسا تخلص کے کئی اشخاص شاعر گزرے ہیں۔ معلوم نہیں یہ کس رسا کی تصنیف ہے۔

آغاز:۔

حمد و ستائش اور ثناء   [illegible] کا
نعت سراپا ہے اوس کا   رسول حق کا جو بھیجا
آل پیغمبر اور اصحاب   [illegible] احباب
بھیج رسا تو سب پہ مدام   درود بھیجو اور سلام

اس منظوم رسالہ میں صرف و نحو کے چند مسائل بیان کئے گئے ہیں

اختتام:-

	واحد		جمع
کشتہ	مارا ہوا	کشتگان	مارے ہوئے
کشتہ	مارکر	مارکر کے	مارکے

(۶۹۵) رسالہ قواعد فارسی

نمبر داخلہ (۲۵۵ جدید) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۷)

سطر (۱۰) خط شکستہ

مصنف - میر عبد الغفور موسوی۔

تاریخ تصنیف مابعد سنہ ۱۲۴۳ھ

میر عبد الغفور موسوی نے اپنے متعلق خود اس رسالہ میں وضاحت کی ہے۔ وہ دہلی کے متوطن تھے حیدرآباد آنے کا شوق تھا مگر فاصلہ کی دوری کے باعث یہ ارادہ جلد پورا نہ ہوا۔ آخر جب حج کو گئے تو واپسی میں حیدرآباد آکر قیام کیا۔ یہاں مولوی غلام نبی صاحب خطیب مکہ مسجد کے مکان میں قیام ہوا۔ کہیں اور جانا آنا نہیں ہوتا تھا اتفاقاً شمس الامراء رفیع الدین خاں کے پاس رسائی ہوگئی اور ممدوح کی فرمایش پر یہ فارسی قواعد لکھے گئے۔

آغاز:-

"حمد کرتا ہوں اس ملک العلوم کے جس نے فرزندان آدم علیہ السلام کو خلعت فضائل اور کمالات سے مخلع کرکے تمیع انام پر ترجیح دی ہے اور لغت کے ہزاروں فخر بنی آدم ہیں کہ جو صاحب قاب قوسین او ادنیٰ ہیں"

اس کتاب میں فارسی الفاظ اور ان کے معنی قواعد و ضوابط مثالوں کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔

اختتام:- مثلاً حکیم کہنا اوس شخص کو جو اچھی علم طب کو پڑھا نہیں اور فارغ نہیں ہوا۔ لیکن آیندہ کو فراغ کریگا تو حکیم کہلاؤں گا۔ سو ابھی اوسکو حکیم صاحب حکیم صاحب کہنا شروع کیا۔

ترقیمہ:-

تمت تمام شد در ماہ شوال سنہ ۱۲۶۱ھ

حیدرآباد کے دوسرے کتب خانوں میں اس کے نسخے دستیاب نہیں ہوئے۔

(۶۹۱) رسالہ ترکیب المرکبات

نمبر کتاب (۳۳۲۱ جدید) سائز (۸×۶ انچ)

صفحہ (۵۵) سطر (۱۵) خط نستعلیق۔

مصنف کے متعلق کوئی معلومات دستیاب نہیں ہوئے۔

آغاز:-

"ہر طرح کی حمد و ثنا اوس صانع بیچوں کو سزاوار ہے کہ جس نے ہمارے وجود کو عناصر اربعہ سے ترکیب دیا اور ہر قسم کا درود اوس عاقبت محمود پر نازل ہو جس نے ہمارے تئیں گمراہی سے نکال کر ہدایت پر قائم کیا۔- . . . . . . مابعد یہ ایک رسالہ ہے مختصر بیچ بیان ترکیب مرکبات فارسی اور عربی اور ہندی اور بعضے قواعد اوس کے"

یہ رسالہ مختصر نحوی ترکیب مرکبات فارسی و عربی و ہندی اور بعض قواعد کے بیان میں ہے ترکیب سیکھنے والوں کی سہولت کے لئے زبان ریختہ میں لکھا گیا ہے اس کا نام ترکیب المرکبات رکھا۔ لیکن مصنف نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ یہ رسالہ جملے بنانے کی نحوی ترکیب میں ہے جو طالب علموں کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔

اختتام:-

"جملہ خبریہ اسمیہ ظرفیہ ہوا اور یہ حرف ربط کا علامت

جملہ کے تمام شد رسالہ ترکیب المرکبات بعون اللہ الخالق البریات۔

(۶۹۷) رسالہ ترکیب الجمل

نمبر کتاب (۳۳۲۳ جدید) سائز (۷ ۳/۴ × ۵ ۱/۲) صفحہ (۲۲) سطر (۱۱) خط نستعلیق۔

آغاز:۔

"بعد حمد خدا اور پیچھے نعت سرور دوسرا کے معلوم کرنا چاہئے کہ یہ ایک رسالہ ہے مختصر بیچ بیان ترکیب جملوں زبان عربی اور فارسی اور ہندی کے۔"

یہ مختصر رسالہ جملے بنانے کی نحوی ترکیب کے بیان میں ہے۔ اس میں مولف کا نام نہیں ہے۔ آخر میں رسالہ کا نام تحریر ہے۔

اختتام:۔

"اور سکی ترکیب بھی مانند ترکیب پہلے جملے کے ہے تمام شد رسالہ ترکیب الجمل بعون اللہ الخالق الجزو کل:"

(۶۹۸) رسالہ قواعد

نمبر انشاء (۱۵۹) سائز (۸ × ۶) صفحہ (۱۴۰) سطر (۹) خط نستعلیق۔

تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہوئے۔

آغاز:۔

"باب الالف ممدود

آیا و انیدن بتعریف کرنا۔ آفتن کھینچنا۔ آراستن۔ سنوارنا۔"

اس رسالہ میں اولاً فارسی الفاظ کے معنی لکھے گئے ہیں سولہ صفحہ کے بعد قواعد صرف و نحو درج ہیں۔

اختتام:۔

"آنجا آں صورت، آں طرف، آں جہت، راں ودم۔"

(۳) عروض و بلاغت

(۶۹۹) گلدستۂ گفتار

نمبر بلاغت (۱۸۲) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۳۲)
سطر (۹) خط نستعلیق
مصنف۔ شیر محمد خاں ایمان
تاریخ تصنیف ۱۲۲۱ھ کتابت ۱۲۶۱ھ
مصنف کے حالات بضمن ادبیات درج ہو چکے ہیں۔ یہ ان کی ایک دوسری تصنیف ہے۔

آغاز:۔

"افلاک سے ہے بلند تر شان سخن
پایا ہی نہیں کسوں پایان سخن
ہیں گرچہ ہزار اوسکے قالب دلخواہ
ایہام ہے یا لطیفہ ہے جان سخن
ضلع پرشکال

اے رحمت خدا ۔ رحمت للعالمین ۔ صد رحمت فیض جاری ۔ زرق برق ۔ قطرۂ زن طوفان ۔ مطلع صاف"

اس رسالہ کو ضلع جگت سے بھی موسوم کر سکتے ہیں۔ اس میں ہندی اور اردو محاورے مختلف ضلعوں کے تحت پیش کئے گئے ہیں۔ مثلاً ضلع انہار، ضلع بحر، ضلع کشتی، ضلع بنگہٹ، ضلع کمان، ضلع بندوق، ضلع اسپ، ضلع فیل، ضلع حرف و نحو وغیرہ الفاظ کے بعد ہر ضلع میں ایک ایک رباعی درج کی گئی ہے۔

اختتام:۔

ایمان میں اب سخن یہ کہتا ہوں راست
اس نسخہ کی تاریخ جو کی میں درخواست
چٹ غنچۂ سوسن نے چمن میں مجھے
گلدستۂ گفتار کہا بے کم و کاست
۱۲ ۲۱ھ

ترقیمہ:۔

۱۳ر شہر رمضان المبارک ۱۲۶۱ھ

کتب خانۂ جامعہ عثمانیہ میں اس کا ایک نسخہ موجود ہے سروری ص ۳۰۵ ۔ کتب خانہ سالار جنگ میں اس کے دو نسخے موجود ہیں۔

(۷۰۰) گلدستۂ گفتار (دوسرا نسخہ)

نمبر بلاغت (۳۳۵) سائز (۹×۶) صفحہ ۵۱۱
سطر (۱۲) خط نستعلیق۔
تاریخ کتابت ۱۲۲۱
ناقص الاول ہے
ضلع کشتی سے صفحات موجود ہیں۔

آغاز:-

بہانہ، بلبلوں کا ہجوم، میں کبھاری

رُباعی

اے خوش گھر آشنائی پاکیزہ شعار

عاشق جو ہو سر بکف نکرا اوس سے کنا

یہ شور ہے گل رخوں کا

دریا دریا ہیں بلبلوں کا انبار

ضلع گستی، سفینہ، اشعار، لنگر، اقامت، اخلاص

اختتام:-

رُباعی

لٹو ہے ہر ایک شخص تیرے پر اے یار

اور حال پریشاں سے نہیں کرتا عار

کوچہ میں تیرے آن کے آخر جالے

پھرتا تھا اتنی اس میں ہے سو سو بار

ترقیمہ:-

تمت تمام شد، مرقوم ہشتم شہر ذیقعدہ ۱۲۲۱

(۷-۱) گلدستہ گفتار (تیسرا نسخہ)

نمبر متفرق (۱۱) سائز (۵×۸) صفحہ (۹۶)

سطر (۱۳) خط نستعلیق

آغاز:-

افلاک سے ہے بلند تر شان سخن

پایا ہی نہیں کسو نے پایاں سخن

ہیں گرچہ ہزار اوسکے قالب دلخواہ

ایہام ہے یا لطیفہ ہے جان سخن

اختتام:-

ہندی نرم ریشم - دامن کا گھیر، نام کی ...

بالا دو، بیہ، بیپیر، رشتہ، اللہ اللہ

رُباعی

ناقص الاخر ہے۔

(۷-۲) تمیز القوافی

ادبیات (۹۶) سائز (۹×۶) صفحہ (۱۱)

سطر (۱۲) خط نستعلیق

مصنف - حافظ شمس الدین فیض

تاریخ تصنیف ۱۲۴۶ھ

مصنف کے حالات سابقہ اوراق میں درج ہو چکے ہیں

آغاز:-

"جتنی تعریفیں کہ ہیں سزاوار ہیں واسطے اللہ تعالی کے یا اللہ تعالی کہ جس نے لیست دوجہان کتیں بے فکر آراستہ کیا۔ اور صلوٰۃ وسلام اوس نبی پر کہ جس نے قافیہ دین واسلام کتیں جہد کامل وسعی وافر سے پیرا کیا۔"

اس کتاب میں علم عروض کا بیان ہے قافیہ کے متعلق تفصیل کی گئی ہے۔ اس کتاب کو چند ابواب ور فصل میں تقسیم کرکے ردیف، قافیہ، حرف قید، حرکات، حروف اشباع وغیرہ امور کی صراحت کی گئی ہے۔

نواب بدرالدین خان معظم الملک فرزند شمس الامراء فخر الدین خان امیر پائیگاہ کے لئے یہ تالیف کرنے کی صراحت کی گئی ہے

اختتام:-

"اور معمولی قافیہ اوس کو کہتے ہیں کہ کسی طرح کا تصرف ہوا ہو وہ ہے۔ یا لفظ ترکیب ہوے یا تصرف تحلیل تصرف ترکیب اوسکو کہتے ہیں کہ دو لفظوں کو ملا کر

مقابلہ میں ایک لفظ صلی کے کہ قافیہ ہوا ہے لے آدیا
مثال مؤلف:۔ . . . . .
اس کے بعد کے اوراق نہیں ہیں۔ یعنی کتاب
ناقص الآخر ہے۔

(۷۰۳) اعجاز القوافی

نمبر دخت (۲۴۲) سائز ۸×۵، صفحہ ۱۶
سطر ۱۳، حاشیہ پر نوٹ ہیں۔ خط نستعلیق
مصنف۔ محمد بخش گلاؤٹی
تاریخ تصنیف ۱۲۴۵ھ کتابت ۱۲۵۰ھ
مصنف نے بیان کیا ہے کہ اس کتاب کی تصنیف کے
وقت ان کی عمر ۲۶ سال کی تھی۔ اس کے علاوہ اور
کوئی معلومات مصنف کے متعلق دستیاب نہیں ہوتے۔

آغاز:۔
الٰہی حمد کی دے مجکو توفیق
کروں میں جیسے سب حمد تحقیق
کروں کچھ حمد کرنے کی تمہید
سر عنواں پہ رکھوں تاج توحید
کروں کچھ میں بیان حمد اول
کہ ہو مشکل سخن کی تا مرے حل

اس کتاب میں جو منظوم ہے علم قوافی کا تذکرہ
اور مختلف امور کی توضیح کی گئی ہے یعنی قافیہ کی
تعریف، اشہر حروف روی، حروف ردف، حروف
تاسیس، حروف دخیل، حروف ردف، بیان توجیہ
بیان مزید، نایرہ، بیان رس، بیان توجیہ وغیرہ

تاریخ تصنیف کے اشعار
زہے مختصر اے یار انجام
بحق مصطفیٰ و آل انجام
کیا اس نظم کا جب میں نے تکرار
ہزار اور دو سو اڑتالیس سے پار
۱۲۴۸ھ
شمار ماہ کیا جب اس کے من بعد
بلاشک تھا آخر شہر ذیقعد

اختتام:۔
"خطا ہو جس جگہ یاران چھپانا
ذکر کچھ ہو سنگ، دوست کو ہنسانا
نہیں مجھ میں سخن کی دسترس کچھ
نہیں مایہ سخن کا مجھ میں بس کچھ
جہاں حرکت کی ہو لفظوں میں تبدیل
او سے تم بخشو بے تامل اور بے قیل"

ترقیمہ
مت تمام شد کار من نظام شد، بتاریخ پنجم
ماہ رجب ۱۲۵۰ھ بصورت اختتام پذیرفت

(۷۰۴) در منظوم

نمبر دخت (۳۶۱) سائز ۱۵×۹، صفحہ ۲۴
سطر ۱۹، خط نستعلیق
تاریخ تصنیف ۱۲۵۵ھ
مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوتے

آغاز:
تیرے فیض حمد سے اے خالق جن و بشر
شمع کے مانند لو افشاں ہوئی میری زباں
واہ کیا جنس گراں ہے نقد تیری حمد کا
حشر تک ہوئے نہ سنجیدہ بمیزان بیاں
بہت اڑ رہے بتاں مغرور ہے تیری صنع سے
مصرع برجستہ ہے گلزار میں سرو جہاں

یہ رسالہ جو منظوم ہے علم عروض پر مشتمل ہے اس میں شاعری کے متعلق قواعد و ضوابط نظم میں لکھے گئے ہیں ۔

اختتام :-

ہزوری ہوا یہ رسالہ تمام ۔ کہ جسکی ہر جا ہے سود وصوم ہے
کیا سال تاریخ کا جب سوال ۔ خرد نے کہا درّ منظوم ہے

١٢٥٥ھ

پہلے صفحہ پر ایک مہر سید محمد عباس موسوی سنہ ١٢٦٢ھ ثبت ہے اور اس کے نیچے کتب خانہ سید محمد عباس شوستری لکھا ہوا ہے ۔

(٥٠٥) نکات اشعار

نمبر اشاعت (٢-٥٠) سائز (١٢×٨) صفحہ (١٥٢)

سطر ١٩ ، خط نستعلیق

مصنف شاہ حبیب اللہ بیابانی

تاریخ تصنیف مابعد سنہ ١٣٢٠ھ

مصنف کا حال ادبیات کے سلسلہ میں قلمبند ہو چکا ہے ۔

آغاز :-

میثاق کے نہ وعدہ کو انسان بھولتا
ہوتا اگر نہ اس میں مادہ ذہول کا

"ذہول" اگرچہ غفلت کے معنی میں ... ہے لیکن وہ فعول کے وزن پر نہیں ہے ۔ فاعل کے وزن پر ہے
اس کتاب کے ہر شعر کے نیچے سرخی سے شعر کے الفاظ اور اوزان وغیرہ کے متعلق صراحت کی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاعر کے کلام کو ان کے استاد نے جانچ کر ہر شعر کے متعلق رائے دی ہے

اختتام

سر گیسو کسی کا چھپ گیا یوں چشم گریاں میں
کہ ماہی گیر ڈالے جس طرح قلاب دریا میں

سرقہ کہلانے کا ہے ، اسلئے ان پر اصلاح نہیں دیکھی مثال ڈھونڈ لو اور ہمیشہ احتیاط رکھئے ۔ ورنہ آپ کی محنت رائیگاں ہوگی" یعنی استاد نے اپنے شاگرد کو شعر کی اصلاح کرتے ہوئے نصیحت کی ہے ۔

(۴) انشاء

(۲۰۶) رسالۂ انشاء

نمبر انشاء (۹۹) سائز (۹×۵) صفحہ (۴۱)

سطر (۳۱) خط نستعلیق

مصنف ـ منشی لطف والدان

تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۲۵ھ

مصنف نے بیان کیا ہے کہ وہ برسوں انگریزوں کو اردو فارسی کی تعلیم دیتا رہا ہے اور مختلف شہروں سے ہوتا ہوا پونہ پہونچا اور یہاں بھی انگریزوں کی تعلیم میں مصروف ہے۔ کسی انگریز [illegible] صاحب کی فرمائش پر ہندی خطوط لکھے مگر مجھ چاک کر دیے آخر کی فرمائش سے یہ خطوط لکھے گئے۔

آغاز:

"انشاء [illegible] اس صانع [illegible] کے واسطے سزاوار ہے کہ جس نے اپنی صنعت سے صحیفۂ انسانی [illegible] ترتیب دیکر [illegible] خلقت ہوا ہے اسم سامی [illegible]

اس میں خطوط [illegible] مختلف نوعیت کے [illegible] بطور نمونہ لکھے گئے ہیں

اختتام:

[illegible]

وصول نہ کیا اور اس کے سوا چار اسامی بھاگ گئے کہ وہ کھیتی یوں ہی پڑی ہے۔ دیکھئے کہ اس صورت میں سرکار کا نقصان کتنا ہوا۔ زیادہ کیا لکھیں تمام شد"

(۲۰۷) دستور الہدایت

نمبر انشاء (۱۵۹) سائز (۸×۶) صفحہ (۶۰)

سطر (۹) خط نستعلیق

مصنف ـ قاسم توجی بال کنڈی

تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۷۵ھ

مصنف کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل نہ ہوسکے البتہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بال کنڈ کے رہنے والے تھے۔ انشائے ابو الفضل انشاء وغیرہ کا مطالعہ کیا تھا مبتدیوں کے لئے یہ کتاب ترتیب دی ہے۔

آغاز:

"حمد کثیر اوس مفتی بے نظیر کو بجا ہے جسکی قدرت کے قلم سے کائنات کے تختے پر ہزارہا نقش بدیع لکھے گئے اور صلوٰۃ بے نہایت اوس دبیر خوش تحریر کو زیبا ہے کہ جسکی ہدایت کے رقعے سعادت مندوں کے خاطر کے صفحے پر چھاپے گئے"

انشاء یعنی خطوط آموزی کی کتاب ہے اس کو چار فصل میں منقسم کیا گیا ہے۔ قرابت داروں

بلحاظ ذات، بلحاظ خطاب اور بلحاظ عہدہ، خطوط لکھنے کا طریقہ اور القاب بتائے گئے ہیں پھر اعلیٰ مرتبہ، اوسط درجہ اور ادنیٰ درجہ کے لوگوں کے خطوط کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے۔

سلاست اور رنگینی پیدا کرنے کے طریقے بتائے ہیں

اختتام:

"چنانچہ: علی کے واسطے پاک اقدس، بلند عالی بزرگ، گرامی، عنایت، توجہ، خدمت ملازمت ارشاد، حکم کے مترادف مقرر کئے ہیں اور وسط کو دوستی، محبت، خوشی، مسرت وغیرہ لکھتے ہیں اور ادنیٰ کو عاجزی، نیاز، فدویت اور عبودیت"

ترقیمہ

"ایں کتاب بعون الملک الوہاب بنا بر خواندن بسنت خاں جمعدار۔ بتاریخ یازدھم ماہ رمضان المبارک [illegible] بروز شنبہ بوقت اول پاس بر آمد۔ بخط ضعیف و نحیف غلام غوث ولد غلام محی الدین باشندۂ مدراس باتمام رسید۔

(ز) مذاہب

اور

ہندی کتابیں

مذاہب اور ہندی کتابیں

اُردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست میں ہندی قلمی کتابوں کا تذکرہ کرنا صحیح نہیں ہوگا، مگر چونکہ یہ نستعلیق رسم الخط میں ہیں اور انکی تعداد قلیل ہے اس لئے یہاں تذکرہ کیا جارہا ہے۔ مخفی نہ رہے مجھے ہندی نہیں آتی اس لئے آغاز اور اختتام کے نمونہ میں غلطی ہو تو معافی چاہی جاتی ہے۔

(۷۰۸) شری بھگوت گیتا

نمبر دواوین (۱۱۳۸) سائز (۵×۸) صفحہ (۱۴۲)

سطر (۱۰) خط نستعلیق۔

مصنف۔ تلسی داس۔ تاریخ کتابت ۱۲۲۱ھ

چونکہ آخری شعر میں تلسی داس تخلص آیا ہے اس لئے مصنف کی حیثیت سے ان کا نام لکھا گیا ہے

آغاز:۔

"دھرم چھیتر کرو چھیتر میں ملی جدہ کے بیاج
سنجی موست بانو باؤں ہوں کیسی کنی کاج
پاندو سیسا یہو دکلھہ درجودھن دیک نی
تج آچاج دروں سوں بولی ایسی بجانی"

بلا کسی عنوان یا فصل کے مذہبی نظم درج ہے۔

اختتام:۔

"جو کوئی اوچا ہی ہو ترلوکرشن کمل دریا بس
اور بیکل کرم جہاں دکی کرو گیتا ایہا بس
ہما کیا سمجھنی کون پہلی کٹی اجرہو یا بس
یہ گیتا ہماکری جگ ہست تلسی داس

ترقیمہ:۔

شری بھگوت گیتا سانپہ بتاریخ سیوم جمادی الثانی ۱۲۲۱ھ۔

عمدہ زرافشانی کاغذ پر یہ کتاب لکھی گئی ہے۔

(۷۰۹) پوتھی سری رادھا مادھو

نمبر فلسفہ (۱۳۸) سائز (۵×۹) صفحہ (۱۶۴)

سطر (۱۷ تا ۲۲) خط نستعلیق

مصنف۔ بھوپت رائے۔

تاریخ تصنیف سنہ ۱۹ جلوس محمد شاہی

بھوپت رائے شمالی ہند کے متوطن تھے علم موسیقی میں کمال حاصل تھا۔ استاد فن تسلیم کئے گئے تھے۔ ان کی ایک اور کتاب کا تذکرہ بھی اسی کے ذیل میں کیا گیا ہے۔

اختتام :-

بنیے درجی جورکر کرت ستو سب کوئی
پڈھیو پریم پوتر ہوے جائیں پاپے نہ ہوئی
ہم ہو کینچے ادر ناسنگ باکون بھن بھاے
تنکے آگے مت پڑھو پریم پریت کے بہاے

ترجمہ :-

پوران سد پوجی پراں دسم اسکندہ سری
بھاگوت گیتا۔ تصنیف بھوپت نام کاہے لی
۔اٹھا دہ کاتب الحروف سے گ شو بھا ہتہ
... ۱۰۰۱ ل بدی پنچمی سمت ۱۸۲۲ھ
روز جمعہ اتمام یافت

جامعہ عثمانیہ میں اس کا ایک نسخہ موجود ہے۔
کتب خانہ سالار جنگ میں بھی ایسے نسخے موجود ہیں۔

(۷/۱۲) دسم اسکندہ سری بھاگوت

(دوسرا نسخہ)

نمبر (۱-۶ جدید) سائز (۹×۵) صفحہ ۵۳۲
سطر (۷) خط نستعلیق۔
مصنف۔ بھوپت رائے۔
تاریخ تصنیف۔ قبل ۱۱۵۰ھ

آغاز :-

سمرون آو نرنجن دیوا
جہ کر روپ دیو نجانت بھیو
جوت روپ بھگوان پدہاتا
پرکھ پران پر اتن کو داتا
کنول ناتھ نارائن سوامیں
سب جیون کو انتر جامیں

بھگوت گیتا کے ایک حصہ کا ترجمہ ہے جو سنسکرت سے ہندی میں کیا گیا ہے۔

اختتام :-

دوھرہ

دیچھنادیں پونیت میں پورن بھو پران
جو بہت سوں ۲ رستی ادی بدزبان
سادھن سول نیتی کرت وہرت چرن پرسیس
پدمت لٹیت موجن کوں ان تج دیو اسیس
نیتی درجی جورکر کرت سنو سب کوی
پدمیو پریم پوتر ہوی جہتیں پاپ نہوی

(۷/۱۳) دسم اسکندہ (تیسرا نسخہ)

نمبر (۸۶۹ جدید) سائز (۹×۷) صفحہ ۵۶۲
سطر (۱۲) خط نستعلیق
مصنف۔ جوہت رائے۔
تاریخ تصنیف قبل ۱۱۵۰ھ و کتابت ۱۲۳۲ھ

آغاز :-

سمرون آو نرنجن دیوا
جہ کو روپ دیو نجانت بھیوا
جوت روپ بھگوان پدہاتا
پرکھ پران پر اتن کو داتا
کنول ناتھ نارائن سوامیں
سب جیون کو انتر جامیں

اختتام :-

دوھرہ

دوجی نیتی جورکر کرت ستو سب کوئی
پدمو پریم پوتر ہوی جائیں پاپ نہ ہوی

ترقیمہ:-

بتاریخ ششم ۱۰ محرم سنہ ۱۲۳۰ھ روز جمعہ
سمہ نومی سدہ کاتک۔ بوقت یکپاس
روز برآمدہ تحریر یافت کاتب بندہ نامی
پرشاد لعل ولد لالہ خوب چند۔

(۱۴۷) سری بھگوت دسم اسکندہ
(چوتھا نسخہ)

نمبر جدید (۱۵۵۲) سائز (۸×۱۵) صفحہ ۳۴۷
سطر دو کالم فی کالم (۱۶) خط نستعلیق۔

آغاز:-

دو سمرون آد نرنجن دیوا
جاکر دیو نجانت سیوا
جوت روپ بھگوان برہاتا
رکھ اننت سنت سکھ درتا"

اختتام

سادھن سول سنتی کرت دھرت چرن پرسیس
پڑہت نت یو دین کون من تج دیو اسیس
ہیَ دو جی جور کر کرت سنومت کوئی
پڑھو پرم پونت ہوئی جانیں تاپ ہوئی

ترقیمہ:-

گوشوارہ سری بھگوت گیتا دسم اسکندہ کرت
بھویت کاسہ
سمت ۱۸۰۸ باونجہ

[illegible]

بتاریخ غرہ محرم سنہ ۱۳۲۶ ہجری روز سہ شنبہ
سمہ تیج سری ماگھ ماس سمت ۱۹۶۴ ساکھی
سنہ ۱۸۱۹ میں پوتھی دسم اسکندہ بخط راشت
خوش حال رائے ولد رائے کماری لعل ابن
رائے بھولا سس رائے وحش رائے دولت رائے
قوم کایستہ سکنہ سمندر سری ال سر ہی
بہ انجام رسید۔ اگر جائے سہو ماند امیدوار
است بعانت و سرفرازی درست کردہ
این ررس را یاد وشاد خواہند فرمود۔

(۱۵) پوتھی سری بالکنڈ

نمبر ذہب (۱۹۹) سائز (۶×۱۰ ۵) صفحہ
(۲۵۶) سطر (۱۷) خط نستعلیق
تاریخ تصنیف بعد سنہ ۱۱۵۰ھ کتابت سنہ ۱۱۹۳ھ
مصنف کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہوئے۔

آغاز:-

اسنت اس پرمیشور کو پاسا
جس کے چرنوں بھی خلق ہے من باسا
سکبی خلق سو سب رکھی رہی
ہیں پائے ایک انکھیا جہی
جو سرن چیت کہت پاتا
پر امن سمندر بھر بھرتا

اس رسالہ میں چند مذہبی مسائل درج ہیں۔

اختتام:-

اپ دونیت بیاہ اچھا منگل ستوجی سادرگا دہیں
بید ہے رام پرساد تیں جن سرما سکھ پا دہیں

سیہ رگھبیر یواجی سے پر گا دین ممنی
تین کو مان سد ا اچھا ہ سنگل اہین رام جس

ترقیمہ :-
"در ملک دکھن در نوکری نواب مستطاب
معلی القاب نواب نظام علی خان بہادر
آصف جاہ نظام الملک در چھاؤنی بلده
فرخنده بنیاد۔ در محلہ حسینی۔ بتاریخ یازدہم
شہر شعبان ۱۱۹۳ھ۔ بمکان بندوی
سستہ پر داس چند۔ ماه بھادوں بخط
اضعف العباد بکریدس ولد بن سنگھ"

(۷۱۶) سری کرشن

نمبر جدید (۲۵۸۶) سائز (۱۲×۶) صفحہ
(۴۴۴) سطر (۲۰) خط نستعلیق
تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ
ناقص اول و آخر

آغاز :-
کہت یونا سینے راجا
اپس دیو کران یہ کاجا
چھل بل ہوگی سیوں گوکل جیہون
سنز تمہار مار کی ابہوں
یہ سن راجا اپس دینے
تب گوکل کون منا کیسے

اختتام :-
کا مدیو کوات در جہ دا ہینے
را کہت من میں پہ سد رینے
کو رست سارہ پائے کے کہو دوار کا کہا ہتہ۔

(۷۱۷) بھگت بچھاولی

نمبر مذاہب ناٹک (۱۹۱) سائز (۹×۶)
صفحہ (۱۴۴) سطر (۱۲) خط شکستہ
مصنف۔ رلیسنت راۓ۔
تاریخ تصنیف قریب سنہ ۔ کتابت سنہ ۱۲۳۹ھ

آغاز :-
پرتہم میں گنیش کن کادوں
پورن برجہہ سیس نوادوں
جا کا یہہ جگ سکل بسارا
بیاپک جگت جگت تین نیارا
جین باس بہون مان رہی
ایسے رسش سکل سکھ بہی

ہندی مذہبی نظمیں ہیں

اختتام :-
مکت ہوں کے کیتک بات
برسوں ہیت کرت ہوئے جات
برہمکن کو تج دھرم بیدں کو سار
بھکت داس بربن کیو تردیہ کو بہوار

ترقیمہ :-
پوتھی بھگت بچھاولی تحریر لالہ بسنت راۓ
بتاریخ سیوم جمادی الثانی ۱۲۳۹ھ از خط
عاصی پر معاصی بہادر سنگھ منشی انجام
پذیرفت۔

(۷۱۸) برہم اسکندر

نمبر مذاہب (۱۹۳) سائز (۹×۶) صفحہ
(۱۹۲) سطر (۱۱ تا ۱۲) خط نستعلیق۔

تاریخ تصنیف ۔ قبل ۱۲۵۰ھ کتابت ۱۲۳۲ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوسکے ۔

آغاز :-

پرتھم سری رام رگھنا تھا
پورن برجہ نواددل ماتھا
چاتیں بھگت پداوہیہ ناداں
کچھو مکھہ نام مہاتم گاؤں
جدپ سیس ایت نہیں پاوے
سو برمہاسول کہو نجاوے

اس کتاب میں ہندو مذہب کے متعلق چند مسائل درج ہیں۔

اختتام :-

تم داس کے داس کو ہوواس
.... بات چھپائے بیکھہ نواس
تج داس دے دین کے کرد .....
اور پرہم اسکندہ کول گروجگ .....

ترقیمہ :-

بخط اضعف العباد ..... بابولعل
بتاریخ ہشتم ..... ۱۲۳۲ھ در شنبہ
نوشتہ شد ۔

(۱۹۷) ترجمہ ناسکیت پوران

نمبر الماری (۶) سائز (۱۰×۷) صفحہ (۴۳)
سطر (۱۳) خط نستعلیق
مصنف ۔ منولال ۔

تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۵۰ھ

منولعل کے والد کا نام اندرچند تھا ۔ قوم کے کالیستھ تھے ۔ الہ آباد وطن تھا ۔ مذہبی شغف رکھتے تھے ۔ اردو ان کی مادری زبان تھی ۔ اسی مذہبی شغف کے تحت انہوں نے "سکیت پوران" کا ترجمہ اردو زبان میں کیا ہے ۔

آغاز :-

" اگر تمام دریائے روئے زمین کو مرکب کرے اور سب شاخ ہائے درختاں ربع مسکوں کی قلم ہووے بیچ حمد و ثنائے قادر ذوالجلال کی وفا نہ کرے ۔ بلبل اندیشہ کو کہاں طاقت کہ اوپر شاخ ہائے توحید کی ترنم وگویا ہووے"

یہ کتاب سکیت پوران کا اردو ترجمہ ہے ۔ مترجم نے واضح کیا ہے کہ دوستوں کی فرمائش پر اس کا اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے ۔ مترجم کی صراحت اس خصوص میں ملاحظہ ہو ۔

" یہ قلیل البضاعت عقیدہ خصال منولعل ولد اندرچند کالیستھ ماتھر ساکن الہ آباد نے موافق خواہش دوستاں یکدل اور حسب تمنائے سائلاں درخور فہم اپنی اس داستان کی معشوقہ کو زبان ہندی سے بیچ اردو زبان کی جلی ہند زیب و زینت کا کرکے اوپر نوزدہ لطیفہ کے مرتب اور مترجم کیا ۔"

اختتام :-

" یہ کہنا ناسکت کی تین پڑی بادس سے بالکہہ کر کسی کردی وہ شخص نام جرائم سے مخصی پاکر اس کی ہوئی اس میں کچھ شبہ

رہیں ہے راجہ جمی ہست خوش ہوکر قدم بوسی بجالائے ..... رخصت ہوگئی۔

(۲۰ ء) گیان پرکاش ترجمہ گرنتھ گیتا

نمبر مذاہب (۱۶۸) سائز (۸×۵) صفحہ (۱۶۴)

سطر (۱۱) خط نستعلیق

تاریخ تصنیف نامعلوم کتابت بست ۱۹۲۱ء

مصنف یا مترجم کا نام معلوم نہیں ہوا

آغاز :-

"بعد حمد وثنا اس خالق بے نیاز دستائش دینے کشتی اوس کریم ہے سب ہمہ واقف کے واضح ہو کہ تمام عالم البعیہ ایک طلسم ہے اور مادہ اس کا جان اور جسم اور صورت اور اسم ہے اور بے ثباتی اور ناپائیداری تینوں ہی سے ابھرکے اوپر سب کے ظاہر اور آشکار رہتے"

جیسا کہ نام سے واضح ہے یہ گرنتھ گیتا کا اردو ترجمہ ہے

اختتام :

"اور نقارہ خوشی کا بلند آواز کیا اور ہر طرف جیر ہونے لگے پھر لشکر جیش تیز آیا اور وہ لشکر مقابل زیر کیے ہوگئے۔ فقط"

ترقیمہ :

اردو ترجمہ بست ۱۹۲۱

(۲۱ ء) سکھ متی

نمبر فلسفہ (۳۳۴) سائز (۱۰×۵) صفحہ (۲۶۱)

سطر ۲۰، خط نستعلیق

مصنف۔ گرونانک

تاریخ تصنیف قبل سنہ ۱۱۰۰ھ کتابت سنہ ۱۱۱۹ھ

گرونانک سکھ مذہب کے بانی تھے جن کا اصل منشا یہ تھا کہ ہندوؤں و مسلمانوں کو ایک مذہب کے تحت لایا جائے۔ ان کا یہ منشا تو پورا نہیں ہوا بلکہ ایک جداگانہ مذہب کی بنیاد پڑ گئی۔ عالمگیر کے بعد اس مذہب کے پیروؤں نے نمایاں حیثیت حاصل کر لی۔

آغاز :-

آد گرو نمہ جوکاد گرو نمہ
ست گرو نمہ سری گرو نمہ
سمر دل سمر سمر سکھ پاؤں
کل کلیس تن ماہتہ مٹاؤں
سمر دن جاس سنہیرا ایکی
نام جپت انگنت ایکی

اس کتاب میں گرونانک نے اپنے مذہب کا فلسفہ بیان کیا ہے

مصنف کے تخلص کے چند شعر

تن دیکھا جس روپ دکھائی
نانک تس جن سوجھی پائی

انتر بس باہر بھی آوے
نانک درسن دیکھی سینہ موتی

نرگت جس آپ چھپائی
نانک تس من آپ چھپائی

اختتام:۔

"ہر یک بس کیں انورا کھوہی سو... ورنگ اننگ سینہار کسوی میں کسکیں"

ترقیمہ:۔

تمام شد بتاریخ دہم شعبان سنہ ۴۳ جلوس میمنت مانوس در عہد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی در پر ہم پوری برگزردہ بھرا۔

(۲۲۷) مناجات باری تعالیٰ شاہ نانک

نمبر تصرف (۵۱۸) سائز (۱۰×۶) صفحہ (۱۳)

سطر (۱۱) خط نستعلیق

مصنف ۔ نانک شاہ

تاریخ تصنیف سنہ ۱۲۵۰ھ کتابت سنہ ۱۳۰۲ھ

مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہوئے۔ گرو نانک کی تصنیف ہے یا نہیں یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا

آغاز:۔

اولاً چند سطر فارسی عبارت اور اشعار ہیں اس کے بعد اردو ہے۔

"لایق آنست سزاوار ہماں است کہ من بلذم جمیع حقایات و خیالات پریشاں بگو بیہودہ ہم از گفتن بیہودہ و لی فائدہ کوہ . . .

ادسی ہے ہمہ جا ہے تو ۔ کاس سنگل دہرتی آکاس کوں دور کہوں پاس کہوں، پھول کہوں، باس کہوں؟"

جیسا کہ نام سے واضح ہے اس میں مناجات ہیں

اختتام:۔

"اپرا پار جہانیاں جہاں دار سول صدقہ ہے پانو پہ توں قربان تیری موہنہ بول سو دار کیں کہا میں اس جیو جان تامیں نانک غریب سائیں تو بخشیں خطار۔

ترقیمہ:۔

تمام شد ۔ مناجات باری تعالیٰ از نانک شاہ بے پروا ۔ بتاریخ بست و یکم صفر المظفر سنہ ۱۳۰۲ھ مطابق ماہ دسمبر سنہ ۱۸۸۴ء۔

(۲۲۸) سندر سنگار

نمبر قسفہ (۳۳۲) سائز (۷×۴ ۱/۲) صفحہ (۱۳۱)

سطر (۹) خط نستعلیق

مصنف ۔ مہاکب رائے۔

تاریخ تصنیف قریب سنہ ۱۰۵۰ھ

مصنف گوالیار کا رہنے والا ایک قابل ترین شخص تھا ہندی شاعری میں اس کا کوئی مدمقابل نہیں تھا۔ شاہ جہاں کے دربار میں باریاب ہوا۔ شاہ جہاں نے جاگیر اور منصب سے سرفراز کر کے ملک الشعراء بنا دیا ہندی میں اس نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔

آغاز:۔

دیوی پوج سرسوتی پوجوں ہسر کی پائے
منسکار کر جور کیں کہے مہاکب رائے
نگر آگرو بست ہی جمنا تہ سب تھان
تہاں بادشاہ کرے بیٹھو شاہ جہاں
شاہ بڈو کیپ نہہ تنک ایوں کن بری جاییں
جیوں تارے سب کرن کی موہنی میں سمائیں

اس کتاب میں جو تمام تر ہندی ہے اور نستعلیق میں
لکھی گئی ہے۔ عورتوں کے متعلق فلسفی انداز میں بحث
کی گئی ہے۔ عشق و محبت کا فلسفہ بیان کیا ہے۔
معشوق کے اقسام اور صفتیں بیان کئے ہیں

شاہ جہاں کا شجرہ نسب:۔

پرہم بر تیمور لیو صاحب قراں پد
تاکو میران شاہ بھسر سلطان محمد
ابو سعید پن عمر سیکھ بابر جو ہمایوں
شاہ اکبر جان بھسر جہانگیر کناؤلی
تیہ بنس وتس کب راج بھن شاہ جہاں بڈم بکھت
دہر چھتر سو اہل ہو سو بادشاہ ولی تکہت

اختتام:۔

ایکسمین مندر میں راماں مین سیام رہیں دیکھت
میں رہیں ہوکی میں سرست ہیں ایکن کون بسیت
ایک بست میں یست

ناقص الآخر ہے۔
کتب خانہ سالار جنگ میں اس کے نسخے موجود ہیں

(۲۴) سندر سنگار (دوسرا نسخہ)

نمبر فلسفہ (۳۳) سائز (۸×۱۲) صفحہ (۵۵)
سطر (۱۷) خط نستعلیق۔
مصنف۔ جہاکب رائے۔
تاریخ تصنیف عہد شاہ جہاں۔ کتابت ۱۲۰۲ھ

آغاز:۔

دیہی ہوجوں سرستی پوجوں ہسر کی پائے۔
سندکار کر جوڑ کے ویچی گرنت بناتے

اختتام:۔

ہالسنجو کشن جو سو کہو تم ایسے جائے میہدی کے۔
جات کہوں دینہ بہی مول جات ہے۔

ترقیمہ:۔

الحمد اللہ یہ رسالہ رس درس نام علم موسیقی
کا موافق حکم جہاں مطاع عالم مطیع حاتم زماں رستم
دوراں کان کرم بحر نوال قدردان علم و اہل کمال
غریب پرور عالی قدر نواب صمصام الملک بہادر
دام اللہ تعالیٰ اقبالہ الی یوم القیام کے
خانہ زاد موروثی محمد فخر الدین کاتب نے
مطابق لکھوانے غلام علی قوال کے بیچ تاریخ
غرہ رجب ۱۱۷۲ھ روز یکشنبہ اختتام کو
پہونچایا۔

(۲۵) راگ سارنگ

نمبر فلسفہ (۳۱۹۶) سائز (۵×۹) صفحہ (۱۲۴)
سطر (۱۱) خط نستعلیق۔
مصنف۔ شاہ محمد و دیگر اصحاب۔
تاریخ تصنیف ۱۱۶۰ھ کاتب ۱۱۶۰ھ
مصنف کے متعلق بہ تیقن کوئی صراحت نہیں
کی جاسکتی۔

آغاز:۔

بالی نبود بہانوتی لیلا سوک پونیت مق بہاکے
سادھو سادھو لی سو نبو پر بہیت سنگل دیومن سانکے
کالندری کی پنگت بست دیکو دھوری نگر بالا ہو
کال نیم او کر سین جنیس کول مہ بچیو کنس جو لاہو

آغاز:-

پرسوتم پرماتما پوران ایو انبیس
آد ہر سں اب جانت ہے لوہ نواون سیں
منو سکھ یوجی پرتم گروسنت
تم پرساد سر میر کی خیر انداسی پرست

اختتام:-

جگ جوگ ہر تتت کر میرہ گیان دود کر کیو
اتم نت بچپار کر اچپا من من سن رہے

ترقیمہ:-

... بوقت چار گھڑی شب گزشتہ جمعہ ... چہاردہم شہر ... ۱۲۵۱ ہجری در قصبہ ... بخط نام حافظ بدرالدین احمد ... باتفاق آپ خوردار چند سال ... اردبود

(۷۲۹) گرنتھ یا جھوگن

نمبر مذاہب (۵۳) سائز (۹×۵) صفحہ ۲۰
سطر (۱۵) خط ۔ نستعلیق
مصنف ۔ صابر
تاریخ تصنیف قریب ۱۲۵۰ھ
مصنف کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہو

آغاز:-

... ہرن تم ہو سدا گنت موسہاے
نبی کر جوریں کروں دنتی گر مست ساہی
یہ گنیوں مرتج سب اپنی اچھا ہائے
تاکوں ہوں بندی کروں ہاتھ جوریائی
کرناں گر کرکہت سدان مشکل ...
ایس اشر کو تی ... و زبان

اس کتاب میں وید کے چند مذہبی مسائل کو نظم کیا گیا ہے۔

اختتام:-

ویدک سونادہ پستم رہن گئی چہر منترہان
جل ہر سکھر ایک تھوا سنو پرست جان
جہت پرست نرسال کی کھامرت خوشی
پنکلا نین نام نبی ... رہی ......
بنی پاوے موہن سماسہم ہوت سبھم عوبات:

تصوف ہندو

(۷۳۰) راج یوگ آسن

نمبر کتاب (۲۱۵۹ جدید) سائز (۱۳×$8\frac{1}{2}$ انچ)
صفحہ (۲۴) سطر (۲۰ و مختلف) خط ۔ نستعلیق
تاریخ کتابت ۱۲۵۱ھ

آغاز:-

"راج یوگ کے چار آسن ... پدم آسن نام کی توجیہ پدم بمعنی پیر اور آسن بمعنی نشست ۔ اس آسن میں پیر لپیٹ کر بیٹھتے ہیں"

یہ رسالہ یوگیوں کی عبادت کے آسن سے متعلق ہے ۔ اس میں ہر آسن کے طریقہ کے ساتھ اسکی تصویر بھی بتلائی گئی ہے لیکن اس پر مصنف وغیرہ کا نام نہیں ہے۔ اس میں (۹) تصاویر آسن کے ہیں۔ رسالہ کا نام بھی ... ہے ۔ اس لئے اس کا وہی نام قرار دیا گیا جو پہلے صفحہ پر لکھا ہوا ہے۔

اختتام:-

"اس وقت وہ آسن سدھ یعنے مکمل ہو جاتے ۔ یہ وقت ... پڑھا جاتا ہے"

اختتام

خدا کا شکر ہے کہ کتب خانہ آصفیہ (اسٹیٹ سنٹرل لائبریری) کے اردو قلمی کتابوں کی پہلی جلد ختم ہو گئی اس میں حسب ذیل سات شعبوں کی کتابوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

(۱) ادبیات (۲) تاریخ
(۳) سائنس (۴) علوم عمرانیات
(۵) فلسفہ (۶) لسانیات

(۷) مذاہب اور ہندی کتابیں

ان سات شعبوں کو کئی فنوں پر تقسیم کیا گیا ہے اور ان کے تحت (۲۳۰) قلمی کتابوں کی تفصیل کی گئی ہے۔

آغاز کتاب میں اس امر کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ پہلی مرتبہ جب ۱۹۵۵ء مسودہ مرتب کیا گیا تھا تو اس میں صرف (۸۸۲) کتابوں کی وضاحت کی گئی تھی۔ اب مزید کئی سو کتابیں جو غیر مرتب تھیں دستیاب ہوئیں۔ اس لئے اب دو جلدوں میں اس فہرست کو تقسیم کر دیا گیا ہے دوسری جلد اسلامیات سے متعلق ہے۔ اس میں حسب ذیل فنون کا تذکرہ کیا جا رہا ہے

(۱) تجوید و علوم قرآن (۲) تفسیر و ترجمہ قرآن
(۳) حدیث (۴) ادعیہ
(۵) فقہ و عقائد (۶) پند و نصائح

(۷) مناظرہ وکلام (۸) تصوف واخلاق

ان کے علاوہ جن فنون کا تذکرہ جلد اول میں ہو چکا ہے ان کا تکملہ بھی دوسری جلد میں کیا گیا ہے۔ کیونکہ کئی کتابیں تلاش میں پھر سے ہمدست ہوئی ہیں۔

خاتمہ کتاب پر مجھے مرحوم ڈاکٹر راحت اللہ خاں صاحب کیوریٹر کتب خانہ آصفیہ اور حال مہتمم اسٹیٹ سنٹرل لائبریری شری جعفر علی صاحب بی اے کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے ان دونوں کی مہربانی سے کام کرنے کی پوری سہولت ملی۔

میں مولوی قدرت رحیم صاحب مولوی عبدالرحمان صاحب مرحوم مولوی ریاست علی خاں صاحب جناب مولوی محمد داؤد صاحب عمادی اور فصیح الدین صاحب کے امداد کا اعتراف کرتا ہوں جن سے میرے کام میں آسانی ہوئی۔

کتب خانہ سالار جنگ کی وضاحتی فہرست کے اختتام پر میں نے حضرت امجد کا ایک شعر نقل کیا ہے۔ افسوس ہے کہ اب حضرت امجد اس دنیا میں نہیں رہے مگر آپ کا نام زندہ رہے گا۔ وہی شعر مکرر یہاں لکھا جاتا ہے کیوں یہ میرے حسب حال ہے۔

امجد جہاں میں نام کی پروا نہیں مجھے
تا حد سعی کام کئے جا رہا ہوں میں

کٹل منڈی حیدرآباد
محرم سنہ ۱۳۸۱ ہجری
جولائی سنہ ۱۹۶۱ عیسوی

اشاریۂ اردو مخطوطات

(مرتبہ وقار خلیل صاحب)

(آ)

(ا)

(ب)

(پ)

(ت)

(ٹ)

(ث)

(ج)

(خ)

(ڈ)

(ذ)

(ر)

(ز)

(ش)

(ص)

(ض)

(ط)

(ظ)

(ع)

(غ)

(ف)

(ق)

(ک)

(گ)

(ل)

(م)

(و)

[1] جدید معلومات کے بموجب وجہی کا نام اسداللہ تھا۔

(و)

[1] جدید معلومات کے بموجب وجہی کا نام اسداللہ تھا۔

(ھ)

(ی)

تمت تمام شد

URDU MANUSCRIPTS

VOLUME I

A Descriptive Catalogue Of

STATE CENTRAL LIBRARY

(Kutub Khan -e- Asafia)

NASIRUDDIN HASHMI

(1961)

Can be had from

HABEEB Co.,

Station Road, [illegible], Hyderabad-A. P.

Printed by the Printing Press

The Islamic Publications Society (Regd.),

[illegible]

Urdu Manuscripts of the State Central Library

HYDERABAD, ANDHRA PRADESH

DURING the Asif Jahi Rule, the State Central Library was known as "The Asafia Library" and it was founded jointly by Moulvi Syed Hussain Bilgrami, Nawab Imad-ul Mulk and Mulla Abdull Qayyum in 1308 Hijri (1891 A.D). Later the Asafia Government sanctioned grant in aid and then the library was declared open to the Public.

From time to time many private libraries belonging to certain distinguished persons of Hyderabad were merged with this library, either by donation or purchase. The Libraries of Nawab Imadul-Mulk and Nawab Azam Yar Jung were donated by their generous owners and the libraries of Hakeem Syed Mohib Hussain and Hakeem Syed Qasim Bijapuri were purchased.

The fundamental aim of this library was to provide facilities to scholars, supply rare and useful material to Research Workers and to benifit the Public in general. With this aim in view rare manuscripts in classical and modern languages were acquired through donation and purchase, thereby puting a stop to the out flow of literary treasures of the State, some of which were being sold away for a song by their owners. After some time an English Section was also added to this library and a number of English books were purchased. From 1940 besides the books in the three regional languages of the State i. e. Telugu, Marathi and Kanarese, Hindi books were also acquired and added, and sufficient provision was made for future purchase.

After the integration of Hyderabad into the Union of India subsequent to the establishment of Andhra Pradesh, this library began to be called " State Centeral Library ".

At present this library contains more than one lakh fifty thousand volumes and manuscripts out of which more than sixteen thousand are manuscripts.

Formerly this library was housed in a building on the Abid Road which is now occupied by the Postal Department.

During the reign of H. E. H. the Nawab Mir Osman Ali Khan, Nizam

of Hyerabad a magnificient building was exclusively constructed on the bank of the river Musi to house this library and in the year 1936 this library was moved to this new building. In the year 1940, more extension and additions were made in this building and now it is a grand edifice worthy of housing a library of this calibre.

The inauguration ceremoney of the extended portions built, at a cost of nine lakhs, took place on the 9th July, 1961, when the whole building was kept open for the Public View. In the Past, Late Moulvi Syed Ali Hyder Raza Tabatabai Nawab Hyder Yar Jung, Late Moulvi Syed Abbas Hussain who were renowned scholars of Arabic and Persian have been the superintendents of this library. On the retirement of Moulvi Syed Abbas Hussain, Moulvi Hameed-ul-Zafar took Charge for a short period and ultimately Dr. Rahatulla M. A. Osmania, D. Ph. Oxford became the Curator of this library. After the demise of Rahatullah no permenant arrangement has yet been made for the Curator's post but Mr. Syed Jaffar Ali is incharge of the library.

During the Asif Jahi reign a Catalogue of Urdu, Persian and Arabic Books and Manuscripts was prepared and published. This catalogue is arranged subject-wise showing the names of books, authors and the date of publication etc. A catalogue of English books was also maintained but inspite of this some technical errors had exepts in the catalogue and lists regarding classification of books and to rectifiy this mistake seemed necessary.

In the year 1950 Anjumane Tarraqi-e-Urdu decided to prepare an exhastive list of the Urdu Manuscripts of this Library and this work was entrusted to me. I had to encounter many difficulties in accomplishing this work i. e. arranging the books subject-wise, page counting and deciphering the illegible handwriting. Besides, it was not an easy task for an individual to collect important information about these books and compile a list in shortest possible time. However a draft of this list was completed in a period of two years consisting of 882 Urdu Manuscripts but due to unavoidable circumstances, it was not sent to the press for a long time. During this period I have prepared and published the catalogues of books belonging to Salar Jung Library, Library of Central Records' Office and the Library of Hyderabad Museum.

Catalogue of Salar Jung Library:—

After the publication of the list prepared by me, a great number of scholars and learned men and women appreciated and admitted its importance and utility, but there have been certain heart breaking criticism on my efforts too. But in my opinion, they are more of a personal nature than a healthy criticism.

With regard to these criticisms, I would only say that I have put in my best efforts in the compilation of this catalogue and such a collosal task accomplished by an individual cannot be overlooked or ignored. Besides the catalogues were due to be published in a very short time and owing to this neither, the list could be revised nor the proofs checked.

In the libraries of British Museum, India office and Edenborough University where the catalogues concerned with oriental literature have been prepared by able professors like Prof. Reau. Prof. Athee, and Dr. Blumhardt and errors and omissions have been found. Nevertheless I have had the opportunity of making some correction in the list of Urdu Manuscripts of India Office prepared by the able Scholar, Prof. Blumhardt. In this connection I have to say that Mr. Sterey, the librarian had admitted these omissions and taken my orificison in a good spirit. It is not fair and justifiable for a critic to keep his eyes open for errors and omissions only regardless of the virtues, and values, such an attitude manifest self publicity and praise. A few points regarding the catalogue:—

As stated above, when this list was prepared it consisted of 882 manuscripts but now the number has risen to more than 1300 manuscripts. Consequently the catalogue is divided into two volumes, the details of which are as follows:— VOL. I Contains the under mentioned eight sections. a) Arts, b) History c) Science d) Socialogy e) Philosophy f) Languages g) Theology L) Hindi Books. Under the above headings 40 sub divisions have been made thereby introducing 751 manuscripts. The list that was prepared formerly was chronological, but this could not be continued due to a number of books being added later. Vol. II deals with books on Islam and other Arts.

In connection with this list I humbly request the scholars and experts to point out the errors ond omissions I may have made, keeping in view that it is not a healthy practice for a critic to become personal while expressing his views with regard to any work. I do admit my limitations on this subject but my primal aim is to do some service to the cause of Urdu.

In the Khuda Baksh Khan Library a list of 8000 manuscripts was prepared and completed in a period of several years by experts who were especially appointed on monthly renumeration. Considering the above statement the list in question took only two years for its completion and six months for publication, having been prepared by an individual. Under these circumstances errors and omisions could be condoned.

For printing these lists, neither Anjuman Tarraq-e-Urdu had any capital

at their command, nor the Government of Hyderabad had provided means of publication by paying the cost of these books in advance. As such the draft remaind a draft for a period of about 10 years. Ultimately the Ministry of Scientific Research and Cultural Affairs granted an aid subject to the condition that an equal amount may be raised to meet the cost of publication. Abiding by this condition the Research Institute of the Khawateen-e-Deccan Library is entrusted with this work by the Anjuman-e-Tarraqi Urdu.

A Major portion of the manuscripts of the State Central Library is such that it has not been published even to this day, and another portion comprises of such books the copies of which are not traceable. These manuscripts deal with the literature of Qutab Shahi, Adil Shahi, and even Asif Jahi period. Several manuscripts have been traced regarding the publications of the Dabistans of Delhi and Lucknow. Attempts have been made to arrange these books but this is not possible as the year of publication is not indicated in most of the manuscripts. As such the year of writing on compiling such manuscripts have been determined according to the language used. Under these circumstances it is possible that some errors might have crept in and it is also possible that the dates that are incorrect could be traced if further research is made.

Each book bears two numbers. The number that accompanying the name of the manuscript indicates the serial number but to trace these manuscript from the library the number below the name of the book along with the Ist line should be used.

In conclusion I deem it my proud privelege to express my thanks and gratitude to Shri Humayun Kabir, the Hon'ble Minister for Scientific and Cultural Affairs, that he made it possible for us to publish this catalogue by recommending the grant from the Central Government.

I have also to thank Mr. Habeeb-ur-Rahman, Secretary Anjuman Tarraqi-e-Urdu because initially this work was started under his able guidance and now it has been handed over to the Research Institute of Khawateen-e-Deccan Library.

I am also thankful to All India Anjuman Tarraqi-e-Urdu. For its beginning is due to the co-operation of the said Association. Late Khazi Abdul Gaffar its ex-Secretary took keen interest for its compilation.

I also thanks Sri Jaffar Ali for various facilities to work in the library.